McGill University Libraries
3 102 470 585 Z

C2U P276mq
INSTITUTE
OF
ISLAMIC
STUDIES
51083 ★ v.3
McGILL
UNIVERSITY

123

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ

مفہوم القرآن

الحمد سے والناس تک مسلسل

قرآن کریم کے سمجھنے اور سمجھانے کا بالکل نیا انداز

از پرویز

یہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے نہ تفسیر بلکہ اسکا مفہوم ایسے واضح مسلسل مربوط اور دلکش انداز میں پیش کیا گیا ہے جس سے قرآنی مطالب تابندہ ستاروں کی طرح نگہ بصیرت کے سامنے ابھر کر آجاتے ہیں

۱۴

میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ ۲۷ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

Mafhumu-l-Quran
Parvez
v. 3 (Parah 14–19)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفہوم القرآن کا چودھواں پارہ پیش خدمت ہے - پندرھواں پارہ زیر طبع ہے - جن حضرات کی نظروں سے اس سے پہلے پارے نہیں گذرے ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ نہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے اور نہ ہی اسکی تفسیر بلکہ یہ اس کا مفہوم ہے جسے اپنے لفظوں میں اسطرح بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی پوری تعلیم ، صاف - واضح - مسلسل اور مربوط شکل میں سامنے آجائے - اس میں مفہوم بیان کرنے والے کے ذاتی خیالات کا کوئی دخل نہیں - اس مفہوم کی سند ، لغات القرآن ہے ، جسے عربی زبان کی مستند کتب لغت سے مرتب کیا گیا ہے - اس میں جس لفظ کا مفہوم آپ کو مروجہ ترجموں سے مختلف نظر آئے ، اس کے صحیح ہونے کی دلیل اور سند لغات القرآن میں مل جائیگی - لغات القرآن چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے جن کی مجموعی قیمت ۵۷ روپے ہے -

۲ - قرآن کریم کا انداز یہ ہے کہ وہ اپنی تعلیم کو مختلف مقامات میں پیش کرتا ہے اور آیات کو پھیر پھیر کر لاتا ہے تا کہ ہر معاملہ کے مختلف گوشے سامنے آجائیں - مفہوم القرآن میں بھی اس کا التزام کیا گیا ہے - اس میں آپ کو جہاں جہاں دوسری آیات کے حوالے ملیں ، اس سے مراد یہ ہے کہ اس مضمون کی مزید وضاحت اُن مقامات میں آئی ہے - وہاں بھی دیکھ لیں -

۳ - مفہوم القرآن ایک ایک پارہ کر کے شائع ہوتا رہے گا - اگر آپ نے پہلے پارے نہیں خریدے تو اسے جلد حاصل کر لیں - ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا - پہلے پارے کا ہدیہ تین روپے ہے کیونکہ اس کی ضخامت ۸۱ صفحات ہے - باقی تمام پاروں کا ہدیہ دو روپے فی پارہ ہے -

۴ - مفہوم القرآن کی طباعت - اخذ - ترجمہ وغیرہ کے حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں -

اکتوبر ۱۹۶۳

(میاں) عبدالخالق
آنریری مینجنگ ڈائریکٹر
میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ۝٢ ذَرْهُمْ
يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝٣ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ ۝٤
مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝٥ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۝٦

---

۲ (اے رسول! اب یہ انقلاب اپنے فیصلہ کن مرحلہ پر پہنچ رہا ہے۔ اس کے بعد) یہ لوگ، جو اِسکی اِسطرح مخالفت کر رہے ہیں، اس حسرت میں رہیں گے کہ اے کاش! ہم بھی اسے تسلیم کر لیتے!

۳ (اس وقت) تو اِنہیں، اِن کے حال پر چھوڑ دے کہ یہ (زندگی کی حیوانی سطح پر ۴۷/۱۲) کھائیں، پیئیں اور سامانِ زیست سے فائدہ اٹھائیں (اسلئے کہ ان کے نزدیک، زندگی کا مقصد ہی یہ ہے۔ یہ اِنہی مشاغل میں الجھے رہیں اور اس طرح) اِن کی لمبی چوڑی آرزوئیں (۱۰۲/۱) انہیں (زندگی کے بلند مقاصد سے) غافل رکھیں۔ وہ وقت دُور نہیں کہ انہیں، اپنی اس غلط رَوش کے انجام کا علم ہو جائے گا (ابھی مہلت کا وقفہ ہے)۔

۴ اور (اِن سے پہلے بھی)، ہم نے کسی قوم کو، ان کی مہلت کا وقفہ پورا ہونے سے پہلے تباہ نہیں کیا۔ یہ وقفہ، ہمارے قانونِ مکافات کے مطابق متعین ہوتا ہے۔ اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ (۱۳/۳۸)

۵ ہمارا یہ قانونِ مہلت اس قدر اٹل ہے کہ نہ کوئی قوم اس، وقفہ سے پہلے ہلاک ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کے بعد زندہ رہ سکتی ہے۔ (غلط رَوش کے نتائج ٹھیک اپنے وقت پر ظہور میں آتے ہیں)۔

۶ (اِس وقت یہ لوگ خوابِ غفلت میں پڑے ہیں اور ان کے نشۂ قوت کی بدمستی کا یہ عالم ہے کہ)

لَوْ مَا تَأْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷﴾ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ﴿۸﴾

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ

مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۱﴾ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ

خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾

یہ کہتے ہیں کہ "اے وہ جس پر یہ قرآن نازل ہو رہا ہے' تو پاگل ہے"۔

۷ "اور اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے تو ایسا کیوں نہیں کرتا کہ فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آئے؟"

۸ (اے کاش! یہ بات ان کی سمجھ میں آسکتی کہ) ہم ملائکہ کو یونہی نازل نہیں کیا کرتے۔ وہ اُس وقت نازل ہوا کرتے ہیں جب نتائج کے 'حقیقتِ ثابتہ بن کر' سامنے آنے کا وقت آجائے۔ (وہی حق و باطل کی کشمکش کا آخری مرحلہ ہوتا ہے)۔ اُس کے بعد پھر کسی کو مہلت نہیں ملا کرتی۔

۹ اس قرآن کو ہم نے نازل کیا ہے (اس لئے اس کا ہر وعدہ سچا ہو کر رہے گا۔ اور چونکہ اِسے 'تمام نوعِ انسان کے لئے' ہمیشہ کے لئے 'ضابطہ ہدایت بن کر رہنا ہے' اس لئے اسے ہر طرح سے مکمل کر دیا گیا ہے۔ اس میں کسی ردوبدل کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔ ۶/۱۱۶)۔ اس لئے ہم خود اس کی حفاظت کریں گے۔ اسے دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہیں سکے گی۔

۱۰ (اور تم کوئی نئے رسول نہیں ہو) ہم نے 'تم سے پہلے بھی' مختلف گروہوں کی طرف' رسول بھیجے تھے۔

۱۱ لیکن جو رسول بھی آیا' لوگوں نے اُس سے (اسی طرح) مذاق کیا (جس طرح یہ تم سے مذاق کرتے ہیں۔ لہذا تمہارے لئے گھبرانے کی کوئی بات نہیں)۔

۱۲ یہ 'سب مجرمین کی مشترکہ نفسیاتی کیفیت ہے (کہ وہ' اپنی قوت کے نشے میں' دلائل و براہین کا جواب استہزاء و استخفاف سے دیتے ہیں)۔

۱۳ یہی کیفیت تمہاری قوم کی ہے۔ یہ بھی اس پر ایمان نہیں لائیں گے (اور جو کچھ پہلے لوگ کرتے رہے ہیں' وہی کچھ یہ بھی کریں گے)۔

۱۴ (یہ کہتے ہیں کہ اگر تو اپنے دعوائے رسالت میں سچا ہے تو ہمارے سامنے فرشتے لے آ۔ یہ اِن کی محض کٹ حجتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ) اگر ہم ان کے سامنے' آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیں اور یہ اُس میں چڑھنے بھی لگ جائیں (تو بھی یہ ایمان نہ لائیں)۔

لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَيَّنّٰهَا
لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾
وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا
مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾

---

۱۵ اُس وقت یہ کہنے لگ جائیں کہ ہماری نگاہ بندکردی گئی ہے۔ یا ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔ (ایمان لانے کا طریقہ یہ ہے کہ قرآن پر غور و فکر کیا جائے۔ نہ یہ کہ اس قسم کی خارقِ عادات باتوں کا تقاضا کیا جائے)

۱۶ (باقی رہا اِن کا یہ کہنا کہ اس قسم کی باتیں جو قرآن میں بیان ہوتی ہیں' اِن کو کاہن اور نجومی علم النجوم — ستاروں کے علم — کی رو سے بھی بتا سکتے ہیں۔ تو ستاروں کی کیفیت یہ ہے کہ) ہم نے فضا کی بلندیوں میں' اُبھرے ہوئے کرّے پھیلا رکھے ہیں' اور اُن سے روشنی منعکس ہوتی ہے تو وہ دیکھنے والوں کو بڑے خوشنما نظر آتے ہیں۔

۱۷ اور انہیں ہم نے ہر قسم کی تخریبی قوتوں سے محفوظ رکھا ہے۔ (اسی لئے تو یہ عظیم کارگہ کائنات' اس نظم و ضبط اور حسن و خوبی سے چل رہا ہے۔ یہ ہے ستاروں کی حقیقت جن کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ ان کی گردش سے انسانی مقدرات اور واقعات کے متعلق پیش گوئیاں کی جا سکتی ہیں)۔

۱۸ (ان پیش گوئیوں کی بھی اس سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں کہ یہ) محض ان کی قیاس آرائیاں ہیں۔ (یہ قیاس آرائیاں اُس زمانے میں تو چل سکتی تھیں جب علم کی روشنی اس قدر عام نہ تھی۔ اب' قرآن کے بعد' ان کا دور ختم ہو گیا)۔ اب ہر قیاس و تخمین کے پیچھے' علم و یقین کا ایک چمکتا ہوا شعلہ موجود ہے جو اُس کی حقیقت کو بے نقاب کر دیتا ہے۔ (۲۶/۲۱۰—۲۱۲ ; ۳۷/۸—۹ ; ۵۲/۳۸ ;
۶۷/۵ ; ۴۲/۸—۹)۔

۱۹ (حقیقت یہ ہے کہ یہ فضا' اور اس میں تیرنے والے کرّے' سب ہمارے نظامِ ربوبیت کے کل پرزے ہیں۔ بلندیوں کی طرف وہ کرّے' اور پستی کی طرف) زمین کا کرہ' جسے (گول ہونے کے باوجود) ہم نے پھیلا رکھا ہے اور اس میں بڑے بڑے پہاڑ بنا دیئے ہیں (جن سے' دیگر فوائد کے علاوہ' زمین کی آبپاشی کے لئے واٹر ورکس کا کام لیا جاتا ہے۔ اس پانی کے ذریعے) ہم نے' زمین میں' نہایت عمدہ توازن اور تناسب سے' تمام چیزیں اُگائیں۔

۲۰ اور زمین کی اس پیداوار کو' تمہارے لئے وجہ معاش (روزی کا سامان) بنایا —

51083

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَیْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾
وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ
حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ (۲ ع ۲ ۲)

تمہارے لئے بھی' اور اس مخلوق کے لئے بھی جن کے لئے تم رزق مہیا نہیں کرتے۔

۲۱ ہمارے پاس (کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں) ان چیزوں کے بے بہا ذخیرے ہیں (جو تمہارے لئے سامان زیست بنتی ہیں) لیکن ہم انہیں' ایک معینہ اندازے کے مطابق' باہر لاتے ہیں۔ (اِس معینہ اندازے کا دوسرا نام قانونِ فطرت ہے)۔

۲۲ اس مقصد کے لئے' ہم ہوائیں چلاتے ہیں جو پانی کے بخارات سے لدی ہوتی ہیں۔ (برعکس آندھیوں کے۔ ۱۸/۵)۔ پھر ہم' اِنہی' بادلوں سے مینہ برساتے ہیں۔ اور اس کا پانی تمہارے پینے کے کام آتا ہے۔ (یہ ذخائر ہمارے پاس رہتے ہیں) تمہارے پاس نہیں رہتے۔

۲۳ اور (ہر شے کو ہمارے قانون کے مطابق) زندگی ملتی ہے اور اسی کے مطابق اُس پر موت طاری ہوتی ہے۔

(ان تصریحات سے واضح ہے کہ کائنات میں جس قدر سامانِ زیست ہے' اس کے) مالک ہم ہیں۔ (تم مالک نہیں ہو کہ اسے سمیٹ کر بیٹھ جاؤ۔ ۴،۲ — ۵۶/۶۳)۔

۲۴ اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے کون (اپنی ہنرمندیوں اور چابک دستیوں کی بنا پر) آگے بڑھ جانے والے (اور اس طرح سامانِ معیشت کو اپنے قبضے میں لے لینے والے) ہیں۔ اور کون پیچھے رہ جانے والے ہیں۔

۲۵ (لیکن ہمارا نظامِ ربوبیت اس قسم کی تفریق و تقسیم کی اجازت نہیں دے سکتا) ہم ان سب کو یک جا اکٹھا کر دیں گے۔ اور یہ ہمارے اس قانون کی رو سے ہوگا جو سرتاسر علم و حکمت پر مبنی ہے۔

۲۶ (یہی وہ حقیقت ہے جسے' قصۂ آدم کے تمثیلی انداز میں' پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے اور جسے اب پھر دہرایا جاتا ہے)۔ یہ حقیقت ہے کہ انسان کی پیدائش کی ابتداء سیاہ کیچڑ سے ہوئی' جو سوکھ کر کھنکھنانے لگتا ہے۔ (یعنی وہ طین لازب جس سے زندگی کا اوّلیں جرثومہ

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ
مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ
اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۲﴾
قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾

وجود میں آیا (۳۴/۱۱)۔

۲۷ واضح رہے کہ انسانی تخلیق سے پہلے کرۂ ارض میں بے پناہ حرارت تھی۔ اس لئے ابتداءً یہاں ایسی مخلوق کی نمود ہوئی جس میں حرارت برداشت کرنے کی بڑی صلاحیت تھی۔ وہ مخلوق اب باقی نہیں رہی۔ انسان اسی کا جانشین ہے (۲/۳۰)۔

۲۸ اور جب تیرے نشو و نما دینے والے نے کائناتی قوتوں سے کہا کہ میں سیاہ کیچڑ کی کھنکھنی مٹی سے انسان کی تخلیق کی ابتدا کرنے والا ہوں۔

۲۹ سو جب ایسا ہو کہ وہ زندگی کی مختلف ارتقائی منازل طے کر کے، اس مقام تک پہنچ جائے جہاں اس میں ٹھیک ٹھیک تناسب اور توازن قائم ہو جائے، اور میں، اس میں، اپنی توانائی کا ایک شمہ ڈال دوں، اور یوں وہ صاحب اختیار و ارادہ، انسانی ذات کا حامل 'بشر' بن جائے، تو تم اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا۔

۳۰ چنانچہ اس پروگرام کے مطابق، تمام کائناتی قوتیں اس کے سامنے جُھک گئیں۔ (یعنی انسان میں یہ صلاحیت رکھ دی گئی کہ وہ فطرت کی قوتوں کو مسخر کر سکے)۔

۳۱ لیکن اس کے اپنے سرکش جذبات اس کے سامنے نہ جھکے۔ انہوں نے اِس سے انکار کر دیا اور سرکشی اختیار کر لی (۲/۳۴)۔

۳۲ خدا نے ابلیس (انسان کے سرکش جذبات) سے پوچھا کہ تم اس کے سامنے جھکنے والوں میں سے کیوں نہیں ہوئے؟ تم نے سرکشی کیوں اختیار کی؟

۳۳ اس نے کہا کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں ایک ایسی مخلوق کے سامنے جھک جاؤں جسے سیاہ کیچڑ کی کھنکتی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے (یعنی انسان کی مادی تخلیق ایسی ہے کہ اسکے سرکش جذبات اس پر غالب رہتے ہیں۔ لیکن اسے جو خدائی توانائی کی جھلک — انسانی ذات — دیدی گئی ہے، اس سے یہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس کے جذبات اس پر غالب نہ آئیں)۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٣٤﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ﴿٣٥﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ
يُبْعَثُونَ ﴿٣٦﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿٣٧﴾ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي
لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ قَالَ
هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾

---

۳۴ خدانے کہاکہ تو اس حالت سے نکل جا۔ تو ہر قسم کی سعادت سے محروم ہوگیا۔ (اگر انسان اپنے جذبات سے مغلوب ہو جائے' اور انہیں قوانین خداوندی کے تابع نہ رکھے' تو وہ' زندگی کی سعادتوں سے محروم رہ جاتا ہے) (۱۵/۴۵)

۳۵ اور یہ محرومی انسان کے ساتھ مسلسل لگی رہتی ہے — اس دنیا میں بھی' اور اسکے بعد کی زندگی میں بھی۔

۳۶ اس نے کہاکہ مجھے انسان کی نشاۃِ ثانیہ تک مہلت دیدی جائے۔ (اُس دور تک کہ انسان کی ترقی کے راستے میں جس قدر موانع ہیں' یہ انہیں دور کرکے' صحیح انسانی آزادی حاصل کرلے۔ جب انسان' ان تمام موانع کو دور کرکے' وحیِ الٰہی کے مطابق' صحیح آزادی حاصل کرلے گا تو اُس وقت' اس پر' اس کے تخریبی جذبات غالب نہیں آسکیں گے (۱۵ـــ۱۴ / ۷)۔

۳۷ خدانے کہاکہ ہاں! تجھے اُس وقت تک کے لئے مہلت دی جاتی ہے۔ یعنی ایک وقتِ معلوم تک کے

۳۸ لئے۔ ("وقتِ معلوم" اِس لئے کہ انسان کی صحیح آزادی کا دور' جس میں وہ اپنے پست جذبات پر غلبہ حاصل کرلے' ایسا نہیں جس کا کسی کو علم ہی نہ ہوسکے۔ یہ کوئی رازِ درونِ پردہ نہیں —— اِس کا ہر ایک کو علم ہوگا —— اور ہوتا ہے)۔

۳۹ اس نے کہاکہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھے جو' اس طرح' زندگی کی سعادتوں سے محروم کردیا' اور مجھ پر خوشگواریوں کی راہ مسدود کردی ہے' تو میں بھی اب ایسا کروں گا کہ انسانوں کو' ان کی طبیعی زندگی کے مفاد و اسباب اس طرح خوشنما بناکر دکھاؤں کہ وہ انہی میں الجھ کر رہ جائیں' اور انسانی زندگی کے بلند مقاصد کو یکسر نظر انداز کردیں۔ (اور یوں' میری طرح' یہ بھی زندگی کی حقیقی سعادتوں سے محروم رہ جائیں)۔

۴۰ ہاں! جو تیرے مخلص بندے ہوں گے' ان پر میرا زور نہیں چل سکے گا۔ (وہ اپنے آپ کو وحی کے تابع رکھیں گے' اس لئے سرکش جذبات ان پر غالب نہیں آسکیں گے)۔

۴۱ خدانے کہاکہ جس راہ پر یہ مخلص بندے چلیں گے' وہی' وہ توازن بدوش' راہ ہے جو

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿۴۲﴾ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ
أَجْمَعِينَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ ﴿۴۴﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۴۵﴾
ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ﴿۴۷﴾ لَا
يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ ﴿۴۸﴾

انہیں سیدھی زندگی کی منزلِ مقصود تک پہنچا دے گی۔ یہی راہ میری طرف لانے والی ہے (۶/۱۵۳)۔

۴۲ میرے ان بندوں پر تیرا غلبہ نہیں ہو سکے گا۔ تیرا غلبہ انہی پر ہو سکے گا جو اس متوازن راہ کو چھوڑ کر تیرے پیچھے لگ جائیں۔

۴۳ یقیناً ان سب کے لئے تباہی اور بربادی کا جہنم ہے —— اور یہ وہاں پہنچ کر رہیں گے۔

۴۴ تباہی تو سب کے لئے ایک جیسی ہوگی، لیکن اس تک پہنچنے کے راستے مختلف ہوں گے۔ ان میں سے ہر گروہ کا الگ راستہ ہوگا جہاں سے وہ تباہی کے جہنم میں داخل ہوگا۔ (یعنی صراطِ مستقیم، جو جنت تک لیجاتی ہے ایک ہی ہے۔ لیکن جب اسے چھوڑ دیا جائے تو غلط راستے بے شمار ہوتے ہیں اور مختلف لوگ مختلف راستوں سے تباہی تک پہنچ جاتے ہیں —— ٹھیک نشانے کا مقام ایک ہی ہوتا ہے، غلط نشانے کے مقامات لاتعداد ہو سکتے ہیں۔ ٹھیک جواب ایک ہی ہوتا ہے۔ غلط جوابات کا شمار نہیں ہو سکتا ۔ خدا کا دین ایک ہی ہے۔ انسانوں کے خود ساختہ مذاہب بے شمار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دین میں فرقے نہیں ہو سکتے۔ (۳۰/۳۱ —— ۳۰)

۴۵ ان کے برعکس متقین (زندگی کی تباہیوں سے بچ کر قوانینِ خداوندی کے مطابق چلنے والوں) کی منزل سرسبز و شاداب باغات اور جاری چشمے ہوں گے۔

۴۶ اس جنتی معاشرہ میں (جو اس دنیا کی زندگی سے اُخروی زندگی تک مسلسل چلا جائے گا) وہ ہر تباہی سے مامون ہوں گے اور ان کی تمام صلاحیتوں کی پوری پوری نشو و نما ہوتی جائے گی۔

۴۷ اس معاشرہ کے افراد کے دلوں میں (ایک دوسرے کی طرف سے جس قدر) گرہیں ہونگی سب صاف ہو جائیں گی —— بغض، کینہ، عداوت، فریب کی کوئی بات نہیں رہے گی۔ حتیٰ کہ کوئی راز ایسا نہیں ہوگا جسے وہ ایک دوسرے سے پوشیدہ رکھیں (۴۴/۱۲)۔ وہ بھائیوں کی طرح دل کھول کر، ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھیں گے۔

۴۸ وہاں انہیں مشقت، تکان یا واماندگی چھو تک نہیں سکے گی۔ وہ ہر وقت تر و تازہ

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ
اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ
بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا
تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا
الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾

اور ہشاش بشاش رہیں گے۔ نہ ہی وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

۴۹ (اے رسول!) میرے بندوں کو یہ خبر سنا دو کہ میرے ہاں ان کے لئے ہر قسم کی حفاظت اور نشو و نما کا سامان ہے۔

۵۰ لیکن جو لوگ میرے قوانین کی خلاف ورزی کر کے اپنے لئے سامانِ ہلاکت خرید لیں گے، ان کے لئے بڑی ہی الم انگیز تباہیاں ہوں گی۔

۵۱ الم انگیز تباہی کا یہ عذاب کس طرح آیا کرتا ہے، اس کے لئے انہیں (مثلاً) قوم لوط کی تباہی کا قصہ سناؤ جس کی ابتدا، ابراہیمؑ کے ہاں آنے والے مہمانوں سے ہوتی ہے۔ (۱۱/۶۹)۔

۵۲ وہ جب ابراہیمؑ کے ہاں آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری سلامتی کے خواہاں ہیں۔ اس نے کہا کہ (تم اجنبی لوگ ہو اس لئے) مجھے تم سے کچھ اندیشہ سا ہے۔

۵۳ انہوں نے کہا کہ اندیشہ اور خطرہ کی کوئی بات نہیں۔ ہم تمہیں ایک ایسے بیٹے کی خوش خبری دیتے ہیں جو صاحبِ علم ہو گا۔

۵۴ اس نے کہا کہ تم مجھے بیٹے کی خوشخبری دیتے ہو، حالانکہ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں — تم مجھے اولاد کی خوشخبری کن قرائن کی رُو سے دیتے ہو؟ اب میرے ہاں اولاد کی کیا امید ہو سکتی ہے؟

۵۵ انہوں نے کہا کہ ہم تمہیں بالکل سچی خوشخبری دیتے ہیں۔ تم ناامید مت ہو۔

۵۶ ابراہیمؑ نے کہا کہ نہیں! میں خدا کی رحمت سے ناامید نہیں ہوں۔ اُس سے تو وہی ناامید ہوتے ہیں جو اُس کا راستہ چھوڑ کر غلط راستوں پر چل نکلیں۔ یا جنہیں صحیح راستہ نہ مل سکے۔ جو اس کی راہ پر چلیں، ان کے سامنے، اسکی رحمت کے عالمگیر نقشے ہوتے ہیں۔ لہٰذا، میں اسکی رحمت سے کیسے مایوس ہو سکتا ہوں؟ میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ عام قرائن کے لحاظ سے اب میرے ہاں اولاد کی امید نہیں ہو سکتی۔

۵۷ پھر اس نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ تم جو بھیجے ہوئے آئے ہو، تو وہ کونسی مہم ہے جس کے لئے تم مامور ہو؟

قَالُوٓا إِنَّآ أُرْسِلْنَآ إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿٥٨﴾ إِلَّآ ءَالَ لُوطٍ ۖ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٩﴾ إِلَّا ٱمْرَأَتَهُۥ قَدَّرْنَآ ۙ
إِنَّهَا لَمِنَ ٱلْغَٰبِرِينَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا جَآءَ ءَالَ لُوطٍ ٱلْمُرْسَلُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ ﴿٦٢﴾ قَالُوا۟ بَلْ جِئْنَٰكَ
بِمَا كَانُوا۟ فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿٦٣﴾ وَأَتَيْنَٰكَ بِٱلْحَقِّ وَإِنَّا لَصَٰدِقُونَ ﴿٦٤﴾ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ ٱلَّيْلِ وَٱتَّبِعْ
أَدْبَٰرَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ وَٱمْضُوا۟ حَيْثُ تُؤْمَرُونَ ﴿٦٥﴾ وَقَضَيْنَآ إِلَيْهِ ذَٰلِكَ ٱلْأَمْرَ أَنَّ
دَابِرَ هَٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِينَ ﴿٦٦﴾ وَجَآءَ أَهْلُ ٱلْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٦٧﴾

۵۸ انہوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ یعنی قوم لوطؑ کی طرف۔

۵۹ وہ ساری قوم تباہ ہو جائے گی' بجز لوطؑ کی اپنی جماعت کے لوگوں کے۔ انہیں بچا لیا جائے گا۔

۶۰ حتّٰی کہ لوطؑ کے اپنے گھرانے کے لوگوں میں سے' اس کی بیوی بھی تباہ ہو جائے گی۔ اس کے متعلق ہمارا اندازہ یہی ہے کہ وہ لوطؑ کے ساتھ نہیں جائے گی۔ قوم مخالف کے ساتھ پیچھے رہ جائے گی۔

۶۱ پھر جب وہ پیغامبر' قوم لوطؑ کے پاس آئے۔

۶۲ تو لوطؑ نے ان سے کہا کہ تم لوگ یہاں کے رہنے والے نہیں۔ اجنبی معلوم ہوتے ہو!

۶۳ انہوں نے کہا کہ یہ ٹھیک ہے کہ ہم یہاں کے رہنے والے نہیں۔ لیکن ہم وہ بات لے کر آئے ہیں جس کی بابت یہ لوگ تم سے جھگڑتے رہتے ہیں۔ (یعنی وہ تباہی جس سے تم انہیں آگاہ کیا کرتے ہو' اور یہ کہا کرتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو اسے لا کر دکھاؤ!)۔

۶۴ ہم اس تباہی کو ایک ٹھوس حقیقت بنا کر ان کے سامنے لانے کے لئے آئے ہیں۔ ہم بالکل سچ کہتے ہیں۔ ایسا ہو کر رہے گا۔

۶۵ سو تم اپنی جماعت کو لے کر' کچھ رات گئے یہاں سے نکل جاؤ۔ آگے آگے انہیں جانے دو' اور ان کے پیچھے پیچھے تم خود چلو (کہ خطرہ کے وقت 'امام' ۔ لیڈر۔ کو سب کے بعد جانا چاہیئے)۔ اور یہاں سے یوں دامن فشاں اٹھو کہ پھر اس طرف مڑ کر بھی نہ دیکھو (۱۱/۸۱)۔ اور جس مقام کا تمہیں (خدا کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے' وہاں چلے جاؤ۔

۶۶ اور ہم نے لوطؑ کو بذریعہ وحی بتا دیا کہ صبح ہوتے ہی اس قوم کی جڑیں کٹ جائیں گی۔

۶۷ اِدھر یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ اُدھر جب بستی کے لوگوں کو ان نو واردوں کی اطلاع ملی تو

قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِىْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِىْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِىْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ
الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾

وہ خوشیاں مناتے ہوئے آپہنچے۔

۶۸ لوطؑ نے اُن سے کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں۔ تم ان سے کوئی نازیبا حرکت کر کے مجھے رسوا نہ کرو۔

۶۹ تم قانونِ خداوندی کی نگہداشت کرو اور میری تذلیل کا باعث نہ بنو۔

۷۰ انہوں نے لوطؑ سے کہا کہ کیا ہم نے تم سے کہا نہیں تھا کہ تم دوسری قوموں کے لوگوں کو اپنے ہاں نہ ٹھیرایا کرو؟ (اب اگر تم وہی کچھ کرو جس سے ہم نے تمہیں روکا تھا تو اس کا خمیازہ بھگتو)۔

۷۱ اس پر لوطؑ نے ان سے کہا کہ (اگر کوئی اجنبی مرد ادھر آنکلے تو اس کے یہ معنی تھوڑے ہیں کہ تم اس پر پل پڑو!) یہ تمہاری عورتیں جو میرے لئے بمنزلہ میری اپنی بیٹیوں کے ہیں، موجود ہیں۔ (اپنی نفسانی خواہش کو ان سے پورا کرو)۔

۷۲ اس مقام پر ان فرستادگان نے لوطؑ سے کہا کہ (تم کن لوگوں کے ساتھ مغز ماری کر رہے ہو؟) تمہاری زندگی کی قسم —— اور قسم اس دین کی جس پر تم ہو —— یہ لوگ تمہاری ایک نہیں سنیں گے۔ تم دیکھ نہیں رہے کہ یہ کس طرح اپنی بدمستیوں میں اندھے ہو رہے ہیں!

۷۳ قصہ مختصر۔ ان لوگوں کو، سورج نکلتے ہی، ایک ہولناک زلزلے نے آپکڑا۔

۷۴ اور آتش فشاں پہاڑ سے، ان پر مٹی کے پتھروں کی ایسی بارش ہوئی کہ ساری بستی تہ و بالا ہو گئی۔

۷۵ یقیناً اس واقعہ میں، ان لوگوں کے لئے عبرت کی بڑی نشانیاں ہیں جو فہم و فراست سے کام لے کر حقیقت تک پہنچنا چاہیں۔

۷۶ (قوم لوطؑ کی بستی کسی غیر معروف مقام میں نہیں تھی)۔ وہ اس راستے پر واقع تھی جہاں آمد و رفت کا سلسلہ اب تک قائم ہے۔ (اس لئے یہ لوگ، آتے جاتے، اُس کے کھنڈرات دیکھ سکتے ہیں)۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ وَإِن كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ ﴿٧٨﴾ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ
مُّبِينٍ ﴿٧٩﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ﴿٨٠﴾ وَآتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿٨١﴾ وَكَانُوا يَنْحِتُونَ ٥ ٢٩ ٥
مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا آمِنِينَ ﴿٨٢﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ﴿٨٣﴾ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨٤﴾
وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ ۖ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ ﴿٨٥﴾

---

٧٧ یقیناً ان کھنڈرات میں ان لوگوں کے لئے حقیقت شناسی کی نشانیاں ہیں جو خدا کے قانونِ مکافات پر یقین رکھتے ہیں۔

٧٨ اور اسی طرح، اصحاب الایکہ (گھنے جنگل کے رہنے والے، یعنی قبیلۂ مدین کے لوگ) بھی بڑے سرکش تھے۔

٧٩ سو ہم نے انہیں بھی ان کی سرکشی کی سزا دی — اور یہ دونوں بستیاں (یعنی قوم لوطؑ اور قومِ مدین کے شہر) عام شاہراہ پر واقع ہیں۔

٨٠ اور اصحاب الحجر، یعنی قوم ثمودؑ نے بھی اپنے رسولوں کے پیغام کی تکذیب کی۔

٨١ انہیں ہم نے واضح قوانین دیئے تھے، لیکن وہ ان سے روگرداں رہے۔

٨٢ (وہ بڑی طاقتور قوم تھی)۔ وہ لوگ پہاڑوں کو تراش کر، اپنے مکان بناتے تھے تاکہ (ان قلعہ نما گھروں میں) محفوظ رہیں۔

٨٣ (لیکن ان کے یہ محفوظ قلعے بھی انہیں خدا کے عذاب سے نہ بچا سکے) صبح ہوتے ہی انہیں سخت ہولناک آواز کے ساتھ، عذاب نے آدبوچا۔

٨٤ اور جو کچھ انہوں نے اپنی کوششوں سے اپنے لئے بنا رکھا تھا، وہ اُن کے کسی کام نہ آیا۔

٨٥ (اے رسول! تم نے دیکھ لیا کہ اقوامِ سابقہ کو اُن کے غلط اعمال نے کس طرح تباہ کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ) یہ سلسلۂ کائنات (ارض و سما) پیدا ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ ٹھوس تعمیری نتائج مرتب کرتا رہے۔ (تخریبی قوتیں، کائنات کے پروگرام میں فٹ نہیں بیٹھ سکتیں، اس لئے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ لہذا، جو کچھ اُن اقوام کے ساتھ ہوا، وہی کچھ تمہاری مخاطب قوم کے ساتھ بھی ہوگا)۔ وہ فیصلہ کن انقلاب جس سے انہیں متنبہ کیا جاتا ہے، آکر رہے گا۔ لہذا، تم ان سے الجھو نہیں۔ (تبلیغ حق کا جس قدر ضروری کام تھا، وہ ہو چکا)۔ اب

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ
إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۸۸﴾ وَقُلْ إِنِّيٓ أَنَا النَّذِيرُ
الْمُبِينُ ﴿۸۹﴾ كَمَآ أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿۹۰﴾ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِينَ ﴿۹۱﴾

تم ان سے، نہایت خوش آیند طریق سے الگ ہو کر، اپنے پروگرام کی تکمیل میں مصروف رہو۔ (۴۳/۳۰)

۸۶ یہ سب کچھ، تیرے اُس پروردگار کی طرف سے کہا جا رہا ہے جس نے اس تمام سلسلۂ کائنات کو پیدا کیا ہے اور وہ جانتا ہے کہ کس قسم کی سعی و عمل کا انجام کیا ہونا ہے!

۸۷ ہم نے تمہیں اس تاریخ کے متعدد واقعات کا علم دیا ہے، جو اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ قرآن عظیم عطا کیا ہے (جو ان اصولوں کو اپنے اندر رکھتا ہے جن کے مطابق اقوام کی موت اور حیات کے فیصلے ہوتے ہیں) (۳۹/۲۲)۔

۸۸ (تاریخ کی ان سرگزشتوں، اور قرآن کے ان بنیادی حقائق کے بعد) تم طبیعی زندگی کے اُس ساز و سامان کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو جو ہم نے، ان میں سے مختلف طبقات کے لوگوں کو دے رکھا ہے۔ (اقوامِ سابقہ کو اِن سے کہیں زیادہ سازو سامانِ زیست حاصل تھا)۔ نہ ہی تم اپنے آپ کو اس غم میں گھلاتے رہو کہ یہ لوگ صحیح راستے کی طرف آ کر، زندگی کی تباہیوں سے کیوں نہیں بچ جاتے! (نہ اقوامِ سابقہ نے اپنے پیغمبروں کی بات پر کان دھرا تھا۔ نہ یہ تمہاری بات سنیں گے)۔ تم اب (ان مخالفین کا خیال چھوڑ کر) اُن لوگوں کو، جو اس پیغام کی صداقت پر ایمان لے آئے ہیں، اپنے بازوؤں کے نیچے سمیٹتے جاؤ۔ (اور اس طرح مناسب تعلیم و تربیت سے، اپنی جماعتی تنظیم میں پختگی اور مرکزیت پیدا کرتے جاؤ۔ (۱۵/۹۴)۔

۸۹ اور فریق مخالف سے کہتے رہو کہ میں تمہیں، تمہاری غلط روش کے تباہ کن نتائج سے کھلے طور پر آگاہ کر رہا ہوں۔

۹۰ جن تباہیوں سے تو انہیں آگاہ کرتا ہے، ان کا کچھ اندازہ، ان لوگوں کو ہو بھی چکا ہے۔

۹۱ یہ لوگ آپس میں قسمیں کھا کھا کر تمہاری مخالفت کرتے اور پھر جھوٹی قسموں سے تمہیں اپنی رفاقت کا یقین دلاتے تھے (۵/۵۳ ؛ ۹/۱۰۷ ؛ ۱۴/۴۴ ؛ ۱۶/۳۸ ؛ ۶۸/۱۰)۔ اور اپنا سارا زور یہ مشہور کرنے میں صرف کر دیتے تھے کہ قرآن، جھوٹ، افترا، سحر اور کہانت کے سوا کچھ نہیں۔ سو ہم نے انہیں طرح طرح کے مصائب و نوازل میں مبتلا کیا۔ (اور یہ تو ابھی ہلکے ہلکے جھٹکے تھے — آگے آگے دیکھئے ہونا ہے کیا —)۔

فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾
اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ
صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ ع

۹۲ تیرے رب کا قانونِ مکافات اس پر شاہد ہے کہ ان سب سے ان کے اعمال کی باز پرس
۹۳ ہوگی۔ (اس قسم کی روش کا نتیجہ تباہی و بربادی کے سوا کچھ اور ہو نہیں سکتا)۔
۹۴ لہٰذا اے رسول! تم ان کا خیال مت کرو، بلکہ (جیسا کہ تم سے کہا گیا ہے ۱۵/۸۹) ان
سے الگ ہٹ کر اپنی جداگانہ تنظیم کرو، اور ان لوگوں سے اعراض برتو، جو خدا کے ساتھ اور
قوتوں کو بھی شریک کرتے ہیں۔
۹۵ یہ لوگ، جو خدا کے اقتدار کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کرتے ہیں، تمہاری ہنسی اڑا کر
۹۶ (بہت خوش ہوتے ہیں کہ بڑا کارنمایاں سرانجام دے رہے ہیں!)۔ ہم تیری طرف سے ان کے لئے
کافی ہیں۔ (ہمارا قانونِ مکافات ان سے نپٹ لے گا اور) انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ ان کے
اس استہزاء کا انجام کیا ہے!
۹۷ ہمیں اس کا بھی علم ہے کہ یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس کا تمہارے قلبِ حساس پر بڑا اثر
ہوتا ہے۔ اس سے تم کبیدہ خاطر ہو جاتے ہو۔
۹۸ (لیکن تم ان کی باتوں کی قطعاً پرواہ نہ کرو۔ یہ تو چاہتے ہی یہ ہیں کہ تمہیں ان باتوں میں الجھا کر
تمہاری قوتوں کو منفیانہ طور پر ضائع کر دیں)۔ تم اپنے پروگرام کی تکمیل میں ہمہ تن مصروف رہو تاکہ خدا
کا نظامِ ربوبیت اس انداز سے متشکل ہو کر سامنے آجائے کہ وہ خدا کی حمد و ستائش کا زندہ پیکر بن جائے۔
اس کے لئے ضروری ہے کہ تم قوانینِ خداوندی کی کامل اطاعت کرتے جاؤ ——— تم خود بھی ایسا کرو
اور تمہاری جماعت بھی ایسا ہی کرے۔
۹۹ اور اس طرح اپنے نشو و نما دینے والے کی محکومیت پورے طور پر اختیار کر لو، تاآنکہ تمہارا
یہ دعوےٰ (کہ جس نظام کی طرف تم دعوت دیتے ہو، وہ نہایت خوشگوار نتائج کا حامل ہوگا، اور
غلط نظام پر چلنے والوں کا انجام تباہی و بربادی ہوگا) پایۂ ثبوت تک پہنچ جائے اور ایک ٹھوس
حقیقت کی شکل میں دنیا کے سامنے آجائے۔

سُورَۃُ النَّحْلِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ ؕ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ① یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ
یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰی عَمَّا

---

۱ (یہ مخالفین تقاضا کرتے ہیں کہ جس تباہی سے تم انہیں بار بار ڈراتے ہو اُسے جلدی سے لے آؤ۔ ۲۹/۵۴ - ان سے کہو کہ اس کے متعلق) خدا کا حکم آچکا ہے۔ اس کا ظہور عنقریب ہو جائے گا۔ تم اس کے لئے اس قدر جلدی کیوں مچاتے ہو۔ (وہ تمہارے لئے کونسی ایسی خوش بختی کی بات ہے جسے تم جلد حاصل کر لینا چاہتے ہو! تم اپنے ذہن میں خیال کئے بیٹھے ہو کہ جن قوتوں کو تم خدا کا ہمسر قرار دے رہے ہو، وہ اس فیصلۂ خداوندی کو روک لینگی۔ یہ خیال باطل ہے)۔ خدا ان سے بلند و بالاتر ہے۔

۲ وہ اپنے قانون مشیت کے مطابق، اپنے بندوں میں سے جس کی طرف مناسب سمجھتا ہے، ملائکہ کو وحی دے کر بھیجتا ہے، تاکہ اس (وحی) کے ذریعے لوگوں کو آگاہ کر دیا جائے کہ کائنات میں اختیار و اقتدار صرف خدا کا ہے۔ کسی اور کا نہیں۔ لہذا، تمہیں اُسی کے قوانین کی نگہداشت کرنی چاہیئے۔

۳ اس نے بلند و پست کائنات کو، بطور ایک حقیقت[1] کے، تعمیری نتائج مرتب کرنے کے لئے

---

[1] قرآن کریم نے اس حقیقت کی بار بار وضاحت کی ہے کہ خدا نے کائنات کو بالحق پیدا کیا ہے۔ اس سے یہ بتلانا بھی مقصود ہے کہ
(باقی صفحہ ۵۹۴ پر)

يُشْرِكُوْنَ ③ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ④ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ
وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ⑤ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ⑥ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ
اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۭ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑦

پیدا کیا ہے۔ (اور اس کا پورا کنٹرول اس کے ہاتھ میں ہے)۔ جن قوتوں کے متعلق لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ خدا کی کارفرمائی میں شریک ہیں، خدا ان سے بہت بلند ہے۔ (وہ اپنے اقتدار کے لئے کسی کی مدد کا محتاج نہیں)۔

۴ (ذرا کائنات کے مختلف گوشوں پر غور کرو)۔ سب سے پہلے انسان ہی کو لو، جو قانونِ خداوندی کی مخالفت میں اچھل اچھل کر سامنے آتا ہے۔ اس کی پیدائش ایک قطرۂ آب سے ہوئی جو ممکنات کی اتنی بڑی دنیا اپنے اندر لئے تھا۔ (سوچو کہ اگر یہاں، خدا کے تعمیری قانونِ ربوبیت کے بجائے، تخریبی قوتیں کارفرما ہوتیں، تو یہ قطرۂ آب کسی صورت میں بھی انسانی پیکر اختیار کر سکتا تھا؟)۔

۵ اس سے آگے بڑھو اور ان مویشیوں کو دیکھو جنہیں اس نے تمہارے فائدے کے لئے پیدا کیا ہے۔ ان میں تمہارے گرم لباس (کے لئے اون اور کھال) ہے۔ اسکے علاوہ کئی اور منفعت بخش چیزیں ہیں۔ اور انہی میں ایسے جانور بھی ہیں جن کا گوشت تم کھاتے ہو۔

۶ (یہ تو اس کا افادی پہلو[1] ہے۔ اس کا دوسرا پہلو تحسین و جمال[2] کا ہے)۔ تم دیکھتے ہو کہ جب تم انہیں صبح (کی مرمریں روشنی اور شبنمی فضا میں) باہر جنگل میں چرانے کے لئے لے جاتے ہو، یا شام (کے شفق آگیں، سکوت افزا سمے میں)، انہیں چرا کر واپس لاتے ہو، تو یہ مناظر، حسن و جمال کی کس قدر دلآویز کیفیتیں اپنے اندر لئے ہوتے ہیں۔
(کیا یہ کسی ایسے نظم و نسق کا نتیجہ ہو سکتا ہے جو تخریبی قوتوں کے بل بوتے پر چل رہا ہو؟)

۷ پھر دیکھو! یہی جانور (جو ایسے دل فریب مناظر کا موجب بنتے ہیں)، تمہارے لئے باربرداری کا

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۵۹۳) کائنات ایک حقیقت (REALITY) ہے، خواب۔ وہم۔ سراب۔ مایا۔ فریب یا "حلقۂ دامِ خیال" نہیں۔ اس سے افلاطون کے قدیم تصور —— کہ اشیائے کائنات محض پرچھائیاں ہیں —— اور اس پر مبنی اُس تمام فلسفہ کی تردید ہو جاتی ہے جس نے اس اڑھائی ہزار سال کے عرصہ میں، مشرق اور مغرب کی قریب قریب ہر قوم کو مختلف انداز سے متاثر کیا ہے اور کائنات کے متعلق منفیانہ ردعمل پیدا کر کے، انسانی قوائے عملیہ کو شل کر کے رکھ دیا ہے۔

[1] UTILITARIAN ASPECT

[2] AESTHETIC OR APPRECIATIVE ASPECT.

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا
جَاۗىِٕرٌ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۹ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ
فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝۱۰

کام دیتے ہیں۔ یہ تمہارا سامان اٹھا کر ایسے دور دراز شہروں میں لے جاتے ہیں کہ اگر تمہیں وہاں پیدل جانا پڑے (اور اس کے ساتھ ہی یہ بوجھ بھی اٹھانا پڑے) تو یہ سفر تمہارے لئے جانکاہ مشقتوں کا باعث بن جائے۔

غور کرو کہ تمہارے خدا کا نظام ربوبیّت (جو کائنات کی وسعتوں میں پھیلا ہوا ہے) کسقدر رافت و رحمت کے سامان اپنے اندر رکھتا ہے!

۸ پھر تم گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کو دیکھو کہ تم ان سے سواری کا کام بھی لیتے ہو، اور اسکے ساتھ ہی وہ تمہارے لئے موجب زینت بھی ہیں۔ (تاکہ افادیت[1] اور جمالیت[2] کے دونوں گوشے معمور رہیں)۔

ان کے علاوہ، وہ اور بھی بہت سی چیزیں پیدا کرتا رہتا ہے جن کا تمہیں (ہنوز) علم نہیں۔

۹ تم دیکھتے ہو کہ یہ تمام جانور، کس طرح آنکھ بند کئے اس راستے پر چلے جاتے ہیں جس پر چلنے کے لئے انہیں پیدا کیا گیا ہے۔ ان کا اپنے جبلّی تقاضوں کے مطابق، صحیح راستوں پر چلے جانا، خدا ہی کے قانونِ ہدایت کی رُو سے ہے، حالانکہ ان کے سامنے اور راستے بھی موجود ہوتے ہیں جو ان کی جبلّی خِلقت سے دوسری طرف لے جاتے ہیں۔ لیکن وہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔

اسی طرح، اگر خدا چاہتا تو تمہیں بھی حیوانات کی طرح، مجبور پیدا کر دیتا، اور تم سب ان کی طرح، ایک مقررہ راستے پر چلے جاتے۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس نے تمہارے لئے ہدایت کا دوسرا طریق تجویز کیا ہے۔ (یعنی بذریعہ وحی و رسالت)۔

۱۰ (اب تم، اپنی اور حیوانات کی دنیا سے آگے بڑھ کر، خارجی کائنات کے دوسرے گوشوں پر غور کرو)۔ خدا وہ ہے جو (اپنے قانونِ طبیعی کے مطابق) بادلوں سے مینہ برساتا ہے جس میں سے کچھ تو تمہارے پینے کے کام آتا ہے اور کچھ زمین کو سیراب کرتا ہے جس سے جنگل پیدا ہوتے ہیں

---

[1] UTILITARIAN ASPECT

[2] AESTHETIC OR APPRECIATIVE ASPECT.

يُنۢبِتُ لَكُم بِهِ ٱلزَّرۡعَ وَٱلزَّيۡتُونَ وَٱلنَّخِيلَ وَٱلۡأَعۡنَٰبَ وَمِن كُلِّ ٱلثَّمَرَٰتِۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَأٓيَةٗ لِّقَوۡمٖ
يَتَفَكَّرُونَ ⑪ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلَّيۡلَ وَٱلنَّهَارَ وَٱلشَّمۡسَ وَٱلۡقَمَرَۖ وَٱلنُّجُومُ مُسَخَّرَٰتُۢ بِأَمۡرِهِۦٓۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَأٓيَٰتٖ لِّقَوۡمٖ يَعۡقِلُونَ ⑫ وَمَا ذَرَأَ لَكُمۡ فِي ٱلۡأَرۡضِ مُخۡتَلِفًا أَلۡوَٰنُهُۥٓۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَأٓيَةٗ لِّقَوۡمٖ
يَذَّكَّرُونَ ⑬ وَهُوَ ٱلَّذِي سَخَّرَ ٱلۡبَحۡرَ لِتَأۡكُلُواْ مِنۡهُ لَحۡمٗا طَرِيّٗا وَتَسۡتَخۡرِجُواْ مِنۡهُ حِلۡيَةٗ تَلۡبَسُونَهَاۖ
وَتَرَى ٱلۡفُلۡكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبۡتَغُواْ مِن فَضۡلِهِۦ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُونَ ⑭ وَأَلۡقَىٰ فِي ٱلۡأَرۡضِ رَوَٰسِيَ

جن میں تم اپنے مویشی چراتے ہو۔

۱۱ اسی پانی سے وہ تمہارے لئے کھیتیاں پیدا کرتا ہے۔ نیز زیتون' کھجور' انگور' اور دیگر طرح طرح کے پھلوں کے باغات۔ یقیناً اس تمام سلسلۂ تخلیق میں' غور و فکر کرنے والوں کے لئے خدا کے نظامِ ربوبیت اور کائنات کے بالحق پیدا کئے جانے کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

۱۲ اور اس نے رات اور دن۔ چاند اور سورج کو' تمہارے فائدے کے لئے' قانون کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ اور اسی طرح ستارے بھی' اُس کے قانون کی رو سے تمہارے لئے مسخر ہیں۔ ان امور میں بھی ان لوگوں کے لئے' جو عقل و فکر سے کام لیں' حقیقت تک پہنچنے کی نشانیاں ہیں۔

۱۳ اور اُس نے جو کچھ زمین میں تمہارے لئے پیدا کیا ہے' دیکھو! وہ کس قدر مختلف اقسام پر مشتمل ہے۔ اس میں بھی ان لوگوں کے لئے' جو قوانینِ خداوندی کو اپنے سامنے رکھتے ہیں منزل تک پہنچنے کا نشان ہے۔

۱۴ اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے سمندر (جیسی حدود ناآشنا اور مہیب قوت) کو قانون کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے کہ تم اس سے' تر و تازہ گوشت' اور زیورات (کے لئے موتی) نکالو جنہیں تم پہنتے ہو۔ اور تم دیکھو کہ جہاز کس طرح سینۂ بحر کو چیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں تاکہ تم (ان کے ذریعے' دور دور تک) تلاشِ معاش کرو' اور تمہاری کوششیں بھرپور نتائج پیدا کر سکیں۔

۱۵ اور اس نے زمین کو ایسا بنا دیا ہے کہ تم اس پر آرام اور سکون سے بیٹھے رہو اور وہ تمہیں لے کر گھومتی رہے۔ اور اس میں پہاڑ پیدا کر دیئے (جو تمہارے لئے دائروں کا بھی کام دیتے ہیں اور طرح طرح کے دیگر فوائد اپنے اندر رکھتے ہیں)۔ اور دریا اور خشکی کے راستے بنا دیئے تاکہ تم (بآسانی) اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جایا کرو۔ (۲۱/۲۱ ؛ ۳۱/۱۰)۔

اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ
كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ ؕ
اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾

---

۱۶ اور اس نے ایسے ایسے نشانات پیدا کر دیئے ہیں (جن سے راستہ چلنے والے دن کے وقت اپنی منزل کا تعین کر سکتے ہیں۔ باقی رہا رات کی تاریکیوں میں نشانِ راہ) سو اس کے لئے روشن ستارے بنا دیئے (جو جگمگاتی قندیلوں کی طرح) نشاناتِ راہ بنتے چلے جاتے ہیں۔

۱۷ (کائنات کے اس نظامِ تخلیق و ربوبیت پر غور کرو اور پھر سوچو کہ) کیا وہ جو یہ سب کچھ پیدا کر سکتا ہے اُس کے برابر ہو سکتا ہے جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتا۔ کیا تم اتنی سی بات بھی نہیں سمجھ سکتے اور اس سے حقیقت کو سامنے نہیں لا سکتے؟

۱۸ اور (ہم نے تو ابھی صرف چند چیزوں کا نام لیا ہے ورنہ اس مادۂ ربوبیت کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ) اگر تم خدا کی عطا کردہ نعمتوں کو گننا چاہو تو وہ تمہارے حیطۂ شمار میں نہ آ سکیں۔ یہ نعمتیں دو طرح کی ہیں۔ کچھ وہ جو تخریبی قوتوں سے تمہاری حفاظت کرتی ہیں۔ اور دوسری وہ جو تمہارے لئے سامانِ نشوونما بہم پہنچاتی ہیں۔

۱۹ (ان حفاظتی اور نشوونما دینے والی نعمتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ تمہاری ذات کی صلاحیتیں برومند ہوتی ہیں) وہ جانتا ہے کہ تمہاری کون کونسی صلاحیتیں نشوونما پا کر مشہود ہو چکی ہیں اور کون کونسی ہنوز مضمر ہیں۔ تم سے کیا کچھ ظاہر ہوتا ہے اور کیا کچھ چھپا رہتا ہے۔

۲۰ (یہ ہے وہ خدائے بزرگ و برتر جو عالمِ انفس و آفاق کا خالق، رازق اور رب ہے)۔ یہ لوگ اُس کے سوا، جن قوتوں سے اپنی مانگ وابستہ کرتے اور انہیں مدد کے لئے پکارتے ہیں، وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے۔ وہ تو خود مخلوق ہیں۔

۲۱ ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ زندہ انسانوں ہی سے نہیں بلکہ مُردوں تک سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں اور انہیں شریکِ خدائی سمجھتے ہیں — اُن مُردوں سے جنہیں اور باتوں کا علم ہونا تو ایک طرف، خود اپنے متعلق اتنا بھی معلوم نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

۲۲ (لہٰذا، اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لو کہ) کائنات میں ایک ہی ہستی ایسی ہے جسے

لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ ﴿۲۳﴾ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ مَّاذَاۤ
اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْۤا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۴﴾ لِیَحْمِلُوْۤا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ
یُضِلُّوْنَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْیَانَهُمْ مِّنَ ۳ ۴ ۹
الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَیْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

تم پر اقتدار حاصل ہے۔ وہ خدا کی ذات ہے۔ ان دلائل و براہین کے باوجود جو لوگ (محض مفادِ عاجلہ کو سامنے رکھتے ہیں اور) مستقبل کی زندگی پر ان کا ایمان نہیں، تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اُن کی عقلِ خود بیں، انہیں فریب کاریاں سکھاتی ہے اور اُسی کے بل بوتے پر وہ بڑے بنتے اور غرور اور سرکشی اختیار کرتے ہیں۔

۲۳ (لیکن یہ لوگ اس کا اقرار نہیں کریں گے کہ اُن کے، اس نظام کو تسلیم نہ کرنے کی اصلی وجہ کیا ہے۔ مگر اللہ تو ان کے حال سے بے خبر نہیں) وہ جانتا ہے کہ ان کے دل میں کیا ہوتا ہے اور ظاہر کیا کرتے ہیں۔ جو لوگ اس طرح تکبّر اور سرکشی اختیار کریں، وہ خدا کی نگاہ میں پسندیدہ نہیں قرار پا سکتے۔

۲۴ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ذرا اُس پر غور کرو جو تمہارے نشو و نما دینے والے نے نازل کیا ہے، (تو اِن کے دل میں تو وہ جذبات موجزن ہوتے ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، لیکن یہ صرف اتنا کہہ کر سر ہلا دیتے ہیں کہ) یہ اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ (اس سے زیادہ اس میں رکھا ہی کیا ہے؟)۔

۲۵ (یہ کہہ کر، یہ لوگ خود بھی غلط روش پر اڑے رہتے ہیں۔ اور چونکہ معاشرہ میں انہیں ممتاز حیثیت حاصل ہے، اس لئے، ان کی دیکھا دیکھی، عوام بھی اسی رَوش پر چلے جاتے ہیں) یہ ہیں وہ لوگ جو ظہورِ نتائج کے وقت، اپنے اعمال کا پورا بوجھ بھی اپنی پیٹھ پر لادے ہوں گے، اور اُن لوگوں کے اعمال کے بوجھ کا کچھ حصّہ بھی، جنہیں یہ اس طرح، بربنائے جہالت، گمراہ کر رہے ہیں (۲۹/۱۳)۔

اُف! کس قدر برا ہے وہ بوجھ جسے یہ لوگ اپنے اوپر لادے جا رہے ہیں۔

۲۶ (جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں، کوئی نئی بات نہیں)۔ ان سے پہلی قوموں نے بھی اسی قسم کی ڈپلومیسی اختیار کی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قوانینِ خداوندی نے ان کے نظام کی عمارت کی بنیاد تک کو ہلا دیا، اور اس کی چھتیں ان کے اوپر آ گریں۔ انہوں نے اپنی طرف سے ہر ممکن تدبیر کر رکھی تھی کہ ان کا نظام تباہ نہ ہو۔ لیکن ان پر، تباہی اور بربادی کا عذاب اُن راستوں سے آ پہنچا جو ان کی عقل و شعور میں نہیں تھے۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ
اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝ۙ۲۷ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ
مِنْ سُوْۗءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۸ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى
الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۲۹ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا
حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝ۙ۳۰

---

۲۷ (جو کچھ اُن لوگوں کے ساتھ ہوا، وہی کچھ اِن لوگوں کے ساتھ ہونے والا ہے) ظہورِ نتائج کے وقت اِن کے حصے میں بھی ہر قسم کی رسوائیاں آئیں گی۔ اُس وقت اِن سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے وہ اعیان و مددگار کہاں ہیں جنہیں تم، بزعمِ خویش، خدا کا شریک سمجھتے تھے (۶/۲۲) اور جن کے بل بوتے پر تم اُس کے نظام کی مخالفت کیا کرتے تھے۔

جو لوگ حقیقت کا علم رکھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اُس وقت، ہر قسم کی رسوائیاں اُن لوگوں کے لئے ہوں گی جو اِس نظامِ حق و صداقت کی مخالفت کرتے ہیں۔

۲۸ (یعنی اُن لوگوں کے لئے جو سمجھتے یہ ہیں کہ وہ دوسروں کے خلاف زیادتیاں کرتے ہیں حالانکہ وہ زیادتی خود ان کی اپنی ذات کے خلاف ہوتی ہے۔ وہ اسی روش پر چلتے رہتے ہیں حتیٰ کہ موت کے فرشتے ان کے سامنے آکر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اُسوقت یہ لوگ چلا اٹھیں گے کہ ہم بھی اس نظام کی تابعداری اختیار کرتے ہیں۔ اور کہیں گے کہ ہم کوئی خرابی کی بات نہیں کیا کرتے تھے۔

ان سے کہا جائے گا کہ تم غلط کہتے ہو۔ خدا کا قانونِ مکافات اچھی طرح جانتا ہے کہ تم کیا کچھ کرتے تھے۔

۲۹ اب تمہیں تباہی اور بربادی کے جہنم میں داخل ہونا پڑے گا اور اسی میں رہنا ہوگا۔

دیکھو! ذلت و خواری کی یہ زندگی ان لوگوں کے لئے کس قدر بری ہے جنہوں نے ناحق تکبر اور سرکشی اختیار کر رکھی تھی۔

۳۰ جن لوگوں نے قوانینِ خداوندی کے مطابق زندگی اختیار کر رکھی ہے (یعنی مومنین کی جماعت) اُن سے (یہ مخالفین) پوچھتے ہیں کہ جو کچھ تمہارے رب نے تمہاری طرف نازل کیا ہے، وہ ہے کیا؟ (اس کا ماحصل کیا ہے؟)۔ وہ اس کا جواب ایک لفظ میں دیتے ہیں۔ اور اسی ایک لفظ میں ساری

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ لَهُمۡ فِیۡهَا مَا یَشَآءُوۡنَ ؕ كَذٰلِكَ یَجۡزِی اللّٰهُ الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۳۱﴾
الَّذِیۡنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیۡنَ ۙ یَقُوۡلُوۡنَ سَلٰمٌ عَلَیۡكُمُ ۙ ادۡخُلُوا الۡجَنَّةَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۳۲﴾ هَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّاۤ
اَنۡ تَاۡتِیَهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ اَوۡ یَاۡتِیَ اَمۡرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنۡ كَانُوۡۤا
۴ اَنۡفُسَهُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمۡ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوۡا وَحَاقَ بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ یَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۳۴﴾
۴۹
۱۰

تفصیلات سمٹ کر آجاتی ہیں)۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے حاصل ہوگا ـــــ خیر ـــــ یعنی نفع بخشی اور زندگی کے ہر پہلو میں بہتری۔ بالفاظِ دیگر اس کا ماحصل یہ ہے کہ جو لوگ اس کے مطابق حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کریں گے، ان کے لئے اس دنیا کی زندگی میں بھی ہر طرح کی خوشگواریاں ہوں گی۔ اور مستقبل کی زندگی میں بھی ہر طرح کی بہتری۔ ($\frac{1}{۲۶}$)۔

قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرنے والوں کا گھر کتنا اچھا ہوگا!

۳۱ یعنی سدا بہار باغات کی خوشگواریاں جن کی شادابیوں میں کبھی فرق نہیں آئے گا۔ اُس میں وہ جو کچھ چاہیں گے انہیں میسر ہوگا۔

خدا کا قانون مکافات متقیوں کے حسن عمل کا اس طرح بدلہ دیا کرتا ہے۔

۳۲ یعنی ان لوگوں کے حسن عمل کا کہ (اُن کی زندگی تو ایک طرف) اُن کی موت بھی نہایت خوشگوار اور اطمینان بخش ہوتی ہے۔ ملائکہ انہیں امن و سلامتی کی خوش خبریاں دیتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ تم اپنے اعمال کے بدلے میں جنت میں رہو سہو۔

(غور کرو کہ ان دونوں گروہوں ـــــ یعنی قوانین خداوندی کا انکار کرنے والوں اور انکے مطابق چلنے والوں ـــــ کی زندگی دنیا اور آخرت دونوں میں کس قدر مختلف ہوگی!)۔

۳۳ یہ (مخالفین) اب اس کے سوا اور کس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ملائکہ ان پر عذاب لے کر اتر آئیں۔ یا تیرے رب کا فیصلہ (ویسے ہی) ظہور میں آجائے۔ یہی کچھ وہ لوگ بھی کیا کرتے تھے جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ (چنانچہ جب ان کے اعمال کے ظہورِ نتائج کا وقت آگیا تو وہ تباہ و برباد ہوگئے)۔ اللہ نے ان پر ذرا بھی زیادتی نہیں کی (اللہ کسی پر بھی زیادتی نہیں کیا کرتا)۔ اُنہوں نے خود ہی اپنے آپ پر زیادتی کی تھی۔

۳۴ یعنی خود ان کے اعمال کے بُرے نتائج ان کے سامنے آگئے اور جس تباہی سے آگاہ کرنے پر وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اُسی تباہی نے انہیں گھیر لیا۔

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن دُونِهِ
مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ
رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ۚ
فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٦﴾ إِن تَحْرِصْ عَلَىٰ هُدَاهُمْ فَإِنَّ
اللَّهَ لَا يَهْدِي مَن يُضِلُّ ۖ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٣٧﴾

---

۳۵ یہ لوگ جو خدا کے اقتدار و اختیار میں دوسروں کو بھی شریک کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ "اگر اللہ چاہتا تو ہم' اور ہمارے آباء و اجداد' خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرتے۔ اور نہ ہی اس کے حکم کے بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔ (یہ تو ہم اس لئے کر رہے ہیں کہ خدا کو منظور ہی ایسا ہے۔ ہمیں ہمارا اختیار اور قصور کیا ہے؟ انسان مجبور ہے" ——— یہ بات کچھ انہی سے مخصوص نہیں)۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی اِسی قسم کی روِش اختیار کر رکھی تھی۔ (وہ بھی اپنی غلط روِش کے جواز میں تقدیر کی آڑ لیا کرتے تھے) (۶/۱۴۹ ؛ ۳۶/۴۷ ؛ ۴۳/۲۰)۔

(اب سوچئے کہ جو لوگ اپنی گمراہی کا ذمہ دار خدا کو قرار دے دیں' انہیں کون راہ راست پر لا سکتا ہے؟) رسولوں کے ذمے تو اتنا ہی ہے کہ جو وحی انہیں دی جائے اسے واضح طور پر لوگوں تک پہنچا دیں۔

۳۶ ہم نے ہر قوم میں کسی نہ کسی رسول کو بھیجا کہ وہ ان سے کہدے کہ وہ صرف ایک خدا کے احکام کی اطاعت کریں اور ہر غیر خداوندی اقتدار کی محکومیت اور فرماں پذیری سے باز رہیں۔ سو ان میں سے بعض نے قانونِ خداوندی کے مطابق صحیح راستہ اختیار کر لیا' اور بعض نے اس سے انکار کیا تو گمراہی ان پر ثبت ہو گئی۔ (۱۸/۲۹)۔

سو تم مختلف ممالک میں جاؤ اور اقوامِ عالم کے تاریخی واقعات اور آثار پر غور کرو اور دیکھو کہ جن قوموں نے خدا کی طاقت اور قانون کو جھٹلایا تھا' ان کا انجام کیا ہوا؟

۳۷ (اے رسول! ہم جانتے ہیں کہ) تیری دلی آرزو ہے کہ یہ لوگ صحیح راستہ اختیار کر لیں (اور اس طرح تباہی سے بچ جائیں)۔ لیکن جو لوگ (اس اختیار کے مطابق جو انہیں خدا نے دیا ہے) غلط راستہ اختیار کر لیں تو اللہ انہیں زبردستی' سیدھی راہ پر نہیں چلایا کرتا۔ اور نہ ہی (قانونِ خداوندی کے خلاف) ان کا کوئی حامی و ناصر ہو سکتا ہے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِىْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا
لِشَىْءٍ اِذَاۤ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِى اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ
فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾

---

۳۸ اور یہ لوگ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ جن قوموں پر (ایک دفعہ) مُردنی چھا جاتی ہے (اور ان کا شمار زندہ قوموں میں نہیں رہتا) وہ پھر نہیں اٹھ سکتیں۔ (اس لئے یہ جماعتِ مومنین' جو کمزوروں اور ناداروں پر مشتمل ہے' کبھی قوت حاصل نہیں کر سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ انہیں خدا کے قانون کا صحیح اندازہ نہیں) ان سے کہدو کہ یہ خدا کا وعدہ ہے جو حقیقت بن کر سامنے آجائے گا (اور اس کمزور سی جماعت کو ضرور غلبہ واقتدار حاصل ہوگا)۔ لیکن اکثر لوگ (ان کی موجودہ حالت کو دیکھ کر) نہیں جانتے کہ یہ کیسے ہو جائے گا!

۳۹ انہیں ضرور زندگی اور قوت عطا ہوگی' اور اس لئے عطا ہوگی کہ لوگ جن امور میں اِس وقت اختلاف کرتے ہیں' (کوئی کہتا ہے کہ یہ دعوت برحق ہے۔ کوئی کہتا ہے' باطل ہے) وہ ان کے سامنے کھل کر آجائیں۔ اور اس طرح' وہ لوگ جو اس دعوت سے انکار کرتے ہیں' جان لیں کہ وہ اپنے دعوے میں جھوٹے تھے۔

۴۰ (ہمارے قانون کی قوتوں کا یہ عالم ہے کہ) ہم جب کسی بات کا ارادہ کر لیتے ہیں (اور یوں ہمارے قانونِ مشیّت کی رُو سے طے پا جاتا ہے کہ اُسے یہ کچھ بننا ہے) تو ہم اسے کہدیتے ہیں کہ ہو جا۔ تو وہ (اپنے مختلف مدارج طے کرتی ہوئی) آخر الامر ظہور میں آجاتی ہے' اور ایسا ہو کر رہتا ہے۔

۴۱ (اس میں شبہ نہیں کہ اِس وقت جماعتِ مومنین کی کمزوری اپنی انتہا تک پہنچ چکی ہے۔ حتیٰ کہ انہیں اپنا گھر بار بھی چھوڑنا پڑا ہے۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم اپنے اسی قانون کے مطابق جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے) ان لوگوں کو' جو ان مخالفین کے ظلم وتشدد سے تنگ آکر' اپنا گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہو رہے ہیں' اس دنیا میں بھی نہایت عمدہ ٹھکانہ دیں گے۔ اور مستقبل کا اجر اس سے بھی بڑا ہوگا۔

اے کاش! یہ لوگ (جو ان کی بظاہر کمزوری اور ناتوانی کا تمسخر اڑا رہے ہیں) خدا کے اس قانون سے باخبر ہوتے کہ

۴۲ جو لوگ اپنے پروگرام پر استقامت سے جمے رہتے ہیں اور اپنے نشوونما دینے والے کے

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ
وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ
مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ
يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰي تَخَوُّفٍ ۭ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾

قوانین کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ رکھتے ہیں (انہیں یہ کچھ مل کر رہتا ہے)۔

۴۳ (اب رہا ان کا یہ اعتراض کہ انہی جیسا ایک انسان کس طرح رسول بنا دیا گیا۔ سو) ہم نے تجھ سے پہلے بھی جتنے رسولوں کو بھیجا تو اسی طرح بھیجا کہ وہ آدمی تھے اور ان کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔

ان سے کہو کہ اگر تمہیں خود اس کا علم نہ ہو تو ان اہلِ کتاب سے دریافت کر لو (کہ سابقہ رسول انسان تھے یا فرشتے تھے ؟)۔

۴۴ ہم نے ان رسولوں کو واضح دلائل اور قوانین دے کر بھیجا تھا۔ اسی طرح ہم نے 'اے رسول! تیری طرف یہ ضابطہ قوانین بھیجا ہے تاکہ تو لوگوں پر اچھی طرح ظاہر کر دے کہ ان کے خدا نے ان کی طرف کیا نازل کیا ہے۔ اور اس طرح لوگ اس پر غور و فکر کریں۔

۴۵ یہ لوگ' جو تخریبی چالیں چلتے اور ناہمواریاں پیدا کرتے ہیں' کیا اس بات کی طرف سے بالکل مطمئن ہو چکے ہیں کہ ان کی قوتیں ماند پڑ جائیں' انہیں ملک میں ذلیل و خوار کر دیا جائے' یا ان پر کسی ایسے مقام سے تباہی آ جائے جو ان کے عقل و شعور میں بھی نہ ہو۔؟

۴۶ یا وہ انہیں ایسی حالت میں پکڑ لے جب یہ اپنی اسکیموں کو بروئے کار لانے کیلئے تگ و دو اور الٹ پھیر کر رہے ہوں ؟ یاد رکھو! یہ لوگ خدا کے قانونِ مکافات کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔ نہ ہی اسے بے بس کر سکتے ہیں۔

۴۷ یا وہ' ان کی قوتوں کو آہستہ آہستہ کم کر کے انہیں بالآخر ختم کر دے۔ (۶۵/۶ ؛ ۱۸۲/۷)

یہ اس لئے کہ خدا کے نظامِ ربوبیت کا تقاضا ہے کہ لوگ تخریبی قوتوں کے ظلم و استبداد سے محفوظ رہیں اور ان کی نشو و نما ہوتی چلی جائے۔ (اس مقصد کے پورا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ جو لوگ ظلم و ستم سے یوں باز نہ آئیں انہیں راستے سے ہٹا دیا جائے تاکہ انسانیت آگے بڑھ سکے۔ اور لوگوں کے لئے قانونِ خداوندی کی اطاعت کی راہیں صاف ہو جائیں)۔

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ﴿٤٨﴾
وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٤٩﴾ يَخَافُونَ
رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۩ ﴿٥٠﴾ وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ
فَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ﴿٥١﴾

---

۴۸ (یعنی انسانی دنیا میں بھی وہی نقشہ پیدا ہو جائے جس کے مطابق خارجی کائنات کا نظم ونسق جاری ہے۔ نظامِ کائنات کے بڑے بڑے کل پرزوں کو چھوڑو) کیا انہوں نے کبھی اس پر بھی غور نہیں کیا کہ مختلف چیزوں کے سائے کس طرح دائیں بائیں ڈھلتے رہتے ہیں؟ (اور اس سے انسان کس یقین کے ساتھ وقت کا اندازہ کر لیتا ہے۔ یہ کس طرح ہوتا ہے؟ اس طرح کہ چاند سورج، اور روشنی کے دیگر سرچشمے اور وہ اشیاء جو ان کی روشنی کے سامنے آتی ہیں، سب) قوانین کے سامنے جھکی رہتی ہیں اور ان میں کوئی سرکشی نہیں برتتی۔

۴۹ (اور انہی چیزوں پر کیا منحصر ہے؟) کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب اُس کے قوانین کے سامنے سجدہ ریز ہے —— خواہ وہ جاندار مخلوق ہو یا کائناتی قوتیں —— ان میں سے کسی کو بھی مجالِ سرتابی نہیں۔ وہ اِن قوانین کی اطاعت سے کبھی سرکشی اختیار نہیں کرتیں۔

۵۰ وہ قانونِ خداوندی کی ہمہ گیری اور محکمیت سے جو ان پر مسلط ہے اچھی طرح واقف ہیں (۲۴/۱۸) اور اس کی خلاف ورزی کے نتائج سے ہمیشہ خائف رہتی ہیں۔ اس لئے جس راستے پر انہیں لگا دیا گیا ہے، وہ سر جھکائے، اس پر چلتی رہتی ہیں۔ وہ خدا کے حکم سے سرتابی نہیں کرتیں۔

۵۱ (جس خدا کا ایسا محکم قانون، کائنات کی حدود فراموش پہنائیوں میں، اس نظم وضبط سے کارفرما ہے) اُسی خدا نے انسانوں سے یہ کہا ہے کہ وہ اپنی دنیا میں بھی اُس کا قانون رائج کریں۔ یہ نہ کریں کہ خارجی کائنات میں تو خدا کا اقتدار و اختیار تسلیم کر لیں لیکن اپنی تمدنی اور عمرانی زندگی میں، اقتدار کسی اور کا تصور کر لیں (اور اسے انسانوں کے وضع کردہ قوانین کے تابع رکھیں)۔ انہیں اس حقیقت کا پورا پورا یقین ہونا چاہیئے کہ خارجی کائنات ہو یا انسانوں کی دنیا۔ سب میں اقتدار و اختیار صرف ایک خدا کا ہے۔ کسی اور کا نہیں۔ سو انہیں اُسی کے

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ؕ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ
اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ
يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾

قوانین کا اتباع کرنا چاہیئے اور اُن کی خلاف ورزی کے تباہ کن عواقب سے ڈرنا چاہیئے۔ (۲۱/۹-۲۱ ، ۲۹/۶۰-۶۱ ؛ ۴۳/۸۴)۔

۵۲ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے، سب اس کے مقرر کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرمِ عمل ہے۔ لہذا، انسانوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ اُس کے قوانین کی اطاعت کریں۔ اور التزاماً اور دواماً ایسا کریں۔

ان سے پوچھو کہ کیا ایسے واضح حقائق کے بعد بھی تم خدا کے علاوہ اوروں کے قوانین کے مطابق زندگی بسر کرو گے؟

۵۳ کیا تم نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ (خارجی کائنات میں) تمہارے لئے زندگی کی جس قدر سہولتیں موجود ہیں۔ اور کسب و ہنر کی جس قدر صلاحیتیں تمہیں نصیب ہیں، سب خدا کی عطا کردہ ہیں —— نہ بنیادی طور پر یہ تمہاری پیدا کردہ ہیں، نہ ہی تم انہیں کہیں سے خرید سکتے ہو
چنانچہ جب ان میں سے کوئی سہولت چھنتی ہے اور تمہیں نقصان پہنچتا ہے، تو تمہاری نگاہوں کا رخ خدا ہی کی طرف ہوتا ہے اور اسی کے قانون کے مطابق تمہاری مصیبتوں کا ازالہ ہوتا ہے۔

۵۴ لیکن جب وہ مصیبت دور ہو جاتی ہے —— جب نقصانات کا پردہ تمہاری اجتماعی زندگی سے اُٹھ جاتا ہے —— تو تمہاری سوسائٹی کا ایک گروہ (جمہور نہیں بلکہ اس سوسائٹی کا ایک گروہ) اس باب میں، قانون خداوندی کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کر لیتا ہے۔ (اور لوگوں سے کہتا ہے کہ یہ سب ان کی ہنرمندی سے ہوا ہے۔ ۲۸/۷۸)۔

۵۵ تاکہ جو کچھ قوانین خداوندی کی رُو سے ملا ہے، اسے دبا اور چھپا کر رکھیں —— عام نہ ہونے دیں۔ اور یوں خدا کی بخشائشوں کی ناسپاس گزاری کریں۔

ان سے کہدو کہ (تم اس رَوش کے مطابق کچھ دنوں کے لئے) ان سہولتوں سے فائدہ اٹھالو۔ اس کا نتیجہ بہت جلد تمہارے سامنے آجائے گا۔ (تمہارا یہ نظام دیر تک قائم نہیں رہ سکے گا۔ نظام وہی پائیدار ہو گا جس میں خدا کی نعمتیں، خدا کے بندوں کی ضروریات کے لئے عام اور کھلی رہیں۔ کوئی گروہ انہیں دبا کر نہ بیٹھ جائے ۱۴/۱)۔

وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۗ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُونَ ﴿٥٦﴾ وَيَجْعَلُونَ
لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيمٌ ﴿٥٨﴾
يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۚ أَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ أَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاۤءَ
مَا يَحْكُمُونَ ﴿٥٩﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْأَعْلٰى ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ﴿٦٠﴾

---

۵۶ (اپنی اس روش کے جواز کے لئے یہ لوگ کہتے یہ ہیں کہ) جو کچھ ہم انہیں دیتے ہیں، اس میں سے ایک حصہ ان ہستیوں کے لئے الگ کر دیتے ہیں جنہیں حقیقت کا کچھ علم نہیں۔ (یعنی بطور نذر نیاز دیدیتے ہیں یا چڑھاوے چڑھا دیتے ہیں۔ اور مطمئن ہو جاتے ہیں کہ باقی سارا مال پاک وصاف اور حلال وطیب ہو گیا)۔ یہ سب ان کے خود ساختہ معتقدات ہیں جن کی بابت ان سے پوچھا جائے گا کہ ان کے پاس ان کی سند کیا تھی؟

۵۷ (انسان کے خود ساختہ معتقدات کی بھلی پوچھی!) ان کا تو یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا کی بیٹیاں ہیں! (قطع نظر اس کے کہ خدا کی اولاد کا عقیدہ کس قدر باطل ہے' یہ لوگ' اولاد میں سے بھی اس کیلئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں) اور اپنے لئے کچھ اور (یعنی بیٹے) چاہتے ہیں۔

۵۸ حالانکہ ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ جب ان میں سے کسی کو یہ خبر ملتی ہے کہ اس کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے تو اس کے چہرے کی رنگت سیاہ ہو جاتی ہے اور وہ غم میں ڈوب جاتا ہے۔

۵۹ وہ بیٹی کی پیدائش کی خبر کو اس قدر معیوب سمجھتا ہے کہ لوگوں سے منہ چھپائے پھرتا ہے ——— اور سوچتا ہے کہ کیا بیٹی کو زندہ رکھ کر ہمیشہ کی ذلت برداشت کرے یا اسے زندہ دفن کر کے (اس ذلت سے نجات حاصل کر لے!)۔

اُف! کس قدر برا ہے یہ فیصلہ جو یہ لوگ اپنی معصوم بچیوں کے متعلق کرتے ہیں!!

۶۰ (یہ تو توہم پرستی کی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ) جو لوگ بھی مستقبل میں پیدا ہونے والی زندگی پر یقین نہیں رکھتے اور مفاد عاجلہ کے حصول ہی کو زندگی کا مقصود ومنتہیٰ سمجھ لیتے ہیں' ان کی فکر ونظر اور سیرت وکردار کا سارے کا سارا ڈھانچہ بڑا ناہموار اور پست ہوتا ہے۔ اس کے برعکس' سیرت وکردار اور قلب ودماغ کے جو ڈھانچے' قانون خداوندی کے مطابق بنتے ہیں' وہ بڑے بلند ہوتے ہیں۔ یاد رکھو! قانونِ خداوندی' غلبہ اور حکمت' دونوں کو اپنے آغوش

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ
اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ
الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ
قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾

میں لئے ہے اور جو ڈھانچے اس قالب میں ڈھلتے ہیں' ان میں یہ اور دیگر صفاتِ خداوندی' علیٰ حدِ بشریت منعکس ہوتی ہیں۔ (۳۰/۲۶)۔

۶۱ (یہ تخریبی اور تعمیری ڈھانچے یک لخت نمودار نہیں ہو جاتے۔ رفتہ رفتہ بنتے ہیں۔ اگر کائنات کے ارتقاء میں یہ تدریجی قانون کارفرما نہ ہوتا' اور) خدا کا قانونِ مکافات لوگوں کی زیادتی پر فوراً انکی گرفت کر لیا کرتا' تو صفحۂ ارض پر کوئی چلنے والا (انسان) نظر نہ آتا (۳۵/۴۵)۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتا' بلکہ انہیں مقررہ تاریخی منازل تک پہنچانے کے لئے ان کے انجام کو مؤخر کرتا جاتا ہے۔ اور جب وہ اپنی منزل تک پہنچ جاتے ہیں تو اس کے بعد نہ ایک ثانیہ کی دیر ہوتی ہے' نہ سویر۔ (ان کے اعمال کا آخری فیصلہ کن نتیجہ سامنے آجاتا ہے)۔

تم نے دیکھا کہ قانونِ خداوندی میں حکمت اور غلبہ کس طرح کارفرما رہتا ہے!

۶۲ غور کرو کہ یہ لوگ کس طرح خدا کے متعلق ایسے تصورات قائم کرتے ہیں جنہیں خود اپنے لئے بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ زبان سے ہر جگہ یہی کہتے رہتے ہیں کہ ان کے لئے خوشگواریاں ہی خوشگواریاں ہیں' (حالانکہ' اندر سے' ان کے دل جانتے ہیں کہ یہ غلط ہے)۔

بہر حال ان کا انجام تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ یہ 'مصافِ زندگی میں' پیچھے رہ جائیں گے۔ یہاں بھی' اور اس کے بعد کی زندگی میں بھی۔ (زندگی کے ارتقاء میں پیچھے رہ جانے والوں کا مقام جہنم ہے۔ جنّتی آگے بڑھ جانے والے ہیں ۵۶/۱)۔

۶۳ اے رسول! خدا کا نظامِ ہدایت اس حقیقت پر شاہد ہے کہ ہم نے تجھ سے پہلی قوموں کی طرف بھی اپنے رسول بھیجے۔ لیکن اُن (غلط رَو قوموں) کی مفاد پرستیوں نے اُن کے بُرے اعمال' ان کی نگاہوں میں خوشنما بنا کر دکھائے۔ وہی مفاد پرستیاں آج اِن لوگوں کے اعصاب پر سوار ہیں۔ وہی اِن کی ہمدم اور کارساز ہیں۔ سو جس طرح اقوامِ سابقہ کے ساتھ ہوا' اُسی طرح اِن کے ساتھ ہوگا۔ ان کے لئے بھی بڑی الم انگیز تباہی ہوگی۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ۙ وَهُدًی وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿٦٤﴾
٨ ع ١٣ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَ
اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ﴿٦٦﴾
وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ
یَّعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ﴿٦٨﴾

---

٦٤ اور ہم نے تیری طرف یہ ضابطۂ ہدایت (قرآن) بھیجا ہی اس لئے ہے کہ جن باتوں میں لوگ اختلاف کرتے ہیں' انہیں نمایاں کر کے دکھا دے تاکہ باہمی اختلافات مٹنے کے بعد نوعِ انسانی اُمّتِ واحدہ بن سکے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس ضابطہ سے وہی لوگ راہ نمائی حاصل کر سکتے ہیں' اور یہ انہی کی نشو و نما کا سامان بہم پہنچا سکتا ہے' جو اس کی صداقت پر یقین رکھیں۔

٦٥ (یہ ضابطۂ ہدایت' انسان کی انسانی زندگی کے لئے اسی طرح سامانِ نشو و نما بہم پہنچاتا ہے جس طرح اس کی طبیعی زندگی کے لئے ہمارا کائناتی نظام' سامانِ زیست عطا کرتا ہے۔ اس کیلئے) خدا' اپنے قانون کے مطابق' بادلوں سے بارش برساتا ہے' تو اس سے زمینِ مردہ کو از سرِ نو زندگی مل جاتی ہے۔
یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لئے حقیقت تک پہنچنے کی نشانی ہے جو حق کی آواز کو دل کے کانوں سے سنتے ہیں۔

٦٦ پھر تم مویشیوں پر غور کرو۔ معدے میں ان کی غذا ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔ اُدھر اِن کے جسم میں خون دورہ کر رہا ہوتا ہے۔ اس قسم کی اشیاء میں سے' دودھ جیسی صاف اور ستھری چیز پیدا ہو جاتی ہے' جو پینے والوں کے لئے بڑی خوشگوار ہوتی ہے۔
اگر تم خدا کے اس نظامِ ربوبیت پر غور کرو تو اس سے بھی تمہارا ذہن ایک بلند حقیقت کی طرف منتقل ہو سکتا ہے۔ (٢٣/٢١)۔

٦٧ اسی طرح تم کھجور اور انگور کے درختوں کے پھلوں کو دیکھو۔ تم ان سے نشہ آور عرق اور خوشگوار کھانے کی چیزیں بناتے ہو۔ اس میں بھی ان لوگوں کے لئے حقیقت تک پہنچنے کی نشانی ہے جو عقل و فکر سے کام لیں۔

٦٨ (یہ دیکھنا ہو کہ کائنات میں خدا کا قانونِ ہدایت کس طرح کارفرما ہے اور ہر شے

ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۚ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ
اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ۫
وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَاللّٰهُ
فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

کس طرح، اس کی راہ نمائی میں محیر العقول کارنامے انجام دیتی ہے) تو شہد کی مکھی کو دیکھو۔ خدا نے جبلّی طور پر اس کے اندر یہ راہ نمائی رکھ دی ہے کہ وہ پہاڑوں میں، درختوں میں، اور ان ٹٹیوں میں جو اس غرض کے لئے بنائی جاتی ہیں، اپنا چھتہ بنائے۔

۶۹ پھر ہر طرح کے پھولوں اور پھلوں سے رس چوستی پھرے۔ اور نہایت فرماں پذیری اور اطاعت گزاری سے، اُس راستے پر چلتی جائے جو خدا کے قانونِ ربوبیت نے اُس کے لئے تجویز کیا ہے۔ (چنانچہ جب وہ قانونِ فطرت کا یوں اتباع کرتی ہے تو) اسکے اندر سے مختلف رنگوں کا رس (شہد) نکلتا ہے جس میں، لوگوں کے لئے (غذائیت کے علاوہ) شفا بھی ہوتی ہے۔

اس میں بھی اُن لوگوں کے لئے حقیقت تک پہنچنے کی نشانی ہے جو فکر و تدبر سے کام لیں۔ (وہ دیکھیں گے کہ ان مکھیوں کے نظام میں کس طرح ہر ایک مکھی اپنی اپنی استعداد کے مطابق سرگرمِ عمل رہتی ہے۔ اپنی محنت کے ماحصل کو اپنے مشترکہ "بیت المال" میں جمع کر دیتی ہے، اور وہاں سے ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق، سامانِ نشوونما ملتا رہتا ہے۔ یہی نظام اگر انسانی دنیا میں رائج کر لیا جائے تو اس سے ان بے شمار امراض سے شفا مل جائے جو انسانیت کو لاحق ہوتی ہیں۔ اس نظام کی روشنی میں ذرا اپنی حالت پر غور کرو)۔

۷۰ اللہ تمہیں پیدا کرتا ہے پھر تمہیں جوانی تک پہنچاتا ہے جس میں بھرپور توانائیاں حاصل ہوتی ہیں۔ پھر تم میں سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو جوانی کے بعد بڑھاپے کی عمر تک پہنچتے ہیں جس میں قویٰ مضمحل ہو جاتے ہیں اور ذہن میں بھی اس حد تک کمزوری آجاتی ہے کہ انسان سمجھ بوجھ رکھنے کے بعد پھر نادان ہو جاتا ہے۔ یہ سب کچھ خدا کے قانونِ طبیعی کے مطابق ہوتا ہے جس کے اندازے علم پر مبنی ہیں۔ (۲۲/۵)۔

۷۱ (انسانی عمر کے مختلف مدارج میں، کام کرنے اور کمانے کی استعداد مختلف ہوتی ہے۔ بچوں میں بالکل نہیں ہوتی اور بوڑھوں میں بہت کم رہ جاتی ہے۔ تو کیا ہمارے کائناتی

فَهُمْ فِيهِ سَوَآءٌ ۚ أَفَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿۷۱﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُم
مِّنْ أَزْوَاجِكُم بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ هُمْ
يَكْفُرُونَ ﴿۷۲﴾

نظامِ ربوبیّت' اور خود تمہارے عائلی نظام (گھریلو زندگی) میں یہ اصول کارفرما ہوتا ہے کہ سامان پرورش' کمائی کے مطابق ملے' یا یہ اصول کہ وہ سامان' ضرورت کے مطابق ملے؟ اگر یہ اصول کارفرما ہو کہ سامانِ زندگی' کمائی کی نسبت سے ملے' تو کوئی بچہ زندہ ہی نہ رہ سکے' اور بوڑھوں کے بھی تم گلے گھونٹ دیا کرو! تم ایسا نہیں کرتے بلکہ اسکے برعکس' دوسرے اصول پر کاربند ہوتے ہو۔ لیکن ذرا اس پر غور کرو کہ جس اصول پر تم اپنی گھریلو زندگی میں کاربند ہوتے ہو' اسے اپنی عام تمدنی اور معاشی زندگی میں کسطرح فراموش کر دیتے ہو۔ اس سے وہ معاشی ناہمواریاں پیدا ہوتی ہیں جن سے معاشرہ جہنمی بن جاتا ہے)۔

یہ حقیقت ہے کہ مختلف افراد میں' اکتسابِ رزق (کمانے کی) صلاحیتوں میں فرق ہوتا ہے۔ ایک کو ایک قسم کی صلاحیت زیادہ حاصل ہوتی ہے' دوسرے کو دوسری قسم کی صلاحیت۔ (یہ اس لئے کہ دنیا میں مختلف قسم کے کام ہوتے ہیں جن کے لئے مختلف قسم کی صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ۴۳/۳۲)۔ جن لوگوں میں اکتسابِ رزق کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے وہ اپنی ساری کمائی' اپنے لئے سمیٹ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ' ان کی ضروریات سے زیادہ جو کچھ ہے' وہ ان لوگوں کا حق ہے جن کی ضروریات ان کی کمائی سے پوری نہیں ہوتیں۔ (۷۰/۲۴)۔ سو یہ لوگ' اپنی فاضلہ دولت کو' ان لوگوں کو واپس کیوں نہیں دیدیتے جو ان کے زیرِ ہدایت کام کرتے ہیں اور جن کا یہ درحقیقت حق ہے' تاکہ اس طرح سب لوگ خدا کی عطا کردہ معاشی سہولتوں میں برابر کے شریک ہوسکیں۔ (۳۰/۲۸)۔

جو لوگ ایسا نہیں کرتے وہ درحقیقت اس سے انکار کرتے ہیں کہ ان کی زیادہ صلاحیت' انہیں خدا کی طرف سے بطور نعمت عطا ہوئی ہے (حالانکہ ان کی بنیادی صلاحیتیں اور سامانِ رزق' سب خدا کی طرف سے بطور نعمت عطا ہوتا ہے (۱۶/۵۳)۔ قارون کو بھی اسی قسم کا زعم تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ نظامِ سرمایہ داری کی بنیاد ہی اسی غلط نظریہ پر قائم ہے۔ ۲۸/۷۸ : ۳۹/۴۹)۔

۷۲ (جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے' تم پھر غور کرو کہ تم اپنے گھر کے اندر کس اصول پر کاربند رہتے ہو؟) اللہ نے تم میں سے تمہارے جوڑے پیدا کر دیئے۔ اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لئے بیٹے پیدا کئے۔ پھر ایسے لوگ بھی ہیں جو گھر کے کام کاج میں تمہارے مددگار ہوتے ہیں۔ (تو تم ان

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٧٣﴾
فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٧٤﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا
مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ

سب میں کھانے پینے کی چیزوں کی تقسیم کس طرح کرتے ہو؟ کیا اسی اصول کے مطابق نہیں کہ کمانے والے پوری پوری محنت سے کماتے ہیں' اور پھر خاندان میں' ہر فرد کی ضرورت کے مطابق' رزق تقسیم ہو جاتا ہے۔ ہمارا نظامِ ربوبیت یہ چاہتا ہے کہ تم پوری کی پوری نوعِ انسانی کو ایک خاندان سمجھو اور جس طرح ایک خاندان میں تقسیمِ کار اور تقسیمِ رزق کرتے ہو' اسی طرح پوری انسانی برادری میں کرو)۔ لیکن لوگ کرتے یہ ہیں کہ انسانی معاشرہ میں' اس صحیح اور تعمیری نظریہ کے بجائے' غلط اور تخریبی نظریہ کو اختیار کر لیتے ہیں' اور اس طرح خدا کی عطا کردہ نعمتوں کی ناسپاس گزاری کرتے ہیں۔

٧٣ (ظاہر ہے کہ جب سامانِ رزق اور انسانی صلاحیتیں' خدا کی عطا کردہ ہیں' تو رزق کی تقسیم بھی اسی کے متعین کردہ پروگرام کے مطابق ہونی چاہیئے)۔ لیکن لوگوں کی حالت یہ ہے کہ وہ' غیر خداوندی نظام و قوانین کی اطاعت اختیار کر لیتے ہیں' حالانکہ وہ قوتیں نہ تو کائنات میں سامانِ رزق پر کچھ کنٹرول رکھتی ہیں اور نہ ہی انہیں اس کی استطاعت ہے (کہ وہ کسی کو خاص صلاحیتیں عطا کر سکیں)۔

٧٤ سو تم اپنے غلط معاشی نظام کو' خدا کے متعلق اپنی خود ساختہ مثالوں (تصورات) کے ذریعے صحیح ثابت کرنے کی کوشش نہ کرو ـــــ (مثلاً یہ کہہ کر کہ اگر خدا کا منشا یہی تھا کہ رزق میں سب انسان یکساں حقدار ہوں' تو اسے چاہیئے تھا کہ تمام انسانوں کو یکساں صلاحیتیں دیدیتا۔ اکتسابِ رزق کی استعداد میں اختلاف کے معنی یہ ہیں کہ استحقاقِ رزق میں اختلاف ہو۔ کوئی مفلس رہے کوئی تونگر ہو) ـــــ خدا کے متعلق اس قسم کے تصورات قائم نہ کرو۔ وہ جانتا ہے کہ اختلافِ استعداد کیوں رکھا گیا ہے اور استحقاقِ رزق میں' بقدرِ ضرورت کا اصول کیوں ضروری ہے۔ تم ان باتوں کی کنہ و حقیقت سے واقف نہیں ہو۔ اس لئے ان پر معترض ہوتے ہو۔

٧٥ (اگر تم صحیح مثالیں سننا چاہتے ہو تو سنو)۔ ایک شخص کسی کا غلام ہے۔ اور غلام بھی زرخرید۔ لہذا' وہ مجبورِ محض ہے۔ اسے کسی شے کا اختیار ہی نہیں۔ دوسرا وہ شخص ہے جسے ہم نے نہایت اچھی روزی دے رکھی ہے اور وہ اسے اپنے اختیار و ارادہ سے ظاہر اور پوشیدہ (بہت) زیادہ

يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَاۤ
اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَیْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِیْ هُوَ ۙ وَ
مَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَاۤ اَمْرُ ۷۵ ۷۶ ۷۷
السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾

کے لئے صرف کرتا ہے۔ کہو یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

(اب سوچو کہ اگر تمام انسانوں کو یکساں استعداد دیدی جاتی تو انسان مشین کے پرزوں کی طرح مجبور ہوتا۔ صاحبِ اختیار دارادہ نہ رہتا۔ یہ نظام انسان کے شایانِ شان نہ ہوتا۔ اس کے شرفِ انسانیت کا تقاضا تھا کہ ایسا نظام ہوتا کہ ہر شخص اپنی اپنی استعداد کے مطابق کام کرے۔ اور جو زیادہ کمائے وہ بطیبِ خاطر اپنے اختیار وارادہ سے اپنی زائد کمائی سے دوسروں کی کمی کو پورا کرے۔ اور جس کی کمی کو پورا کرے وہ نہ اسے اپنے اوپر احسان سمجھے اور نہ ہی اسکی وجہ سے کام چور بنے۔ یہ ہے نظامِ خداوندی) جو ہر طرح کی حمد وستائش کا مستحق ہے لیکن اکثر لوگ، جو سطح بینی یا مفاد پرستی سے کام لیتے ہیں، اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

۷۶ یا مثلاً (خدا کی بیان کردہ یہ مثال کہ) دو آدمی ہیں۔ ایک ان میں سے ایسا ہے جو عقل و فکر سے عاری ہے کسی شے کا کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ خود اپنی ضروریات کے لئے بھی اپنے آقا پر بوجھ ہے۔ اس کا مالک اسے جہاں بھی بھیجے وہ کبھی خیر کی خبر نہیں لاتا۔ (اس سے کوئی اچھی بات بن ہی نہیں پڑتی۔ وہ بے بس اور مجبور ہے۔ اس میں نہ کسی کو نقصان پہنچانے کی استعداد ہے نہ نفع پہنچانے کی طاقت)۔ کیا یہ شخص، اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو خود زندگی کے توازن بدوش، سیدھے راستے پر چلا جاتا ہے اور ہر معاملہ کا فیصلہ اپنے اختیار وارادہ سے، عدل کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر کرتا ہے؟ (یہ فرق ہے انسان کے مجبور اور صاحب اختیار وارادہ ہونے میں!)

۷۷ (اے رسول! تم ان حقائق کو ان لوگوں پر واضح کرتے جاؤ۔ اگر اس کے باوجود یہ نظامِ ربوبیت کی مخالفت کرتے ہیں، تو اس سے پریشان مت ہو۔ نہ ہی تم اس کی فکر کرو کہ وہ آنے والا انقلاب کب آئے گا) کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو تغیرات واقع ہوتے رہتے ہیں، وہ تمہاری نگاہوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں، لیکن خدا انہیں خوب جانتا ہے (آنے والا انقلاب اس وقت ضمیرِ کائنات میں پہلو بدل رہا ہے۔ وہ بتدریج آگے بڑھ رہا ہے۔ جب وہ نمودا

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَ
الْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ
مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَ
اَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾

ہوگا تو یوں سمجھو) جیسے آنکھ کا جھپکنا - بلکہ اس سے بھی جلد تر - یقیناً خدا نے ہر شے کے پیمانے مقرر کر رکھے ہیں (انہی پیمانوں کو قوانین خداوندی کہا جاتا ہے - اور ہر شے ان پیمانوں کے مطابق ظہور میں آتی رہتی ہے -

۷۸ (تم خود اپنی حالت پر غور نہیں کرتے کہ تمہیں اپنی توانائیوں کی تکمیل تک پہنچنے میں کِن کِن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے) - تم شکمِ مادر سے دنیا میں آتے ہو تو اس حالت میں کہ تمہیں کسی بات کا کچھ علم نہیں ہوتا - وہ تمہیں سماعت و بصارت (ذرائع معلومات) اور پھر ان معلومات کی بنا پر نتائج اخذ کرنے کا ملکہ (قلب[۱]) عطا کرتا ہے، تاکہ تم بتدریج اپنی ممکنات[۲] کو مشہود[۳] کر سکو -

۷۹ (یہ تو رہا قانونِ خداوندی کی تدریج کا پہلو - اس کی محکمیت کو سمجھنا چاہتے ہو تو) پرندوں کی حالت پر غور کرو - وہ کس طرح فضا کی پہنائیوں میں، نہایت اطمینان و سکون سے اڑتے رہتے ہیں (۲۴/۱۴) - قانونِ خداوندی کے سوا اور کونسی قوت ہے جو انہیں اِس خلا میں اِس طرح تھامے رکھ سکتی ہے؟ اس میں ان لوگوں کے لئے حقیقت تک پہنچنے کے نشانات ہیں جو قانونِ خداوندی کی محکمیت پر یقین رکھتے ہیں -

۸۰ (پھر تم دنیا میں اپنی معاشی سہولتوں پر غور کرو) خدا نے، تمہارے گھروں کو تمہارے لئے رہنے کی جگہ بنایا - (یہ گھر تو ایک ہی جگہ قائم رہتے ہیں - ان کے ساتھ) مویشیوں کی کھال سے تمہارے لئے خیمے بنا دیئے (جنہیں تم جہاں چاہو لئے لئے پھرتے ہو) - تم کہیں ڈیرا جماؤ یا وہاں سے کوچ کرو، دونوں حالتوں میں یہ خیمے بڑے ہلکے پھلکے رہتے ہیں —— نہ لگانے میں دِقت نہ اٹھانے میں دشواری —— پھر بھیڑ اور دنبے کی اون - اونٹ کی پشم اور بکری

[۱] MIND [۲] POTENTIALITIES [۳] ACTUALISED

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ
وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۚ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا
عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ
كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا

کے بالوں سے تمہارے لئے کتنے ہی سامان اور ضرورت کی چیزیں بنادیں جو ایک وقت تک تمہارے کام آتی رہتی ہیں۔

۸۱ پھر اس نے تمہارے لئے، اپنے پیدا کردہ درختوں کے سائے بنا دیئے (کہ جہاں نہ مکان ہو نہ خیمہ تم ان کے نیچے دھوپ سے پناہ لے سکو)۔ نیز پہاڑوں میں تمہارے لئے چھپنے کی جگہیں بنادیں۔ اور تمہارے لئے کپڑے بنا دیئے جو تمہیں گرمی سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اور آہنی لباس (زرہ بکتر) جو تمہیں ہتھیاروں کی زد سے بچاتا ہے۔

وہ اس طرح تمہیں، اپنی پوری پوری نعمتیں عطا کرتا رہتا ہے تاکہ تم اس کے قوانینِ ربوبیت کے سامنے جھک جاؤ۔

۸۲ اے رسول! اگر یہ لوگ، اسقدر تبیانِ حقیقت کے بعد بھی، اس نظام سے روگردانی کریں، تو تیری ذمہ داری ختم ہوجاتی ہے۔ تیرے ذمے اس پیغام کا ان تک پہنچا دینا ہے۔ (اس کے بعد تم اپنی جماعت کی تنظیم و تربیت میں لگ جاؤ۔ اسی سے انقلاب آئے گا۔ ۱۶/۴۴)۔

۸۳ یہ لوگ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو پہچاننے کے بعد ان سے انکار کرتے ہیں۔ عقلِ خود بین کی فریب کاریاں انہیں یہی سکھاتی ہیں۔ یہی کفر کا شیوہ ہے جسے ان میں سے اکثر لوگ اختیار کئے ہوئے ہیں (۱۶/۷۱)۔

۸۴ (انہیں اس کا احساس نہیں کہ ان کی یہ حالت اسی طرح رہنے والی نہیں۔ انقلاب کی فیصلہ کن گھڑی آنے والی ہے۔ (۱۶/۷۷)۔ اس انقلاب کے لئے، کہیں باہر سے لوگ نہیں آئیں گے خود انکی مختلف پارٹیوں میں سے ایسے لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے جو اس نظامِ خداوندی کی صداقت کی شہادت دیں گے۔ (۴/۱۴۱ ؛ ۱۶/۸۹)۔ جو لوگ اس نظام سے سرکشی برت رہے ہیں، انہیں اس کی مزید اجازت نہیں دی جائے گی۔ اور وہ ہزار چاہیں گے کہ ذلت اور رسوائیوں کا عذاب ان سے ٹل جائے لیکن ایسا نہیں ہو سکے گا۔ (۴۱/۲۴)۔

۸۵ جب وہ عذاب ان لوگوں کے سامنے آجائے گا جو اس وقت یوں سرکشی برت رہی ہیں

الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٨٥﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا
رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٨٦﴾ۚ
وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٨٧﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿٨٨﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ
شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ
هُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿٨٩﴾ۧ ١٤ ع ١٨

تو نہ اس عذاب میں کوئی تخفیف کی جائے گی اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔

٨٦ اور جب یہ لوگ' جو خدا کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک کرتے ہیں' انہیں دیکھیں گے جنہیں یہ شریکِ حکمِ خداوندی قرار دیا کرتے تھے' تو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! یہ ہیں وہ جنہیں ہم' تیرے سوا پکارا کرتے تھے۔ تو وہ شرکاء ان کی بات لوٹا کر ان کے منہ پر دے ماریں گے اور کہیں گے کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ (ہم تمہاری کارستانیوں میں تمہارے شریک نہیں تھے)۔

٨٧ وہ لوگ اُس دن' نظامِ خداوندی کے سامنے سپر انداز ہو جائیں گے۔ اور ان کی تمام خود ساختہ تدابیر درہم برہم ہو جائیں گی۔

٨٨ وہ لوگ جنہوں نے خود بھی نظامِ خداوندی کے ماننے سے انکار کیا۔ اور (اپنی مفاد پرستیوں اور خود ساختہ مذہب کی بنا پر) دوسروں کو بھی اس نظام میں شرکت سے روکتے رہے۔ ہم ان پر عذاب پر عذاب بڑھاتے جائیں گے۔ یہ اس لئے کہ وہ معاشرہ میں ناہمواریاں پیدا کیا کرتے تھے اور مفسدہ پردازیوں سے باز نہیں آیا کرتے تھے۔ (اس قسم کی روش کا نتیجہ یہی ہونا ہے)۔

٨٩ (جس دن یہ انقلاب آئے گا تو) ہم ہر پارٹی کے اندر سے ان کے خلاف گواہ اٹھا کھڑا کریں گے۔ اور ان سب پر تمہیں گواہ لائیں گے۔ (۴۱/۴) ۔ (تمہاری گواہی یہ ہوگی کہ تم نے ان تک ہمارا وہ پیغام پہنچا دیا تھا جسے) ہم نے تیری طرف اس کتاب میں نازل کیا تھا' جو تمام امور کو ابھار اور نکھار کر پیش کر دیتی ہے' اور جو' ان لوگوں کے لئے جو اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں' انسانیت کی صحیح منزل کی طرف راہ نمائی' حال کی زندگی کے لئے

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ
اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٩١﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ
أَنكَاثًا ۚ تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ
بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٩٢﴾

سامانِ نشوونما اور مستقبل کے لئے خوشخبری کا سامان ہے۔

(۹۰) جو کچھ ہم نے اس کتاب میں کہا ہے اس کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ تم :-

(۱) ہر ایک سے عدل کرو۔ یعنی ہر ایک کا پورا پورا حق دو۔

(۲) جس میں کسی وجہ سے کوئی کمی رہ جائے، اس کمی کو پورا کرو خواہ اسکے لئے اُسکے حق سے زیادہ دینا پڑے۔ اور اس طرح معاشرہ کے توازن کو قائم رکھو۔

(۳) اس "عدل واحسان" کی ابتدا اپنے قریبیوں —— اہل خاندان اور آس پاس کے لوگوں —— سے کرو اور پھر اس کا سلسلہ عالمگیر کرتے چلے جاؤ۔

(۴) بخل سے ہمیشہ بچو۔ یعنی یہ نہ کرو کہ سب کچھ اپنی ذات کے لئے سمیٹ کر بیٹھ جاؤ۔

(۵) خدا نے تمہارے لئے جو حدود مقرر کر دی ہیں ان سے کبھی تجاوز نہ کرو۔ کسی حالت میں بھی قانون شکنی نہ کرو۔

یہ اخلاقی اقدار اس لئے بیان کئے گئے ہیں کہ تم انسانی زندگی کے بلند مقصد کو ہمیشہ سامنے رکھو اور زندگی کو محض طبیعی (حیوانی) زندگی نہ سمجھ لو۔

(۹۱) نیز

(۶) جب تم خدا کے ساتھ عہد کر لو (بالخصوص وہ بنیادی عہد جس کا ذکر ۹/۱۱۱ میں کیا گیا ہے)، تو اپنے عہد کو پورا کرو۔

(۷) اور اپنے قول و اقرار پختہ کر لینے کے بعد انہیں مت توڑو درآنحالیکہ تم اس پر خدا کو ضامن قرار دے چکے ہو۔ یاد رکھو! جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اسکا علم ہوتا ہے۔

(۹۲) اور دیکھو! تمہاری حالت کہیں اس عورت کی سی نہ ہو جائے جس نے بڑی محنت سے

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ لَتُسْئَلُنَّ عَمَّا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۹۳ وَ لَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ
بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۹۴ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا
عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹۵

سوت کاتا اور اس کے بعد خود اپنے ہاتھوں اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

تم اپنے معاہدات اور قول و اقرار کو (جو امن و سلامتی کے موجب اور ضامن ہونے چاہئیں) الٹا باہمی مکر و فساد کا موجب بنا لیتے ہو۔ اور یہ سب اس لئے کرتے ہو تاکہ تم میں سے ایک پارٹی دوسری پارٹی سے آگے بڑھ جائے۔ یعنی مال و دولت اور جھوٹی عزت اور قوت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لئے، تم عہد و پیمان کی بھی پروا نہیں کرتے (۵۷/۲)۔ اللہ تمہارے اس قسم کے ارادوں کو ظاہر کرتا رہتا ہے (تاکہ تم اس سے نصیحت حاصل کرو)۔ یاد رکھو! جن امور میں تم ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہو جب ظہور نتائج کا وقت آئے گا، تو وہ سب اُبھر کر سامنے آجائیں گے۔

۹۳ (تمہارے دل میں بار بار یہ خیال ابھرتا ہے کہ اگر اللہ کو ایسا ہی منظور تھا تو اس نے تمام انسانوں کو ایک جیسا کیوں نہ بنا دیا، اور سب کو ایک ہی راستہ پر کیوں نہ چلا دیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ) اگر وہ چاہتا تو اپنے قانونِ کائنات کے مطابق، تم سب کو ایک جیسا بنا دیتا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس نے تمہیں صحیح راستہ دکھا دیا۔ اور اس کا فیصلہ تم پر چھوڑ دیا کہ چاہے اُسے اختیار کر لو اور چاہے اُسے چھوڑ کر غلط راستے پر چل نکلو (۱۸/۲۹)۔ اور یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ تم اپنے ہر عمل کے لئے ذمہ دار ٹھیرو۔

۹۴ اس لئے (اس بات کو پھر دہرایا جاتا ہے کہ) تم اپنے معاہدات اور قول اقرار کو باہمی مکر و فساد کا موجب مت بناؤ۔ یاد رکھو! اگر تم نے ایسا کیا تو تمہارے قدم، جم جانے کے بعد، پھر اکھڑ جائیں گے۔ اور تم پر مصیبت آجائے گی۔ اس لئے کہ تم نے اپنے آپ کو، خدا کے تجویز کردہ راستہ پر چلنے سے، روک لیا۔ اس سے تم پر سخت تباہی کا عذاب آجائے گا۔ (جس معاشرہ میں، عہد و پیمان کو اہمیت نہ دی جائے، اسے نہ استقلال نصیب ہو سکتا ہے نہ امن)۔

۹۵ اِسی طرح جو معاہدہ تم نے خدا کے ساتھ کیا ہے (۹/۱۱۱) اُسے تھوڑے سے ذاتی مفاد کی خاطر مت بیچ ڈالو۔ اگر تمہیں حقیقت کا علم ہو تو تم جان لو کہ جو کچھ تمہیں اس معاہدہ کے بدلے میں

(۱۳ ع ۱۹) مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ
بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾
اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ

(نظامِ خداوندی کی طرف سے) ملنے والا ہے' وہ اس طرح حاصل کردہ مفاد کے مقابلہ میں کہیں بہتر ہے۔

۹۶ تم جو کچھ بھی اپنے ذاتی مفاد کے لئے حاصل کرو' (وہ بظاہر کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو' ضرور) ختم ہو کر رہے گا۔ لیکن جو کچھ نظامِ خداوندی کی رُو سے ملے گا' وہ باقی رہے گا۔ کبھی ختم نہیں ہو گا (۳۸/۵۴)۔ لیکن یہ ملے گا اُنہی کو جو اِس نظام کے قیام میں ثابت قدم رہیں گے اور حسن کارانہ انداز سے اپنے پروگرام پر عمل پیرا ہوں گے۔

۹۷ یاد رکھو! اس باب میں ہمارا قانون یہ ہے کہ تم میں سے جو بھی' نظامِ خداوندی کی صداقت پر یقین رکھ کر' ایسے کام کرے گا جو اس کی ذات اور معاشرہ کو سنوار دیں' تو ہم اسے نہایت خوشگوار زندگی بسر کرائیں گے۔ یہ نتیجہ ہو گا ان کے اعمال کا جو ان سے حسن کارانہ انداز سے ظہور میں آئیں۔

۹۸ جب تم قرآنی پروگرام پر عمل درآمد شروع کرو گے' (تو لوگوں کی ذاتی مفاد پرستیاں اور سرکش قوتیں اس کی سخت مخالفت کریں گی)' اُس وقت ضرورت ہو گی کہ تم (اور زیادہ شدت کے ساتھ) قوانینِ خداوندی سے وابستہ رہ کر' تخریبی عناصر کی مضرت رسانیوں سے سامانِ حفاظت طلب کرو۔

۹۹ یاد رکھو! یہ تخریبی قوتیں (خواہ انسان کے اپنے اندر کی ہوں یا خارجی)' اُن لوگوں پر کبھی غلبہ نہیں پا سکتیں جو قوانینِ خداوندی کی صداقت پر یقین' اور ان کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ رکھیں۔

۱۰۰ اِن کا غلبہ و تسلط اُنہی لوگوں پر ہوتا ہے جو اِنہیں اپنا رفیق اور کارساز بناتے ہیں' یا ان پر جو قوانینِ خداوندی کے ساتھ' دیگر قوانین کو بھی شریک کر لیتے' اور ان کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ خالص قوانینِ خداوندی کے تابع رہنے والوں پر تخریبی قوتیں کبھی غلبہ

يَتَوَلَّوْنَهٗ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ
قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ
رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ
يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

نہیں پاسکتیں۔

۱۰۱ (جب ہم غیر خداوندی قوانین کا ذکر کرتے ہیں' تو یہ اہلِ کتاب کہتے ہیں کہ اگر قرآن کے احکام من جانب اللہ ہیں' تو ان میں سے بعض' ان احکام سے مختلف کیوں ہیں جو خدا نے اس سے پہلے اُن کی طرف بھیجے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو احکام ان کی طرف بھیجے گئے تھے' اُن میں سے اکثر تو ایسے ہیں جن میں انہوں نے تحریف کر رکھی ہے' یعنی ان کے پاس اپنی اصلی شکل میں رہے ہی نہیں'۔ اور بعض ایسے ہیں جو انہیں محض ہنگامی طور پر دیئے گئے تھے)۔ اب ان کی جگہ' ان سے بہتر احکام مستقل طور پر دیئے گئے ہیں۔ یہی ہے وہ مقام جہاں یہ کہتے ہیں کہ یہ احکام من جانب اللہ نہیں۔ اس رسول کے خود وضع کردہ ہیں۔ حالانکہ خدا اچھی طرح جانتا ہے کہ کس وقت کس قسم کے احکام دینے چاہئیں۔ اور یہ لوگ اس کا علم نہیں رکھتے۔ (۲/۱۰۶)۔

۱۰۲ ان سے کہدو کہ اس قرآن کو روح القدس (۲/۹۷ ; ۲۶/۱۹۳)' تیرے نشو و نما دینے والے کی طرف سے' بطور حقیقتِ ثابتہ لے کر اترا ہے' تاکہ اس سے ایمان والوں کے دلوں کو مضبوط رکھا جائے' اور جو لوگ اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں' ان کی' صحیح منزل کی طرف راہ نمائی کرے' اور انہیں مستقبل کی خوشگواریوں کی خوش خبری دے۔

۱۰۳ ہمیں اس کا بھی علم ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس (رسول) کو کوئی آدمی آکر یہ باتیں سکھا جاتا ہے (اور یہ انہیں وحی کہہ کر لوگوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ ایسا کہتے وقت یہ کچھ اور تو اور' اتنا بھی نہیں سوچتے کہ) جس آدمی کی طرف یہ اسے منسوب کرتے ہیں اس کی زبان بڑی غیر فصیح ہے اور یہ قرآن' نہایت واضح' صاف اور نکھری ہوئی عربی زبان میں ہے (یعنی علاوہ اس کے کہ قرآن کے حقائق کسی انسان کے وضع کردہ نہیں ہو سکتے' اس کا اندازِ بیان بھی نہایت بلند ہے)

۱۰۴ حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے پہلے ہی سے فیصلہ کر لیا ہو کہ انہوں نے قوانینِ خداوندی

اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝١٠٥ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ
مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا
فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝١٠٦ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى
الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝١٠٧

کو ماننا ہی نہیں انہیں صحیح راستے کی طرف راہ نمائی کیسے مل سکتی ہے؟ ان کے لئے المناک تباہی کا عذاب ہے۔ (۲/۱)

۱۰۵ جو لوگ قوانینِ خداوندی کی صداقت پر ایمان نہیں لاتے (اُن کے انکار کی اصل وجہ تو یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے ضد۔ تعصب۔ مفاد پرستی کی وجہ سے صحیح راستہ اختیار نہیں کرنا چاہتے' لیکن کھلے بندوں اسکے اعتراف و اظہار کی جرآت نہیں رکھتے اسلئے) وہ جھوٹی باتیں وضع کرتے رہتے ہیں' اور اس طرح دوسروں کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں' حالانکہ جھوٹے وہ خود ہوتے ہیں۔

۱۰۶ یہ تو وہ ہیں جو سرے سے ایمان لاتے ہی نہیں۔ اب رہا وہ شخص جو ایمان لانے کے بعد قانونِ خداوندی کا منکر ہو جئے' بایں نمط کہ وہ اس کفر و انکار کے لئے اپنا دل کھول دے۔ تو یہی لوگ ہیں جن پر' خدا کے قانونِ مکافات کی رُو سے' ایسی تباہی آتی ہے کہ ان کا سب کچھ راکھ کا ڈھیر ہو کر رہ جاتا ہے —— مگر ہاں! جس شخص سے جبرًا' کفر کا کوئی کام کرالیا جائے' درآنحالیکہ اس کا دل اندر سے ایمان پر مطمئن ہو' تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔

۱۰۷ ایمان لے آنے کے بعد کفر کی راہ وہ لوگ اختیار کرتے ہیں جو طبیعی زندگی کے مفادِ عاجلہ کو' مستقبل کی زندگی کے مفاد پر ترجیح دیتے ہیں۔ (یعنی جب تک یہ کیفیت رہتی ہے کہ طبیعی زندگی کے مفاد اور مستقل اقدار میں تصادم نہیں ہوتا' وہ مومن رہتے ہیں۔ لیکن جب ان میں ٹکراؤ ہو جائے' تو ایمان کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ مفادِ عاجلہ کو مستقل قدر پر قربان کر دیا جائے۔ لیکن وہ مفادِ عاجلہ کو چھوڑنا نہیں چاہتے اس لئے ایمان کو چھوڑ دیتے ہیں —— انسان جب بھی کسی مستقل قدر کے مقابلہ میں مفادِ طبیعی کو ترجیح دے گا' مستقل قدر پر اس کا ایمان نہیں رہے گا)۔ جو لوگ اس طرح مستقل قدر سے انکار کرنا شروع کر دیں' انہیں زندگی کی صحیح منزل کی طرف راہ نمائی کس طرح مل سکتی ہے؟

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۝١٠٨
لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝١٠٩ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ
مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝١١٠ ۞ يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ ۱۴ ع ۲ ۲۰
تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَتُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝١١١ وَضَرَبَ اللَّهُ

---

۱۰۸ یہ وہ لوگ ہیں جن پر جذبات اس طرح غالب آجاتے ہیں کہ ان میں سننے' دیکھنے اور سمجھنے سوچنے کی صلاحیت ہی باقی نہیں رہتی۔ اور یوں وہ' اپنے نفع نقصان سے بے خبر ہو کر' (اندھا دھند سطحی جذبات کی رو میں بہے چلے جاتے ہیں)۔

۱۰۹ (انہیں مفاد عاجلہ تو بے شک حاصل ہو جاتے ہیں لیکن) مستقبل کی خوشگواریوں میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ وہاں انہیں نقصان ہی نقصان رہتا ہے۔

۱۱۰ جن لوگوں کا دل ایمان پر مطمئن ہو' ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ انہیں سخت تکالیف پہنچائی جائیں تو بھی ان کا قدم نہیں ڈگمگاتا۔ حتیٰ کہ جب ان کے ایمان اور وطن تک میں تصادم ہو جائے' تو وہ' وطن کو خیرباد کہہ دیتے ہیں اور ایمان کو نہیں چھوڑتے' اور اس طرح کسی ایسے مقام کی طرف ہجرت کر جاتے ہیں' جو ان کے ایمان کے تقاضوں کے لئے زیادہ سازگار ہو۔ وہاں وہ' نظامِ خداوندی کے قیام کے لئے مسلسل کوشش کرتے رہتے ہیں اور ہر مشکل کا مقابلہ نہایت پامردی اور استقامت سے کرتے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں' اس قدر مشکلات اور مصائب کے بعد' نظامِ خداوندی کی طرف سے حفاظت اور نشوونما کا سامان عطا ہوتا ہے۔

۱۱۱ (یہ جو اوپر کہا گیا ہے کہ غلط روش پر چلنے والوں کا انجام تباہی ہوگا۔ ۱۰۹/۱۶) یہ اُس وقت ہوگا جب اعمال کے نتائج بے نقاب ہو کر سامنے آجائیں گے۔ انہیں دیکھ کر ہر غلط رَو' خود اپنے آپ سے جھگڑنا شروع کر دے گا۔ وہ اپنی ذات کو مطعون کرے گا کہ میں نے یہ کچھ کیوں کیا؟ لیکن اُس وقت' اس طعنِ خویشں سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اس وقت اعمال کے نتائج پورے کے پورے سامنے آجائیں گے۔ اور جو کچھ کسی کے ساتھ ہوگا' اس کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوگا۔ کسی پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔

۱۱۲ قوموں پر اس قسم کی تباہیاں کیوں' اور کب' آتی ہیں' اسے ایک مثال سے سمجھو

مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ
اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ
مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا
وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ

ایک بستی تھی جسے خارجی خطرات سے امن اور داخلی کشمکش سے اطمینان حاصل تھا۔ اس کی طرف ہر سمت سے سامانِ رزق کھنچا چلا آتا تھا۔ اس کے رہنے والے بڑے خوش حال اور فارغ البال تھے۔ لیکن انہوں نے خدا کی ان بخشائشوں کی ناقدر شناسی کی۔ (بڑے بڑے لوگوں نے انہیں اپنے لئے سمیٹنا اور چھپانا شروع کر دیا)۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر بھوک اور خوف کا عذاب طاری ہو گیا۔ فارغ البالی کی جگہ انہیں فاقے آنے لگے اور ان کا امن خطرات سے بدل گیا۔ یہ سب کچھ ان کے اپنے ہاتھوں کا لایا ہوا تھا۔ خدا نے اپنی بخشائشیں نہیں روک لی تھیں' لیکن' انہوں نے اپنے لئے جو غلط نظام قائم کیا' یہ اس کا نتیجہ تھا۔ (۶/۴۴)۔

۱۱۳ ان کے پاس' خود انہی میں سے' خدا کا ایک پیغامبر آیا اور اس نے انہیں بتایا کہ یہ اُن کے خود ساختہ غلط نظام کا نتیجہ ہے۔ اگر وہ اس نظام کو' قوانین خداوندی کے مطابق متشکل کر لیں تو پھر وہی آسائشیں حاصل ہو جائیں گی)۔ لیکن انہوں نے اُسے جھٹلایا' اور سرکشی برتی۔ اُن کے اس ظلم و سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی تباہی اور بڑھ گئی۔

۱۱۴ لہذا (اے مخاطبین! تم اس مثال سے عبرت حاصل کرو' اور) جو سامانِ رزق اللہ نے تمہیں دیا ہے' اسے' اُس کے مقرر کردہ طریقہ کے مطابق' خوشگوار اور پاکیزہ انداز سے کھاؤ پیو۔ اور یوں' خدا کی بخشائشوں کی سپاس گزاری کا ثبوت دو۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ تم' اپنے ذاتی جذبات اور انفرادی مفاد سے قطع نظر کر کے' قوانین خداوندی کی محکومیت اختیار کرو۔

۱۱۵ یاد رکھو! کھانے پینے کی چیزوں میں سے یہ چار حرام ہیں ___ مُردار (بہتا ہوا (۶/۱۴۴)) لہو' خنزیر کا گوشت اور جو کچھ خدا کے سوا کسی اور کے نام سے منسوب کیا جائے۔ لیکن جو شخص (بھوک سے) مجبور ہو جائے (تو اسے ان چیزوں کے کھا لینے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ) اس کی نیت قانون شکنی اور حدود فراموشی کی نہ ہو۔ ایسی صورت میں خدا کا قانون' اسے اُن مضر اثرات سے

الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾
وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ
اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾
وَ عَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ
۱۵ ع ۲۶ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾

محفوظ رکھے گا جو ان چیزوں کے استعمال سے نفس انسانی پر پڑتے ہیں اور جن سے اس کی ذات کی نشو و نما رک جاتی ہے۔

۱۱۶ اور دیکھو! ایسا نہ کرو کہ تمہاری زبان پر جو جھوٹی بات آجائے اسے بے دھڑک بیان کردیا کرو اور یونہی کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور وہ حرام۔ (حلال و حرام کے تعین کا اختیار صرف خدا کو ہے اور اس نے اپنی کتاب میں اس کی وضاحت کردی ہے۔ اس کے بعد اپنی طرف سے حلال اور حرام کی فہرستیں مرتب کرنا) خدا کے خلاف افترا پردازی ہے۔ اور جو لوگ خدا کے خلاف افترا کرتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

۱۱۷ وہ ایسی باتوں سے تھوڑا سا فائدہ ضرور حاصل کر لیتے ہیں' لیکن آخر الامر ان کے لئے بڑی ہی دردناک سزا ہوتی ہے۔

۱۱۸ اور ہم نے یہودیوں پر وہ کچھ حرام قرار دیا تھا جس کا ذکر پہلے آچکا ہے (۶/۱۴۶)۔ (وہ احکام' ان احکام کے مقابلہ میں سخت تھے لیکن) اُن پر ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی تھی۔ انہوں نے خود اپنے آپ پر زیادتی کی تھی جس کے نتیجے میں ان پر ایسی کڑی پابندیاں عائد کی گئی تھیں۔

۱۱۹ (یہ اس لئے ہوا تھا کہ انہوں نے قانون شکنی کو اپنا شیوہ بنا لیا تھا۔ اور جو ایسا کرے اسے اس کی سزا ملنی لازمی ہے)۔ ہاں' البتہ' جو لوگ نادانی سے کوئی حماقت کر بیٹھیں' اور اس کے بعد (اس کا احساس ہونے پر) فوراً پچھلے پاؤں لوٹ کر وہاں آجائیں جہاں سے ان کا قدم غلط سمت کی طرف اٹھ گیا تھا' اور یوں اپنی اصلاح کرلیں۔ تو اس کے بعد تیرے خدا کا قانون ربوبیت انہیں ان مضر اثرات سے بھی محفوظ رکھے گا جو اس غلط قدم اٹھانے کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے'

إِنَّ إِبْرٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيفًا ۗ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبٰهُ
وَهَدٰىهُ إِلٰى صِرٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٢١﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَإِنَّهُ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِينَ ﴿١٢٢﴾
ثُمَّ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرٰهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٣﴾ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى
الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٢٤﴾ اُدْعُ إِلٰى سَبِيلِ
رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ

اور ان کی نشو ونما کو بھی بدستور جاری رکھے گا۔

۱۲۰ شکرِ نعمت کی وہ روش (جس کا ذکر ۱۶/۱۱۴ میں آچکا ہے) ابراہیمؑ نے اختیار کی تھی۔ (اس مقصدِ عظیم کے حصول کے لئے اس نے کعبہ کی تعمیر کی تھی ۲/۱۲۴—۱۲۶ ؛ ۱۴/۳۵—۳۷)۔ ابراہیمؑ یوں تو ایک فرد تھا، لیکن اپنی جامع شخصیت کی بنا پر، پوری کی پوری قوم تھا جو قوانینِ خداوندی کے سامنے جھکی ہو، اور ہر غیر خداوندی قوت سے منہ موڑ کر، اپنی تمام توجہات، اسی مقصدِ عظیم پر مرکوز رکھے۔

۱۲۱ نعمائے خداوندی کی یہی شکر گزاری تھی جس کی بنا پر خدا نے اسے، نظامِ خداوندی کے مرکز کی تاسیس کے لئے، منتخب کیا تھا اور اس کی راہ نمائی، زندگی کی سیدھی اور توازن بدوش راہ کی طرف کی تھی۔

۱۲۲ اور اُسے، اِس دنیا میں بھی ہر طرح کی خوشگواریاں عطا کی تھیں۔ اور آخرت کی زندگی میں بھی اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جن کی صلاحیتیں نشو ونما پا چکی ہوں، اور جن کے سب کام سنور گئے ہوں۔

۱۲۳ (اے رسول! یہی وجہ ہے کہ) ہم نے تیری طرف یہ وحی کی ہے کہ تم، ہر طرف سے صرفِ نظر کر کے خالص مسلکِ ابراہیمیؑ کا اتباع کرو (۲/۱۲۵)۔ اس لئے کہ (جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے) اس نے خالص قوانین خداوندی کی محکومیت اختیار کی تھی۔ اس میں کسی اور کو شریک نہیں کیا تھا۔

۱۲۴ (یہ یہودی دعوے تو یہی کرتے ہیں کہ یہ ملتِ ابراہیمیؑ کے متبع ہیں لیکن) انہوں نے اُس میں سخت اختلافات پیدا کر دیئے تھے (اور قوانین خداوندی سے سرکشی اختیار کر رکھی تھی جس کی وجہ سے ان پر) سبت کا عذاب آیا تھا (۲/۶۵ ؛ ۴/۴۷ ؛ ۴/۱۵۴ ؛ ۷/۱۶۳)۔ تیرا نشو ونما دینے والا، ان امور کا، جن میں یہ اختلاف کرتے ہیں، اُس وقت فیصلہ کرے گا جب ظہورِ نتائج کا وقت آئیگا۔

۱۲۵ (تم اِس وقت ان سے الجھو نہیں بلکہ) اپنے خدا کے راستے کی طرف، حکمت اور موعظتِ حسنہ

عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿۱۲۵﴾ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ ۖ وَلَئِن صَبَرْتُمْ

لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿۱۲۷﴾

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴿۱۲۸﴾

کے ساتھ دعوت دیتے چلے جاؤ —— یعنی قوانین خداوندی کی غرض و غایت اور اخلاقی اقدار کے منشاء و مقصود کو سامنے رکھتے ہوئے —— اور اختلافی امور میں ان کے ساتھ نہایت حسن کارانہ انداز سے بات چیت کرو۔ تیرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور کون سیدھے راستے پر چل رہا ہے۔

۱۲۶ اور اگر تمہیں ان کا پیچھا کرنا پڑے تو اسی حد تک پیچھا کرو جس حد تک انہوں نے تمہارا پیچھا کیا تھا۔ (پاداشِ عمل میں اس سے آگے نہ بڑھو)۔ اور اگر تم ان کے پیچھے جانے کے بجائے اپنے مقام پر جمے رہو تو اس روش کا انجام زیادہ اچھا ہوگا۔

۱۲۷ لہذا بہتر یہی ہے کہ تم اپنے پروگرام پر استقامت سے جمے رہو —— اور یہ قوانین خداوندی کی تائید ہی سے ہو سکے گا —— اور ان کی تباہی کے احساس سے افسردہ خاطر نہ ہو (کہ جو لوگ کسی طرح مانیں ہی نہیں وہ تباہی سے کس طرح بچ سکتے ہیں)۔ نہ ہی ان کی خفیہ سازشوں کی وجہ سے دل گرفتہ ہو۔

۱۲۸ اس لئے کہ خدا کی تائید و نصرت ہمیشہ ان لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے جو غلط راستے کی تباہیوں سے بچنا چاہیں اور اس کے بتائے ہوئے راستہ پر حسن کارانہ انداز سے چلتے جائیں۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

مفہوم القرآن

الحمد سے والناس تک مسلسل

قرآن کریم کے سمجھنے اور سمجھانے کا بالکل نیا انداز

از پرویز

یہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے نہ تفسیر بلکہ اس کا مفہوم ایسے واضح مسلسل مربوط اور دلکش انداز میں پیش کیا گیا ہے جس سے قرآنی مطالب تابندہ ستاروں کی طرح نگہ بصیرت کے سامنے ابھر کر آجاتے ہیں

۱۵

میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ ۲۷ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

باسمہ تعالیٰ

قارئین کی خدمت میں

للہ الحمد کہ مفہوم القرآن کا پندرھواں پارہ شائع ہو رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اپنی اس طول طویل منزل کا نصف راستہ طے کر لیا ہے۔ امید ہے کہ بتوفیق ایزدی باقی نصف راستہ بھی بخیر و خوبی طے ہو جائے گا۔ واللہ المستعان۔

۲۔ چونکہ آپ احباب ان پندرہ پاروں کی یک جا جلد کرانا چاہینگے میں چاہتا ہوں کہ ان میں اگر کہیں کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اُسے اسی وقت درست کر لیا جائے اور آئندہ کے لئے احتیاط برتی جائے کہ اس قسم کی غلطی نہ ہونے پائے۔ اس مقصد کے لئے آپ سے گزارش ہے کہ آپ نے اگر شائع شدہ پاروں میں۔

(ا) متن قرآن کریم میں کوئی املا کی غلطی دیکھی ہو۔

(ب) مفہوم القرآن میں املا (کتابت) یا انشا کی غلطی پائی ہو۔ یا

(ج) کوئی مقام ایسا ہو جو آپ کے خیال میں مزید وضاحت چاہتا ہو۔

تو آپ براہ کرم اس سے مجھے مطلع فرمائیں۔ نیز اس سلسلہ میں کوئی مفید تجویز آپ کے ذہن میں ہو تو اس سے بھی اطلاع فرما دیں۔ اس کے لئے میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔

۳۔ مفہوم القرآن کے مکمل شائع ہو جانے کے بعد ایک تفصیلی انڈکس اس انداز سے شائع کیا جائے گا کہ آپ جس موضوع کے متعلق چاہیں، قرآن کریم کے احکام نہایت آسانی سے تلاش کر سکیں۔ والسلام

آپ کے تعاون کا متمنی

پرویز

(۲۵-بی) گلبرگ۔ لاہور

پندرھواں پارہ

سُورۃ بنی اسرآءیل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ

الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ۝۱ وَ

اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ وَ جَعَلۡنٰہُ ہُدًی لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَلَّا تَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِیۡ وَکِیۡلًا ۝۲

۱ (مخالفین کی جن ریشہ دوانیوں کی طرف پیچھے اشارہ کیا گیا ہے (۱۶/۱۲۷) اُن میں آخری اسکیم یہ تھی کہ رسولؐ کو چپکے سے قتل کر دیا جائے۔ لیکن) خدا کی اسکیمیں اتنی بلند و برتر ہیں کہ وہ اِن کے قیاس و گمان میں بھی نہیں آسکتیں۔ چنانچہ وہ 'اپنی اسکیم کے مطابق' اپنے بندے کو 'راتوں رات' بیت الحرام (مکہ) سے نکال کر (مدینہ کی) کشادہ سرزمین کی طرف لے گیا' تاکہ اس دُور دراز مقام میں جاکر' نظامِ خداوندی کی تشکیل کرے۔ ہم نے اُس 'مقام' اور اُس کے گرد و پیش کو بڑا بابرکت بنایا ہے۔ اُس کی فضا' اِس آسمانی انقلاب کے لئے بڑی ساز گار ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا ہے کہ خدا اب' اُن باتوں کو آشکارا کر دے جن کا وعدہ' اتنے عرصے سے کیا جاتا رہا ہے۔ (۲۰/۲۳)۔ یقیناً وہ سب کچھ دیکھنے' سننے والا ہے: اس لئے اُس کا ہر فیصلہ' علم و حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔

۲ (آسمانی دعوتِ انقلاب کے سلسلہ میں ہجرت کوئی نئی چیز نہیں۔ ایسا واقعہ قریب قریب ہر رسول کو پیش آیا ہے۔ اور موسیٰؑ کا اپنی قوم کو لے کر مصر سے نکل جانا تو ایسا مشہور واقعہ ہے جس کی تفاصیل تک کا سب کو علم ہے۔ اُسی نوعیت کی یہ ہجرت بھی ہے)۔ ہم نے موسیٰؑ کو بھی' اسی طرح ضابطۂ ہدایت عطا کیا تھا' اور اُسے بنی اسرائیل کے لئے قندیلِ راہ بنایا تھا' اور اُن سے کہہ دیا تھا

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ﴿٣﴾ وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ
لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ﴿٤﴾ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ
عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ ۚ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ﴿٥﴾ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ
الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا ﴿٦﴾ إِنْ أَحْسَنتُمْ

کہ وہ اُس ضابطہ کے علاوہ، اور کسی کو اپنا کارساز نہ سمجھیں۔ اور اُس پر پورا پورا بھروسہ رکھیں۔

۳ اِس بات پر یقین پیدا کرانے کے لئے کہ خدا کی تدابیر امن اور حفاظت کی ضامن ہوتی ہیں، ہم نے اُن سے کہا تھا کہ تم اُن لوگوں کی نسل میں سے ہو جنہیں ہم نے، نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار کرا کر طوفان سے نجات دلائی تھی۔ نوحؑ ہمارا بڑا سپاس گزار بندہ تھا۔ (اس لئے اگر تم بھی اُسی طرح سپاس گزاری اختیار کرو گے تو تمہیں بھی قومِ فرعون کے عذاب سے نجات مل جائے گی۔ ہجرت سے یہی مقصود تھا)۔

۴ اِس کے ساتھ ہی ہم نے، بنی اسرائیل کو تورات میں یہ بھی بتا دیا تھا کہ (تم فرعون کے عذاب سے نجات حاصل کرنے کے بعد قوانینِ خداوندی کی خلاف ورزی کرو گے اور) ملک میں دو مرتبہ بڑی تباہی مچاؤ گے اور شدید سرکشی اختیار کرو گے۔ (اِس کا نتیجہ خود تمہارے لئے تباہی اور بربادی ہوگا)۔

۵ چنانچہ جب، ان دو مواقع میں سے (بخت نصر کے حملہ کے وقت) پہلا موقعہ آیا، تو (اے بنی اسرائیل!) ہم نے تمہارے خلاف ایسے لوگ اٹھا کھڑے کئے جو بڑے طاقتور اور سخت گیر تھے۔ وہ تمہاری بستیوں کے اندر جا گھسے، اور انہوں نے تمہیں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر پکڑا۔ اور خدا کے قانونِ مکافات نے جو کچھ کہا تھا، وہ یوں پورا ہو کر رہا۔

۶ (تم نے اس سے عبرت پکڑی، تو) ہم نے حالات کو اِس طرح پلٹا دیا کہ فضا، تمہارے لئے سازگار اور تمہارے دشمنوں کے خلاف ہو گئی (ذوالقرنین نے بابلیوں کو شکست دی اور تمہیں پھر سے تمہارے ملک میں آباد کرایا)۔ اِس طرح ہم نے، مال و دولت کی فراوانی اور اولاد کی کثرت سے تمہاری مدد کی، اور بارِ دیگر، تمہارا جتھہ بہت بھاری ہو گیا۔ تم پھر ایک عظیم قوم بن گئے۔

۷ اس طرح، تم نے دیکھ لیا کہ جب تم نے، قوانینِ خداوندی کے مطابق حسن کارانہ انداز سے

أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ ۖ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ۚ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا
الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيرًا ۝٧ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَكُمْ ۚ وَإِنْ عُدْتُمْ
عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا ۝٨ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَ
يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۝٩ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝١٠

زندگی بسر کی تو تمہاری حالت کس قدر خوشگوار ہوگئی- اور جب تم نے' اس کے خلاف' ناہمواریوں کی راہ اختیار کرلی' تو اُس کا وبال بھی تمہارے اپنے ہی اوپر پڑا- (یہ ہے ہمارا قانونِ مکافاتِ عمل)-

پھر جب دوسرا موقعہ آیا (تو ہم نے' ٹائٹس کی زیر سرکردگی' رومیوں کو تمہارے خلاف اٹھا کھڑا کیا) تاکہ وہ تمہیں ذلیل و خوار کریں' اور ہیکل میں اس طرح جا گھسیں جس طرح پہلی مرتبہ (بابلی) وہاں جا گھسے تھے- اور جو کچھ ان کے قابو آئے اُسے تہس نہس کرکے رکھ دیں- (۱۷/۱۰۴)-

٨ (تمہاری وہ ذلت کی زندگی اِس وقت تک چلی آرہی ہے- لیکن اگر تم اب بھی باز آجاؤ- اور ہمارے رسول کی معیت میں —— جو اب' تمہارے پاس' مدینہ میں' آگیا ہے' —— سیدھی راہ اختیار کرلو- ۷/۱۵۷- تو) تمہارا نشوونما دینے والا' تمہیں پھر سامانِ نشوونما عطا کردے گا- لیکن اگر تم نے' اِس کے ساتھ بھی وہی کچھ کیا جو کچھ تم اپنے انبیاء کے ساتھ کیا کرتے تھے' تو پھر تمہیں ویسی ہی سزا ملے گی جیسی' پہلے (دوبار) مل چکی ہے- تم دیکھ چکے ہو کہ ہم نے کس طرح جہنم کو اُن لوگوں کیلئے' جو صحیح روش پر چلنے سے انکار کرتے ہیں' روک کا مقام بنا رکھا ہے- (یعنی ان کی آگے بڑھنے کی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں اور وہ وہیں کے وہیں رکے رہ جاتے ہیں- یہی قوموں کی تباہی ہے)-

٩ (اب یہ صحیح روش قرآن کی راہ نمائی ہی میں مل سکتی ہے- اس لئے کہ) قرآن' کاروانِ انسانیت کو' سفرِ زندگی میں' وہ راہ دکھاتا ہے جس سے زیادہ توازن بدوش اور سیدھی راہ اور کوئی نہیں- اور اُن لوگوں کو' جو اِس کی صداقتوں کو تسلیم کرلیتے ہیں' اور اِس کے متعین کردہ پروگرام پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں' خوشخبری دیتا ہے کہ اُنہیں' اُن کے حسنِ عمل کا بہت بڑا اجر ملے گا-

١٠ اور یہ کہ' جو لوگ مستقبل کی زندگی پر یقین نہیں رکھتے (اور اسی طبیعی زندگی کو منتہیٰ سمجھتے ہیں' اُن کی غلط روش کے نتیجے میں) اُن کے لئے دردناک تباہی کا عذاب ہے-

وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهُ بِالْخَيْرِ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ﴿۱۱﴾ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ
اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا
عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ
فِيْ عُنُقِهٖ ۚ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾

---

۱۱ (مستقبل کی زندگی سے انکار اور صرف دنیا کی طبیعی زندگی کو مآل سمجھنے کا نتیجہ یہ ہے کہ) انسان کا نصب العین مفادِ عاجلہ کا حصول رہ جاتا ہے۔ وہ انہیں جلدی جلدی سمیٹنے کی فکر کرتا ہے (۲۱/۳۷)۔ حرص و ہوس سے اُس کی نگاہوں پر اس قدر دبیز پردے پڑ جاتے ہیں کہ وہ اپنے حقیقی نفع و نقصان کا بھی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ وہ خیر اور شر میں تمیز نہیں کر سکتا۔ وہ نقصان رساں باتوں کو بھی اِسی طرح دعوت دیتا ہے جس طرح منفعت بخش امور کو۔

۱۲ (یہ بات وحیِ خداوندی بتاتی ہے کہ خیر اور شر کسے کہتے ہیں۔ اِن کا باہمی تعلق کیا ہے' اور ان کی کشمکش میں' خیر (نفع رسانی کی تعمیری) قوتیں' کس طرح شر کی تخریبی قوتوں پر غالب آتی ہیں۔ مثال کے طور پر) دن اور رات کو دیکھو۔ یہ بظاہر ایک دوسرے کی ضد نظر آتے ہیں' لیکن درحقیقت ایک ہی نظام کے دو پہلو ہیں۔ رات کی تاریکی' (زمین کی گردش سے) مٹ جاتی ہے تو دن اپنی تابانیوں کے ساتھ نمودار ہو جاتا ہے' تاکہ تم' اپنے نشوونما دینے والے کے قانون کے مطابق' تلاشِ معاش کر سکو۔ نیز تم (دن اور رات کے اختلاف سے) برسوں کی گنتی کر سکو۔ اور اس سے ہر طرح کا حساب رکھ سکو۔ (۶/۹۶ ؛ ۱۰/۵)۔

اِس طرح ہم نے' کائنات میں ہر شے کو' ایک دوسرے سے الگ الگ رکھ چھوڑا ہے۔ (لیکن اس کے باوجود' وہ ایک عظیم مشینری کے کل پرزے ہونے کی بنا پر' باہمد گر پیوست بھی ہیں)

۱۳ (خیر و شر کی کشمکش خود انسانی زندگی میں بھی سرگرمِ عمل رہتی ہے)۔ اور اس سے ہر فرد کا اعمالنامہ مرتب ہو کر اس کی گردن میں لٹکا رہتا ہے' جس کے نتائج بدلنے پر اُسے کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ جب تک اُن نتائج کے ظہور کا وقت نہیں آتا' وہ اعمالنامہ گویا لپٹا رہتا ہے۔ جب نتائج کے ظاہر ہونے کا وقت آجاتا ہے' تو وہی' لپٹا ہوا اعمالنامہ ایک کھلی کتاب کی شکل میں سامنے آجاتا ہے۔

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿١٤﴾ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ
ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿١٥﴾
وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا
تَدْمِيْرًا ﴿١٦﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا
بَصِيْرًا ﴿١٧﴾

---

۱۴ اور انسان سے کہا جاتا ہے کہ لو! اپنا نامۂ اعمال خود پڑھ لو —— تمہارا حساب کرنے کے لئے باہر سے کسی محاسب کے بلانے کی ضرورت نہیں۔ خود تمہاری اپنی ذات' تمہارے خلاف' محاسبہ کرنے کے لئے کافی ہے۔

۱۵ (یہ اعمالنامے کیا ہیں؟ اس حقیقت کی زندہ شہادت کہ) جو شخص سیدھی راہ پر چلتا ہے' اُس کی نفع بخشیاں خود اُس کی اپنی ذات کے لئے ہوتی ہیں۔ اور جو غلط راستہ اختیار کرتا ہے' اُس کے نقصانات اُسی کو برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ یہاں' کوئی بوجھ اٹھانے والا' کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔ (اس کے لئے ضروری ہے کہ غلط اور صحیح راستہ' انسان کے سامنے' واضح طور پر رکھ دیا جائے۔ سلسلۂ ہدایتِ آسمانی سے مقصد یہی ہے)۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ کسی قوم کی طرف اپنا پیغامبر نہ بھیجیں (جو انہیں غلط اور صحیح میں امتیاز کر کے بتادے)۔ اور اُس پر تباہی لے آئیں۔ (سلسلۂ نبوت کے ختم ہو جانے کے بعد' اب یہی مقصد قرآن کی رُو سے پورا ہوگا)۔

۱۶ قوموں کی تباہی کے لئے خدا کا قانون یہ ہے کہ جب وہ آرام پسند' محنت کئے بغیر زیادہ سے زیادہ مال و دولت حاصل کرنے کی خواہشمند' عیش پرست اور سرمایہ دارانہ ذہنیت کی حامل ہو جاتی ہیں' اور اس طرح' اُس صحیح راستے کو چھوڑ کر جو اُن کے سامنے واضح طور پر آچکا ہوتا ہے' غلط راستوں کو اختیار کر لیتی ہیں' تو' وہ تباہی کی مستوجب ہو جاتی ہیں' اور پھر اُنہیں' اس طرح ہلاک کر دیا جاتا ہے (کہ اُن کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا)۔

۱۷ تاریخ عالم کو سامنے لاؤ اور دیکھو کہ نوحؑ کے بعد' کتنی قومیں تھیں جنہیں ہم نے اسی طرح' (اپنے قانونِ مکافات کے مطابق) تباہ کر دیا۔ تیرا نشوونما دینے والا' اپنے بندوں کے

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰهَا
مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ
سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾

جرائم سے اچھی طرح باخبر رہتا ہے۔ وہ سب کچھ دیکھتا ہے۔ کسی کا کوئی عمل اس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں رہ سکتا۔

۱۸ (اس سے تمہارے دل میں یہ سوال پیدا ہو گا کہ جب خدا کا قانونِ مکافات اِس قدر محکم ہے، تو پھر وہ قومیں، جو نہ مستقل اقدار کو تسلیم کرتی ہیں اور نہ ہی مستقبل کی زندگی پر ایمان رکھتی ہیں، مادی ترقی کس طرح کرتی جاتی ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ) ہمارا قانون یہ ہے کہ جو کوئی، اِس دنیا میں، طبیعی مفادِ عاجلہ چاہتا ہے ——— اور اس کے لئے طبیعی قوانین کے مطابق کوشش کرتا ہے ——— ہم اُسے اپنے قانونِ مشیّت کے مطابق، جسے ہم نے اپنے اختیار و ارادہ سے ایسا بنایا ہے، مادی مفاد دیدیتے ہیں۔ (جو کسان، ہمارے قوانین طبیعی کے مطابق، محنت کر کے فصل بوتا ہے، اُسے اُس کی محنت کا پھل مل جاتا ہے۔ اِس میں کافر و مومن کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔ لیکن اِس کے بعد، مستقبل کی زندگی میں، اُس قوم کے لئے، تباہی کا جہنم ہوتا ہے جس میں وہ بدحال اور دھتکاری ہوئی داخل ہو جاتی ہے (۲/۲۰۰ ؛ ۱۱/۱۶ — ۱۵)۔

۱۹ اس کے برعکس، جو قوم (مفادِ عاجلہ کے ساتھ ساتھ ۲/۲۰۱) مستقبل کی خوشگواریاں بھی چاہتی ہے، اور اس کے لئے ایسی کوشش کرتی ہے، جیسا کوشش کرنے کا حق ہے۔ اور مستقل اقدار پر یقینِ کامل رکھتی ہے۔ تو یہ لوگ ہیں جن کی کوششیں، حال اور مستقبل دونوں میں، بھرپور نتائج کی حامل ہوتی ہیں۔

۲۰ ہم اس طرح دونوں گروہوں کو (یعنی صرف مفادِ عاجلہ طلب کرنے والوں، اور مفادِ عاجلہ کے ساتھ مستقبل کی خوشگواریاں چاہنے والوں کو)، اپنے طبیعی قوانین کی رُو سے، ان کی کوششوں کے مطابق، آگے بڑھاتے چلے جاتے ہیں، اور تیرے نشوونما دینے والے کا عطا فرمودہ، سامانِ رزق، اِن سب کے لئے یکساں طور پر کھلا رہتا ہے۔ اُس کے راستے میں، کسی کے لئے بند نہیں لگائے جاتے۔ (جو چیز قانونِ طبیعی کے مطابق حاصل ہوتی ہے، وہ ہر اس شخص کو حاصل ہو سکتی ہے جو اُس قانون کے مطابق، اُس کے حصول کے لئے کوشش کرتا ہے۔ زندگی کی اِس دوڑ میں، کافر و مومن، دونوں کے لئے یکساں طور پر میدان کھلا رہتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ کافر کو،

اُنۡظُرۡ كَيۡفَ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ‌ؕ وَلَلۡاٰخِرَةُ اَكۡبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكۡبَرُ تَفۡضِيۡلًا‏ ﴿۲۱﴾ لَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ
اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقۡعُدَ مَذۡمُوۡمًا مَّخۡذُوۡلًا ﴿۲۲﴾ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا‌ؕ
اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوۡلًا
كَرِيۡمًا‏ ﴿۲۳﴾

اُس کی کوشش کے باوجود، پکڑ کر پیچھے دھکیل دیا جائے، اور مومن کو، خواہ وہ کوشش نہ بھی کرے آگے بڑھا دیا جائے۔ ۲۰/۴)۔

۲۱ یہی وہ اٹل قانون ہے جس کی رُو سے، تم دیکھتے ہو کہ، حصولِ معاش میں کس طرح ایک قوم، اپنی سعی و عمل کے مطابق، دوسری قوم پر فوقیت حاصل کر لیتی ہے۔ ان میں، جہاں جا کر فرق پڑتا ہے وہ مستقبل کی خوشگواریاں ہیں —— یعنی، اِس دنیا میں بھی انجام کار کونسا نظامِ زندگی، خوشگوار نتائج کا حامل ہوتا ہے۔ اور اِس سے بعد کی زندگی میں بھی کون آگے بڑھتا ہے۔ اِس کے لئے، قانونِ طبیعی سے الگ، ایک اور قانون مقرر ہے، جو وحی کے ذریعے ملتا ہے۔ جس قوم کو یوں، مستقبل کی خوشگواریاں حاصل ہو جائیں، اُسی کے درجات بلند ہیں، اور اُسی کو دوسروں پر فوقیت حاصل ہے۔ درجات کی بلندی اور فوقیت کا معیار یہ ہے کہ اُس قوم کا حال بھی خوشگوار ہو اور مستقبل بھی درخشندہ۔

۲۲ اِس کے لئے ضروری ہے کہ تم صرف ایک خدا کے اقتدار و قانون کو تسلیم کرو۔ اُس کے ساتھ، کسی اور کے اقتدار کو شامل نہ کرو —— (یہ نہ کرو کہ طبیعی زندگی میں تو قوانینِ خداوندی (قوانینِ فطرت) کے مطابق چلو، اور تمدنی زندگی کو، اپنے خود ساختہ قوانین کے تابع رکھو۔ نہ ہی یہ کہ قوانینِ خداوندی کو صرف اخلاقیات تک محدود رکھو اور طبیعی زندگی کے قوانین کو نظر انداز کر کے عملی رہبانیت اختیار کر لو)۔ ان دونوں صورتوں میں نتیجہ یہ ہوگا کہ تم مصافِ زندگی میں، دھتکارے ہوئے انسانوں کی طرح، ذلت و خواری کے ساتھ، دوسروں سے پیچھے رہ جاؤ گے۔

۲۳ اسی مقصد کے پیشِ نظر تیرے نشو و نما دینے والے نے، مستقل اقدار کا مکمل ضابطہ بذریعہ وحی دیدیا ہے، جسکی بڑی بڑی شقیں آیندہ آیات میں بیان کی جاتی ہیں۔ ان اقدار کا اصل الاصول اور نقطۂ ماسکہ یہ ہے کہ تم، قوانینِ خداوندی کے علاوہ، کسی کی اطاعت نہ کرو۔ اُس کے سوا کسی کو اپنا حاکم تسلیم نہ کرو۔ محکومیت صرف اُس کے قوانین کی اختیار کرو۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيْرًا ﴿٢٤﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا
فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿٢٥﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ
الْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿٢٦﴾

اس اصل الاصول کی روشنی میں، دنیا میں، نظامِ ربوبیت —— یعنی نوعِ انسان کی عالمگیر پرورش کا نظام —— قائم کرو۔ اور اس کی ابتدا، اپنے گھر کی زندگی سے کرو۔ اس نظام کی بنیاد یہ ہے کہ جس شخص میں، کسی وجہ سے، کوئی کمی واقع ہو جائے، اُس کی کمی کو پورا کر دیا جائے۔ اِس کے لئے، تم اپنے ماں باپ کو دیکھو۔ وہ جوان تھے، اور کام کاج کے قابل، تو اپنے علاوہ، تمہاری پرورش بھی کرتے تھے۔ اب وہ بوڑھے ہو چکے ہیں، اور کمانے کے قابل نہیں رہے، تو تمہارا فرض ہے کہ ان کی اس کمی کو پورا کرو۔

بڑھاپے میں قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں اور انسان بچوں کی سی باتیں کرنے لگ جاتا ہے (۳۶/۶۸)۔ لہٰذا اگر تمہارا باپ یا ماں یا دونوں بوڑھے ہو جائیں، تو انہیں حقارت آمیز باتیں مت کہو۔ نہ ہی اُن سے سختی اور درشتی سے کلام کرو۔ اُن سے ادب اور عزت سے بات کرو اور کشادہ نگہی سے پیش آؤ۔

۲۴ اُن کی پرورش کے لئے، اُنہیں اپنے بازوؤں کے نیچے سمٹائے رکھو (جس طرح اُنہوں نے بچپن میں، تمہیں اپنے بازوؤں کے نیچے سمٹائے رکھا تھا) اور اُن کے حق میں ہمیشہ یہ آرزو کرو کہ جس طرح انہوں نے بچپن میں تمہاری پرورش کی تھی، تمہارا رب، تمہارے ہاتھوں، اُسی طرح، اُن کی پرورش کا انتظام کرائے۔ (بچوں کی پرورش تو حیوانات بھی کرتے ہیں۔ لیکن بوڑھے والدین کی پرورش صرف انسان کا خاصہ ہے۔ اسی لئے اِس کی تاکید کی گئی ہے)۔

۲۵ تمہارا نشو و نما دینے والا خوب جانتا ہے کہ تمہارے دل میں کیا ہوتا ہے۔ (تم بوڑھے والدین کی بچپن کی سی باتوں سے زِچ پڑ جاتے ہو، اور، اس طرح، تمہارے دل میں، ان کے لئے تعظیم کا جذبہ نہیں رہتا۔ لیکن) اگر تم اپنی صلاحیتوں کو نشو و نما دیتے رہو، اور اپنے سامنے نصب العین یہ رکھو کہ تم نے ہر ایک کے بگڑے ہوئے کام سنوارنے ہیں، تو تم میں سہارا اور برداشت کا مادہ پیدا ہو جائیگا۔ یہ ہے وہ طریقہ جس سے ہر اُس شخص کو خدا کی طرف سے سامانِ حفاظت مل جاتا ہے جو اپنی ذات کی حفاظت اور نشو و نما کے لئے اُس کی طرف رجوع کرے۔ (لہٰذا، ماں باپ کی خدمت، خود تمہاری اپنی ذات کی نشو و نما کا ذریعہ بن جاتی ہے)۔

۲۶ (اسی بنیادی اصول کو اب آگے بڑھاتے جاؤ) جو لوگ تمہارے قریبی (رشتہ دار) ہیں

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ
ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَ لَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ
وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ
كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ﴿۳۰﴾

یا جن کا چلتا ہوا کاروبار کسی وجہ سے رک گیا ہے۔ یا جو مسافر زادِ راہ کے بغیر رہ گیا ہے۔ اُن سب کا تم پر حق ہے۔ ان کے حقوق بھی ادا کرو۔

لیکن مال کو بے جا صرف مت کرو اور اس اصول کو ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ مال، ملت کی کھیتی کے لئے، بیج کے مانند ہے۔ اگر بیج برمحل بویا گیا، تو ایک ایک دانے سے، سات سات سو دانے پیدا ہوں گے (۲۶۱/۲)۔ اور اگر اُسے بے محل بکھیر دیا، تو، کھیتی کا اُگنا تو ایک طرف، بیج بھی ضائع چلا جائے گا۔

۲۷ اس طرح مال کو ضائع کر دینے والے، شیطان کے بھائی بند ہیں۔ اور شیطان اُسے کہتے ہیں جو خدا کے عطا کردہ سامانِ نشو و نما کو تباہ و برباد کر کے، اُس کی نعمتوں کی ناسپاس گزاری کرے۔

۲۸ (اور اگر کبھی ایسا ہو کہ اِن حقداروں میں سے کوئی ضرورتمند تمہارے پاس اُس وقت آئے جب تمہارے پاس، انہیں دینے کے لئے، کچھ نہ ہو)۔ اور تم اپنے پروردگار کے ہاں سے، سامانِ رزق کی طلب و جستجو کر رہے ہو اور ہنوز، متوقع مال کے انتظار میں ہو، اور یوں تم، اُن سے، منہ پھیرنے پر مجبور ہو جاؤ۔ تو اُنہیں نرمی سے بات سمجھا دو۔ (سختی سے نہ جھڑکو)۔

۲۹ اپنے ذاتی اخراجات کے سلسلہ میں بھی اس اصول کو سامنے رکھو کہ نہ تو تم اپنے ہاتھ کو اتنا سکیڑ لو کہ وہ تمہاری گردن کے ساتھ بندھ جائے، اور نہ اُسے بالکل کھلا چھوڑ دو۔ پہلی صورت (بخل) میں، تم پر ہر طرف سے لعنت ملامت ہو گی۔ اور دوسری صورت میں تم خود درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ گے۔

۳۰ (اور اکتساب رزق کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرو۔ اس لئے کہ) تمہارے نشو و نما دینے والے کا قانون یہ ہے کہ جو چاہتا ہے کہ اُسے کھلا رزق ملے، اسے کھلا رزق ملتا ہے۔ اور جو نپا تلا لینا چاہے، اسے نپا تلا ملتا ہے۔ وہ ہر ایک کی سعی و عمل سے باخبر ہے اور ہر ایک کی طلب و جستجو پر نگاہ رکھتا ہے۔ (اس کے ہاں اصول یہ ہے کہ انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کیلئے

وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَكُمۡ خَشۡيَةَ اِمۡلَاقٍ‌ ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُهُمۡ وَاِيَّاكُمۡ‌ ؕ اِنَّ قَتۡلَهُمۡ كَانَ خِطۡاً كَبِيۡرًا ﴿۳۱﴾
وَلَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيۡلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقۡتُلُوا النَّفۡسَ الَّتِىۡ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالۡحَـقِّ‌ ؕ
وَمَنۡ قُتِلَ مَظۡلُوۡمًا فَقَدۡ جَعَلۡنَا لِـوَلِيِّهٖ سُلۡطٰنًا فَلَا يُسۡرِفْ فِّى الۡقَتۡلِ‌ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنۡصُوۡرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا
تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡيَتِيۡمِ اِلَّا بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ حَتّٰى يَبۡلُغَ اَشُدَّهٗ‌ وَاَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ‌ ۚ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ
مَسۡـُٔوۡلًا ﴿۳۴﴾

وہ کوشش کرے (۵۳/۳۹)۔

۳۱ اور دیکھو! اس خدشہ سے کہ تم غریب ہو جاؤ گے، اپنی اولاد کو علم و تربیت سے محروم نہ رکھو۔ تمہارے اور تمہاری اولاد کے رزق کی ذمہ داری، نظامِ خداوندی پر ہے۔ (اِس نظام کے قیام کا ایک بنیادی مقصد یہ بھی ہے کہ یہ، ہر فرد کو، اُس کی ضروریاتِ زندگی کی ضمانت دے، اور اِس طرح انسان کو معاش کی طرف سے مطمئن کر کے اُسے بلند مقاصدِ انسانیت کے لئے فارغ کر دے ۹/۱۱۱ ؛ ۲۰/۱۱۸)۔ یاد رکھو! اولاد کو علم و تربیت سے محروم رکھنا بہت بڑی غلطی ہے۔ (اور اُسے مار ڈالنا اتنا بڑا جرم جس کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا)۔

۳۲ اور زنا کے پاس تک بھی نہ پھٹکو۔ (اِس کے مبادیات تک سے بھی بچو)۔ یاد رکھو! یہ ایسی حدود شکنی ہے جس سے معاشرہ میں فحاشی پھیل جاتی ہے اور چاروں طرف سے برائیوں کے راستے کھل جاتے ہیں۔

۳۳ (تحفظِ عصمت کے بعد تحفّظِ جان کی طرف آؤ۔ اِس کے لئے یہ بنیادی اصول یاد رکھو کہ) جس جان کا مارنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ (اُسے واجب الاحترام قرار دیا ہے۔ یعنی بے گناہ کا قتل۔ ۵/۳۲) اسے قتل مت کرو، بجز اس کے کہ ایسا کرنا قانونِ عدل کا تقاضا ہو۔ (۲/۱۷۸)۔ جو شخص ظلم سے، ناحق مارا جائے (تو قاتل یہ نہ سمجھ لے کہ مقتول کے وارثوں کا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں، اس لئے کون مجھ سے باز پرس کر سکتا ہے) مقتول کے وارثوں کے لئے، ہم نے 'نظامِ خداوندی (اسلامی معاشرہ) کو صاحب غلبہ و اختیار بنایا ہے۔ اس لئے یہ نظام، خود مقتول کے وارثوں کا 'پشت پناہ بنے گا، لیکن معاشرہ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جرم کی سزا 'قانون کی حدود کے اندر رہتے ہوئے دے۔ اُن سے تجاوز نہ کرے (۶/۱۵۲ ؛ ۴۲/۴۲)۔

۳۴ (جان اور عصمت کے تحفظ کے بعد، مال کی حفاظت کا سوال سامنے آتا ہے۔ اس کے لئے

وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿٣٥﴾ وَ لَا تَقْفُ
مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿٣٦﴾ وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ
مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿٣٧﴾

یہ اصول پیشِ نظر رکھو کہ) جو شخص معاشرہ میں تنہا (اور کمزور) رہ جائے۔ جو یتیم ہو جائے۔ اُس کے مال کے قریب تک بھی نہ جاؤ' بجز اُس صورت کے جو اس کے انتظام کے لئے ضروری ہو۔ (٦/١٥٣)۔

جب یتیم' جوان ہو جائیں (اور اُن میں عقل و فکر کی پختگی آ جائے۔ (٤/٦)۔ تو ان کی امانت ان کے حوالے کر دو)۔

اگلا اصول یہ ہے کہ اپنا عہد ہمیشہ پورا کرو۔ یاد رکھو! ایفائے عہد کے بارے میں تم سے ضرور باز پرس ہوگی۔

٣٥ اور جب تم کسی چیز کو ماپو' تو ماپ کو پورا کرو۔ اور جب تولو' تو ہمیشہ درست ترازو سے تولو۔ (ڈنڈی مار لینے سے تھوڑا سا بے جا فائدہ تو ضرور ہوتا ہے۔ لیکن یاد رکھو!) صحیح منفعت' ماپ تول کے پورا رکھنے ہی سے ہوتی ہے' اور لین دین کی یہی شکل ہے جو مآلِ کار معاشرہ کے توازن کو قائم رکھ سکتی ہے۔

(ماپ تول کے پورا رکھنے سے مراد یہ ہے کہ اپنا معاشی نظام' عدل و مساوات کے اصولوں پہ اِستوار کرو۔ نہ کسی سے' واجب سے زیادہ لو۔ نہ کسی کو اس کی محنت سے کم دو۔ (٥٣/٣٩-٤١)۔

٣٦ اور یاد رکھو! جس بات کا تمہیں ذاتی طور پر علم نہ ہو (جس کی خود تحقیق نہ کر لو)۔ اُس کے پیچھے مت لگو۔ (ذاتی تحقیق کے معنی یہ ہیں کہ) تم اپنی سماعت و بصارت (حواس) کے ذریعے معلومات حاصل کرو' اور پھر' ان معلومات کی بنا پر' اپنے ذہن سے فیصلہ کرو' اور اس طرح صحیح نتیجہ پر پہنچو۔ اِن میں سے اگر ایک کڑی بھی گم ہو گئی' تو تمہاری تحقیق ناقص رہ جائے گی۔ سوچو کہ اس باب میں تم پر کتنی بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ (اس لئے کہ خدا نے تمہیں صاحبِ اختیار و ارادہ بنایا ہے' مجبور مشین نہیں بنایا۔ اور اس اختیار کے استعمال کے لئے' ذرائع علم و تحقیق عطا کر دیئے ہیں۔ اِن سے کام نہ لینے والا اپنی ذمہ داری سے جی چراتا ہے)۔

٣٧ اور (باہمی معاملات کی طرح' اپنی رفتار و گفتار میں بھی اوچھا پن پیدا نہ ہونے دو۔ اس لئے کہ ان باتوں کا اثر بھی انسانی سیرت پر پڑتا ہے۔ مثلاً) تم یوں اکڑ کر نہ چلو جس سے ایسا معلوم ہو گویا تم زمین میں شگاف کر دینا چاہتے ہو' یا تن کر پہاڑوں کی لمبان تک

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰۤى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ
مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ
اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾
قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾

پہنچ جانا چاہتے ہو- ایسا تو تم کر نہیں سکو گے' البتہ اس سے تمہارا اسفلہ پن ظاہر ہو جائے گا- لہٰذا فطنا میں میانہ روی اختیار کرو- ($\frac{۳۱}{۱۹}$)- (اکڑتا وہی ہے جو مفادِ عامہ کے کام کئے بغیر بڑا بننے کی ناکام کوشش کرتا ہے- $\frac{۳}{۱۸۷}$ ؛ $\frac{۴۰}{۷۵}$)-

۳۸ یہ تمام اخلاقی عیوب' جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے' قانونِ خداوندی کی رُو سے بڑے ناپسندیدہ ہیں- ان کا تمہاری ذات پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے-

۳۹ یہ وہ پُر از حکمت امور (اخلاقی اقدار) ہیں جو تیرے نشو ونما دینے والے کی طرف سے' تجھ پر وحی کئے گئے ہیں- ($\frac{۲}{۲۶۹}$)-

تمہارے لئے زندگی کا بنیادی اصول یہ ہے کہ تم خدا کے سوا کسی کی حاکمیت کو تسلیم نہ کرو- اطاعت اسی کے احکام و قوانین کی کرو- اُس کے ساتھ' کوئی اور صاحبِ اقتدار ہستی شریک نہ کرو- اگر تم ایسا کرو گے (یعنی خدا کے علاوہ کسی اور کو صاحب اقتدار تسلیم کر لو گے) تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم (شرفِ انسانیت سے گر جاؤ گے اور) طرح طرح کی ملامتوں کے ساتھ' دھتکارے ہوئے' جہنم کی تباہیوں میں جا گرو گے-

۴۰ (یہی دین کا اصل الاصول ہے- یعنی یہ کہ کائنات میں اختیار و اقتدار' صرف خدا کا ہے- اور کسی کا نہیں- اور یہی بات ان توہم پرست' جہلا کی سمجھ میں نہیں آتی- ان کا عقیدہ یہ ہے کہ بہت سے دیوی دیوتا ہیں جو خدا کے اقتدار میں شریک ہیں- نیز' خدا کی اولاد بھی ہے جو اُس کے کاروبار میں اس کا ہاتھ بٹاتی ہے- اور فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں- اِن سے پوچھو کہ) کیا تمہارے ربّ نے بیٹوں کو تو تمہارے لئے مخصوص کر رکھا ہے اور اپنے لئے فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا ہے! یہ کتنی بڑی سخت بات ہے جسے تم یونہی' بلا سوچے سمجھے زبان پر لے آتے ہو؟ ($\frac{۱۶}{۵۷}$)

۴۱ اور ہم نے قرآن میں' تبیانِ حقیقت کے لئے' مختلف پیرائے اختیار کئے ہیں' اور اس کے متنوع گوشوں کو' ابھار ابھار کر سامنے لاتے ہیں' تاکہ حقائق بالکل واضح ہو جائیں- لیکن (جن لوگوں نے تہیہ کر لیا ہو کہ ہم نے اس کی مخالفت ہی کرنی ہے' اُن پر اس سے کچھ اثر نہیں ہوتا- بلکہ اس سے' ان کی نفرت اور بڑھ جاتی ہے-

۴۲ اِن سے کہو کہ (جن چیزوں کے متعلق تم خیال کرتے ہو کہ انہیں خدائی میں اختیار و اقتدار

سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوۡلُوۡنَ عُلُوًّا كَبِيۡرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ وَالۡاَرۡضُ وَمَنۡ فِيۡهِنَّ‌ ؕ وَاِنۡ
مِّنۡ شَىۡءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ وَلٰـكِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِيۡحَهُمۡ‌ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيۡمًا غَفُوۡرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ
جَعَلۡنَا بَيۡنَكَ وَبَيۡنَ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسۡتُوۡرًا ۙ﴿۴۵﴾ وَّجَعَلۡنَا عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ اَكِنَّةً اَنۡ
يَّفۡقَهُوۡهُ وَفِىۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَقۡرًا‌ ؕ وَاِذَا ذَكَرۡتَ رَبَّكَ فِى الۡقُرۡاٰنِ وَحۡدَهٗ وَلَّوۡا عَلٰٓى اَدۡبَارِهِمۡ نُفُوۡرًا ﴿۴۶﴾

حاصل ہے) اگر اُنہیں واقعی اختیار و اقتدار حاصل ہوتا تو' یہ قوتیں' اُس خدا کے خلاف' جسے کائنات پر مرکزی کنٹرول حاصل ہے' مقابلے کی راہیں نکال لیتیں (اور جب کنٹرول بٹ جاتا تو کائنات میں فساد برپا ہو جاتا۔ (۲۱/۲۲)۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ نظامِ کائنات میں کہیں فساد اور خلفشار نہیں۔ (۶۷/۳-۴)۔

۴۳ اس سے واضح ہے کہ جو کچھ یہ لوگ خدا کے متعلق کہتے ہیں' خدا اس سے بلند ہے — بہت بلند اور ہر قسم کے غلبہ و اقتدار کا مالک۔ کائنات میں کبریائی صرف اس کے لئے ہے۔

۴۴ کائنات کی پستیاں اور بلندیاں' اور جو کوئی ان کے اندر ہے' سب خدا کے مقرر کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرمِ عمل ہیں۔ یہاں کوئی شے ایسی نہیں جو اُس پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرداں نہ ہو جس کے نتائج' خدا کی حمد و ستائش کے زندہ پیکر بنکر سامنے آجاتے ہیں۔ لیکن تم نہیں سمجھتے کہ وہ کس طرح اپنے مفوضہ فرائض کی سرانجام دہی میں سرگرمِ عمل ہیں۔ (اسلئے کہ ہنوز تمہارے علمِ کائنات کی سطح بہت نیچی ہے۔ جب تمہیں اِس کا علم حاصل ہو جائے گا تو تم خود اس کا اعتراف کر لو گے کہ ان میں سے کسی میں بھی الٰہ بننے کی قدرت نہیں۔ خدا اپنی تحمل آمیز قوتوں کے ساتھ' نہایت محکم انداز سے' نظمِ کائنات کو اپنے کنٹرول میں رکھے ہوئے ہے اور اس کی ہر طرح سے حفاظت کئے جا رہا ہے تاکہ اس میں کہیں فساد اور خلفشار رونما نہ ہونے پائے۔

۴۵ جو لوگ قرآن کے متعلق پہلے ہی اپنے دل میں جذبات نفرت لے کر آتے ہیں (۴۱/۴)۔ اور مستقبل کی زندگی پر ان کا ایمان نہیں ہوتا' اُن کی حالت یہ ہوتی ہے کہ جب تو اُن کے سامنے قرآن پیش کرتا ہے' تو تمہارے اور اُن لوگوں کے درمیان ایک ایسا (نفسیاتی) پردہ حائل ہو جاتا ہے جو عام نگاہوں سے دیکھا نہیں جا سکتا۔

۴۶ اور اُن کے دلوں پر ایسے غلاف چڑھ جاتے ہیں جن کی وجہ سے' اُن کی سمجھ بوجھ کچھ کام نہیں دیتی۔ اور اُن کے کانوں میں ایسے ڈاٹ لگ جاتے ہیں (جس سے سچی بات اُن کے

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهٖٓ إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوٰٓى إِذْ يَقُولُ الظّٰلِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا
مَّسْحُورًا ﴿٤٧﴾ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٤٨﴾ وَقَالُوٓا أَءِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ
رُفَاتًا أَءِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٤٩﴾ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ﴿٥٠﴾ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ
فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتٰى هُوَ قُلْ
عَسٰٓى أَن يَكُونَ قَرِيبًا ﴿٥١﴾

دل تک پہنچ ہی نہیں پاتی — نفرت کے جذبات' انسان کو' اِس طرح اندھے اور بہرے بنا دیتے ہیں!) — انہی جذباتِ نفرت کا نتیجہ ہے کہ جب تُو قرآن میں صرف خدائے واحد کا ذکر کرتا ہے' اور اسکے ساتھ اِن کے باطل معبودوں اور پیشواؤں کو نہیں ملاتا' تو یہ منہ پھیر کر چل دیتے ہیں- (۳۹/۴۵ ; ۴۰/۱۲)-

٤٧ (جب یہ لوگ تمہاری مجلسوں میں آکر بیٹھتے ہیں' اور بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ) یہ تیری باتوں کو بڑے غور سے سن رہے ہیں' تو جیسا کچھ یہ فی الحقیقت سن رہے ہوتے ہیں' ہم اُسے خوب جانتے ہیں- (۷/۱۹۸ ; ۱/۴۲ ; ۴۷/۱۶)- اِس کے بعد یہ اپنے ہم نواؤں سے جاکر ملتے ہیں! اور اُن سے خفیہ مشورے کرتے ہیں- اور مومنین سے' نہایت طعن آمیز انداز سے کہتے ہیں کہ تم ایک ایسے آدمی کے پیچھے لگ رہے ہو جس پر کسی نے جادو کر رکھا ہے (اور وہ بہکی بہکی باتیں کرتا ہے)-

٤٨ اے رسول! دیکھو' یہ لوگ تمہارے متعلق کس قسم کی باتیں کرتے ہیں؟ اِن کا یہی تعصب ہے' جس کی وجہ سے یہ ایسی گمراہی میں پڑ چکے ہیں کہ اب سیدھی راہ پا نہیں سکتے- (جس کی آنکھوں پر نفرت اور تعصّب کی پٹی بندھی ہو' اسے سیدھی راہ نظر کیسے آسکتی ہے؟)-

٤٩ (یہ لوگ' تمہاری جن باتوں کو بہکی بہکی قرار دیتے ہیں' ان میں ایک یہ بھی ہے جو) یہ کہتے ہیں کہ جب ہم (مرنے کے بعد) ہڈیاں رہ جائیں گے' اور گل سڑ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے' تو کیا اُس کے بعد بھی ہم' ازسرِ نو پیدا کر کے اٹھا لئے جائیں گے؟ (۱۷/۹۸)-

٥٠ ان سے کہو کہ تم (مرنے کے بعد' ہڈیاں اور چورا ہی نہیں) پتھر بن جاؤ- لوہا بن جاؤ-

٥١ یا کوئی اور ایسی چیز بن جاؤ جس کا زندہ ہونا' تمہارے نزدیک' ناممکن ہو (تم کچھ ہی بن جاؤ- تم ضرور دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے)- اِس پر یہ کہیں گے کہ وہ کون ہے جو ہمیں دوبارہ زندہ کرے گا؟ اِن سے کہو کہ وہی خدا جس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا (جبکہ تمہاری ہڈیاں اور چورا تک بھی نہیں تھا)-

۵ ۴۲ ۵

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۵۲﴾ وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي
هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿۵۳﴾ رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ ۖ إِن
يَشَأْ يَرْحَمْكُمْ أَوْ إِن يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿۵۴﴾ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ
وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ ۖ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ﴿۵۵﴾

(جس طرح مُردوں کو نئی زندگی مل سکتی ہے' اُسی طرح' اِس دنیا میں بھی' اُن جماعتوں کو حیاتِ تازہ مل سکتی ہے جن کے متعلق تم سمجھتے ہو کہ اُن کا دوبارہ اٹھنا ناممکنات میں سے ہے)

یہ سُن کر یہ لوگ تیرے سامنے سر مٹکانے لگ جائیں گے اور کہیں گے کہ ایسا کب ہوگا؟

اِن سے کہو کہ' عجب نہیں کہ اس کا وقت قریب ہی ہو۔

۵۲ جس دن وہ تمہیں بلائے گا اور تم (سرکشی اور مخالفت کے بجائے) اس کی حمد و ستائش کے مجسمے بنے' اُس کی دعوت پر لبیک کہو گے۔ اور تمہیں خیال گزرے گا کہ جو وقت تم نے اِس سے پہلے گزارا ہے' وہ کچھ زیادہ نہیں تھا۔ بہت تھوڑا سا تھا۔

۵۳ (اے رسول!) تم ان لوگوں سے' جو میری اطاعت قبول کر چکے ہیں' کہو کہ تم جو بات بھی کرو' ایسی کرو جس میں حسن اور خوبصورتی ہو۔ جو نہایت متوازن اور ٹھیک ٹھیک ہو۔ خدا کی راہ سے بہکانے والی قوتیں ہمیشہ اس کوشش میں رہتی ہیں کہ تم میں بگاڑ اور فساد پیدا ہو جائے۔ (سو تم اُن سے محتاط رہنا)۔ یہ تخریبی قوتیں' انسان کی کھلی ہوئی دشمن ہیں (اگرچہ یہ' سامنے' بڑے ہمدردانہ لباس میں آتی ہیں)۔

۵۴ تمہارا نشوونما دینے والا تمہارے تمام حالات سے باخبر ہے۔ اگر تم اُس کے قوانین کے مطابق چلو گے' تو وہ تمہاری بالیدگی کا سامان مہیا کر دے گا۔ اگر اُن کے خلاف جاؤ گے' تو تم پر تباہی آجائے گی۔

اے رسول! (یہ سب کچھ سمجھا دینے کے بعد' یہ بات ان پر چھوڑ دو کہ یہ اپنے لئے کونسا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں)۔ ہم نے تمہیں' اِن پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا کہ تو انہیں زبردستی صحیح راستے پر چلائے' یا اِن کی رَوش کی' بابت تم سے بازپرس ہو)۔

۵۵ (یہ کچھ انہی کے متعلق نہیں) اس کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کوئی بھی ہے' تیرا نشوونما دینے والا' اُن سب کے حالات سے باخبر ہے۔ (یہ ہمارے اِسی علم کی بنا پر تھا کہ ہم نے

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ﴿٥٦﴾ أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ
يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ
مَحْذُورًا ﴿٥٧﴾ وَإِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ
فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ﴿٥٨﴾

مختلف قوموں کے حالات اور کوائف کے مطابق' اُن کی طرف اپنے رسول بھیجے- وہ بحیثیت رسول سب ایک جیسے تھے' لیکن' ان کی تعلیم کے دائرۂ اثر و نفوذ کے اعتبار سے) ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت حاصل رہی ہے (۲/۲۵۳)- انہی میں داؤدؑ جیسا نبی بھی تھا' جسے ہم نے کتاب بھی دی تھی (اور اس کے ساتھ ایسی عظیم مملکت جس کی مثال اُس دور میں نہیں ملتی ــــ نبی ہونے کے اعتبار سے تو وہ بھی دیگر انبیاء کی طرح تھا' لیکن جب ایسی وسیع و عریض مملکت میں نظامِ خداوندی رائج ہو تو اس کی فضیلت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے)-

۵۶ اِن سے کہو کہ تم جن ہستیوں کو' اپنے خیال میں خدا کے سوا صاحبِ اقتدار سمجھتے ہو ذرا انہیں پکار کر دیکھو تو سہی- تم دیکھو گے کہ اُن میں نہ تو اِس کی طاقت ہے کہ وہ کسی ایسی مصیبت کو (جو ہمارے قانون کے مطابق) تم پر آ رہی ہو' تم سے ہٹا دیں- اور نہ اس کی مقدرت کہ تمہارے حالات بدل دیں-

۵۷ جن ہستیوں کو یہ لوگ' صاحبِ اقتدار سمجھ کر' اپنی مدد کے لئے پکارتے ہیں' اُن کی اپنی حالت یہ ہے کہ ان میں سے جنہیں یہ سب سے زیادہ مقرّب خیال کرتے ہیں' وہ بھی ہمیشہ اس طلب اور خواہش میں رہتے ہیں کہ انہیں خدا کے ہاں اچھا مرتبہ اور درجہ مل جائے (۵/۳۵)- وہ' اس کی طرف سے' سامانِ نشو و نما کے متوقع' اور اُس کے قوانین کی خلاف ورزی کے تباہ کن نتائج سے خائف رہتے ہیں- وہ جانتے ہیں کہ وہ تباہیاں ایسی ہیں جن سے بچنا نہایت ضروری ہے-

۵۸ (یہ لوگ اپنے غلط نظامِ زندگی پر نازاں ہیں' اور سمجھتے ہیں کہ یہ بڑا مستحکم اور پائیدار ہے' اور اسے کوئی تباہ نہیں کر سکتا- اِن سے کہدو کہ غلط نظام کبھی پائیدار نہیں ہو سکتا) کوئی قوم ایسی نہیں کہ وہ غلط نظام کی حامل ہو' اور وہ' اِسی دنیا میں' تباہ' یا سخت عذاب میں مبتلا نہ ہو جائے- یہ سب کچھ ہمارے قانونِ مکافات کے ضابطہ میں درج ہے- (اور وہ قانون اٹل ہے)-

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا
نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِیْۤ اَرَيْنٰكَ اِلَّا
۲ ع ۶ فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۰﴾

۵۹ (اِن لوگوں کا مطالبہ ہے کہ اگر اِن پر تباہی آنے والی ہے تو اُس کی کوئی محسوس نشانی اِن کے سامنے آنی چاہیئے۔ اِن سے کہو کہ) ہمارے لئے اس قسم کی نشانیاں بھیجنا کچھ مشکل نہیں۔ ہم اقوامِ سابقہ کی طرف ایسی نشانیاں بھیجا کرتے تھے جو ان کے لئے ظہورِ عذاب کی خبر بن جائیں۔ مثلاً ہم نے قوم ثمود کی طرف اونٹنی کو' اسی قسم کی نشانی بنا کر بھیجا۔ (یعنی اُن سے کہدیا کہ اگر اُنہوں نے اُس اونٹنی کو اس کی باری پر پانی نہ پینے دیا تو یہ اس امر کی نشانی ہوگا کہ وہ قانونِ خداوندی کی پاسداری نہیں کرنا چاہتے)۔ بجائے اِس کے کہ وہ اِس سے ڈر جاتے اور اپنی رَوِش میں تبدیلی کر لیتے' اُنہوں نے اُلٹا اُسے مار ڈالا۔ (اس قسم کی نشانیوں کے ساتھ جو کچھ اقوامِ سابقہ نے کیا' وہی کچھ یہ لوگ کرتے۔ اس لئے' انہیں اِس سے کیا فائدہ ہوتا؟ ان سے کہو کہ جو کچھ اِن سے کہا جاتا ہے وہ اِس پر عقل و بصیرت سے' غور کریں اور خود فیصلہ کریں کہ' اِن کی غلط رَوِش کا نتیجہ فلاح و کامرانی ہوگا یا ہلاکت اور بربادی؟)۔

۶۰ (اگر یہ غور و فکر سے کام لینے والے ہوتے تو اِن کے سامنے کتنی باتیں ایسی آچکی تھیں جن سے یہ اِس نتیجہ تک پہنچ سکتے تھے کہ اِن کی رَوِش کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ مثلاً) ہم نے تجھے بتایا کہ ہمارا قانونِ مکافات' اِن لوگوں کو گھیر کر تباہی کی طرف لئے چلا آرہا ہے۔ (اگر یہ اس پر غور کرتے تو قرائن و شواہد سے صاف پتہ چل جاتا کہ یہ بات درست ہے۔ لیکن اِنہوں نے اِس پر کان ہی نہ دھرا)۔ پھر تم نے اپنا خواب بیان کیا کہ (تم فاتح و منصور مکہ میں داخل ہوگے۔ ۴۸/۲۷)۔ تو اِس کا بھی اِنہوں نے مذاق اڑا دیا (حالانکہ یہ اگر سوچتے تو بآسانی اس نتیجہ تک پہنچ جاتے کہ حالات جس انداز سے بدل رہے ہیں' اور واقعات کا رُخ جس سمت کو ہے' وہ اس حقیقت کا سراغ دے رہے ہیں کہ اس خواب کا سچ ہو جانا چنداں بعید نہیں)۔ اسی طرح ہم نے' قرآن میں' شجرۃ الزقوم کی مثال سے سمجھایا تھا (کہ یہ لوگ جو اپنے آپ کو اِس قدر معزز سمجھ رہے ہیں کس طرح ذلیل و خوار ہوں گے۔ ۳۷/۶۲ ؛ ۴۴/۴۳—۴۹)۔

ہم انہیں' اس طرح' ان پر آنے والی تباہی سے متنبہ اور خائف کرتے چلے آئے تھے' لیکن اِس سے یہ اور زیادہ سرکش اور بیباک ہوتے چلے گئے۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿٦١﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ
هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ
تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿٦٣﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ
عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا
غُرُوْرًا ﴿٦٤﴾

۶۱ (ان کی یہ سرکشی اور بیباکی اُنہی مفاد پرستانہ جذبات کا نتیجہ تھی جو انسان کے ساتھ شروع سے لگے چلے آرہے ہیں' اور اُس کے صحیح راستے کی طرف آنے میں حائل ہوتے ہیں۔ ان کا تفصیلی ذکر قصّۂ آدم کے تمثیلی انداز میں پہلے بھی کیا جا چکا ہے۔ ۲/۳۰-۳۹۔ لیکن یاددہانی کے طور پر اسے پھر دہرایا جاتا ہے۔ اور اس کا آغاز اُس موقعہ سے کیا جاتا ہے) جب ہم نے کائناتی قوتوں سے کہا کہ تم آدم کے سامنے جھک جاؤ تو وہ اُس کے سامنے جھک گئیں' لیکن ابلیس نے ایسا نہ کیا۔ اُس نے کہا کہ کیا میں ایسے انسان کی اطاعت اختیار کر لوں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ (یعنی جس میں مادی جاذبیتوں کی طرف میلان کا عنصر اس قدر غالب ہے۔ ۷/۱۱-۱۴ ؛ ۱۵/۲۸-۴۱)۔

۶۲ (اِس پر جب ابلیس سے کہا گیا کہ تو سعادتوں سے محروم رہ جائے گا تو اُس نے کہا کہ) اگر تیرا یہی فیصلہ ہے کہ اِس حقیر سی مخلوق کو مجھ پر فضیلت دی جائے' تو مجھے یوم القیامت تک مہلت دے۔ پھر دیکھ کہ میں اس کی نسل کے ساتھ' بجز معدودے چند' کیا کرتا ہوں ؛ میں کس طرح اِن کی تھوتھنی کو رسّی سے باندھ کر' جدھر چاہے لئے لئے پھرتا ہوں۔

۶۳ اس پر خدا نے کہا کہ جاؤ! ان میں سے جو کوئی تیرے پیچھے چلے گا تو' تم سب کی کشتِ حیات جھلس کر رہ جائے گی —— اور یہی تمہارے اعمال کا ٹھیک ٹھیک بدلہ ہے۔

۶۴ (ہم جانتے ہیں کہ تم انہیں صحیح راستے سے بہکانے کے لئے کیا کیا حربے استعمال کرو گے)۔ ان میں سے بعض کو تو تم' خالی پراپیگنڈے کے زور سے' گڑبڑا کر' اُن کے مقام سے ہٹا دو گے۔ (جو اس طرح خائف نہ ہوں گے) تم اُن پر اپنے بڑے بڑے لشکر لے کر چڑھ دوڑو گے —— ایسے لشکر جن میں سوار اور پیادے سب شامل ہوں گے —— بعض مقامات پر تم انہیں مالی امداد دینا شروع کر دو گے اور انہیں کاروبار میں اپنا شریک کر لو گے' اور اِس طرح اقتصادی تغلب سے انہیں اپنا ہم نوا بنا لو گے۔ بعض جگہ ایسی تعلیم گاہیں کھول دو گے جن سے' ان کی آنے والی نسلیں

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا ﴿۶۵﴾ رَبُّکُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَکُمُ الْفُلْکَ فِی الْبَحْرِ
لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ ؕ اِنَّہٗ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا ﴿۶۶﴾ وَ اِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِیَّاہُ ۚ فَلَمَّا
نَجّٰىکُمْ اِلَی الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَ کَانَ الْاِنْسَانُ کَفُوْرًا ﴿۶۷﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ یُرْسِلَ
عَلَیْکُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَکُمْ وَکِیْلًا ﴿۶۸﴾

خود بخود تمہارے رنگ میں رنگی جائیں۔ تم ان سے بڑے بڑے وعدے کرو گے، حالانکہ تمہارے وعدے سب فریب پر مبنی ہوں گے۔ (اور یہ تمہارا فریب کھا جائیں گے)۔

۶۵ (تمہارے یہ حربے بڑے مؤثر اور تمہاری چالیں بڑی کارگر ہوں گی۔ بایں ہمہ) جو لوگ میرے قوانین کے مطابق چلیں گے، اُن پر تیرا کوئی زور نہیں چل سکے گا۔ تمہاری تمام چالوں کے مقابلہ میں، خدا کا نظامِ ربوبیت اُن کی کارسازی کے لئے کافی ہوگا۔ یہ اُس پر بھروسہ کریں گے، تو وہ انہیں کبھی دغا نہیں دے گا۔ (۱۵/۴۲—۴۰)۔

۶۶ (خدا کا قانون کس قدر بھروسے کے قابل ہے، اس کا مشاہدہ تم، طبیعی دنیا میں ہر روز کرتے ہو۔ مثلاً) تم دیکھتے ہو کہ بڑی بڑی کشتیاں، اتنا سامان لاد کر، کس طرح سمندر میں تیرتی چلی جاتی ہیں تاکہ تم، اِن کے ذریعے تلاشِ رزق کر سکو۔ اُس کا یہ قانون (کس قدر بھروسے کے قابل ـــــ اور) تمہارے لئے موجبِ رحمت ہے۔؟

۶۷ (جب تمہاری کشتی، امن و عافیت سے چلی جاتی ہے تو تم اور سینکڑوں قسم کے خیالات دِل میں لاتے ہو لیکن اس طرف توجہ دینے کی ضرورت تک محسوس نہیں کرتے کہ یہ سب کچھ قانون خداوندی کے مطابق ہو رہا ہے۔ مگر) جب وہ کشتی کسی مصیبت میں گھر جاتی ہے تو اُس وقت، صرف وہی تدابیر کارگر ہو سکتی ہیں جو قانون خداوندی کے مطابق اختیار کی جائیں۔ اُس کے خلاف کسی ایسی قوت کی تدبیر جسے تم حالتِ امن میں پکارتے تھے، کارساز نہیں ہو سکتی۔ اُس کے بعد، جب تم صحیح و سلامت خشکی پر اُتر جاتے ہو، تو پھر اس حقیقت سے رُوگردانی کر لیتے ہو (کہ امن و عافیت قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرنے ہی سے مل سکتے ہیں) حقیقت یہ ہے کہ انسان (اگر، وحی خداوندی کو چھوڑ کر، صرف اپنے جذبات و خیالات کے تابع چلے تو) بڑا ناسپاس گزار ہوتا ہے۔

۶۸ تم دریا سے بعافیت نکل کر خشکی پر آجاتے ہو تو سمجھ لیتے ہو کہ تم قوانین خداوندی کی

أَمْ أَمِنتُمْ أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا
تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَ
فَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾ يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ
بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧١﴾

زد سے باہر نکل آئے' حالانکہ' اُس کے قوانین ساری کائنات کو محیط ہیں' اور جو' جس جگہ بھی اُنکی خلاف ورزی کرتا ہے' وہیں پکڑا جاتا ہے)۔ وہ خشکی کے قطعے پر بھی تمہیں اسی طرح تباہ کرسکتا ہے جس طرح پانی کے اندر۔ اگر وہاں پانی کا طوفان وجۂ ہلاکت بن سکتا تھا تو یہاں آندھی اور جھکڑ کا پتھراؤ تمہاری بربادی کا سامان پیدا کرسکتا ہے' جس سے تمہیں کوئی بچانے والا نہیں مل سکتا۔

٦٩ یا تم یہ سمجھتے ہو کہ سمندر کے طوفان سے ایک دفعہ بچ نکلنے پر تم ہمیشہ کے لئے محفوظ اور مامون ہوگئے ہو؟ یہ غلط ہے۔ کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ جب تم بحری سفر کے لئے نکلو تو وہ تم پر سخت ہوا کا طوفان بھیج دے' جو تمہاری کشتی کو توڑ پھوڑ کر رکھ دے' اور تمہیں سمندر میں غرق کردے' اِس لئے کہ تم نے اُس کے قانون کی کسی شق کو نظرانداز کردیا تھا —— اِسی کا نام قانونِ خداوندی کی ناسپاس گزاری اور انکار ہے —— اُس وقت کوئی ایسی قوت نہیں ہوسکتی جو اُس قانون کے خلاف تمہارے مقدمے کی پیروی کرسکے' یا ہم سے بازپرس کرسکے۔

٧٠ (یہ طبیعی قوتیں جو کائنات میں کارفرما ہیں' بڑی مہیب اور زبردست واقع ہوئی ہیں' لیکن) ہم نے انسان کو ان سب پر برتری عطا کی ہے۔ ہم نے تمام فرزندانِ آدم کو واجب التکریم بنایا ہے۔ (اور انہیں قوانینِ طبیعی کا وہ علم دیا ہے جس کی بنا پر وہ) خشکی اور تری کی تمام قوتوں کو مسخر کرسکتے ہیں۔ اور اس طرح' اپنے لئے' نہایت خوشگوار سامانِ زیست حاصل کرلیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انسان کو اپنی اکثر مخلوق پر فضیلت اور برتری عطا کی ہے۔

٧١ (لیکن نہ تو انسان محض اس کے طبیعی جسم سے عبارت ہے' اور نہ ہی اُس کی جولانیوں اور کامرانیوں کا میدان صرف طبیعی کائنات ہے۔ حیوانی زندگی کے علاوہ' اس کی "انسانی زندگی" بھی ہے جو اُس کے اعمال کے مطابق مرتب ہوتی ہے۔ ١٥/١٣)۔ اعمال کے نتائج کے

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ
اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا
قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ ۗ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ

ظہور کے وقت، تمام انسانوں کو، ان کے اعمالنامہ کے ساتھ بلایا جاتا ہے۔ جس کا اعمالنامہ اُس کے دائیں ہاتھ میں ہوتا ہے (کہ یہ یمن وسعادت کا نشان ہے) تو یہ لوگ اُسے (خوشی خوشی) پڑھتے ہیں، اور اُس میں اپنے تمام اعمال کا پورا پورا بدلہ موجود پاتے ہیں۔ اس میں ذرہ بھر بھی کمی نہیں ہوتی۔

۷۲ (اس سے یہ نہ سمجھ لیجئے کہ انسانی اعمال کے نتائج صرف اگلی زندگی میں ہی سامنے آتے ہیں۔ نہیں۔ اعمال کے نتائج اسی زندگی میں بھی سامنے آنے شروع ہو جاتے ہیں جس عمل کا نتیجہ اِس دُنیا کی خوشگواریاں بھی ہیں۔ یہی وہ محسوس معیار ہے جس سے دیکھا جاسکتا ہے کہ کسی قوم کے اعمال، قوانین خداوندی کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اگر اُسے عزت اور عروج حاصل ہے تو اُس کے اعمال اُن قوانین کے مطابق ہیں۔ اگر وہ ذلت وخواری کی زندگی بسر کر رہی ہے، تو وہ ان کی خلاف ورزی کر رہی ہے۔ یہ اصول یاد رکھو کہ) جو کوئی اِس دنیا میں اندھا ہے، وہ آخرت میں بھی اندھا ہی ہوگا، اور راستہ سے یک قلم بھٹکا ہوا۔ (اسلئے کہ زندگی تو ایک جوئے رواں ہے ۲۰/۱۲۴)۔

۷۳ (چونکہ ان لوگوں کو خدائے واحد کی اطاعت، سخت ناگوار گزرتی ہے۔ ۳۹/۴۶)۔ اس لئے انہوں نے اس بات کا تہیہ کر لیا تھا کہ کسی نہ کسی طرح تجھے وحی کے راستے سے ہٹا کر اِس پر آمادہ کر لیں کہ تو اِن سے مفاہمت کر لے، اور اِن کی رعایت سے کوئی بات اپنی طرف سے بنا کر اُسے بطور وحی خداوندی پیش کر دے۔ انہوں نے یہ طے کر لیا تھا کہ اگر تو اس پر آمادہ ہو جائے تو یہ تیرے دوست بن جائیں۔

۷۴ اور (اس میں شبہ نہیں کہ ان کی چالیں اس قدر گہری تھیں کہ) اگر وحی کی صداقت پر یقین کامل نے تیرے قدم نہ جما دیئے ہوتے، (اور تو بھی اُنکی طرح، صرف مصلحتِ وقت کو سامنے رکھتا)۔ تو ہو سکتا تھا کہ تو ان کی طرف کچھ نہ کچھ میلان کر لیتا (۱/۱۵ ؛ ۱۱/۱۱۳ ؛ ۶۸/۹)۔

۷۵ اگر (بفرضِ محال) ایسا ہو جاتا تو پھر ہم تجھے اِس زندگی میں بھی دوہرا عذاب چکھاتے اور موت (کے بعد کی زندگی) کا بھی دوہرا عذاب۔ اور تجھے ہمارے مقابلہ میں کوئی یار و مددگار نہ ملتا۔ (اس لئے کہ، تیری لغزش، صرف تمہیں ہی تباہ نہ کرتی، پوری انسانیت کی تباہی کا موجب بن جاتی)۔

۷۶ (اور مدینہ کے یہود وغیرہ نے) اِس کا بھی تہیہ کر لیا تھا کہ تجھے اتنا تنگ کیا جائے کہ تو

مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَ
لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ
مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ رَّبِّ

اس سرزمین کو بھی چھوڑ کر چلا جائے - اگر یہ ایسا کر دیتے تو تیرے بعد پھر انہیں بھی کچھ زیادہ مہلت نہ ملتی۔ (اِن کی تباہی بہت جلد آجاتی)۔

۷۷ (بہر حال، جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ تجھ سے پہلے بھی ہم نے جتنے رسول بھیجے، انہیں لوگوں نے اسی طرح تنگ کیا - اور) ان کے بارے میں ہمارا یہ دستور رہا کہ جب ان کی سرکشی انتہا تک پہنچ گئی، اور اُن کی اصلاح کا کوئی امکان نہ رہا - تو وہ قوم تباہ ہو گئی)۔ وہی دستور یہاں بھی کارفرما ہو گا - ہمارے قوانین اور دستور اٹل ہوتے ہیں - تو ان میں کبھی تبدیلی نہیں پائے گا۔

۷۸ (لیکن یہ کچھ از خود نہیں ہو جائے گا - اس کے لئے تمہیں مسلسل جد و جہد کرنی ہو گی۔ تمہارا پروگرام یہ ہونا چاہیئے کہ) علی الصبح، طلوع آفتاب سے پہلے، قرآنی حقائق پر غور و تدبر کیا جائے اور دیکھا جائے کہ معاملات پیش نظر کے متعلق وہاں سے کیا راہ نمائی ملتی ہے —— علی الصبح، اس لئے کہ فجر کے سکوت افزا سمے میں انسان کے خیالات میں اس قدر یکسوئی ہوتی ہے کہ اس سے قرآنی حقائق، محسوس و مشہود شکل میں سامنے آسکتے ہیں اور دل ان کی صداقت کی بے اختیار گواہی دے دیتا ہے —— اس کے بعد طلوع آفتاب سے لے کر ابتدائے شب کی تاریکی (یعنی صبح سے شام) تک اس پروگرام پر مسلسل عمل پیرا رہا جائے - اس مقصد کے لئے ایسے اجتماعات بھی منعقد کئے جائیں جن میں باہمی مشاورت سے معاملات طے کئے جائیں (۴۲/۳۸)۔

۷۹ اور اگر حالات کا تقاضا اس سے بھی زیادہ کا ہو، تو تم رات کے کچھ حصے میں بھی، اس مقصد کے لئے جاگتے رہو، اور معاملات پر مزید غور و فکر کر و یہ اضافہ خصوصیت سے تمہارے لئے ہے (اس لئے کہ میر کارواں کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہوتی ہیں - اگرچہ عند الضرورت، دیگر افراد امت بھی اس میں شریک کئے جاسکتے ہیں - (۷۳/۲-۴)۔

اگر تم نے اِس نظام کے قیام کے لئے اس طرح جد و جہد کی، تو وہ وقت دور نہیں کہ تو اُس مقام بلند پر فائز ہو جائے کہ دنیا بلا ساختہ پکار اٹھے کہ خدا کے نظام ربوبیت کی طرف دعوت دینے والے کا مقام فی الواقعہ ایسا ہی قابل حمد و ستائش ہونا چاہیئے۔

أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا ﴿٨٠﴾ وَقُلْ جَاءَ
الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ
وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ ۖ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ
يَئُوسًا ﴿٨٣﴾

---

۸۰ (اس پروگرام کے مطابق، مخالف قوتوں کے ساتھ کشمکش میں) تیری مانگ یہ ہونی چاہیئے کہ تیرا قدم آگے بڑھے تو صدق و عدل کو لئے ہوئے بڑھے۔ اور جہاں سے تیرا قدم پیچھے ہٹے، تو بھی صدق و عدل کے ساتھ پیچھے ہٹے —— فتح ہو یا شکست، صدق و عدل کا دامن تیرے ہاتھ سے کسی وقت بھی چھوٹنے نہ پائے —— اور تو جس مقام اور جس حال میں بھی ہو، تجھے قوانین خداوندی کی رُو سے تائید و غلبہ حاصل ہو۔

یہ تمہاری پیہم آرزو اور مستقل تمنا ہونی چاہیئے!

۸۱ (تو اس پروگرام پر عمل پیرا ہو جا، اور اس کے بعد مخالفین سے للکار کر کہدے کہ) اب نظامِ حق و صداقت کا دور آگیا، اور باطل کی تخریبی قوتوں کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اس لئے کہ تخریبی قوتیں صرف اُس وقت تک باقی رہتی ہیں جب تک حق و صداقت کی تعمیری قوتیں برسرِ عمل آئیں۔ اُن کی موجودگی میں تخریبی قوتیں ٹھہر ہی نہیں سکتیں۔

۸۲ یہ سب کچھ اُس قرآن کی رُو سے ہو گا جس کی تعلیم، جماعتِ مومنین کے دل کے تمام روگ مٹا دے گی۔ اُن کی نفسیاتی کمزوریاں اور داخلی کشمکش دور ہو جائے گی، اور مثبت طور پر اُن کی صلاحیتوں کی نہایت عمدگی سے نشو و نما ہو جائے گی۔ اِن کے برعکس، جو لوگ اس سے سرکشی برت رہے ہیں، اور ظلم و استبداد کی راہ اختیار کئے ہیں، اُن کے سامانِ ہلاکت میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ (جس طرح طلوعِ سحر شب کی تاریکی کے لئے موجبِ ہلاکت ہوتی ہے، اسی طرح صدق و عدل پر مبنی نظامِ خداوندی کے قیام سے، ظلم و استبداد کی قوتوں کی تباہی آتی ہے)۔

۸۳ (لیکن یہ بات اُن لوگوں کی سمجھ میں نہیں آسکتی جن کا مقصود صرف طبیعی زندگی کی مفاد پرستیاں ہیں، اور جنہیں، اس وقت، دولت و ثروت کی فراوانیاں حاصل ہیں) جس انسان کا مقصدِ زندگی ہی یہ ہو، اُس کی حالت یہ ہوتی ہے کہ جب اس کے پاس بخشائش خداوندی (سامانِ رزق) کی فراوانی ہو، تو وہ حق سے اعراض برتتا اور صحیح راستے سے روگردانی کرتا ہے۔ اور جب

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِىْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ

اُس پر مصیبت آتی ہے (اور وہ مال و دولت اُس سے چھن جاتا ہے) تو چونکہ اُس کے سامنے اس سے بلند مقصد ہی کوئی نہیں ہوتا' اس لئے) اس پر مایوسیاں چھا جاتی ہیں۔ (۴۱/۵۱)۔

۸۴ (یہ جو اوپر کہا گیا ہے کہ اسی قرآن کے مطابق' ایک جماعت پر' کامرانیوں کی راہیں کشادہ ہوتی ہیں اور دوسری جماعت پر تباہیاں آتی ہیں' تو اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اُن کے ساتھ یہ کچھ اکی "تقدیر" کی رُو سے ہوتا ہے جس پر انہیں کوئی اختیار نہیں۔ بالکل نہیں۔ خدا نے' انسانی سعی و عمل کے لئے ایک میدان تجویز کر دیا ہے اور اُس میں' ہر انسان کو صاحبِ اختیار و ارادہ بنا کر چھوڑ دیا ہے۔ مومن' اس کھلے میدان میں' سوائے ان حدود کے جو قوانین خداوندی نے متعین کر دی ہیں' اور کوئی پابندی اپنے اوپر عائد نہیں کرتا۔ لیکن' دوسرے لوگ' اپنے پاؤں کو' ہزار قسم کے خود ساختہ بندھنوں سے باندھ لیتے ہیں۔ (۷/۱۵۷)۔ اب ظاہر ہے کہ ہر شخص اس حد تک ہی قدم اٹھا سکتا ہے جہاں تک اس کی زنجیرِ پا اجازت دے۔ (اس طرح' اس جہانِ سعی و عمل میں مومن آگے بڑھ جاتے ہیں' کیونکہ اُن کے پاؤں بندھے ہوئے نہیں ہوتے۔ اور منکرین پیچھے رہ جاتے ہیں' کہ وہ اپنی خود ساختہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ یوں ہر انسان' اپنے اختیار کے دائرے کے اندر اپنے اپنے ڈھنگ پر کام کرتا اور اس میں اپنی آخری حد تک چلا جاتا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر ایک کا عمل صحیح اور حق پر ہوتا ہے)۔ اس کا علم خدا کو ہوتا ہے کہ' ان میں سے کون' زندگی کی سب سے زیادہ سیدھی راہ پر چل رہا ہے (اور وہ اُس پر کہاں تک چلا جائے گا۔ خدا کو علم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ قوانین خداوندی کے مطابق چلتے ہیں' وہ زندگی کی سیدھی راہ پر ہوتے ہیں)۔

۸۵ یہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ وحی کی حقیقت و ماہیت کیا ہے؛ ان سے کہدو کہ وحی کا تعلق خدا کے "امر" سے ہے' محسوس کائنات سے نہیں۔ اور چونکہ تمہارا علم صرف محسوس کائنات تک محدود ہے' اس لئے تم' عالمِ امر سے متعلق حقائق کی ماہیت کو نہیں سمجھ سکتے۔ (اس کے معنی یہ ہیں کہ نبی کے علاوہ کوئی اس بات کو نہیں سمجھ سکتا کہ وحی کیسے نازل ہوتی ہے اور اس کی کنہ و حقیقت کیا ہے۔ لیکن وحی کی رُو سے دی ہوئی تعلیم ـــــ قرآن ـــــ کو ہر ایک سمجھ سکتا ہے)۔

۸۶ (اس حقیقت کا ثبوت ـــــ کہ وحی کا سرچشمہ محسوس کائنات سے ماوراء ہے ـــــ یہ ہے کہ وحی' خود نبی کے ذہن کی پیدا کردہ نہیں ہوتی۔ نہ ہی اُسے' اِس پر کوئی قدرت و اختیار رہتا ہے۔ چنانچہ) جو کچھ ہم نے' اِس رسول کی طرف نازل کیا ہے' اگر ہم اُسے سلب کر لیں' تو کوئی قوت ایسی

ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ
الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾
وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؗ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ
حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾

نہیں جو اس کے خلاف ہم پر کوئی دعویٰ کر سکے، یا ہم سے باز پرس کر سکے۔ (یہ الگ بات ہے کہ ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ اس وحی میں سے کوئی بات بھی سلب نہ کی جائے بلکہ اُسے محفوظ رکھا جائے ۶/۱۱۶ ؛ ۱۵/۹ ؛ ۸۷/۶-۷)

۸۷ یہ، خدا کی رحمت و ربوبیت کا ایک گوشہ ہے جس سے وحی ملتی ہے۔ اور تجھ پر (اے رسول!) خدا کا بہت بڑا فضل ہے جو اُس نے تجھے، اِس موہبتِ کبریٰ کے لئے، منتخب کیا ہے۔ یہ کسی کی محنت یا کسب و ہنر سے نہیں مل سکتی۔ (۲/۱۰۵ ؛ ۶/۱۲۵ ؛ ۱۴/۱۱)۔

۸۸ اور اس کے من جانب اللہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت تو یہ ہے کہ اگر ساری دنیا کے انسان —— حضری اور بدوی، سب کے سب —— مل کر بھی کوشش کریں کہ اس قرآن جیسا قرآن بنا لیں، تو وہ ایسا نہیں کر سکیں گے، خواہ وہ ایک دوسرے کے کتنے ہی مددگار کیوں نہ بن جائیں۔ (۲/۲۳ ؛ ۱۰/۳۸ ؛ ۱۱/۱۳)۔

۸۹ (جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے، تم وحی کی کنہ و حقیقت کو تو نہیں پا سکتے لیکن اس کے بیان کردہ حقائق کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہو۔ اس کے لئے ہم نے انداز یہ اختیار کیا ہے کہ) ہم مختلف امور کو لوٹا لوٹا کر بیان کرتے ہیں۔ ان کے متنوع گوشے بار بار سامنے لاتے ہیں۔ لیکن، اس کے باوجود اکثر لوگوں کی حالت یہ ہے کہ وہ ضد اور تعصب کی بنا پر، بلا سوچے سمجھے اس سے انکار کئے چلے جاتے ہیں۔ (۱۷/۴۱)۔

۹۰ یہ لوگ (بجائے اس کے کہ قرآن کی تعلیم پر غور و فکر کریں، اور علم و بصیرت کی رُو سے اسے سمجھنے کی کوشش کریں) اپنے اس طفلانہ مطالبہ پر زور دیئے جاتے ہیں (۱۷/۵۹) کہ ہم اُس وقت تک تیری بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں گے جب تک تو اس قسم کے معجزات نہ دکھا دے۔ مثلاً تو اشارہ کرے اور زمین سے ایک چشمہ پھوٹ بہے۔

۹۱ یا تیرے پاس کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو اور تیرے حکم سے ان میں پانی کی ندیاں جاری ہو جائیں۔

أَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيلًا ﴿٩٢﴾ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ
زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۖ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهُ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ
كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ﴿٩٣﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُّؤْمِنُوٓا إِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰىٓ إِلَّآ أَنْ قَالُوٓا أَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُولًا ﴿٩٤﴾
قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُولًا ﴿٩٥﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ

---

۹۲ یا' جیساکہ تو اکثر ہمیں عذاب خداوندی سے ڈرایا کرتا ہے' تو آسمان کو ہم پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دے (اور اس طرح ہم پر ناگہانی آفت ٹوٹ پڑے۔ ۲۶/۱۸۷)۔

یا تو' خود خدا اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کھڑا کر دے۔ (۶/۳۵)۔

۹۳ یا تیرے لئے' ایک سونے کا محل تیار ہو جائے۔ یا تو (ہمارے دیکھتے دیکھتے) آسمان پر چڑھ جائے —— اور صرف آسمان پر چڑھ ہی نہ جائے۔ کیونکہ محض اتنی بات سے ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ بلکہ —— وہاں سے ایک لکھی لکھائی کتاب' ہم پر اتار دے' جسے ہم پڑھ کر دیکھ لیں (کہ اسے واقعی خدا نے لکھا ہے)۔

اے پیغمبر! ان سے کہدو کہ میرا نشوونما دینے والا اس سے بہت بلند ہے (کہ وہ' تمہارے ایمان لانے کے لئے اس قسم کی باتیں کر دکھائے۔ باقی رہا میں خود۔ تو میں نے کبھی خدائی کا دعوےٰ نہیں کیا)۔ میں تو' تمہارے جیسا' ایک انسان ہوں' اس فرق کے ساتھ کہ میں تم تک خدا کا پیغام پہنچاتا ہوں۔

۹۴ (ہم جانتے ہیں کہ جب تو ان سے کہے گا کہ میں تمہارے جیسا ایک انسان ہوں' اور میرا فریضہ یہ ہے کہ میں خدا کا پیغام تم تک پہنچا دوں' تو یہ تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اس لئے کہ ذہنِ انسانی کے طفلانہ پن نے اسے ہمیشہ اس مغالطہ میں رکھا ہے کہ خدا کے رسول کو' انسانوں سے الگ کوئی اعجوبہ سی مخلوق' ہونا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ) جب کبھی لوگوں کے پاس ہماری راہ نمائی آئی تو ان کے' اس راہ نمائی کے قبول کرنے کے راستے میں ہمیشہ یہ بات حائل رہی کہ ہدایت لانیوالا' دوسرے انسانوں جیسا انسان کیوں ہے؟ (فرشتہ کیوں نہیں!)۔

۹۵ ان سے کہو کہ (انسانوں کو رسول بنا کر اس لئے بھیجا جاتا ہے کہ دنیا میں انسان بستے ہیں)۔ اگر ایسا ہوتا کہ زمین میں فرشتے چلتے پھرتے' اور سکونت پذیر ہوتے' تو ہم ان کے لئے آسمان سے' فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے۔ (۴۳/۶۰)۔

۹۶ ان سے کہدو کہ (وحی اور رسالت کے متعلق میں نے کافی تفصیل سے بات سمجھا دی ہے۔

شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿٩٦﴾ وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُمْ
أَوْلِيَاءَ مِن دُونِهِ ۖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ مَّأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ
سَعِيرًا ﴿٩٧﴾ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُم بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا
جَدِيدًا ﴿٩٨﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ
أَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيهِ فَأَبَى الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا ﴿٩٩﴾

اگر اس کے باوجود، تم میری وحی پر ایمان نہیں لاتے، تو میرا تم پر کوئی زور نہیں)۔ میرے اور تمہارے درمیان آخری فیصلہ، خدا کی نگرانی میں ہوگا۔ اس لئے کہ وہ تمام بندوں کے اعمال سے باخبر ہے اور ان پر نگاہ رکھتا ہے۔

۹۷ لیکن اس حقیقت کو یاد رکھو کہ صحیح راستے پر وہی انسان ہوتا ہے جو خدا کی دی ہوئی راہ نمائی کے مطابق چلتا ہے۔ جو شخص اس راستے کو چھوڑ دیتا ہے، اس کا دنیا میں کوئی کارساز نہیں ہو سکتا —— اگر کارساز ہو سکتا ہے تو خدا ہی ہو سکتا ہے (جس کی راہ نمائی کو اس نے چھوڑا تھا)۔ اور ہم انہیں قیامت کے دن اوندھے منہ اٹھائیں گے —— اس دنیا میں بھی ذلیل و خوار، اور اسکے بعد کی زندگی میں بھی —— اندھے، گونگے، بہرے، عقل و فکر سے عاری۔ ان کا آخری ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ جب کبھی اس کی آگ بجھنے کو ہوگی تو ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔ (یعنی ان کے عذاب میں تخفیف نہیں ہوگی)۔

۹۸ یہ اس لئے کہ انہوں نے ہمارے قوانین کی صداقت سے انکار کر کے (اپنے لئے غلط راستہ تجویز کر لیا تھا جس کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں تھا۔ ان کا خیال یہ تھا کہ اگر ہم ایسا انتظام کر لیں کہ معاشرہ کی گرفت سے بچے رہیں، تو ہم سے بازپرس کرنے والا کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ تھی جو) یہ کہا کرتے تھے کہ جب ہم (مرنے کے بعد) ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ جائیں گے اور ہمارا جسم ریزہ ریزہ ہو جائے گا، تو کیا ہم پھر از سرِ نو پیدا کر کے، اٹھائے جائیں گے؟ (۱۷/۴۹)۔

۹۹ کیا ایسا کہنے والے، اس پر غور نہیں کرتے کہ جس خدا نے اس تمام سلسلۂ کائنات کو پیدا کیا (درآنحالیکہ پہلے کچھ بھی نہ تھا) کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان (لوگوں) کی، اس زندگی کی مثل، اور زندگی پیدا کر دے۔ اس مقصد کے لئے اس نے موجودہ طبیعی زندگی کی ایک مدت مقرر کر رکھی ہے جس (کے بعد اس حیاتِ نو کی نمود کے بارے) میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں۔

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۱

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ

يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَاۤءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ

يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾

وہ ایک حقیقتِ ثابتہ ہے۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ جن لوگوں نے ہمارے قوانین سے سرکشی برتنے کی ٹھان رکھی ہے' وہ انکار کے سوا کچھ جانتے ہی نہیں۔

۱۰۰ (مستقبل کی زندگی سے انکار' اور اِسی دنیا کی زندگی کو منتہائے نگاہ سمجھ لینے کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ لوگ' مال و دولت کو صرف اپنے لئے سمیٹ کر رکھتے ہیں' اسے ربوبیّتِ عامہ کے لئے کھلا نہیں رکھتے۔ جب اِن سے کہئے تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو ہماری ضروریات کے لئے بمشکل اکتفا کر سکے گا۔ اگر اسے دوسروں کو دیدیں' اور یہ ختم ہو جائے تو بوقتِ ضرورت ہم کیا کریں)۔ اِن سے کہو کہ (بات یہ نہیں۔ یہ صرف ذہنیت کا فرق ہے۔ اس ذہنیت سے تمہاری حالت یہ ہو چکی ہے کہ) اگر تمہارے پاس خدا کی نعمتوں کے لامحدود خزانے بھی ہوتے تو تم اُنہیں باندھ باندھ کر رکھتے کہ کہیں خرچ نہ ہو جائیں۔ اس لئے کہ (محض طبیعی زندگی کو منتہیٰ سمجھنے والا) انسان بڑا تنگ نظر اور بخیل ہوتا ہے۔ (یہ تو حیات کی جاودانی کا تصوّر ہے جو انسان کی نگاہوں میں وسعت اور دل میں کشادہ پیدا کرتا ہے)۔

۱۰۱ (یہ ذہنیتوں کا فرق ہی تو ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ' تمہاری اس قدر مخالفت کر رہے ہیں۔ ان سے کہو کہ اگر یہ سمجھنا چاہتے ہو کہ تمہاری اس مخالفت کا نتیجہ کیا ہوگا' تو اس کے لئے اقوامِ سابقہ کی سرگزشتوں پر نگاہ ڈالو۔ بالخصوص فرعون اور موسٰیؑ کی کشمکش پر جس کا ذکر پہلے بھی کئی بار آ چکا ہے)۔ ہم نے موسٰیؑ کو (قومِ فرعون کی آخری تباہی سے پہلے) نو کھلی کھلی نشانیاں دی تھیں۔ (اگر یہ لوگ اس کی تصدیق کرنا چاہتے ہیں تو ان سے کہو کہ یہ) بنی اسرائیل سے دریافت کر لیں۔ (۱۳۳—۱۳۰/۷ ; ۱۲/۲۷)۔

جب موسٰیؑ قومِ فرعون کی طرف آیا تو' فرعون نے سب کچھ سننے کے بعد اُس سے کہا کہ (تم جو کہتے ہو کہ تم خدا کی طرف سے رسول ہو تو اس باب میں' یا تو تمہیں خود دھوکا لگ گیا ہے۔ یا) تم دوسروں کو دھوکا دیتے ہو۔

۱۰۲ موسٰیؑ نے اس سے کہا کہ تو (یقیناً اپنے دل میں اس حقیقت کو پا چکا ہے کہ) یہ روشن دلائل

فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾

یہ قوانین وضوابط، جنہیں میں نے تمہارے سامنے پیش کیا ہے "مجھ پر" خدائے ارض وسمٰوٰت کے علاوہ اور کسی نے نازل نہیں کئے۔ (تم میرے متعلق کہتے ہو کہ مجھے کہیں دھوکا لگ گیا ہے) لیکن میں دیکھتا ہوں کہ دھوکے میں تم خود مبتلا ہو کہ تباہی تمہارے سر پر منڈلا رہی ہے، تم اس میں چاروں طرف سے گھر چکے ہو، (اور وہ تمہیں نظر نہیں آتی)۔

۱۰۳ (اس پر فرعون نے 'ملوکیت کے انہی حربوں سے کام لیا جو مستبد حکمرانوں کے ہاں بکثرت استعمال میں لائے جاتے ہیں)۔ مقصد اس کا یہ تھا کہ اس طرح 'قوم بنی اسرائیل کو ایسا گڑبڑا دے کہ اُن کے پاؤں اکھڑ جائیں اور ان کے لئے وہاں جینا محال ہو جائے۔ لیکن (اس کا انجام یہ ہوا کہ) ہم نے اُسے، اور اس کے ساتھیوں کو، غرق کر دیا۔

۱۰۴ اور اس کے بعد، بنی اسرائیل سے کہا کہ تم (فلسطین کی) سرزمین میں نہایت اطمینان سے رہو سہو۔ (اس کے بعد دو مرتبہ تمہاری سخت بربادی ہوگی)۔ دوسری مرتبہ کی تباہی ایسی عالمگیر ہوگی کہ تمہیں ہر طرف سے گھیر گھیر کر، اکٹھا کرکے، ہلاک کیا جائے گا۔ ($\frac{17}{4-7}$)

(اس کے ساتھ ہی انہیں یہ بھی کہہ دیا گیا تھا کہ، اس تباہی کے بعد، تمہیں پھر بازآفرینی کا موقع دیا جائے گا، جب ہمارا آخری رسول آئے گا۔ اگر تم اُس پر ایمان لے آئے، تو تمہیں پھر حیاتِ نو مل جائے گی۔ $\frac{7}{156}$)۔

۱۰۵ اُسی وعدے کے مطابق، اب اس قرآن کو ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے۔ اور یہ حق کے ساتھ تم تک پہنچا ہے۔ یعنی جو قرآن لوگوں تک پہنچا ہے وہ وہی ہے جسے خدا نے حق کے ساتھ نازل کیا تھا۔ اس قرآن کے لانے والے رسول کا فریضہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو بتلا دے کہ، اس کے مطابق چلنے سے زندگی کی کس قدر خوشگواریاں نصیب ہوں گی اور اس کی خلاف ورزی کرنے سے کیسی تباہیاں آئیں گی۔

لہٰذا، بنی اسرائیل کے لئے بازآفرینی کا ایک اور موقع ہے۔ اگر وہ اس قرآن کو بطور ضابطۂ حیات تسلیم کر لیں گے تو اُن سے ذلت اور رسوائی کا عذاب ختم ہو جائے گا

وَقُرۡاٰنًا فَرَقۡنٰهُ لِتَقۡرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكۡثٍ وَّنَزَّلۡنٰهُ تَنۡزِيۡلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلۡ اٰمِنُوۡا بِهٖۤ اَوۡ لَا تُؤۡمِنُوۡا ؕ اِنَّ
الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ مِنۡ قَبۡلِهٖۤ اِذَا يُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ يَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ سُجَّدًا ۙ ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوۡلُوۡنَ سُبۡحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنۡ
كَانَ وَعۡدُ رَبِّنَا لَمَفۡعُوۡلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ يَبۡكُوۡنَ وَيَزِيۡدُهُمۡ خُشُوۡعًا ۩ ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ اَوِ ادۡعُوا
الرَّحۡمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدۡعُوۡا فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ۚ وَلَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتۡ بِهَا وَابۡتَغِ بَيۡنَ ذٰ لِكَ
سَبِيۡلًا ﴿۱۱۰﴾

---

۱۰۶ چونکہ نزولِ قرآن سے مقصد یہ تھا کہ لوگ اس پر اچھی طرح غور و فکر کے بعد فیصلہ کریں کہ وہ اسے تسلیم کرتے ہیں یا نہیں، اس لئے ہم نے اسے (تمام کا تمام یک لخت نازل نہیں کر دیا بلکہ) تھوڑا تھوڑا کر کے 'بتدریج' نازل کیا ہے- اور اس کے حقائق کو الگ الگ کر کے 'نکھار کر' بیان کر دیا ہے- جب ایسی واضح کتاب کو لوگوں کے سامنے بتدریج پیش کیا جائے گا (تو جو لوگ حق کے متلاشی ہیں انہیں حقیقت تک پہنچنے میں آسانی ہو جائے گی)-

۱۰۷ اے رسول! تم ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم اس کتاب کو مانو یا (اپنی ضد اور تعصب کی بناپر) اس سے انکار کر دو- (اس سے اس کتاب کی صداقت میں کچھ فرق نہیں آسکتا- یہ کتاب درحقیقت علم و بصیرت کی رو سے سمجھی جاسکتی ہے- لہذا) جن لوگوں کے پاس پہلے سے علم ہے' جب اسے اُن کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو وہ اِس کی عظمت کو پہچان لیتے ہیں اور اس کے سامنے جھک جاتے ہیں-

۱۰۸ اور پکار اٹھتے ہیں کہ اِس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ہمارے نشو و نما دینے والے کے تمام وعدے پورے ہو کر رہیں گے-

۱۰۹ اس کی عظمت و صداقت' اُن کے دلوں پر اس طرح چھا جاتی ہے کہ وہ سجدوں میں گر جاتے ہیں اُن کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور اُن کے قلب کا جھکاؤ اور زیادہ ہو جاتا ہے-

۱۱۰ اے رسول! تم اِن سے کہہ دو کہ (تم اپنی نگاہ 'حقیقت' پر رکھو- لفظی نزاع میں نہ پڑو- تم خدا کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر (اس سے اصل حقیقت میں کچھ فرق نہیں آتا) اُسے اُس کے ذاتی یا صفاتی ناموں میں سے جس نام سے بھی پکارو ٹھیک ہے- یہ سب اُسی ذات کے حسن و زیبائی کے مختلف گوشے ہیں- ایک ہی حقیقت کے مختلف پہلو ہیں- (سوال یہ نہیں کہ خدا کو کس نام سے پکارا جائے- سوال یہ ہے کہ کس قسم کے خدا کو مانا جائے- خدا پر صحیح ایمان کے معنی یہ ہیں کہ اُس کی اُن تمام صفات کو مانا جائے جن سے اُس نے قرآن میں اپنا تعارف کرایا ہے- اگر ان میں سے

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ
١٢ ع ١٢ الذُّلِّ وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾

کسی ایک صفت کو مانا جائے اور دوسری کا انکار کر دیا جائے —— جیسے عیسائیت اُس کی صرف صفتِ رحم کو مانتی ہے، صفتِ عدل (قانونِ مکافاتِ عمل) کو تسلیم نہیں کرتی —— تو اُسے خدا پر ایمان نہیں کہا جائے گا ——

اور صلوٰۃ میں نہ تو اس کی ضرورت ہے کہ اسے چلا چلا کر پکارا جائے۔ اور نہ ہی بالکل خاموشی سے۔ بلکہ ان دونوں کی درمیانی راہ اختیار کرنی چاہیئے۔

(خدا کا جو منزّہ تصور قرآن پیش کرتا ہے، وہی خدا کا حقیقی تصور ہے۔ اس تصور کی رُو سے) ۱۱۱

(۱) یہ بھی غلط ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہے۔

(۲) یہ بھی غلط ہے کہ اُس کے اقتدار اور اختیار میں کوئی اُس کا شریک ہے۔

(۳) اور یہ بھی غلط ہے کہ اسے، اپنی کمزوری کی وجہ سے، کسی مددگار کی ضرورت ہے۔

وہ خدا، بلا شریک و سہیم، تمام قوتوں کا واحد مالک ہے۔ خدا کا یہی وہ تصور ہے جو درخورِ حمد و ستائش ہے۔ تمہاری زندگی کا مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ اُس کے نظام اور قوانین کو، تمام دیگر نظامہائے حیات اور قوانینِ زندگی پر غالب کیا جائے اور یوں انسانوں کی دنیا میں بھی، اُس کی کبریائی کا تختِ اجلال اسی طرح بچھ جائے جس طرح وہ خارجی کائنات میں بچھا ہوا ہے۔ (۹/۳۳ ؛ ۴۷/۴)۔

سُورَةُ الكَهفِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۞ ١ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ
وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۞ ٢ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۞ ٣ وَّيُنْذِرَ
الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۞ ٤ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ

---

۱ کائنات کا ہر حسین نقشہ اور تعمیری پروگرام، اس ذاتِ خداوندی کی حمد و ستائش کا زندہ پیکر ہے جس نے، (اِسی مقصد کی تکمیل کے لئے) اپنے بندے پر یہ ضابطۂ قوانین نازل کیا ہے۔ وہ ضابطۂ قوانین جس میں کسی قسم کا پیچ و خم نہیں۔

۲ جو نہایت سیدھی، واضح اور متوازن بات کہتا ہے۔ مقصد اس سے یہ ہے کہ یہ، اُن لوگوں کو جو اِس کی صداقت سے انکار کریں، اُن کی غلط رَوش کے ہلاکت انگیز نتائج سے آگاہ کر دے اور جو اِس کے مطابق زندگی بسر کریں، اُنہیں، ان کے صلاحیّت بخش اعمال کے خوشگوار نتائج کی بشارت دیدے۔

۳ وہ خوشگوار نتائج جن سے وہ ہمیشہ متمتع ہوتے رہیں گے۔ (۱۴/۲۵)

۴ غلط رَوش پر چلنے والوں میں، خصوصیت سے، وہ لوگ شامل ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا کا ایک بیٹا بھی ہے۔ (حالانکہ یہ تصوّر یکسر باطل اور مبنی بر جہالت ہے ۱۷/۱۱۱)۔

۵ اس عقیدہ کی سند میں، نہ ان کے پاس کوئی علمی برہان ہے اور نہ ہی ان کے آباؤ اجداد کے پاس تھی، جنہوں نے اس عقیدے کی ابتدا کی تھی۔ یہ لوگ سوچتے ہی نہیں کہ یہ

اِنۡ يَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا كَذِبًا ۝۵ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ اِنۡ لَّمۡ يُؤۡمِنُوۡا بِهٰذَا الۡحَدِيۡثِ اَسَفًا ۝۶ اِنَّا
جَعَلۡنَا مَا عَلَى الۡاَرۡضِ زِيۡنَةً لَّهَا لِنَبۡلُوَهُمۡ اَيُّهُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ۝۷ وَاِنَّا لَجٰعِلُوۡنَ مَا عَلَيۡهَا صَعِيۡدًا جُرُزًا ۝۸ اَمۡ حَسِبۡتَ
اَنَّ اَصۡحٰبَ الۡـكَهۡفِ وَالرَّقِيۡمِ ۙ كَانُوۡا مِنۡ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝۹ اِذۡ اَوَى الۡفِتۡيَةُ اِلَى الۡكَهۡفِ فَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ

کیسی سخت بات ہے جسے یہ یونہی' بلا سوچے سمجھے' منہ سے نکال دیتے ہیں۔ یہ عقیدہ سرتاسر جھوٹ ہے۔

۶ (اے رسول! ہم جانتے ہیں کہ تو اپنے سینہ میں ایسا دردمند دل رکھتا ہے کہ) اگر یہ لوگ' ایسی واضح حقیقت پر بھی ایمان نہ لائے تو' تو' ان پر آنے والی تباہی کے غم میں اپنی جان گھلا لیگا۔

۷ (یہ لوگ' جن کا تذکرہ اس وقت پیش نظر ہے' عیسائی ہیں۔ ان کی غلط رَوش صرف اتنی قدر نہیں کہ انہوں نے خدا کی اولاد کا عقیدہ وضع کر رکھا ہے۔ ان کی عملی زندگی کی تباہ کن رَوش یہ ہے کہ انہوں نے 'دین خداوندی کی جگہ' جو یکسر انقلاب آفریں نظریہ حیات تھا' خانقاہیت کو اپنا مسلک قرار دے لیا۔ (۵۷/۲۷)۔ جب دین خداوندی خانقاہیت میں بدل جاتا ہے تو اس تبدیلی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے' اسے ایک مثال سے سمجھئے)۔ روئے زمین پر جو کچھ بھی ہے اُسے ہم نے 'زمین' اور اس پر رہنے والوں کیلئے وجہ زینت بنایا ہے' تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ اس کے استعمال میں' کون اعتدال اور توازن کی راہ اختیار کرتا ہے' جو فی الحقیقت زندگی کی حسن کارانہ راہ ہے۔ (۳۱؛ ۱۸/۳۰؛ ۱۸/۴۶؛ ۶۷/۲)۔

۸ جس زمین پر کاشت کا سلسلہ جاری نہ رکھا جائے' اُس کے متعلق ہمارا قانون یہ ہے کہ وہ' کچھ عرصہ کے بعد چٹیل میدان بن جاتی ہے جس میں دھول اڑتی ہے اور پیداوار کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ (خانقاہیت میں یہی ہوتا ہے۔ اس میں انسانی زندگی کی تمام صلاحیتیں خشک ہو جاتی ہیں۔ باقی رہا یہ کہ خدا کا دین' جو انقلاب آفریں دعوت کا نام ہے' کس طرح خانقاہیت میں تبدیل ہو جاتا ہے' اس کے لئے ہم اُس واقعہ کو سامنے لاتے ہیں جو قصۂ "اصحاب کہف" کے نام سے مشہور ہے)۔

۹ اے مخاطب! کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ لوگ جنہیں "اَصۡحٰبُ الۡكَهۡفِ وَالرَّقِيۡمِ" کہہ کر پکارا جاتا ہے — یعنی اُس غار والے لوگ جو بطرہ (پٹرا) میں واقع تھی — کوئی خارقِ عادت مخلوق یا اچنبے کی چیز تھے؟ (ایسا نہیں تھا۔ بات کچھ اور تھی' جسے بعد میں' لوگوں نے 'چیستان بنا دیا اور اُس نے اسی طرح شہرت پکڑ لی)۔

۱۰ ہوا یہ تھا کہ کچھ نوجوان تھے (جو دین کے اصولوں پر معاشرہ میں انقلاب پیدا کرنا چاہتے تھے۔ (۱۸/۱۴)۔ ان کی سخت مخالفت ہوئی' اور حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ وہ ملک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ) انہوں نے پہاڑوں کے اندر' ایک بہت بڑے غار میں جا کر پناہ لی۔ (تاکہ وہاں' اپنے

رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ⑩ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ⑪ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ
الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ⑫ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ ۱ ع ۲ ۱۳
هُدًى ⑬ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ
قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ⑭ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ

مقصد کے حصول کے لئے تیاری کریں۔ اِس کے لئے انہوں نے ہم سے التجا کی کہ) اے ہمارے پروردگار! تو ایسا انتظام کر دے کہ ہمیں تیری طرف سے سامانِ زندگی بھی بہم پہنچتا رہے' اور ہم نے جس بات کا ارادہ کیا ہے' اسے کامیاب بنانے کے اسباب و ذرائع بھی میسّر آجائیں۔

۱۱ چنانچہ' وہ اُس غار میں کئی برس تک اِس طرح رہے کہ وہ باہر کی دنیا سے منقطع تھے۔

۱۲ (ایک مدت کے بعد جب اُن کی تیاری ہو گئی تو) ہم نے اُنہیں اٹھا کھڑا کیا اور باہر نکالا تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس مدت میں' جبکہ وہ غار میں پناہ گزیں تھے' اُن کی جماعت' اور اُن کی مخالف پارٹی میں سے کس نے' اس فرصت کے موقع سے اچھی طرح فائدہ اٹھا کر (تیاری کی ہے)۔

۱۳ (آگے بڑھنے سے پیشتر' اس حقیقت کو ایک بار پھر سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کے متعلق عوام میں طرح طرح کی باتیں مشہور ہو چکی ہیں۔ لیکن) ہم تمہیں' اِن کی بابت ٹھیک ٹھیک بات بتاتے ہیں۔ یہ چند نوجوان تھے جو اپنے نشو و نما دینے والے کی طرف سے متعین کردہ نظام کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا چکے تھے' اور اُس کے قیام کی راہیں' اُن پر بہت دُور تک کھل چکی تھیں۔

۱۴ چنانچہ' جب وہ اِس انقلابی مقصد کو لے کر اٹھے ہیں تو ہم نے' اُن کے دلوں کو مضبوط کر دیا' اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ ان کے معاشرہ میں' اس خدا کا نظام قائم ہو گا جس کا نظام' کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں' ہر جگہ مسلّط ہے۔ ہم اُس کے سوا کسی اور کا اقتدار و قانون ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو یہ بات ہمیں حق کی راہ سے بہت دُور لے جائے گی۔

۱۵ (اس وقت' ہماری) قوم کے لوگوں کی حالت یہ ہے کہ' اِنہوں نے' خدا کے علاوہ' اور بہت سی قوتوں کا اقتدار تسلیم کر رکھا ہے' (اور کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ کچھ خود خدا کے حکم کے مطابق کیا ہے)۔ حالانکہ' ان کے پاس' ان قوتوں کے اقتدار اور اختیار کی کوئی سند (اتھارٹی) نہیں۔ یہ خدا پر بکثیر کذب اور افترا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ' اس سے زیادہ حدود فراموش اور کون ہو سکتا ہے

اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ﴿۱۵﴾ وَاِذِ اعۡتَزَلۡتُمُوۡہُمۡ وَمَا یَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰہَ فَاۡوٗۤا اِلَی الۡکَہۡفِ یَنۡشُرۡ لَکُمۡ
رَبُّکُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِہٖ وَیُہَیِّیٴۡ لَکُمۡ مِّنۡ اَمۡرِکُمۡ مِّرۡفَقًا ﴿۱۶﴾ وَتَرَی الشَّمۡسَ اِذَا طَلَعَتۡ تَّزٰوَرُ عَنۡ کَہۡفِہِمۡ ذَاتَ
الۡیَمِیۡنِ وَاِذَا غَرَبَتۡ تَّقۡرِضُہُمۡ ذَاتَ الشِّمَالِ وَہُمۡ فِیۡ فَجۡوَۃٍ مِّنۡہُ ؕ ذٰلِکَ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ ؕ مَنۡ یَّہۡدِ اللّٰہُ فَہُوَ
الۡمُہۡتَدِ ۚ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَہٗ وَلِیًّا مُّرۡشِدًا ﴿۱۷﴾ وَتَحۡسَبُہُمۡ اَیۡقَاظًا وَّہُمۡ رُقُوۡدٌ ٭ۖ وَّنُقَلِّبُہُمۡ ذَاتَ

جو خدا پر اس طرح افترا باندھے؟

۱۶ (اُن کا یہ اعلان کرنا تھا کہ اُن پر چاروں طرف سے مخالفت کا ہجوم امنڈ آیا۔ چنانچہ اُنہوں نے باہمی مشورہ کیا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ) جب تم نے اپنی قوم سے الگ مسلک اختیار کر لیا ہے، اور اُس (قوم) نے اللہ کو چھوڑ کر، جن ہستیوں کے اقتدار کو اختیار کر رکھا ہے، تم اُن سے بھی کنارہ کش ہو چکے ہو (تو تمہارا) اِن کے اندر رہنا ٹھیک نہیں۔ سر دست ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیئے)۔ اور فلاں غار میں پناہ لے لینی چاہیئے۔ (اور وہاں خفیہ طور پر اپنی تیاریاں جاری رکھنی چاہئیں)۔ خدا کا قانونِ ربوبیّت (جسے متمکن کرنے کے لئے تم نے یہ آواز اٹھائی ہے) ایسا انتظام کر دے گا کہ تمہاری ضروریاتِ زندگی کی چیزوں کو وہاں تک پھیلا دے، اور تمہارے مقصد کی تکمیل کے لئے جس ساز و سامان کی ضرورت ہے، اُسے بھی سہل الحصول بنا دے۔

۱۷ اُنہوں نے جس غار میں جا کر پناہ لی تھی، وہ اس طرح واقع ہوئی تھی کہ جب سورج نکلے تو تم دیکھو کہ وہ اُس غار کے دہانہ سے دائیں جانب کو پھر جاتا ہے، اور جب وہ غروب ہو تو اُس کے دہانے سے بائیں طرف کتراتا ہوا نکل جاتا ہے۔ (یعنی سورج کی شعاعیں اُس غار کے اندر دن کے کسی حصے میں بھی نہیں پہنچتی تھیں۔ وہ شمالاً جنوباً واقع تھی)۔ اُس غار کا دہانہ تو تنگ تھا لیکن اُس کے اندر، بہت کشادہ جگہ تھی (جو اُن کی جماعت کے لئے کافی تھی)۔ یہ انتظام خدا کی نشانیوں میں سے تھا (جو اُنہیں میسر آ گیا تھا) اور خدا ہی نے اُن کی راہ نمائی اس طرف کر دی تھی — حقیقت یہ ہے کہ منزلِ مقصود تک وہی پہنچ سکتا ہے جسے خدا کی راہ نمائی میسر آ جائے۔ جسے یہ راہ نمائی نصیب نہ ہو، اُس کا نہ کوئی رفیق ہو سکتا ہے، نہ راستہ بتانے والا۔

۱۸ وہ (دشمنوں کی مخالفت کی وجہ سے، اپنی حفاظت کے بارے میں اس قدر محتاط تھے کہ وہ) نیند کے وقت بھی اس سے غافل نہیں رہتے تھے، بلکہ اِس طرح، چاق و چوبند سوتے تھے جس سے دیکھنے والوں کو یہ محسوس ہو کہ وہ جاگ رہے ہیں۔ مزید احتیاط کی غرض سے، وہ ہماری

الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا
وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾ وَكَذَٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا لَبِثْنَا
يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا
أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ﴿١٩﴾ إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ

دی ہوئی بصیرت کے مطابق' غار میں اپنی پوزیشن بھی بدلتے رہتے تھے —— کبھی غار کے دائیں جانب ہو جاتے' کبھی بائیں جانب —— اور اُن کا کتا' غار کے دہانے پر' اپنے دونوں بازو پھیلائے' راستہ روکے' بیٹھا رہتا تھا۔ (تاکہ انہیں خطرہ سے آگاہ کر دے)۔ غرضیکہ' انہوں نے وہاں کچھ ایسی شکل پیدا کر رکھی تھی کہ اگر کسی شخص کو پتہ بھی چل جائے کہ وہاں کوئی رہتا ہے تو اُس کے دل پر خوف طاری ہو جائے' اور وہ اندر جانے کی جرأت نہ کر سکے' بلکہ اُلٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہو (کہ نہ جانے غار کے اندر کون ہیں!)۔

۱۹ (بہر حال' وہ اس طرح اُس غار میں رہے' اور آہستہ آہستہ' اپنی تیاری کرتے رہے۔ اسکے بعد جب ہم نے سمجھ لیا کہ اُن کے باہر آنے کا وقت آگیا ہے تو) ہم نے انہیں' اس مقصد کے حصول کے لئے اٹھا کھڑا کیا۔ (وہ غار کی زندگی میں اس قدر منہمک' اور باہر کی دُنیا سے اس طرح منقطع رہے کہ اُنہیں یاد تک نہ تھا کہ اُنہوں نے وہاں کتنا عرصہ گزارا ہے۔ چنانچہ) وہ ایک دوسرے سے پوچھتے تھے کہ وہ' اُس حالت میں کتنا عرصہ رہے ہوں گے؟ کوئی کہتا اتنی مدّت۔ کوئی کہتا نہیں' اُس مدّت کا صرف اتنا عرصہ۔ بہر حال' انہوں نے کہا کہ اس بحث سے کیا حاصل کہ ہم نے اِس حالت میں کتنا عرصہ گزارا ہے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہم یہاں کتنے عرصہ سے ہیں۔ ہم' اِس بات کو اِس مقصد کے لئے ہی تو جاننا چاہتے ہیں کہ معلوم ہو جائے کہ اب باہر کے حالات کیسے ہیں۔ اس کا سیدھا طریقہ یہ ہے کہ) اپنے میں سے ایک آدمی کو' یہ سکہ دے کر' شہر کی طرف بھیجو۔ وہ وہاں دیکھے کہ کس دکان سے اچھا کھانا ملتا ہے۔ وہ وہاں سے کھانا خرید لے' لیکن اس میں' ایسی باریک بینی سے کام لے کہ تمہارے متعلق کسی کو پتہ نہ چلنے پائے۔ (اس طرح وہ باہر کے حالات سے واقف ہو جائے گا)۔

۲۰ انہوں نے کہا کہ اِس احتیاط کی اس لئے سخت ضرورت ہے کہ اگر لوگوں نے ہماری خبر پا لی' تو وہ چھوڑنے والے نہیں۔ وہ یا تو ہمیں سنگسار کر دیں گے اور یا مجبور کر دیں گے کہ ہم

أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٢٠﴾ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ
لَا رَيْبَ فِيهَا ۚ إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا ۖ رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ
أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا
بِالْغَيْبِ ۖ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ
إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ﴿٢٢﴾ ۳ ع ۱۵

پھر انہی کا مسلک اختیار کرلیں - اگر ایسا ہوگیا تو ہمارا سارا کیا کرایا خاک میں مل جائے گا۔ ہمیں کبھی کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوگا۔

(اس نے جاکر دیکھا تو، اس دوران میں، حالات بدل چکے تھے۔ اُن کے ہم خیال لوگ تقویت پکڑ چکے تھے۔ چنانچہ اب ان کے باہر نکلنے کا وقت آچکا تھا۔ سو اس کے لئے)

٢١ ہم نے ایسی صورت پیدا کردی کہ لوگ ان کے حال سے مطلع ہوگئے۔ (اور انہیں معلوم ہوگیا کہ اُن کے گم گشتہ لیڈر زندہ ہیں)۔ اور خدا نے جو وعدہ کیا تھا (وہ اُن کے ہاتھوں) پورا ہوگا۔ اور وہ انقلاب جس کے لئے انہوں نے آواز بلند کی تھی، بلاشک و شبہ آکر رہے گا۔

(چنانچہ اُن کی پارٹی کامیاب ہوگئی اور وہ اپنے اس عظیم کارنامہ کی وجہ سے مقبولِ خلائق ہوگئے۔ ان کی وفات کے بعد) لوگوں میں، اس باب میں اختلاف ہوا (کہ اُن کی یادگار کس شکل میں قائم کی جائے)۔ کسی نے کہا کہ اُن کی قبروں پر کوئی بہت بڑی عمارت بنانی چاہیئے کیونکہ اُن کا پروردگار اچھی طرح جانتا ہے (کہ وہ اس عظیم المرتبت یادگار کے مستحق ہیں)۔ جس فریق کو اس بحث و نزاع میں کامیابی ہوئی اُس نے فیصلہ کیا کہ اُن کی قبروں پر ایک عبادتگاہ بنادی جائے۔ (اِس طرح، اُن مجاہدین کی قبریں بعد میں سجدہ گاہِ انام بن گئیں، اور اُن کا مقام مقدس خانقاہ میں تبدیل ہوگیا۔ اب لوگ یہ تو بھول چکے ہیں کہ اُس انقلابی گروہ نے کیا کارنامے سرانجام دیئے تھے۔ انہیں "روحانی بزرگ" سمجھ کر اُن کے مزاروں پر منتیں مانی جاتی ہیں، اور اُن کے متولی، لوگوں کو، خانقاہیت کے طور طریق سکھاتے ہیں۔ اب لوگ، بجائے اس کے کہ اُنکی انقلابی کوششوں کے تذکرے زندہ کریں، اس قسم کی فرعی باتوں میں اُلجھے رہتے ہیں کہ مثلاً اُن کی تعداد کتنی تھی)۔

٢٢ کوئی کہے گا کہ وہ تین تھے، چوتھا اُن کا کتا تھا۔ دوسرے کہیں گے کہ نہیں! وہ پانچ

وَ لَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَ قُلْ عَسٰٓی
اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾ وَ لَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَ ازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾

تھے' چھٹا اُن کا کتا تھا —— یعنی بغیر کسی سند یا علم کے' یہ لوگ یونہی قیاس آرائیاں کرتے رہتے ہیں —— کوئی اور اٹھیں گے تو وہ اپنی یہ "تحقیق" پیش کریں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔ (کوئی کہدے گا کہ تم لوگ اِس بحث میں مت پڑو)۔ صرف اتنا کہو کہ ان کی گنتی شمار خدا ہی جانتا ہے۔ اس لئے کہ ان کے اصلی حالات چند لوگوں کو معلوم تھے (اور اُن میں سے اب کوئی بھی باقی نہیں)۔

اے مخاطب! تم اِن تفاصیل کے متعلق' کسی سے جھگڑا مت کرو۔ جتنی بات (قرآن کی رُو سے) واضح ہو چکی ہے' وہیں تک رہو۔ اور اِس معاملہ میں' اِن لوگوں سے تحقیق' تفتیش بھی نہ کرو (کیونکہ ان میں سے کسی کو حقیقت کا علم نہیں)۔

۲۳ (یہ غیب کے علم کی باتیں ہیں۔ انہیں خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ غیب کے سلسلہ میں' انسان کی یہ حالت ہے کہ' کسی دوسرے کے متعلق تو ایک طرف) وہ خود اپنے متعلق بھی یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ میں کل ضرور ایسا کروں گا۔

۲۴ انسان جس کام کا ارادہ کرتا ہے' اگر اُس کے لئے' وہ تمام اسباب و ذرائع جمع ہو جائیں جو اُس کی کامیابی کے لئے' از روئے قوانین خداوندی ضروری ہیں' تو پھر وہ ارادہ پورا ہو سکتا ہے۔ اس لئے ارادہ کرنے کے بعد انسان کی توجہ اُن اسباب و ذرائع کے مہیا کرنے پر مرکوز ہونی چاہیئے۔ اگر اس سلسلہ کی کوئی کڑی بھول جائے' اور اس طرح' اُس میں کامیابی نہ ہو سکے' تو ہمت ہار کر نہیں بیٹھ جانا چاہیئے بلکہ یہ سوچنا چاہیئے کہ وہ کونسی وجہ ہے جس سے اس مقصد میں کامیابی نہیں ہو رہی' یا تاخیر ہو رہی ہے۔ اگر یوں' متعلقہ قوانین کی کڑیوں کو ایک ایک کرکے سامنے لایا جائے' تو منزلِ مقصود تک پہنچنے کا قریب تر راستہ سامنے آ سکتا ہے۔

لہذا' یقینی طور پر یہی کہنا چاہیئے کہ مقصد پیشِ نظر کے حصول کے لئے' قانونِ خداوندی کی رُو سے' جن اسباب و علل کی ضرورت ہے' اگر وہ مہیا ہو گئے' تو پھر یہ کام ہو جائے گا۔

۲۵ (یہ ضمنی بات تھی۔ ہم کہہ یہ رہے تھے کہ لوگ' بلا علم و دلیل' اس قسم کی قیاس آرائیاں کرتے رہتے ہیں کہ اصحابِ کہف کی تعداد کتنی تھی)۔ یا یہ کہ وہ غار میں کتنا عرصہ رہے۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ وہاں تین سو سال تک رہے۔ (کوئی زیادہ محقق بنتا ہے تو کہتا ہے کہ) تین سو نہیں بلکہ تین سو نو سال تک رہے۔

قُلِ اللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمَا لَبِثُوۡا ۚ لَہٗ غَیۡبُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ اَبۡصِرۡ بِہٖ وَ اَسۡمِعۡ ؕ مَا لَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖ مِنۡ وَّلِیٍّ ۫ وَّ لَا
یُشۡرِکُ فِیۡ حُکۡمِہٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَ اتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنۡ کِتَابِ رَبِّکَ ۚؕ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ ۚ۟ وَ لَنۡ تَجِدَ مِنۡ دُوۡنِہٖ
مُلۡتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَ اصۡبِرۡ نَفۡسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَ الۡعَشِیِّ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَہٗ وَ لَا تَعۡدُ عَیۡنٰکَ عَنۡہُمۡ ۚ
تُرِیۡدُ زِیۡنَۃَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚ وَ لَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَہٗ عَنۡ ذِکۡرِنَا وَ اتَّبَعَ ہَوٰىہُ وَ کَانَ اَمۡرُہٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾

۲۶ (اے رسول! جب تم یہ واقعہ ان لوگوں سے بیان کرو گے' تو یہ اسی قسم کے سوالات تم سے بھی کریں گے)۔ تم جواب میں کہہ دینا کہ میرا خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ وہاں کتنا عرصہ رہے۔ کائنات میں غیب کا علم اُسی کو ہے۔ وہی سب سے بہتر دیکھنے والا اور سننے والا ہے۔ (تم اس پر زور دینا کہ اس قصہ کے بیان کرنے سے میرا ایک مقصد تو اس حقیقت کی وضاحت تھی کہ) غار والی جماعت نے قانونِ خداوندی پر بھروسہ کیا' اور نتائج نے بتا دیا کہ اُس قانون نے ان کی کس طرح سرپرستی کی۔ محکم سرپرستی' قانونِ خداوندی کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ دوسرے یہ بتانا مقصود تھا کہ خدا کے نظام میں یہ بات نہیں چل سکتی کہ تم اُس کے قانون کے ساتھ' کسی اور کے قانون کو بھی شامل کر لو۔ اُس کے قانون کے ساتھ' کسی اور کے قانون کو شریک نہیں کیا جا سکتا۔ (یہی اُن نوجوانوں کی دعوت تھی جس کی اس قدر مخالفت ہوئی۔ لیکن وہ اپنے دعوے پر استقامت سے جمے رہے' تو آخر الامر کامیابی انہی کو ہوئی)۔

۲۷ (توحید کی یہی وہ تعلیم تھی جو تمام انبیائے سابقہ کو' بذریعہ وحی' دی جاتی رہی۔ اور اُسی کو اب اے رسول! تیری طرف وحی کیا گیا ہے۔ اس لئے) جو کچھ تجھے' اس کتاب خداوندی (قرآن) میں بذریعہ وحی دیا جاتا ہے (۶/۱۹)' تو اسے لوگوں کے سامنے پیش کرتا جا۔ یہ' خدا کے غیر متبدل' ابدی قوانین ہیں جنہیں کوئی بدل نہیں سکتا۔ (۶/۱۱۶)۔ (ان سے کہہ دو کہ اگر تم قوانین خداوندی کے علمبردار بن کر کھڑے ہو جاؤ گے' تو جس طرح وہ' غار میں پناہ لینے والے نوجوانوں کا پشت پناہ بن گیا تھا' اُسی طرح تمہارا بھی کارساز بن جائے گا۔ لیکن اگر تم نے اُس کے قوانین کو چھوڑ دیا تو) تمہیں دنیا میں کہیں پناہ نہیں مل سکے گی' بجز اس کے کہ تم پھر انہی قوانین کی پناہ میں آ جاؤ۔

۲۸ (دوسری بات جو اصحاب کہف کے واقعہ سے سامنے آتی ہے' یہ ہے کہ کامیابی کے لئے استقامت اور جماعت کے ساتھ رابطہ' استوار لازمی شرط ہے۔ اس لئے) اے رسول! تو بھی اپنے ان رفقاء کے ساتھ' جو صبح شام (ہر وقت) نظامِ خداوندی کی دعوت کو عام کرنے میں

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا
وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِی الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ
يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى

لگے رہتے ہیں' اور اپنی تمام توجہات کو اسی مقصد پر مرکوز رکھتے ہیں' اس پروگرام پر استقامت کے ساتھ جمارہ (۵۲/۶ ; ۴۱/۶۲—۶۴ ; ۸۹/۳۰—۲۹)۔ ایسا کبھی نہیں ہونا چاہیئے کہ تو' دنیاوی مفاد عاجلہ کی کشش وجاذبیت کے پیچھے لگ کر' ان لوگوں سے اپنی نگاہیں پھیر لے۔ (یہ مخالفین' تمہیں' ان رفقاء سے برگشتہ کرنے کی بڑی کوشش کریں گے)، سو تم کسی ایسے شخص کی بات پر کان نہ دھرنا جس کے دل پر' ہمارے قوانین کی طرف سے' پردے پڑ چکے ہوں' اور وہ اپنے جذبات کے پیچھے لگ رہا ہو۔ ایسے شخص کا معاملہ حد سے گزر چکا ہوتا ہے۔

۲۹ تم ان لوگوں سے کہدو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے' یہ ضابطۂ حق وصداقت آگیا ہے۔ اب جس کا جی چاہے اِس پر ایمان لے آئے' اور جس کا جی چاہے اِس سے انکار کردے۔ لیکن وہ اتنا سمجھ لے کہ' اِن قوانین سے انکار کر کے' دوسری راہیں اختیار کرنے والوں کا انجام' تباہی کا وہ عذاب ہے جو انہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوتے ہے۔ جب وہ اس عذاب کی تلخی اور شدت کے خلاف فریاد کریں گے تو' اُس مصیبت کو کم کرنے والی کوئی چیز اُنہیں نصیب نہ ہوگی۔ بلکہ وہی سامان جو' مساعد حالات میں' ممدِ حیات ہوتا ہے' ان کے لئے وجہ ہلاکت بن جائے گا۔ وہی سونا چاندی' جس کے بل بوتے پر یہ نظام خداوندی کی مخالفت کرتے تھے' یوں سمجھئے کہ اُسے پگھلا کر اُن کے حلق میں انڈیلا جائے گا۔ (۹/۳۵—۳۴)۔ کس قدر ہلاکت انگیز ہوگا یہ تلخابہ' اور کس قدر تکلیف دہ ثابت ہوگا وہ سہارا جسے وہ اپنے لئے وجہ آسائش سمجھا کرتے تھے؟

۳۰ اِن کے برعکس' جو لوگ' اِس ضابطہ خداوندی کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیں گے' اور اِس کے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوں گے' تو اُن کے حسنِ عمل کا اجر کبھی ضائع نہیں ہوگا۔

۳۱ اُن کی قیامگاہ ایسے باغات میں ہوگی جن کی بہاریں خزاں ناآشنا ہیں۔ اُن کے معاشرہ میں مستقل خوش حالیاں اور فارغ البالیاں رہیں گی۔ (سروری اور سرداری کے جس قدر گراں بہا

الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ
وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِم مِّنْهُ شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا
نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ
وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي
لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا ﴿۳۶﴾

اسباب تمہارے ذہن میں آسکتے ہیں، انہیں سب میسّر ہوں گے مثلاً) سونے کے کنگن —— جو سرداری کے امتیازی نشانات ہیں —— دبیز اور باریک ریشمی ملبوسات —— جو اعلیٰ ترین معیارِ زیست کی خصوصیات ہیں —— بلند و بالا نشیمنوں پر تکیہ لگائے —— جو شاہانہ نشست کا نقشہ ہے —— انہیں یہ سب کچھ میسّر ہوگا۔

کس قدر خوشگوار ہوگا ان کی محنتوں کا یہ معاوضہ، اور کیسی حسین ہوں گی یہ آسائشیں جو ان کے لئے مزید ارتقاء (اوپر اٹھنے) کا توازن بدوش سہارا بنیں گی۔

۳۲ (زندگی کے ان دونوں نقشوں کو اور واضح طور پر سمجھانے کے لئے) ان سے یہ مثال بیان کرو کہ دو آدمی تھے۔ ان میں سے ایک کے پاس انگوروں کے دو باغ تھے جن کے گرداگرد کھجوروں کے پیڑ تھے۔ اور ان کے درمیان ہری بھری کھیتی اُگ رہی تھی۔

۳۳ یہ دونوں باغ کثرت سے پھل دیتے تھے اور ان کی پیداوار میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوتی تھی۔ ان میں، آبپاشی کے لئے آبِ رواں موجود تھا۔

۳۴ اس سے یہ شخص، کافی مالدار ہوگیا۔ ایک دن اُس نے، باتوں باتوں میں، اپنے دوست سے کہا کہ دیکھو! میں، تمہارے مقابلہ میں، کتنا زیادہ مالدار ہوں۔ اور میرا جتھا کتنا بڑا طاقتور ہے۔

۳۵ وہ یہ باتیں کرتا، اپنے باغ میں داخل ہوا —— اُن خیالات میں بدمست جو اس کی تباہی کا باعث بن رہے تھے —— (اُس کا دوست اُس سے کہا کرتا تھا کہ اسے اپنی دولت پر اس طرح بے جا غرور نہیں کرنا چاہیے۔ اُسے قوانینِ خداوندی کے تابع رکھنا چاہیئے، ورنہ وہ ایک دن تباہ ہو جائیگی۔ اُس نے جب اس بات کو دہرایا تو) اس نے کہا کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ یہ باغات اور کھیتیاں برباد ہو جائیں۔

۳۶ (تمہاری یہ باتیں سب واہمہ ہیں)، میں نہیں سمجھتا کہ وہ انقلاب کی گھڑی (قیامت)

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِىْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠
هُوَ اللّٰهُ رَبِّىْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّىْۤ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ
تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسٰى رَبِّىْۤ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ
فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾

جس سے تو مجھے ڈراتا رہتا ہے' کبھی آئے گی۔ (پھر مذاق سے کہنے لگا کہ) اگر ایسا ہو بھی گیا' اور مجھے اپنے پروردگار کے حضور جانا پڑا' تو مجھے وہاں اس سے بہتر ٹھکانہ ملے گا۔ (دولتمند یہاں بھی عیش کرتے ہیں۔ اور وہ خدا کے ہاں بھی مزے میں رہیں گے)۔

۳۷ اس کے دوست نے' جو اُس سے باتیں کر رہا تھا' کہا کہ کیا تو اُس خدا کے قانونِ مکافات سے انکار کرتا ہے جس نے تیری پیدائش کا آغاز مٹی سے کیا۔ پھر اُسے نطفہ سے آگے بڑھایا۔ پھر مختلف عناصر میں اعتدال پیدا کر کے' تجھے انسانی شکل میں نمودار کر دیا۔ (کیا' اس کے بعد بھی' تم سمجھ رہے ہو کہ نہیں جو کچھ حاصل ہے' تمہاری اپنی ہنرمندی کی بنا پر ہے۔ ۲۶/۸)۔ اس میں خدا کی موہبت کا کچھ دخل نہیں؟ سوچو کہ تمہاری یہ تمام صلاحیت اور استعداد تمہیں ملی کہاں سے ہے؟ اور اس پر بھی غور کرو کہ تمہارے باغات کی پیدائش میں تمہاری محنت کا کتنا دخل ہے اور بخشائش خداوندی کا کتنا حصّہ؟ (۶۳—۷۳ / ۵۶)۔

۳۸ (تم ان حقائق سے انکار کر سکتے ہو' تو کرو۔ میں تو اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ) انسان کو تمام سامان نشوونما' خدا کے قانونِ ربوبیّت کی رو سے ملتا ہے۔ اس لئے اُسے' اُس کے قانون ربوبیت میں کسی اور کو شریک نہیں کرنا چاہیئے۔ کم از کم میں تو ایسا نہیں کر سکتا۔

۳۹ تجھے چاہیئے کہ تو جب بھی اپنے باغات میں آئے (اور ان کے پھلوں اور کھیتیوں کو دیکھے) تو کہے کہ یہ سب کچھ خدا کے قانونِ مشیّت کے ماتحت ہو رہا ہے۔ اُس کے سوا اور کسی میں یہ قوت اور اقتدار نہیں کہ ان چیزوں کو پیدا کر سکے۔

۴۰ (باقی رہا یہ کہ اِس وقت) مجھے' تمہارے مقابلہ میں' مال اور اولاد کم حاصل ہے (تو تجھے اس پر مغرور نہیں ہونا چاہیئے) کیا عجب کہ میرا پروردگار' مجھے' تیرے باغ سے بہتر باغ دیدے۔ اور تیرے باغ پر کوئی ایسی ناگہانی آفت آپڑے (مثلاً آندھی۔ جھکڑ۔ پالا۔ ٹڈی دل وغیرہ) جس سے اس کی سرسبزی اور شادابی سب ختم ہو جائے۔

أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَا أَنْفَقَ فِيهَا وَهِيَ
خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ
وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ ۚ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
مُقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾

---

۴۱ یا (مثلاً) تمہارے (چشموں کا) پانی اس قدر نیچے اُتر جائے کہ تم کسی طرح اُس تک پہنچ ہی سکو۔ (۶۷/۳۰)۔

۴۲ (چنانچہ یہی ہوا کہ) اس کا مال و دولت تباہی کے گھیرے میں آگیا اور وہ کفِ افسوس مَل مَل کر کہنے لگا کہ میں نے ان باغات اور کھیتوں پر کس قدر روپیہ صرف کیا تھا۔ (وہ سب برباد گیا) اور باغات کی حالت یہ ہوگئی کہ ان کی ٹٹیاں گر کر زمین کے برابر ہوگئیں۔

اب وہ کہتا تھا کہ اے کاش! میں اپنے نشو و نما دینے والے کے قانونِ ربوبیت کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرتا!

۴۳ (مال تو یوں گیا۔ اور) جن جتھوں پر اسے ناز تھا، وہ بھی خدا کے قانون مکافات کے مقابلہ میں اُس کے کسی کام نہ آسکے۔ اور نہ ہی وہ خود، اپنی قوت سے، اس بربادی سے بچ سکا۔

۴۴ اس مثال سے مقصود یہ بتانا تھا کہ کائنات میں سارا اقتدار و اختیار صرف خدا کے لئے ہے۔ اُس کے قانون کے مطابق زندگی بسر کی جائے تو اُس کا معاوضہ بہت اچھا ملتا ہے، اور اِس روش کا انجام بڑا عمدہ ہوتا ہے۔

۴۵ (اُس شخص کا انجام ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ اس نے اپنی نگاہ صرف مفادِ عاجلہ پر رکھی۔ اِس طبیعی زندگی کو منتہیٰ سمجھ لیا، اور اُن قوانینِ خداوندی کو نظر انداز کر دیا جن سے دنیا اور آخرت دونوں سنورتے ہیں)۔ اس قسم کی روش اختیار کرنے والوں کی زندگی کی مثال یوں سمجھو کہ ہم نے بادلوں سے مینہ برسایا۔ وہ زمین میں پیوست ہوا، تو زمین کی روئیدگی اُس کے ساتھ مل کر بڑھی پھولی۔ (اور یوں محسوس ہونے لگا جیسے اب یہ ہمیشہ ایسی ہی رہے گی۔ پھر کیا ہوا؟ یہ کہ) سب کچھ سوکھ کر چورا چورا ہوگیا، اور اُسے ہوا کے جھونکوں نے اڑا کر اِدھر اُدھر بکھیر دیا۔

اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝۴۶ وَيَوْمَ
نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَ تَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝۴۷ وَ عُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ
لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ ۫ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ۝۴۸

یہ سب قانونِ خداوندی کے مطابق ہوتا ہے جس پر اُسے پورا پورا کنٹرول ہے۔ (کسان نے صرف کھیتی کے اُگ آنے کو کافی سمجھا' اور اس کے بعد قانونِ خداوندی کے مطابق کھیتی کی نگہداشت نہ کی تو اس کا انجام یہ ہوا۔ اس مثال کے مطابق یہ سمجھو کہ انسان اگر صرف قوانینِ طبیعی کے مطابق چلے' اور خدا نے' انسانی دنیا کے متعلق جو راہ نمائی' وحی کے ذریعے دی ہے' اُسے نظر انداز کر دے' تو اُسے طبیعی قوانین کے مطابق عمل کرنے کا نتیجہ تو مل جائے گا' لیکن اُس کی انسانی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی)۔

۴۶ اس سے تم' یہ نہ سمجھ لینا کہ طبیعی زندگی اور دنیاوی زیب و زینت کی چیزیں' ایسی ہیں جن سے انسان نفرت کرے۔ بالکل نہیں۔ دولت۔ اولاد' سب حیاتِ ارضی کی زیبائش کی چیزیں ہیں جنہیں خدا نے حرام قرار نہیں دیا (۷/۳۲)۔ مطلب صرف یہ ہے کہ انہی چیزوں کو مقصود و منتہیٰ نہ سمجھ لیا جائے۔ یہ سب تغیر پذیر چیزیں ہیں۔ ناقابلِ تغیر' اور باقی رہنے والی' وہ متاعِ حیات ہے جس سے خدا کے قوانینِ ربوبیت کے مطابق انسانی صلاحیتوں کی نشوونما ہوتی ہے (۴۶/۱۹)۔ یہی وہ گراں بہا متاع ہے جس سے انسان کو اپنی بہترین توقعات وابستہ رکھنی چاہئیں۔

۴۷ (یہ حقیقت اُس دور میں محسوس طور پر سامنے آجائے گی) جب بڑے بڑے دولتمند اور صاحبِ اقتدار لوگوں کو' ان کے مقامات سے ہلا دیا جائے گا (۲۰/۱۰۵)' اور جن کمزور اور ناتواں لوگوں کو' انہوں نے اِس وقت پاؤں تلے روند رکھا ہے وہ ابھر کر اوپر آجائیں گے۔ اور دیوں انسانوں کی خود ساختہ تفریق کو مٹا کر' تکریمِ آدم کے معیار کے مطابق)' اِن سب کو ایک ہی جگہ اکٹھا کر دیا جائے گا۔ اِن میں سے کسی کو بھی (اُس کی موجودہ حالت میں)' نہیں چھوڑا جائے گا۔

۴۸ اُس وقت' یہ سب خدا کے نظامِ ربوبیت میں' ایک ہی صف میں کھڑے ہو جائیں گے۔ اور معاشرہ کی وہی کیفیت ہو جائے گی جس طرح انسانی تخلیق کے پہلے دور میں تھی۔ لیکن جس میں بعد میں اختلافات پیدا کر دیئے گئے (۲/۲۱۳ ؛ ۱۰/۱۹)۔

یہ لوگ اس زعمِ باطل میں ہیں کہ ان سے جو کچھ زبانِ وحی سے' کہا جاتا ہے' وہ وقوع

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ
٦ ع ١٨ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ
اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ
اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

میں نہیں آئے گا۔ (ان سے کہدو کہ ایسا ہو کر رہے گا)۔

۴۹ اُس دور میں، وحی کی رو سے دیا ہوا ضابطۂ قوانین نافذ العمل ہو گا، جس کے اصول و احکام کو دیکھ کر، وہ لوگ سخت لرزاں و ترساں ہوں گے جو دوسروں کے حقوق کو غصب کر لینے کے عادی تھے۔ وہ پکار اٹھیں گے کہ یہ کس قسم کا ضابطۂ قوانین ہے جو چھوٹی اور بڑی ہر بات کو محیط ہے، اور انسانی زندگی کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اس کی زد سے باہر رہ سکے؟ پھر اس کی رو سے قائم کردہ نظام ایسا ہے کہ جو کچھ کوئی کرتا ہے، وہ سامنے آجاتا ہے۔ اور ہر بات کا فیصلہ عین مطابق عدل ہوتا ہے۔ کسی پر کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوتی ــــ ایسا دور، اور ایسا نظام، فی الواقعہ مجرمین کے لئے خوف اور ہراس کا موجب ہوتا ہے۔

۵۰ (انسانی معاشرہ کے جس پہلے دور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے (۱۸/۴۸)۔ وہ دور ہے جسے "قصۂ آدم" میں جنتی زندگی سے تعبیر کیا گیا ہے اور جو مختصراً یوں ہے کہ) ہم نے کائنات کی تمام قوتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کے سامنے جھک جائیں۔ چنانچہ وہ جھک گئیں۔ لیکن اُس کے حیوانی سطح کے جذبات نے اس سے سرکشی اختیار کر لی۔ یہ 'غیر مرئی' (آنکھوں سے نظر نہ آسکنے والے جذباتی محرکات' انسان کو خدا کے مقرر کردہ راستے سے بہکا کر دوسری طرف لے جاتے ہیں۔

غلط معاشرہ میں ہوتا یہ ہے کہ لوگ، مستقل اقدار کو چھوڑ کر، جن سے معاشرہ جنتی خوشگواریوں کا حامل بنتا ہے، اپنی اپنی مفاد پرستیوں کے پیچھے ہو لیتے ہیں، اور اس طرح معاشرہ کو جہنم میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اب تم خود ہی سوچو کہ یہ تبدیلی کیسی بری تبدیلی ہے۔ وحی یہی بتانے کے لئے آتی ہے کہ یہ روش، نوع انسانی کی دشمن ہے۔ اسے اختیار نہ کیا جائے۔ (۲: ۳۸—۳۰)۔

۵۱ (خدا کے تجویز کردہ راستے کو چھوڑنے کا نتیجہ ہے کہ انسان خدا کے ساتھ اور ہستیوں کو بھی خدا کا ہمسر قرار دے لیتا ہے۔ حالانکہ اس عقیدہ کے باطل ہونے کی سب سے پہلی دلیل یہ ہے کہ یہ

لَا خَلْقَ أَنفُسِهِمْ وَمَا كُنتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا ﴿٥١﴾ وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ
فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُم مَّوْبِقًا ﴿٥٢﴾ وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُم مُّوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا
مَصْرِفًا ﴿٥٣﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِن كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿٥٤﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ (ع ۷ / ۱۹)
أَن يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ
(۵)

تمام ہستیاں مخلوق ہیں اور کائنات کی تخلیق کے بعد وجود میں آئی ہیں۔ لہٰذا' جو چیزیں خود مخلوق ہوں وہ خالق کے کاروبار میں شریک کیسے ہو سکتی ہیں؟ نہ ہی خدا ایسا کمزور تھا کہ اسے انہیں اپنا دست و بازو بنانے کی ضرورت پڑ جاتی۔ یہ سب' ذہن انسانی کی تراشیدہ ہستیاں ہیں جن کا مصرف' اس کے سوا' کچھ نہیں کہ لوگ' ان کی وجہ سے غلط راستوں پر چل نکلیں۔

۵۲ جس دن خدا' ان (باطل معبودوں کے پرستاروں) سے کہے گا کہ جنہیں تم بزعم خویش میرا شریک قرار دیتے تھے انہیں پکارو۔ وہ انہیں پکاریں گے' لیکن' وہ ان کی پکار کا جواب نہیں دیں گے۔ اس طرح ان کے باہمی تعلقات' جو ان پرستاروں کے لئے وجہ ہلاکت تھے' منقطع ہو جائیں گے۔

۵۳ لیکن اس وقت تعلقات کے منقطع ہو جانے سے کیا فائدہ ہو گا؟ اس وقت خدا کے قانونِ مکافات کی رو سے' تباہی کی آگ' ان کی آنکھوں کے سامنے بھڑک رہی ہو گی' اور ہر قرینہ سے انہیں معلوم ہو گا کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں۔ وہ اس وقت' اس تباہی سے بچ نکلنے کی کوئی راہ نہیں پائیں گے۔

۵۴ دیکھو! ہم کس طرح' اس قرآن میں' لوگوں کی ہدایت کے لئے' ہر قسم کی مثالیں لوٹا لوٹا کر بیان کرتے ہیں' تاکہ بات' ہر گوشے اور ہر پہلو سے' صاف اور واضح ہو جائے۔ لیکن اس کے باوجود' انسان کی حالت یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ بات واضح ہو جانے کے بعد' اسے تسلیم کر لے' یہ اکثر جھگڑے نکالتا رہتا ہے۔

۵۵ ذرا سوچو کہ جب ان لوگوں کے پاس' ہدایت' اس وضاحت سے آ گئی' تو پھر وہ کونسی بات تھی جو انہیں اس سے روکتی کہ وہ اس کی صداقت کو تسلیم کریں اور اپنے پروردگار کے قانون کی اطاعت سے اپنے لئے سامانِ حفاظت طلب کریں! یہ بات' اس کے سوا کیا تھی کہ ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ پیش آئے جو اقوام سابقہ کے ساتھ پیش آتا رہا ہے' یہانتک

اَلْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ
لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا
وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى
الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ
الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ﴿۵۸﴾

کہ ہمارا عذاب ان کے سامنے آکر کھڑا ہو جائے۔

۵۶ ہم تو اپنے پیغمبروں کو اس لئے بھیجتے ہیں کہ وہ لوگوں کو صحیح روشِ زندگی کے خوشگوار نتائج کی خوشخبری دیں اور غلط رَوِش کے تباہ کن عواقب سے آگاہ کریں۔ لیکن جو لوگ ہمارے قانونِ مکافات سے انکار کرتے ہیں' وہ' ہمارے رسولوں کے ساتھ' باطل کے حربوں سے جھگڑتے ہیں' تاکہ وہ' اس طرح' حق (سچائی) کو اس کے مقام سے پھسلا کر بیکار کر دیں۔

حقیقت یہ ہے کہ' ان لوگوں نے نہ کبھی ہمارے قوانین پر سنجیدگی سے غور کیا ہے' اور نہ ہی ان تباہ کن نتائج پر جو ان کی خلاف ورزی سے پیدا ہوتے ہیں اور جن سے انہیں متنبہ کیا جاتا ہے۔ یہ انہیں ہنسی مذاق ہی سمجھتے ہیں۔

۵۷ تم سوچو کہ' اُس سے بڑھ کر اپنے آپ پر ظلم کرنے والا اور کون ہوگا' کہ اُس کے نشو ونما دینے والے کے قوانین کو اُس کے سامنے لایا جائے اور وہ اُن سے اعراض برتے (پہلو تہی کرے) اور اسے قطعاً بھول جائے کہ' اُس کے تمام اعمال کے نتائج' اُس کے سامنے آنے والے ہیں۔ ایسے لوگوں کی' اس رَوِش پیہم کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ' اُن کے دل پر پردے پڑ جاتے ہیں جن سے' ان میں سمجھنے سوچنے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی۔ اور' اُن کے کانوں میں ایسی گرانی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ' حق وصداقت کی کوئی بات سُن ہی نہیں سکتے۔

جن لوگوں کی حالت یہ ہو جائے' وہ صحیح راستہ کبھی اختیار نہیں کر سکتے' خواہ تو انہیں اس کی طرف لاکھ بلائے۔

۵۸ جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں (اور جو حالت اِن کی ہو چکی ہے)' اُس کا تقاضا تو یہ ہے کہ' اِن کی فوراً گرفت ہو جائے' اور اِن پر تباہی کا عذاب مسلط ہو جائے۔ لیکن' خدا کے قانونِ مکافات میں' مہلت کی شق بھی رکھ دی گئی ہے تاکہ جو لوگ' اِس دوران میں' اپنی اصلاح

وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى

اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾

کرنا چاہیں' انہیں اس تباہی سے حفاظت کا سامان مل جاتے' اور ان کی انسانی صلاحیتوں کی نشوونما کا انتظام ہو جائے۔ لیکن جب یہ مہلت کا وقفہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر انہیں کہیں پناہ نہیں مل سکتی ــــ خدا کے مقابلہ میں پناہ دے کون سکتا ہے؟

۵۹ (یہ ہے وہ سنت الاوّلین' یعنی ہمارا وہ اٹل قانون جو شروع سے اسی طرح چلا آرہا ہے
۱۸/۵۵۔ اور جس کے مطابق' ہم نے اُن بستیوں کو ہلاک کر دیا جنہوں نے ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی۔ اسی
قانون کے مطابق' تمہارے مخالفین کی بھی تباہی ہو گی۔ لیکن مہلت کا وقفہ پورا ہو جانے کے بعد

۶۰ (عمل' اور اُس کے نتیجے کے ظہور کا درمیانی عرصہ بڑا صبر آزما' اور' اکثر لوگوں کے لئے' دھوکا کھانے کا موجب بن جاتا ہے۔ عقلِ عجلت پسند' فوری نتیجہ دیکھنا چاہتی ہے۔ وحی کی نگاہ مآل کار پر ہوتی ہے۔ وحی جب ایسے حقائق بیان کرتی ہے جو اُس وقت کی عام عقلی اور علمی سطح سے بلند ہوتے ہیں تو عقل اُس پر معترض ہو جاتی ہے' اور اتنا انتظار نہیں کرتی کہ زمانہ ذرا اور آگے بڑھ جائے' اور علمی تحقیقات کی وسعت کی بناء پر' وحی کے پیش کردہ حقائق بے نقاب ہو کر سامنے آجائیں۔ اس حقیقت کو اُس واقعہ سے سمجھنا چاہیئے جو موسیٰؑ کو زمانہ قبل از نبوت میں پیش آیا تھا جب وہ تلاشِ حقیقت میں مضطرب و بیقرار پھرتا تھا' (۹۳/۲)۔ یہ واقعہ' عقل کی بیتابی اور وحی کی صبر طلبی کی عمدہ مثال ہے)۔

موسیٰؑ' اپنے ایک نوجوان رفیق کے ساتھ' مصروف جادہ پیمائی تھا۔ (سفر لمبا تھا۔ اُس کا رفیق اُکتا گیا۔ لیکن) موسیٰؑ نے کہا کہ میں تو بدستور چلتا جاؤں گا' جب تک اُس مقام تک نہ جا پہنچوں جہاں دونوں دریا ملتے ہیں' خواہ اس میں' مجھے کتنا ہی وقت کیوں نہ لگ جائے۔

۶۱ پھر جب وہ اُس مقام پر پہنچے جہاں دونوں دریا ملتے تھے' تو سستانے' اور چڑھتے پانی سے حفاظت کے لئے' دریا کے کنارے ایک چٹان پر ٹھہر گئے (۱۸/۶۳)۔ پھر جب اُٹھ کر روانہ ہوئے' تو انہیں اُس مچھلی کا خیال نہ رہا جسے اُنہوں نے اپنے ساتھ بطور توشہ رکھ لیا تھا (مچھلی ہنوز زندہ تھی' اس لئے' اُس نے سرکتے سرکتے پتھروں کے اندر سے) دریا تک پہنچنے کا راستہ نکال لیا' اور اس طرح پانی میں جا پہنچی۔

۶۲ جب وہ اُس مقام سے آگے بڑھ گئے تو موسیٰؑ نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آج کے سفر نے

قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى
الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ
عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ
لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِىْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ
اَعْصِىْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾

ہمیں بہت تھکا دیا۔ لاؤ' ناشتہ کرلیں۔

۶۳ اس نے کہا کہ (ناشتہ کس چیز کا کریں؟) جب ہم نے دریا کے کنارے چڑھتے ہوئے پانی سے بچنے کے لئے چٹان پر پناہ لی تھی' تو مجھے مچھلی کا خیال نہ رہا' اور وہ (سرکتے سرکتے) پانی میں چلی گئی۔ تعجب ہے کہ میں آپ سے اس کا ذکر کرنا بھول گیا۔ اب اِس کے سوا اور کیا کہا جائے کہ شیطان نے یہ بات میرے ذہن سے نکال دی۔

۶۴ موسیٰؑ نے کہا کہ (اب مجھے خیال پڑتا ہے کہ) ہم جس مقام کی تلاش میں ہیں' وہ وہیں کہیں تھا۔ ہم غلطی سے آگے نکل آئے ہیں۔ سو وہ دونوں' پچھلے پاؤں' لوٹے۔

۶۵ وہاں اُنہیں' ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ مل گیا جسے ہم نے' اپنے ہاں سے' سامانِ رحمت یعنی' (وحی کا)' علم عطا کر رکھا تھا۔

۶۶ جب وہ جلنے لگا تو موسیٰؑ نے اُس سے کہا کہ' اگر آپ اجازت دیں' تو میں بھی آپ کے ساتھ چلوں بشرطیکہ آپ اس پر آمادہ ہوں کہ' اُس علم میں سے' جو آپ کو اس خوبی کے ساتھ دیا گیا ہے' مجھے بھی کچھ عطا فرما دیں۔

۶۷ اس نے کہا کہ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن میں' اس تھوڑے سے وقت میں' جو کچھ دیکھ سکا ہوں اس سے میں نے تمہاری طبیعت کا اندازہ لگایا ہے کہ) تم ضبط اور تحمل سے میرا ساتھ نہیں دے سکو گے۔

۶۸ (میرا اندازہ یہ ہے کہ) جب تم کوئی ایسی بات دیکھو گے جو تمہاری سمجھ سے باہر ہوگی' تو تم ضبط نہیں کر سکو گے (اور اس پر اعتراض کرنا شروع کر دو گے)۔

۶۹ موسیٰؑ نے کہا کہ (نہیں! مجھے تو حصولِ علم کی طلب ہے' اس لئے) آپ دیکھیں گے کہ میں انشاءاللہ ضبط سے کام لوں گا' اور کسی بات میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

۹ ع ۱۱ ۲۱

قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْـَٔلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰۤی اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ فَانْطَلَقَا ٙ حَتّٰۤی اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ
خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ
لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَ لَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا ٙ حَتّٰۤی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ
اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِیَّةًۢ بِغَیْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

---

۷۰ اس نے کہا کہ اگر تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے تو ایک بات کا خیال رکھنا، کہ جب تک میں خود تم سے بات نہ چھیڑوں، تم مجھ سے کچھ نہ پوچھنا۔

۷۱ چنانچہ اس قول و اقرار کے بعد وہ دونوں چل پڑے۔ آگے جا کر وہ ایک کشتی میں سوار ہوئے تو موسیٰؑ کے ساتھی نے، کشتی میں شگاف کر دیا۔ موسیٰؑ نے اُس سے جھٹ سے کہا کہ یہ آپ نے کیا کر دیا؟ آپ نے کشتی میں شگاف کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسافر غرق ہو جائیں گے۔ آپ نے یہ بڑا خطرناک کام کیا ہے!

۷۲ اس نے موسیٰؑ سے کہا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ ضبط سے کام نہیں لے سکو گے؟

۷۳ موسیٰؑ نے کہا کہ مجھ سے بھول ہو گئی۔ اس (بھول) پر مجھ سے مؤاخذہ نہ کیجئے (بڑے لوگوں کو) بھول چوک پر سختی نہیں کرنی چاہیئے۔

۷۴ چنانچہ وہ پھر آگے چل نکلے۔ یہاں تک (کہ ایک بستی کے قریب پہنچے تو وہاں) انہیں ایک نوجوان لڑکا ملا جسے، موسیٰؑ کے ساتھی نے قتل کر دیا۔ اس پر پھر موسیٰؑ بے اختیار بول اٹھا کہ یہ آپ نے کیا کیا؟ ایک بھلے چنگے لڑکے کو یونہی قتل کر دیا۔ اگر اس نے کسی کو قتل کیا ہوتا، اور اس جرم کی پاداش میں اسے قتل کر دیا جاتا، تو اور بات تھی۔ کسی کو بلا جرم قتل کر دینا تو بہت بُری بات ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

مفہوم القرآن

الحمد سے والناس تک مسلسل

قرآن کریم کے سمجھنے اور سمجھانے کا بالکل نیا انداز

از: پرویز

یہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے، نہ تفسیر بلکہ اس کا مفہوم ایسے واضح،
مسلسل، مربوط اور دل کش انداز میں پیش کیا گیا ہے جس سے
قرآنی مطالب تابندہ ستاروں کی طرح نگہ بصیرت کے سامنے ابھر کر آجاتے ہیں

١٦

میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ
٢٧ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مفہوم القرآن کا سولھواں پارہ پیش خدمت ہے ۔ سترھواں پارہ زیر طبع ہے ۔ جن حضرات کی نظروں سے اس سے پہلے پارے نہیں گذرے ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ نہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے اور نہ ہی اسکی تفسیر بلکہ یہ اس کا مفہوم ہے جسے اپنے لفظوں میں اسطرح بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی پوری تعلیم، صاف ۔ واضح ۔ مسلسل اور مربوط شکل میں سامنے آجائے ۔ اس میں مفہوم بیان کرنے والے کے ذاتی خیالات کا کوئی دخل نہیں ۔ اس مفہوم کی سند، لغات القرآن ہے، جسے عربی زبان کی مستند کتب لغت سے مرتب کیا گیا ہے ۔ اس میں جس لفظ کا مفہوم آپ کو مروجہ ترجموں سے مختلف نظر آئے، اس کے صحیح ہونے کی دلیل اور سند لغات القرآن میں مل جائیگی ۔ لغات القرآن چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے جن کی مجموعی قیمت ۵۷ روپے ہے ۔

۲ ۔ قرآن کریم کا انداز یہ ہے کہ وہ اپنی تعلیم کو مختلف مقامات میں پیش کرتا ہے اور آیات کو پھیر پھیر کر لاتا ہے تا کہ ہر معاملہ کے مختلف گوشے سامنے آجائیں ۔ مفہوم القرآن میں بھی اس کا التزام کیا گیا ہے ۔ اس میں آپ کو جہاں جہاں دوسری آیات کے حوالے ملیں، اس سے مراد یہ ہے کہ اس مضمون کی مزید وضاحت اُن مقامات میں آئی ہے ۔ وہاں بھی دیکھ لیں ۔

۳ ۔ مفہوم القرآن ایک ایک پارہ کر کے شائع ہوتا رہے گا ۔ اگر آپ نے پہلے پارے نہیں خریدے تو ابھی جلد حاصل کر لیں ۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا ۔ پہلے پارے کا ہدیہ تین روپے ہے کیونکہ اس کی ضخامت ۸۱ صفحات ہے ۔ باقی تمام پاروں کا ہدیہ دو روپے فی پارہ ہے ۔

۴ ۔ مفہوم القرآن کی طباعت ۔ اخذ ۔ ترجمہ وغیرہ کے حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں ۔

جنوری ۱۹۶۴

(میاں) عبدالخالق
آنریری مینجنگ ڈائریکٹر
میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ

سولہواں پارہ

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ
اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ
اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨ اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ
لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ

---

۷۵ اس نے موسٰیؑ سے کہا کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم سے ضبط نہیں ہو سکے گا؟

۷۶ موسٰیؑ نے کہا کہ (اب کے معاف کر دیجئے)۔ اگر اس کے بعد میں آپ سے کوئی سوال کروں تو بیشک مجھے اپنے ساتھ نہ رکھئے گا۔ اس صورت میں مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔

۷۷ چنانچہ وہ دونوں پھر آگے چل پڑے، یہاں تک کہ وہ ایک بستی میں پہنچے۔ انہوں نے بستی والوں سے کہا کہ ہمارے کھانے کا انتظام کر دو، تو انہوں نے اس سے صاف انکار کر دیا (بستی والوں نے تو اُن سے یہ سلوک کیا لیکن)، اُنہوں نے دیکھا کہ وہاں ایک بوسیدہ دیوار ہے جو گرا چاہتی ہے۔ یہ دیکھ کر موسٰیؑ کے ساتھی نے (اُس کی مرمت شروع کر دی اور) اُسے ازسرِنو کھڑا کر دیا۔ اس پر موسٰیؑ سے پھر نہ رہا گیا اور وہ بول اٹھا کہ (بستی والوں نے ہم سے وہ سلوک کیا اور آپ نے مفت میں ان کی دیوار بنا دی! میں کم از کم اتنا تو ضرور کہوں گا کہ) اگر آپ چاہتے تو اُن سے اس کا معاوضہ لے سکتے تھے۔

۷۸ اس پر موسٰیؑ کے ساتھی نے کہا کہ (بس اب انتہا ہو گئی۔ اب ہم اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اب) ہماری علیحدگی کا وقت آ گیا۔ (بالخصوص اس لئے کہ تم نے جو کچھ پہلے پوچھا تھا وہ از رہِ استعجاب تھا۔ اب تمہارا اعتراض یہ ہے کہ میں نے بلا اُجرت کام کیوں کیا۔ یعنی تمہارا اعتراض یہ نہیں کہ اس دیوار کو کیوں بنایا۔ اعتراض یہ ہے کہ اس کا معاوضہ کیوں نہیں لیا۔ یہی مقام ہے جہاں عقل خود بیں، اور

صَبْرًا ﴿٧٨﴾ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ
يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿٨٠﴾
فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي
الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا
كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ ١٠ ع١٢ ١

عقل جہاں ہیں کے راستے الگ الگ ہوجاتے ہیں)۔ ب تم جاؤ۔ لیکن جانے سے پہلے میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے کیا تھا' اور جس پر تم سے ضبط نہیں ہوسکا تھا' ان باتوں کی اصل و حقیقت کیا تھی۔ (اِس سے تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ وحی کی کوئی بات ایسی نہیں ہوتی جو معقول وجہ پر مبنی نہ ہو۔ سطح بیں انسان حقیقت کے وا شگاف ہونے کا انتظار نہیں کرتا اور جھٹ سے اعتراض کر دیتا ہے)۔

٧٩ سب سے پہلے کشتی کا معاملہ لو۔ وہ چند غریب آدمیوں کی کشتی تھی جو بچارے' دریا میں محنت مزدوری کرکے اپنا پیٹ پال رہے تھے۔ وہ جس طرف کشتی لئے جارہے تھے' اُدھر ایک بادشاہ ہے (بڑا ظالم)۔ وہ جس کی (اچھی) کشتی دیکھتا ہے' اُسے زبردستی چھین لیتا ہے۔ میں نے چاہا کہ انکی کشتی کو عیب دار بنا دوں (تاکہ وہ اسے ناقص دیکھ کر ہاتھ نہ ڈالے)۔

٨٠ باقی رہا لڑکے کا معاملہ۔ سو اس کے ماں باپ بہت نیک اور امن پسند تھے' لیکن یہ لڑکا بڑا سرکش' باغی اور قانون شکن تھا۔ مجھے ڈر تھا کہ اس کے ماں باپ' اُس کے جرائم کی وجہ سے مفت میں لپیٹ میں نہ آجائیں۔

٨١ (میں نے اُسے قتل کرکے' لوگوں کو اُس کی فساد انگیزیوں سے محفوظ کردیا اور اُس کے ماں باپ کو' ناحق لپیٹ میں آجانے سے بچالیا)۔ اُن کا پروردگار' انہیں اِس کے بدلے' اور لڑکا عطا کردے گا جو عمدہ صلاحیتوں کا مالک ہوگا اور لوگوں سے محبت بھی کرے گا۔

٨٢ اور وہ جو دیوار تھی' تو (اس کا معاملہ ایسا تھا کہ) وہ گاؤں کے دو یتیم لڑکوں کی تھی۔ اُنکے باپ نے' جو بڑا نیک آدمی تھا' اُس دیوار کے نیچے کچھ روپیہ دفن کر رکھا تھا۔ تیرے پروردگار کا منشا یہ تھا کہ (اُس روپے کو گاؤں والے نہ اڑا جائیں بلکہ) جب یہ لڑکے جوان ہوں تو اُس وقت اُسے خود نکال لیں' اور یوں یہ روپیہ' ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے لئے سامانِ رحمت بن جائے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۗ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿۸۳﴾

(اگر وہ دیوار قبل از وقت گرجاتی' تو روپیہ گاؤں والے لیجاتے۔ میں نے اُس کی مرمت کردی جس سے روپیہ محفوظ ہوگیا۔ تم بتاؤ کہ اس کام کے معاوضہ کا سوال کس طرح پیدا ہوسکتا تھا؟ نظامِ خداوندی غریبوں اور یتیموں کے حقوق کا تحفظ بلامعاوضہ کرتا ہے' اور یہی بات ہے جو عقلِ خود بیں کے کاروباری ذہن میں نہیں آتی)۔

یاد رکھو! میں نے یہ کچھ از خود نہیں کیا۔ (وحیِ خداوندی کی رُو سے کیا ہے) یہ ہے حقیقت اُن امور کی جن کے متعلق تم ضبط سے کام نہیں لے سکے تھے۔ (اب تم نے سمجھ لیا کہ وحی کا ہر فیصلہ' کس طرح حکمت پر مبنی ہوتا ہے[1]؟)۔

۸۳ اے رسول! تم سے یہ لوگ 'ذالقرنین (سائرس یا کیخسرو) کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ (اسی سلسلہ میں ہم تمہیں اُس کا بھی کچھ حال بتاتے ہیں' کیونکہ وہ بھی 'کمزوروں کی حفاظت کے لئے' بلامعاوضہ "دیواریں" بنایا کرتا تھا)۔ اِن سے کہو کہ لو! میں اس کا بھی مختصر حال بیان کرتا ہوں۔

---

[1] یہ قصہ یہاں پر ختم ہوجاتا ہے' اور متن میں جو مفہوم بین کیا گیا ہے اس سے اس کی حقیقت بھی واضح ہوجاتی ہے۔ لیکن اس کے متعلق اس قدر "افسانوی باتیں" مشہور ہوچکی ہیں کہ اس کے بعض مقامات کی مزید وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً

(۱) نبوت سے پہلے' ہونے والے نبی کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ جو کچھ اس کے ماحول میں ہو رہا ہوتا ہے وہ اس سے غیر مطمئن ہوتا ہے لیکن "اس کی جگہ ہونا کیا چاہیئے" اس کا اُسے علم نہیں ہوتا۔ لہذا' وہ تلاشِ حقیقت میں سرگرداں پھرتا ہے۔ نبی اکرمؐ کے متعلق جو قرآن میں آیا ہے وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (۹۳/۷) "ہم نے تجھے تلاشِ حقیقت میں سرگرداں پایا' تو صحیح راستہ دکھایا"۔ وہ اسی کیفیت کا بیان ہے۔ یہی کیفیت (قبل از نبوت) حضرت موسیٰؑ کی تھی جس کا تذکرہ اس قصہ میں آیا ہے۔ یہ نہیں تھا کہ ایک نبی' دوسرے نبی کے پاس حصولِ علم کے لئے گیا تھا۔

(۲) جن صاحب سے حضرت موسیٰؑ کی ملاقات ہوئی تھی' ان کے متعلق تصریح سے تو نہیں کہا گیا کہ وہ نبی تھے لیکن قرآن کریم کے بیان سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ وہ صاحب وحی (خدا کے رسول) تھے۔ بالخصوص وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ (۱۸/۸۲)۔ "میں نے یہ کچھ اپنی مرضی سے نہیں کیا" اس پر شاہد ہے۔

(۳) عام طور پر مشہور ہے کہ وہ "خضرؑ" تھے۔ لیکن قرآن کریم میں "خضرؑ" نام کے کسی پیغمبر کا ذکر نہیں — نہ اس جگہ' نہ کسی اور جگہ۔

(۴) اس قصہ میں جن تین واقعات کا ذکر ہے' ان کا تعلق ایسے امورِ غیب سے نہیں جن کا علم وحی کے بغیر نہ ہوسکتا ہو۔ لہذا' یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان صاحب کو ان امور کا علم وحی کے ذریعے دیا گیا ہو' یا انہیں از خود حاصل ہو۔ البتہ (بقیہ صفحہ ۷۹۶ پر دیکھئے

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ

۸۴ ہم نے اُسے ملک میں حکمرانی عطا کی تھی' اور ہر قسم کا (ضروری) ساز و سامان بھی دے رکھا تھا۔

۸۵ اس نے پہلے ایک مہم کے لئے تیاری کی۔

۸۶ یہ مہم مغرب کی طرف (لیڈیا کی جانب) تھی۔ چنانچہ وہ چلتے چلتے ایک ایسے مقام تک جا پہنچا جہاں' آگے' پانی ہی پانی تھا (غالباً یہ بحیرہ اسود تھا)۔ اس نے دیکھا کہ سورج سیاہ کیچڑ والے

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۶۷۸) جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کے متعلق قرآن کریم کی تصریح موجود ہے کہ اسے انہوں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا تھا۔

(۵) ان تین واقعات میں' لڑکے کے قتل کے متعلق بعض لوگوں کو کہتے سنا گیا ہے کہ یہ کس طرح جائز قرار پا سکتا ہے؟

اس سلسلہ میں اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ۔

(ا) وہ لڑکا' بچہ نہیں تھا۔ جوان تھا۔

(ب) وہ سرکش اور قانون شکن تھا۔ اس میں وہ تمام جرائم آ سکتے ہیں جو معاشرہ میں فساد کا موجب بنتے ہیں — ڈاکہ زنی۔ قتل۔ غارت گری۔ مفسدہ پردازی۔ وغیرہ۔ نیز "يُرْهِقَهُمَا" (۱۸/۸۰) سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ کچھ اس انداز سے کرتا تھا جس سے اندیشہ تھا کہ اس کے بے گناہ ماں باپ' ناحق اس کے جرائم میں ملوث ہو جائیں۔ اس قسم کے سرکش اور مفسد کا قتل' جائز نہیں' ضروری ہو جاتا ہے۔ باقی رہا یہ کہ جب تک کسی کو عدالت مجرم قرار نہ دیدے' اسے سزا نہیں دی جا سکتی' سو اوّل تو یہ چیز معاشرہ کی ایسی حالت میں ہو سکتی ہے جس میں عدلیہ کا باقاعدہ نظام موجود ہو — اور یہ ضروری نہیں کہ اُس معاشرہ میں صورت ایسی ہو۔ دوسرے یہ کہ اس قسم کے مشہور سرکشوں اور مفسدہ پردازوں کے لئے' عام حالات میں بھی "باضابطہ کارروائی" لاینفک نہیں ہوتی۔ آجکل بھی مشہور ڈاکوؤں کے سلسلہ میں رسمی کارروائیاں ضروری قرار نہیں دی جاتیں۔

(۶) آخر میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ قرآن کریم نے جس حقیقت کو سمجھانے کے لئے یہ قصہ بیان کیا ہے وہ کس قدر اہم ہے۔ عقلِ انسانی' اپنی محدود معلومات کی بنا پر' وحی کے کسی حکم کے خلاف اعتراض کرتی ہے۔ لیکن جب اس کی معلومات میں اضافہ ہو جاتا ہے تو یہ حقیقت سامنے آ جاتی ہے کہ جو کچھ وحی نے کہا تھا' وہ صحیح تھا۔ لہٰذا عقل کے لئے صحیح روش یہی ہے کہ وہ وحی کی بات تسلیم کرے' اور اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کی کوشش کرتی رہے۔ جب اُسے صحیح معلومات حاصل ہو جائیں گی تو وہ خود بخود وحی کی تصدیق کر دیگی۔

حقیقت یہ ہے کہ

ہر دو امیرِ کارواں۔ ہر دو بمنزلے رواں

عقل بہ حیلہ می برد۔ عشق برد کشاں کشاں　　　(اقبالؒ)

وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ
فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَاَمَّا مَنْ
اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨ الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ
مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۰﴾ كَذٰلِكَ ۭ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا
لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾

پانی میں ڈوب رہا ہے۔ (اس لئے کہ وہاں تا بحد نگاہ سیاہ رنگ کا پانی تھا جس سے اسے ایسا دکھائی دیا گویا سورج، اس پانی میں ڈوب رہا ہے)۔ اس کے قریب ہی اس نے ایک قوم کو دیکھا۔ (اس قوم نے اُس کی مخالفت کی، لیکن وہ اس پر غالب آگیا۔ اب از روئے قانون وہ حق بجانب تھا کہ انہیں ان کی سرکشی کی سزا دیتا) سو ہم نے کہا کہ یہ تمہاری مرضی پر موقوف ہے۔ تم چاہے انہیں سزا دو، اور چاہے ان سے حسن سلوک سے پیش آؤ —— پہلا راستہ عدل کا ہے۔ دوسرا احسان کا ——

۸۷ ذوالقرنین نے ان سے کہا کہ (جو کچھ پہلے ہو چکا، اس سے میں درگزر کرتا ہوں۔ لیکن اس کے بعد) جو شخص قانون سے سرکشی اختیار کرے گا تو ہم اسے سزا دیں گے۔ (اور چونکہ اس کی یہ سرکشی قوانینِ خداوندی کے خلاف ہوگی اس لئے اس کی سزا کا معاملہ یہیں ختم نہیں ہو جائے گا۔ جب وہ خدا کے ہاں جائے گا تو وہاں اسے اس سے بھی زیادہ سخت سزا ملے گی۔

۸۸ لیکن جو (قوانینِ خداوندی پر) ایمان لے آئے گا اور معاملات کو سنوارنے والے کام کریگا، تو اس کی اس روش کے نتائج بڑے خوشگوار ہوں گے، اور ہماری طرف سے اس کے لئے سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی (اس لئے کہ وہ نظامِ خداوندی کا ممد و معاون ہوگا)۔

۸۹ پھر اس نے ایک اور مہم کے لئے سامانِ سفر تازہ کیا۔

۹۰ یہ مہم مشرق (بلخ) کی جانب تھی۔ چلتے چلتے، وہ ایک ایسی قوم تک پہنچا جو کھلے میدان میں رہتی تھی۔ ان لوگوں پر چڑھتے سورج کی شعاعیں سیدھی آ کر پڑتی تھیں، اور، ان کے اور سورج کے درمیان کوئی اوٹ نہ تھی۔ یعنی وہ کھلے میدان میں، بے گھر، بے در، (خانہ بدوشوں) کی سی زندگی بسر کرتے تھے۔

۹۱ ان کی حالت ایسی ہی (ناگفتہ بہ) تھی۔ ان کے برعکس، ذوالقرنین کے پاس جو ساز و سامان تھا اس کا ہمیں علم تھا۔ (اس لئے وہ قوم اس کا کیا مقابلہ کر سکتی تھی؟ چنانچہ وہ ان کی شورش کو

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا
يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَ
بَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ
الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾
فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾

باسانی ختم کر کے واپس آگیا)۔

۹۲ پھر اس نے ایک اور مہم اختیار کی (جو کاکیشیا کی طرف تھی)۔ وہ ایک ایسی وادی میں تھی
۹۳ جس کے دونوں طرف پہاڑوں کی اونچی اونچی دیواریں کھنچ رہی تھیں۔ وہاں اس نے دیکھا کہ ایک ایسی قوم آباد ہے جو اس کی کوئی بات نہیں سمجھتی۔

۹۴ اس قوم (کے نمائندوں نے ترجمانوں کی وساطت سے) کہا کہ اے ذوالقرنین! (ہم ایک سخت مصیبت میں مبتلا ہیں۔ آپ اگر اس سے ہمیں نجات دلادیں تو ہم آپ کے سپاس گزار ہوں گے۔ اُس سمت) یاجوج وماجوج (کے وحشی قبائل ہیں۔ نہایت شعلہ مزاج۔ تندخو۔ برق رفتار آندھی کی طرح امنڈ آنے والے۔ وہ ہمیں چین سے نہیں بیٹھنے دیتے)۔ وہ ہمارے ملک میں آکر لوٹ مار کرتے رہتے ہیں (اور ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے)۔ اگر آپ ہمارے اور ان کے درمیان (اس درّہ کو بند کرنے کے لئے) ایک دیوار بنادیں تو ہم آپ کو خراج ادا کر دیا کریں گے۔ (۲۱/۹۶)۔

۹۵ ذوالقرنین نے کہا کہ جو کچھ مجھے میرے پروردگار نے عطا کر رکھا ہے وہ بہت ہے (اس لئے مجھے تمہارے خراج کی ضرورت نہیں۔ تم پر ظلم ہو رہا ہے اور ظلم کی روک تھام میرا فریضہ ہے۔ اس لئے میں اس کام کو بطور فریضۂ خداوندی سرانجام دوں گا)۔ مجھے تم صرف اپنی محنت (LABOUR) سے مدد دیدو (مزدور مہیا کر دو) تو میں تمہارے اور ان کے درمیان دیوار بنادوں گا۔

۹۶ تم یوں کرو کہ لوہے کی بڑی بڑی سلیں لاؤ۔ (چنانچہ جب یہ تمام سامان تیار ہو گیا اور) اس نے دونوں پہاڑوں کے درمیان دیوار اٹھا کر ان کے برابر کر دی تو اس نے کہا کہ اب بھٹیاں سلگاؤ اور انہیں دھونکو۔ جب اس طرح وہ لوہا آگ کی مانند سرخ ہو گیا تو اس نے کہا کہ اب پگھلا ہوا تانبا لاؤ تاکہ اس پر انڈیل دیں۔

۹۷ اس طرح وہ دیوار اس قدر مضبوط اور بلند بن گئی کہ یاجوج وماجوج کے قبائل نہ تو اس پر

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿۹۸﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ
يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ﴿۱۰۰﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ
اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ (۱۱ ع ۱۹ ۲)
دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾

چڑھ سکتے تھے اور نہ ہی اس میں سرنگ لگا سکتے تھے۔

۹۸ (جب وہ اس عظیم کام سے فارغ ہوا تو اس نے بدرگاہِ رب العزّت سجدۂ شکرانہ ادا کیا اور کہا کہ) یہ سب کچھ میرے نشوونما دینے والے کی طرف سے مہیّا کردہ ساز و سامان اور قوّت و بصیرت کی بنا پر ہو گیا۔ (یہ دیوار اس قدر مضبوط بن گئی ہے کہ اسے کوئی گرا نہیں سکے گا۔ ہاں!) اگر میرے نشوونما دینے والے کے مقرر کردہ قانون کی بنا پر کوئی حادثہ رونما ہو جائے (مثلاً زلزلہ یا بے پناہ سیلاب' یا کوئی اور تغیّر' تو اس کے سامنے اس کی ہستی کچھ نہیں ہو گی۔ اس وقت) یہ زمین کے ساتھ ہموار ہو جائے گی۔ اس لئے کہ میرے نشوونما دینے والے کا قانون اپنی جگہ اٹل ہے۔

۹۹ (ذوالقرنین نے ٹھیک کہا تھا۔ ایک زمانہ آئے گا کہ اس قسم کے موانعات اور روک تھام کے اسباب و ذرائع کچھ حقیقت نہیں رکھیں گے) یہ قومیں' سمندر کی تلاطم انگیز موجوں کی طرح ایک دوسرے پر چڑھ دوڑیں گی (اور اس قسم کی رکاوٹیں ان کی یورشوں کے راستے میں قطعاً حائل نہیں ہو سکیں گی) جنگ کے بگل بجیں گے اور تمام قومیں (جنگ کے میدانوں میں' ایک دوسرے کے مقابلہ میں) اکٹھی ہو کر آجائیں گی۔

۱۰۰ اس وقت' ان لوگوں کے سامنے' جنہوں نے ہمارے قوانین کی صداقت سے انکار کیا تھا' جہنم کی عالمگیر تباہیاں' نکھر اور اُبھر کر آجائیں گی۔

۱۰۱ اُن لوگوں کے سامنے جن کی آنکھوں پر ہمارے قوانین کی طرف سے پردے پڑ چکے تھے اور جن کے کانوں میں ان کی طرف سے گرانی آ چکی تھی۔ (اور وہ مملکتوں کا نظام' قوانینِ خداوندی کے بجائے' اپنے خودساختہ قوانین و دساتیر کے مطابق چلاتے تھے' جس کا لازمی نتیجہ تباہی اور بربادی کا جہنم تھا)۔

۱۰۲ (یہ حقائق بیان کرنے کے بعد' تم ان لوگوں سے پوچھو کہ) جو لوگ ہمارے قوانین کی صداقت سے انکار کرتے ہیں' کیا وہ اپنے ذہن میں یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اگر بہت سے لوگ انکے

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ
صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذَٰلِكَ
جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ
الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾

رفیق اور کارساز بن جائیں (اور اس طرح اکثر قبائل اور اقوام غلط نظام پر متفق اور متحد ہو جائیں تو ہمارا قانون ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ یہ ان کی بھول ہے۔ غلط نظام زندگی کا انجام تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوتا خواہ اسے تمام اقوام عالم بھی کیوں نہ اختیار کر لیں)۔ ہمارے قانونِ مکافاتِ عمل کی رو سے ان کے لئے جہنم کا عذاب تیار ہوتا ہے جو ان کی "مہمان نوازی" کرتا ہے۔

۱۰۳ (ان' باطل کے نظام پر جمع ہو جانے والوں' سے کہو کہ) کیا ہم بتائیں کہ وہ کون ہیں جو اپنی سعی و عمل میں سخت نقصان میں رہتے ہیں؟

۱۰۴ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری کوششیں طبیعی زندگی کی مفاد کوشیوں میں ضائع ہو جاتی ہیں (اس لئے کہ وہ' اس زندگی کے ماوراء' کسی اور زندگی کے قائل ہی نہیں)۔ اور وہ بزعم خویش سمجھتے ہیں کہ جو کچھ وہ اپنی کاریگری سے بنا رہے ہیں' وہ بہت اچھا ہے۔

۱۰۵ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے نشو و نما دینے والے کے قوانین زندگی سے انکار کرتے اور سرکشی برتتے ہیں' اور اس کا یقین ہی نہیں رکھتے کہ انہیں اُس کے قانونِ مکافات کا سامنا کرنا ہے۔ (یہ سمجھتے ہیں کہ اپنی غلط رَوِش سے کامیاب زندگی بسر کر لیں گے۔ ان کا یہ خیال خام ہے)۔ ان کی تمام تگ و تاز رائگاں جائے گی۔ (یعنی' ان کے اعمال سے وہ نتائج کبھی مرتب نہیں ہوں گے جو ان کے پیش نظر ہیں)۔ حتیٰ کہ ظہور نتائج کے وقت ان کے اعمال کا وزن معلوم کرنے کے لئے میزان تک کھڑی نہیں کی جائے گی۔ (وہ اپنی بے مایگی کی شہادت آپ ہوں گے)۔

۱۰۶ یہ ہو گا تباہیوں کا وہ جہنم جو ان کے سامنے نمودار ہو جائے گا۔ یہ اس لئے کہ یہ لوگ ہمارے قوانین سے انکار کیا کرتے تھے —— انکار ہی نہیں کرتے تھے بلکہ ان قوانین کی' اور ان کے پیش کرنے والوں کی' ہنسی اڑایا کرتے تھے۔

۱۰۷ ان کے برعکس' جو لوگ ہمارے قوانین کی صداقت پر یقین رکھیں گے اور ایسے کام کریں گے جن سے نظامِ کائنات اور خود ان کی سیرت و کردار سنور جائیں' تو ان کی مہمانی کے لئے فراخیوں اور

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝١٠٨ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ

وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝١٠٩ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ

کشادگیوں کا جنتی معاشرہ ہوگا ——— اِس دنیا میں بھی اور اس کے بعد کی زندگی میں بھی۔

۱۰۸ وہ اس میں رہیں گے، اور ایسی اطمینان کی زندگی بسر کریں گے کہ وہ وہاں سے منتقل ہونا نہیں چاہیں گے۔

۱۰۹ یہ سب کچھ خدا کے اُس نظام کے مطابق ہوگا جس کی وسعتوں کا یہ عالم ہے کہ اگر سمندر، روشنائی بن جائے (اور زمین کے تمام درخت قلمیں۔ ۳۱/۲۷) تو سمندر کا پانی ختم ہوجائے لیکن میرے نشوونما دینے والے کے سامانِ ربوبیت کی حدود فراموش تفاصیل اور ان سے متعلق قوانین ودساتیر ختم نہ ہوں۔ اور اگر ان سمندروں کے ساتھ اور سمندروں کا اضافہ ہوجائے، تب بھی وہ اس مقصد کے لئے کافی نہ ہوسکیں۔

۱۱۰ (یہ سب کچھ کہہ چکنے کے بعد، اے رسول! ان پر اس حقیقت کو واضح الفاظ میں واشگاف کردو کہ یہ سب خدائے بلند و برتر کی کارفرمائی ہے۔ میری نہیں)۔ میری تو یہ کیفیت ہے کہ میں تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہوں، فرق صرف اتنا ہے کہ میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارے لئے صاحب اقتدار واختیار صرف خدا کی ذات ہے۔ اس کے سوا کوئی اور نہیں۔ سو جو کوئی تم میں سے خدا کے قانونِ مکافات کا سامنا کرنے کی امید رکھتا ہے، اسے چاہیئے کہ ایسے کام کرے جو نظامِ عالم کو سنواریں اور خود اس کی انسانی صلاحیتوں کی نشوونما کا ذریعہ بن جائیں۔ اور سب سے بڑی اور بنیادی بات یہ کہ اطاعت اور محکومیت صرف اپنے نشوونما دینے والے کے قوانین کی اختیار کرے۔ اس میں کسی اور کو شریک نہ کرے۔ (اس لئے کہ شرک، شرفِ انسانیت کے منافی ہے۔ شرک کے معنی یہ ہیں کہ انسان یا تو مظاہر فطرت میں سے کسی کو اپنے سے برتر سمجھے۔ یا خود انسانوں میں سے کسی انسان کو۔ سو یہ دونوں باتیں احترامِ آدمیت کے خلاف ہیں۔ فطرت کی قوتیں سب انسان کے لئے مسخر کردی گئی ہیں، لہٰذا ان میں سے کسی کے سامنے جھکنا، ساجد کو مسجود بنالینا ہے۔ اور انسان، تمام کے تمام، انسان ہونے کی جہت سے برابر ہیں۔ لہٰذا کسی انسان کا دوسرے انسان کے سامنے جھکنا، انسانیت کی تذلیل ہے۔ انسان سے بلند صرف خدا کی ذات ہے۔ اس لئے جھکنا صرف اس کے قوانین کے سامنے چاہیئے۔ اس میں کسی اور کو شریک کرلینا، انسانیت کی توہین، لہٰذا ظلم عظیم ہے۔ ۲۵/۱۳ - "ظلم" کے معنی ہیں کسی شے کو اس کے اصلی مقام پر نہ رکھنا۔ مظاہر فطرت، یا خود انسانوں میں سے کسی کو، انسان سے برتر سمجھ کر

عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ ۱۲ ع ۹ ۳

خدائی اختیارات میں شریک کرلینا' اور خود اپنے آپ کو اس سے فروتر سمجھ لینا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ توحید کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں 'خدا کے علاوہ' انسان سے برتر کوئی نہیں- لہٰذا' اس کے سوا کسی کی محکومیت جائز نہیں)-

سورۃ مریم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كٓهٰيٰعٓصٓ ⑴ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ⑵ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ⑶ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ
وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ⑷ وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ
مِنْ وَّرَآءِىْ وَكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ⑸ يَّرِثُنِىْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ

---

۱ اللہ الکریم' الہادی' الحی' العلیم' البصیر کا ارشاد ہے کہ

۲ یہ اس رحمت د نوازش کا بیان ہے جو تیرے نشو و نما دینے والے نے' اپنے بندے' زکریاؑ پر کی تھی۔

۳ جب ایسا ہوا تھا کہ زکریاؑ نے اپنے نشو و نما دینے والے کو انتہائی خاموشی سے پکارا (۳/۳۷)

۴ اور کہا کہ اے میرے پروردگار! میں بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہوتا چلا جا رہا ہوں۔ میرے سر کے بال بالکل سفید ہو گئے ہیں۔ اے میرے نشو و نما دینے والے! ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں نے تجھ سے کچھ مانگا ہو اور تو نے نہ دیا ہو۔ (تیری اس رحمت بے پایاں سے مجھے امید ہے کہ میری بڑھاپے کی یہ دعا بھی شرفِ قبولیت سے نوازی جائے گی)۔

۵ (میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ اس لئے نظر بظاہر اب مجھے اولاد کا کوئی امکان دکھائی نہیں دیتا۔ اور اولاد نہ ہونے کا مجھے غم اس لئے ہے کہ) ہمارے جد امجد حضرت یعقوبؑ کی برکات

۶ اور خصوصیات' اُس کے گھرانے میں' نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتی ہوئی' مجھ تک پہنچی ہیں۔ میرے بھائی بندوں میں کوئی اس قابل نہیں جو ان کا اہل ہو سکے۔ اس لئے مجھے ڈر ہے کہ وہ میرے بعد انہیں

يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝٦ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ
سَمِيًّا ۝٧ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝٨ قَالَ
كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝٩ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ
اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝١٠

ضائع کردیں گے اور یہ سلسلہ آگے نہیں چل سکے گا۔ اس لئے میری دعا یہ ہے کہ تو اپنی جناب سے مجھے کوئی ایسا وارث عطا کردے جو ان برکات و نعماء کا اہل بن سکے تاکہ میں انہیں اُس کے سپرد کر جاؤں۔ وہ ایسا ہونا چاہیئے جو اِس منصبِ جلیلہ کے لئے ہر طرح سے موزوں' اور تیری نوازشات کا صحیح طور پر مستحق ہو۔

۷ (ہم نے اس کی دعا سن لی اور کہا کہ) اے زکریاؑ! ہم تمہیں ایک بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری دیتے ہیں۔ جب وہ پیدا ہو تو اس کا نام یحییٰؑ رکھنا۔ یہ ایسا لڑکا ہوگا جس کی نظیر (تمہارے خاندان میں) نہیں ملے گی (۱۹/۴۵)۔

۸ (زکریاؑ اس خوشخبری سے خوش تو ہو گیا' لیکن' جب اسے اپنے طبیعی موانعات کا خیال آیا تو' اپنے اطمینان کی خاطر' کہا کہ) اے میرے نشو و نما دینے والے! میرے ہاں اب لڑکا کس طرح پیدا ہوگا جبکہ میں بہت زیادہ عمر رسیدہ ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ (کیا وہ بیٹا خود میرے ہاں پیدا ہوگا یا کسی اور کا لڑکا مجھے مل جائے گا جسے میں اپنا بیٹا بنا لوں گا' جس طرح مریم بچی' میری کفالت میں دیدی گئی ہے۔ ۳/۳۹)۔

۹ خدا نے کہا کہ (نہیں! خود تیرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا اور) اسی طرح ہوگا جس طرح لوگوں کے ہاں بچے پیدا ہوتے ہیں۔ تیرے پروردگار کا ارشاد ہے کہ بڑھاپے میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت کا بیدار ہو جانا' ہمارے قانون کی رو سے مستبعد نہیں۔ ہمارے جس قانون نے اس سے پہلے خود تجھے پیدا کیا حالانکہ تیری ہستی کا نام و نشان بھی نہیں تھا (وہ بڑھاپے میں کسی کو صاحبِ اولاد کیوں نہیں کر سکتا)۔

۱۰ زکریاؑ نے کہا کہ اے میرے پروردگار! میرے لئے اس باب میں کوئی خاص حکم ہو تو ارشاد

۱؎ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے یقینِ محکم کے باوجود اپنے اطمینان کے لئے دریافت کیا تھا (۲/۲۶۰)۔

فَخَرَجَ عَلٰی قَوۡمِهٖ مِنَ الۡمِحۡرَابِ فَاَوۡحٰۤی اِلَيۡهِمۡ اَنۡ سَبِّحُوۡا بُكۡرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۱۱﴾ يٰيَحۡيٰی خُذِ
الۡكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡحُكۡمَ صَبِيًّا ﴿۱۲﴾ وَّحَنَانًا مِّنۡ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ﴿۱۳﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَيۡهِ وَلَمۡ
يَكُنۡ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۴﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَيَوۡمَ يَمُوۡتُ وَيَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾ (ع ۱ ۱۵ ۴) وَاذۡكُرۡ فِی الۡكِتٰبِ مَرۡيَمَ ۘ اِذِ
انۡتَبَذَتۡ مِنۡ اَهۡلِهَا مَكَانًا شَرۡقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتۡ مِنۡ دُوۡنِهِمۡ حِجَابًا ۗ فَاَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡهَا رُوۡحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا
بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾

فرما دیجئے- خدا نے کہا کہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ تم مسلسل تین دن اور رات (کا روزہ رکھ لو (۳/۴۰)' اور جیسا کہ روزے میں ہوتا ہے) لوگوں سے بات چیت نہ کرو (۱۹/۲۶)-

۱۱ اس کے بعد زکریا قربانگاہ سے نکلا' اور جو لوگ' اس کی اقتدا میں' خدمات سرانجام دینے کیلئے' ہیکل میں جمع تھے' ان سے' اشارہ سے کہا کہ (میری ہدایات کا انتظار نہ کرو بلکہ) معمول کے مطابق' صبح شام' اپنے فرائض کی ادائیگی کرتے رہو-

۱۲ (چنانچہ اس خوشخبری کے مطابق یحییٰ کی پیدائش ہوئی)- ہم نے اُسے چھوٹی عمر میں ہی ایسی ذہانت عطا کر دی تھی کہ وہ معاملات کے فیصلے نہایت عمدگی سے کرتا تھا- اس کے ساتھ ہی ہم نے اسے' اپنی نوازش سے' دلِ درد آشنا عطا کیا تھا- (بڑا ہوا تو) ہم نے اس سے کہا کہ وہ قانونِ خداوندی کی اطاعت

۱۳ محکم طور پر برے- چنانچہ اس نے' اس کے مطابق' اپنی نگہداشت اس انداز سے کی' اور ایسی پاکیزہ زندگی بسر کی' کہ اس کی انسانی صلاحیتیں نہایت عمدگی سے نشو و نما پاتی چلی گئیں-

۱۴ علاوہ بریں' وہ اپنے بوڑھے ماں باپ کے لئے اپنے دل میں بڑی کشادر کھتا تھا- ان سے حسن سلوک سے پیش آتا تھا' اور سخت گیر یا سرکش نہیں تھا-

۱۵ (یہ تھیں وہ خوبیاں جن کا مالک وہ بچہ بنا)- اس کی پیدائش بھی ہر قسم کے نقص سے مبرّیٰ تھی- (یعنی بڑھاپے کی اولاد ہونے کے باوجود' وہ صحیح و سلامت اور تندرست و توانا پیدا ہوا)- اس کی موت بھی سلامتی در آغوش تھی- اور حیاتِ اخروی میں بھی اس کے لئے سلامتی ہی سلامتی ہوگی-
زکریا اسی قسم کا بچہ چاہتا تھا-

۱۶ اے رسول! اب تو اس کتاب (قرآن) میں' لوگوں سے' مریم کا قصہ بیان کر' اور سلسلۂ کلام کا آغاز اس وقت سے کر جب وہ خانقاہیت کی زندگی کو چھوڑ کر' (اپنے گاؤں' ناصرہ میں) چلی گئی تھی' جو (وہاں سے) مشرق کی سمت واقع تھا-

۱۷ (خانقاہیت کی زندگی اور وہاں کے ناخوش آیند واقعات نے اس کے دل پر ایسا اثر چھوڑا تھا

قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾
قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ
اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾

کہ وہ) وہاں بھی لوگوں سے الگ تھلگ رہتی تھی۔ ہم نے (ان اثرات کو مٹانے کے لئے' اسے زندگی کے خوشگوار پہلوؤں کے متعلق) تقویت بخش اشارہ کیا (جو اس کے خواب میں) ایک اچھے بھلے انسان کی شکل میں سامنے آیا۔

۱۸ (مریم اسے دیکھ کر گھبرائی اور اس سے) کہا کہ' اگر تو خدا کے قانون کا احترام کرتا ہے' تو میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ میں آجانا چاہتی ہوں۔

۱۹ اس نے کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ میں تو تیرے نشو و نما دینے والے کی طرف سے ایک پیغام لے کر آیا ہوں (۳/۴۵)۔ اور وہ پیغام یہ ہے کہ وہ تجھے نہایت عمدہ نشو و نما یافتہ بچہ عطا کریگا۔

۲۰ اس پر مریم نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جب تک میں ہیکل میں رہی' پاک باز راہبہ کی زندگی بسر کی۔ وہاں کسی انسان نے مجھے چھوا تک نہیں۔ وہاں سے نکلی ہوں تو میں نے شادی نہیں کی کیونکہ یہ چیز ضابطۂ خانقاہیت کے خلاف ہے۔ (۳/۴۶ ؛ ۱۹/۲۸)۔

۲۱ اس نے کہا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ قانونِ تخلیق کے مطابق ہی ہو گا (۳/۴۶)۔ یہ اس کے نزدیک کچھ بھی مشکل نہیں (کہ جو موانعات تیرے ذہن میں ہیں' اور تمہیں اس طرح پریشان کر رہے ہیں' انہیں دور کر دے ۱۹/۹)۔ خدا نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ بچہ عام بچوں جیسا نہیں ہو گا۔ وہ ہماری طرف سے' لوگوں کے لئے' موجب رحمت اور حق و باطل کے پرکھنے کی نشانی ہو گا۔ (جو شخص اس کی نبوت پر ایمان لائے گا' وہ حق پر سمجھا جائے گا۔ جو اس سے انکار کرے گا' وہ باطل پر ہو گا)۔ اور یہ بات طے شدہ ہے (کہ وہ بچہ ہمارا پیغمبر بنے گا (۳/۴۷)۔

۲۲ (چنانچہ' رفتہ رفتہ وہ موانع دور ہوتے گئے۔ ادھر مریم کے دل سے خانقاہیت کی غلط رسم کی خلاف ورزی کا خوف دُور ہو گیا۔ اُدھر ایک شخص' ہیکل کے احبار و رہبان کی تنبیہ و تخویف کے باوجود' مریم کے ساتھ شادی کرنے پر رضامند ہو گیا)۔ مریم کو ہونے والے بچے کا حمل قرار پا گیا۔ اس پر ان دونوں نے یہی مناسب سمجھا کہ وہ گاؤں سے کہیں دور چلے جائیں (تاکہ بچے کی ولادت کسی ایسی جگہ ہو جہاں ان کی جان پہچان کا کوئی نہ ہو' اور یوں وہ' احبار و رہبان کے طعن و تشنیع کے نشتروں سے محفوظ رہیں)۔

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ
تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾
فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِىْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ
الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۚ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ

۲۳ وضع حمل کا وقت آیا تو دردِ زہ کا اضطراب مریم کو ایک کھجور کے درخت کی طرف لے گیا۔ (آئین خانقاہیت کے خلاف متاہل زندگی۔ پہلے بچے کی ولادت۔ پردیس کا معاملہ۔ بے سروسامانی کا یہ عالم کہ سر پر چھت تک بھی نہیں۔ مریم گھبرا گئی۔ اور کہنے لگی کہ) اے کاش! میں اس سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور بالکل بھولی بسری ہو چکی ہوتی!

۲۴ (اس کرب و یاس کے عالم میں اُسے اُس مقام کے) نشیب کی طرف سے آواز آئی کہ اے مریم! گھبراؤ نہیں۔ اس طرف ایک (خوشگوار پانی کی) ندی ہے۔ (اور اوپر کھجور کے درخت میں پکی ہوئی کھجوروں کے خوشے لٹک رہے ہیں

۲۵ تو اس پیڑ کی شاخ کو زور سے ہلا۔ تازہ اور پکی ہوئی کھجوریں تیرے قریب جھڑ پڑیں گی۔

۲۶ تو ان تازہ کھجوروں کو کھا۔ ندی کا ٹھنڈا پانی پی (پھر بچے کے نظارے سے) اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ (باقی رہا تیرا یہ اضطراب کہ لوگوں کی باتوں کا کیا جواب دوں گی تو تم منت کا روزہ رکھ لینا) اور اگر کوئی آدمی تجھ سے کچھ پوچھے تو اشارہ سے کہہ دینا کہ میں نے خدائے رحمٰن کے لئے اپنے اوپر روزہ واجب کر رکھا ہے اس لئے میں آج کسی شخص سے بات چیت نہیں کر سکتی۔

۲۷ (اس طرح عیسیٰؑ کی پیدائش ہوئی۔ میاں بیوی، اس بچے کو لے کر کسی دور مقام میں جا بسے۔ وہ بڑا ہوا۔ شرفِ نبوت سے سرفراز کیا گیا تو اس کی والدہ اسے ساتھ لے کر اپنے وطن میں واپس آئی۔ (ایک تو لوگوں کے نزدیک مریم کی یہ حرکت ہی کچھ کم قابلِ اعتراض نہ تھی کہ اس نے راہبہ بن جانے کے بعد ہیکل کے ضابطہ کے خلاف اس طرح متاہل زندگی بسر کرنی شروع کر دی تھی۔ اس پر عیسیٰؑ کی طرف سے احبار و رہبان کی خود ساختہ شریعت اور ان کی سیرت و کردار کے خلاف سختی سے نکتہ چینی ہوتی تھی)۔ چنانچہ وہ لوگ مریم سے کہتے کہ تم نے پہلے خود بھی عجیب و غریب حرکت کی اور اس کے بعد اس قسم کا انوکھا بیٹا لے کر آگئی!

۲۸ وہ اُس سے کہتے کہ اے اُختِ ہارون! نہ تو تیرا باپ بُرا آدمی تھا۔ نہ ہی تیری ماں نے کبھی

سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۖ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ اِنِّيْ
عَبْدُ اللّٰهِ ۗ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۖ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ
مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَّبَرًّا ۢ بِوَالِدَتِيْ ۫ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ
اُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٣٤﴾

ہیکل کے قوانین وضوابط سے سرکشی اختیار کی تھی۔ (تم تو ایک شریف' مذہب پرست' پابند شریعت گھرانے کی لڑکی تھیں۔ تم نے یہ کیا کیا' اور اپنے بیٹے کو کس قسم کی تعلیم دلائی؟)۔

٢٩ اس کے جواب میں وہ خود کچھ نہ کہتی بلکہ عیسیٰؑ کی طرف اشارہ کر دیتی کہ اپنی بات کا جواب اس سے لو۔ (بوڑھے احبار و رہبان' اپنی پیشوائیت کے گھمنڈ میں' نہایت نخوت و تکبر سے کہتے کہ) کیا ہم اس سے بات کریں جو ابھی کل تک جھولا جھولتا تھا!

٣٠ اس پر عیسیٰؑ ان سے کہتے کہ (یہ بھی کوئی انصاف کی بات ہے کہ چونکہ تم عمر میں بڑے ہو اس لئے تمہاری ہر بات کو سند تسلیم کر لیا جائے' اور میں عمر میں چھوٹا ہوں اس لئے تم مجھ سے بات کرنا بھی پسند نہ کرو۔ جو کچھ میں کہتا ہوں اسے بگوش ہوش سنو) میں خدا کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی ہے اور منصب نبوت پر سرفراز فرمایا ہے۔

٣١ اس نے مجھے زندگی کے ہر گوشے میں بابرکت بنایا ہے۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں (تمہاری خودساختہ شریعت کی جگہ) صلوٰۃ و زکوٰۃ کا صحیح نظام قائم کروں۔ اور عمر بھر میرا یہی شعار ہے۔

٣٢ (تم میری والدہ کے خلاف اس طرح زبان درازی کرتے ہو؟ اس نے جو کچھ کیا ہے خدا کی سچی شریعت کے عین مطابق کیا ہے۔ اس لئے) میں اس سے ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آؤنگا۔ میں (معاذ اللہ) ایسا شقی و بدبخت نہیں کہ (تمہارے پیچھے لگ کر ایک بے گناہ خاتون سے سختی سے پیش آؤں)۔

٣٣ (تم میری پیدائش کو بھی قابل اعتراض قرار دیتے ہو! یہ تمہاری خود ساختہ شریعت کا فیصلہ ہے۔ میں جس خدا کا پیغام لے کر آیا ہوں' اس کے نزدیک) میری پیدائش بھی سلامتی کی مظہر ہے۔ میری ساری زندگی' آخری دم تک' سلامتی کی حامل ہوگی۔ اور حیات اخروی میں بھی میں امن و سلامتی میں ہونگا۔

٣٤ یہ ہے عیسیٰؑ ابن مریم کی صحیح صحیح سرگذشت جس کے بارے میں یہ لوگ اس قدر اختلاف

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ ﴿۳۵﴾ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ
رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۳۶﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ
يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۷﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَ اَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ
الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَ اِلَيْنَا
يُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾ ع

۲ ع ۲۵ ۵

کر رہے ہیں (کہ) ایک گروہ 'یہود' اگر تفریط کی طرف' اس کی پیدائش تک کو قابلِ اعتراض ٹھیرا رہا ہے' تو دوسرا گروہ عیسائی افراط کی طرف' اسے خدا کا بیٹا قرار دے رہا ہے)۔

۳۵ یہ بات خدا کے شایانِ شان ہی نہیں کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے (تاکہ وہ کاروبارِ خداوندی میں اس کا ہاتھ بٹائے)۔ وہ اس سے بہت بلند ہے۔ اس کی قوتوں کا تو یہ عالم ہے کہ جب وہ کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے' تو وہ حکم کرتا ہے کہ ہو جا' اور وہ ہو جاتا ہے۔ (اُسے اپنے ارادے اور احکام کو بروئے کار لانے کے لئے کسی مددگار کی ضرورت نہیں پڑتی)۔

۳۶ (باقی رہا ان کا یہ عقیدہ کہ مسیحؑ خود خدا تھا' تو اس کی تردید کے لئے اس سے بڑھ کر اور کونسی دلیل ہو سکتی ہے کہ خود مسیحؑ کی دعوت یہ تھی کہ) میرا اور تمہارا' سب کا نشو و نما دینے والا' اللہ ہے۔ سو تم سب اس کی محکومیت اختیار کرو۔ یہ ہے زندگی کی صحیح' سیدھی اور متوازن راہ (۳۰/۵)۔

۳۷ اُس (کی) تعلیم تو یہ تھی' لیکن اُس کے بعد (اس کے متبعین میں سے) مختلف فرقے' آپس میں اختلاف کرنے لگے۔ سو جن لوگوں نے اصلِ حقیقت سے انکار کیا ہے' ان پر بیحد افسوس ہے۔ اُن کی اُس دن کیا حالت ہو گی جب حقیقتِ حال مشہود ہو کر سامنے آجائے گی۔ وہ وقت ان کے لئے بڑا ہی سخت ہو گا۔

۳۸ (آج تو یہ لوگ 'خدا کے ایک رسول کو خود خدا' یا اس کا بیٹا' بنا کر) اس قدر ظلم کر رہے ہیں' اور حقیقت سے آنکھیں بند کئے' غلط راستے پر چلے جا رہے ہیں' لیکن اعمال کے ظہورِ نتائج کے دن یہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ اُس وقت اِن کے کان کیسے سننے والے اور ان کی آنکھیں کیسی دیکھنے والی بن جائیں گی! (۲۲/۵)۔

۳۹ (اے رسول!) تم انہیں' اُس آنے والے وقت سے خبردار کر دو۔ وہ کس قدر پچھتاوے کا دن ہو گا جب تمام معاملات کے فیصلے ہو جائیں گے۔ اِس وقت یہ لوگ اپنے مآل کی طرف سے بالکل غافل ہیں' اسلئے اس بات کا یقین نہیں کرتے۔

۴۰ (اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنی حکومت اور سلطنت کے نشے میں بدمست ہیں۔ لیکن انہیں

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۥ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿٤١﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ
وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿٤٢﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يٰۤاَبَتِ
لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ
الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ

معلوم ہونا چاہیئے کہ) زمین' اور جو کچھ اس پر ہے ـــــ وہ انسان ہوں یا دیگر مخلوق ـــــ اس سب کے مالک ہم ہیں۔ اور تمام امور ہمارے قانونِ مکافات کے گرد گردش کرتے ہیں۔ اس کے باہر نہیں رہ سکتے۔ (حکومت اور سلطنت بھی اُسی قانون کے مطابق ملتی اور چھنتی ہے۔ ٢١/١٠٥)

٤١ (اے رسول!) اب تو اس کتاب (قرآن) میں ابراہیمؑ کی سرگزشت بیان کر۔ یقیناً وہ سچائی کا مجسمہ اور خدا کا نبی تھا۔

٤٢ (اس سرگزشت کا آغاز اُس وقت سے کرو) جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے کہا تھا کہ تو نے ایک ایسی چیز کی پرستش کیوں اختیار کر رکھی ہے جو نہ سُن سکتی ہے نہ دیکھ سکتی ہے۔ اور نہ ہی تیرے کسی کام آسکتی ہے!

٤٣ اس نے کہا تھا کہ اے میرے باپ! حقیقت یہ ہے کہ مجھے علم کی ایک ایسی روشنی مل گئی ہے جس سے تو محروم ہے۔ لہذا' (تو اس خیال کو چھوڑ دے کہ بیٹے کو باپ کے پیچھے چلنا چاہیئے' باپ کو بیٹے کے پیچھے نہیں چلنا چاہیئے۔ باپ ہو یا بیٹا' ہر ایک کو صداقت کے پیچھے چلنا چاہیئے۔ اور چونکہ میں حق و صداقت پر ہوں (اس لئے) تمہیں میرا اتباع کرنا چاہیئے۔ میں تمہیں زندگی کی وہ راہ دکھا دوں گا جو تمہیں سیدھی منزلِ مقصود تک پہنچا دے گی۔

٤٤ اے میرے باپ! تو ان غیر خدائی سرکش قوتوں کی اطاعت کیوں کرتا ہے جنہوں نے خدائے رحمٰن سے بغاوت اختیار کر رکھی ہے؟

٤٥ اے میرے باپ! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھ پر خدا کی طرف سے کوئی عذاب آجائے اور تو بھی ان سرکشوں کا ساتھی بن کر' خدا کی رحمتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم رہ جائے۔

٤٦ (ابراہیمؑ کا باپ یہ کچھ سن رہا تھا اور غصے سے اس کا خون کھول رہا تھا۔ بالآخر) اس نے کہا کہ اے ابراہیمؑ! کیا تو میرے معبودوں سے پھر گیا ہے؟ (کیا تو اپنے آبائی مذہب و مسلک سے برگشتہ ہو گیا ہے؟) اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو یاد رکھ! میں تجھے دھتکار دوں گا۔ (اور

وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي ۖ إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ﴿٤٧﴾ وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ
اللّٰهِ وَأَدْعُوا رَبِّي عَسٰى أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۙ
وَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ
٣ ع ١٠ ٦ عَلِيًّا ﴿٥٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوسٰى ۚ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ﴿٥١﴾

اِس طرح تو' ان تمام مناصب واملاک سے' جو تجھے' مجھ سے ورثہ میں ملنے والی ہیں' محروم رہ جائے گا)۔ اگر تو اپنی خیر چاہتا ہے تو میری آنکھوں کے سامنے سے دور ہو جا۔ اور اُس وقت تک میرے سامنے نہ آ (جب تک تو اپنے ان خیالات سے باز نہ آجائے)۔

۴۷ ابراہیمؑ نے (اس سخت کلامی کا جواب نہایت نرمی سے دیا اور کہا کہ) خدا آپ کو (صحیح راستے کی طرف ہدایت کر کے) امن و سلامتی میں رکھے۔ میں اپنے پروردگار سے دعا کرتا رہوں گا کہ وہ آپکو (ایمان عطا کر کے' کفر کی تباہیوں سے) محفوظ رکھے۔ وہ مجھ پر بڑا ہی مہربان ہے۔ میرے حال پر اس کی عنایات بے پایاں ہیں۔

۴۸ (باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ یا میں حق کی بات کہنا چھوڑ دوں یا آپ سے الگ ہو جاؤں' تو میرے لئے اس میں سوچنے کی بات ہی کچھ نہیں۔ میں حق کی دعوت کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟ اس لئے) میں آپ سب کو بھی چھوڑتا ہوں۔ اور انہیں بھی جنہیں آپ خدا کے سوا پکارتے ہیں۔ میں صرف اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر (زندگی اور اس کی کامرانیوں سے) محروم نہیں رہوں گا۔ (لہٰذا' مجھے آپ کی اس دھمکی کی بھی کچھ پرواہ نہیں کہ اس طرح میں ان مناصب واملاک سے محروم کر دیا جاؤں گا جن کا میں وارث بننے والا تھا $\frac{6}{4}$)۔

۴۹ چنانچہ وہ اپنے اہل خاندان کو' اور ان کے معبودوں کو چھوڑ کر الگ ہو گیا (اور شام کے علاقے میں جا بسا۔ وہاں) ہم نے اسے' اسحٰقؑ جیسا بیٹا اور (اس کے بعد) یعقوبؑ جیسا پوتا عطا کیا۔ اور ان سب کو ہم نے شرفِ نبوت سے سرفراز کیا۔

۵۰ اور انہیں اپنے ہاں سے زندگی کی تمام نعمتیں عطا کیں۔ اور ان کی زبانوں سے ایسی صدائیں بلند کرائیں جو صداقتوں اور رفعتوں کی علمبردار تھیں۔ (اور جن کی بدولت خود ان کا نام بھی دنیا میں روشن اور بلند ہے)۔

۵۱ (اسی طرح' اے رسول!) تو اس کتاب (قرآن) میں' موسیٰؑ کی سرگذشت بیان کر

وَنَادَيْنَاهُ مِن جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ مِن رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾
وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ
وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَرَفَعْنَاهُ
مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ
وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا
وَبُكِيًّا ۩ ﴿۵۸﴾

وہ بڑا مخلص انسان، اور ہمارا فرستادہ نبی تھا۔

۵۲ اور ہم نے اُسے کوہ طور کی دائیں جانب سے پکارا، اور وحی کے سربستہ راز بتانے کے لئے اپنے قریب کر لیا۔

۵۳ اور اسے اپنی عنایت سے ہارونؑ جیسا بھائی عطا فرمایا جو خود بھی نبی تھا۔

۵۴ (اسی طرح) قرآن میں، اسمٰعیلؑ کی سرگذشت بیان کر (جو سلسلۂ بنی اسرائیل سے الگ، دوسری شاخِ ابراھیمی کا مورث تھا)۔ وہ اپنے قول کا سچّا اور ہمارا بھیجا ہوا نبی تھا۔

۵۵ وہ اپنے ساتھیوں کو صلوٰۃ اور زکوٰۃ کی تلقین کرتا تھا (کہ یہی نظام خداوندی کے ستون ہیں)۔ اور وہ اپنے نشو و نما دینے والے کے قوانین سے یکسر ہم آہنگ تھا۔

۵۶ (اسی طرح، اے رسول!) تو قرآن میں ادریسؑ کی سرگذشت بیان کر۔ وہ بھی بڑا سچّا نبی تھا۔

۵۷ اور ہم نے اسے بہت بلند مرتبہ عطا کیا تھا (۴/۵۸)۔

۵۸ یہ سب زمرۂ انبیاء میں شامل ہیں۔ انہیں خدا نے اپنی نعمتوں سے نوازا تھا۔ یہ سب نسلِ آدم سے (یعنی انسان) تھے۔ اور اُن لوگوں کی نسل سے جنہیں ہم نے نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار کرایا تھا۔ اور ابراھیمؑ اور اسرائیل (یعنی یعقوبؑ) کی نسل سے۔ انہیں ہم نے صحیح راہ نمائی عطا کی تھی اور (منصب نبوت کے لئے) چن لیا تھا۔ ان کی کیفیت یہ تھی کہ جب ان کے سامنے قوانینِ خداوندی آتے تو وہ، دِل کے پورے گداز کے ساتھ (علیٰ وجہ البصیرت ۲۵/۷۳) ان کے سامنے جُھک جاتے۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ
وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿٦٠﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ
اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿٦١﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ
مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ
نَسِيًّا ﴿٦٤﴾

۵۹ (یہ لوگ تو ان خصوصیات کے حامل تھے۔ لیکن) ان کے بعد ایسے ناخلف اُن کے جانشین ہوئے کہ انہوں نے نظامِ صلوٰۃ کو ضائع کر دیا یعنی (قوانین خداوندی کے اتباع کے بجائے) اپنے اپنے مفاد اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے۔ (اب ان کے لئے پھر ایک موقعہ آیا ہے۔ اگر انہوں نے اسے بھی کھو دیا تو یہ بہت جلد اپنی) ہلاکت کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ لیں گے۔

۶۰ لیکن ان میں سے جو لوگ، اپنی غلط روش سے ہٹ کر اِس ضابطۂ خداوندی پر ایمان لے آئیں گے اور اس کے بتلائے ہوئے صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوں گے جس سے انسانیت کے بگڑے ہوئے کام سنور جائیں گے، تو وہ اِس دنیا میں بھی جنتی معاشرہ میں داخل ہو جائیں گے اور بعد کی زندگی میں بھی۔ اور ان کے اعمال کے بدلے میں ذرا بھی کمی نہیں کی جائے گی۔

۶۱ اِس دنیا کا جنتی معاشرہ (اس پروگرام کے ابتدائی مراحل ہیں) نگاہوں سے اوجھل ہوتا ہے (۲/۳) اور جہاں تک اُخروی جنّت کا تعلق ہے، وہ اِس دنیاوی زندگی میں سامنے آ نہیں سکتی۔ لیکن اس بات کا وعدہ خدائے رحمٰن نے کر رکھا ہے (کہ ایمان و اعمال صالحہ کا لازمی نتیجہ، دنیا اور آخرت، دونوں میں، جنتی زندگی ہے) اور خدا کے وعدے کے متعلق تو یوں سمجھئے جیسے وہ وقوع میں آ ہی گیا۔ یعنی ایسا یقینی کہ اس کے واقع ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

۶۲ اس معاشرہ میں کوئی ناشائستہ بات۔ کسی قسم کا بے مقصد شور و شغب یا بے نتیجہ ہنگامہ آرائی نہیں ہوگی۔ اس میں ہر بات، انسانی ذات کی تکمیل کا ذریعہ اور انسانیت کے لئے موجب امن و سلامتی ہوگی۔ اور ہر ایک کو سامان نشوونما مسلسل اور متواتر ملتا رہے گا۔

۶۳ یہ ہے وہ جنت جس کا وارث، ہم اپنے بندوں میں سے، اُسے بناتے ہیں، جو ہمارے قوانین کی نگہداشت کر کے، زندگی کی تباہیوں سے بچ جائے۔

۶۴ (اس قسم کے لوگوں پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے جو ان تک، ان کے اعمال کے نتائج کی

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا
مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ
لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى
الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾

خوشخبریاں پہنچاتے ہیں۔ (۱۶/۱۷)۔ اور ان سے کہتے ہیں کہ) ہم تمہارے نشوونما دینے والے کے حکم کے مطابق نازل ہوتے ہیں۔ جو کچھ ہمارے سامنے ہے۔ اور جو کچھ ہم نے پیچھے چھوڑا ہے۔ اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (یعنی ماضی۔ حال اور مستقبل میں، جو کچھ تم نے کیا ہے، سب نوشتۂ خداوندی میں محفوظ ہے)۔ اس میں کسی قسم کی فروگذاشت کا امکان نہیں۔

٦٥ (اے رسول! یہ اُس خدا کا قانونِ مکافات ہے جو) کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کا، اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، سب کا نشوونما دینے والا ہے۔ اسی کو حق پہنچتا ہے کہ اس کی محکومیت اختیار کی جائے) لہٰذا تو بھی اس کی محکومیت اختیار کر اور اس پر ثبات اور استقامت سے جما رہ۔ کیا تیرے علم میں کوئی اور بھی ہے جو اُس جیسا ہو؟ (قطعاً نہیں۔ اس کا مثیل و نظیر کوئی نہیں)۔

٦٦ (ذرا اس پر غور کرو کہ قانونِ مکافات سے جی چرانے والا) انسان یہ کہتا ہے کہ کیا جب میں مرجاؤں گا تو پھر دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا؟

٦٧ کیا اُسے یہ بات یاد نہیں رہتی کہ ہم اُسے، اس سے قبل پیدا کر چکے ہیں درآنحالیکہ وہ کچھ بھی نہیں تھا۔ (سوچو خدا، انسان کو عدم سے وجود میں لاسکتا ہے، اس کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہ اسے، اس کی طبیعی موت کے بعد حیاتِ نو عطا کر دے!)۔

٦٨ (حیاتِ آخرت سے انکار، درحقیقت، خدا کے قانونِ مکافاتِ عمل سے انکار پر مبنی ہوتا ہے۔ اِس سے اِن لوگوں کے دل میں یہ زعمِ باطل پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم جو جی میں آئے کرتے رہیں، ہم پر گرفت کرنے والا کوئی نہیں۔ سو اے رسول! تو ان لوگوں سے کہدے کہ مرنے کے بعد کی زندگی کا عذاب تو ایکطرف، تم اِسی دنیا میں دیکھ لوگے کہ خدا کے قانونِ مکافات کی گرفت کیسی سخت ہوتی ہے)۔ ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ ہم انہیں اور ان کے بانی سرغنوں کو گھیر کر (جنگ کے میدانوں میں) اکٹھا کریں گے اور انہیں گھٹنوں کے بل جھکائے ہوئے ذلت و خواری کے جہنم کے گرد لا کھڑا کریں گے (۸/۳۶)۔ (اسکے بعد انکی یہی حالت اُخروی زندگی میں بھی ہوگی)۔

٦٩ پھر ان کی مختلف پارٹیوں کے سرغنوں کو، جو خدائے رحمٰن کے نظام کی مخالفت میں سب سے

ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ۝٧٠ وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝٧١
ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۝٧٢ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا
لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ۝٧٣ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا
وَرِئْيًا ۝٧٤ قُلْ مَن كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا
السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا ۝٧٥

زیادہ متشدد تھے، باقیوں سے الگ کر لیا جائے گا۔

۷۰ ہم خوب جانتے ہیں کہ ان میں سے کون کون، عذابِ جہنم کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

۷۱ (لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ جہنم میں صرف ان کے سرغنے ہی جائیں گے۔ ان سے کہدو کہ) تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اس کے عذاب سے بچ جائے گا۔ (یہ سب مجرم ہیں، اس لئے ان سب کو وہاں ہانک کر لایا جائے گا۔ ۱۹/۸۶ ; ۲۱/۹۹)۔ یہ بات، تیرے نشوونما دینے والے کے قانونِ مکافات کی رُو سے طے پا چکی ہے۔

۷۲ البتہ متقیوں کو اس سے محفوظ رکھا جائے گا۔ (وہ اس سے اتنی دور رہیں گے کہ اس کی آواز تک بھی ان کے کانوں میں نہیں آئے گی۔ ۲۱/۱۰۱)۔ اور وہ لوگ جو اس وقت قوانینِ خداوندی سے سرکشی برت رہے ہیں، اس میں ذلت و خواری کی زندگی بسر کریں گے۔ (اِس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی)۔

۷۳ ان کی حالت یہ ہے کہ جب ان کے سامنے قرآنی احکام و قوانین پیش کئے جاتے ہیں تو یہ جماعتِ مومنین سے کہتے ہیں کہ تم یہ بتاؤ کہ ہم دونوں پارٹیوں میں سے کونسی ایسی ہے جس کی پوزیشن اعلیٰ اور جس کی محفل زیادہ آراستہ پیراستہ ہے۔ (بس اسی سے سمجھ لو کہ کون صحیح راستے پر ہے اور کون غلط راہ پر)۔

۷۴ (اس میں شبہ نہیں کہ نظامِ خداوندی کے قیام کے ابتدائی مراحل میں جماعتِ مومنین کی حالت کمزور ہے اور مخالفین کے پاس دولت و ثروت زیادہ ہے۔ لیکن انہیں اس کا علم نہیں کہ) ہم ان سے پہلے کتنی قوموں کو تباہ کر چکے ہیں جو ان سے کہیں بہتر ساز و سامان رکھتی تھیں اور انکی نمود و نمائش بھی ان سے کہیں زیادہ تھی۔

۷۵ ان سے کہدو کہ (یہ ٹھیک ہے کہ اِس وقت تمہارے پاس قوت اور دولت زیادہ ہے، لیکن

وَيَزِيدُ اللّٰهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ اَفَرَءَيْتَ
الَّذِي كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ۭ
سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُولُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾

خدا کا قانون یہ ہے کہ) جو لوگ غلط راستہ اختیار کرتے ہیں (انہیں فوراً انہیں پکڑ لیا جاتا)۔ انہیں مہلت دی جاتی ہے، حتیٰ کہ وہ اس تباہی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں جس کی بابت ان سے کہا جاتا تھا ——— پہلے ہلکی سی سزا (تاکہ وہ اپنی روش سے باز آجائیں۔ اور اگر وہ اس پر بھی باز نہ آئیں تو) پھر انقلاب کا ہلاکت انگیز عذاب۔

(اسی قانون کے مطابق یہ مخالفین بھی) عنقریب جان لیں گے کہ کس کی پوزیشن بدتر ہے اور کس کا جتھہ کمزور!

۷۶ (ان کے برعکس) جو لوگ صحیح روشِ زندگی اختیار کرتے ہیں، خدا کا قانونِ ہدایت ان پر (فلاح وکامرانی کی) راہیں اور کشادہ کئے چلا جاتا ہے۔ (اس حقیقت کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھو کہ) ناقابلِ تغیر اور باقی رہنے والا سامانِ حیات وہی ہے جس سے، خدا کے قانونِ ربوبیت کے مطابق، انسانی صلاحیتوں کی نشوونما ہوتی ہے۔ اس نظام کے قیام و استحکام میں جو کچھ صرف کیا جاتا ہے یہ اس کا بہترین بدلہ ہوتا ہے، اور انجام کار یہی سب سے زیادہ نفع بخش ثابت ہوتا ہے۔ (اس لئے انسان کی نگاہ، مفاد عاجلہ کی بجائے، ہمیشہ کاروبارِ حیات کے انجام کی منفعت پر رہنی چاہیئے)۔

۷۷ اس اصولِ زندگی سے انکار کرنے والے کو (جب مفاد عاجلہ حاصل ہو جاتے ہیں تو وہ) اس فریب میں مبتلا رہتا ہے کہ اسے مال و دولت بھی فراواں ملتا رہے گا اور اس کی اولاد (اور جتھہ) کی بھی کثرت ہوگی اور اس کی یہ حالت ہمیشہ ایسے ہی رہے گی)۔

۷۸ (اس سے پوچھو کہ) کیا اُسے، اس باب میں کہیں سے غیب کا علم حاصل ہو گیا ہے یا اس نے خدائے رحمٰن سے کوئی اقرار نامہ لکھوا رکھا ہے۔

۷۹ (یاد رکھو!) یہ جو کچھ کہتا، یا سمجھتا ہے بالکل غلط ہے۔ ہم اس کی ایک ایک بات کو لکھتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس وقت، اس کی مہلت کی رسّی کو دراز کئے جا رہے ہیں۔

۸۰ (جب یہ مہلت کا وقفہ ختم ہو جائے گا تو یہ دیکھ لے گا کہ جس مال اور اولاد کے زعم پر یہ اس طرح بڑھ چڑھ کر باتیں کر رہا ہے) اس کے ہم ہی وارث ہوں گے۔ اور وہ ہمارے سامنے بالکل تنہا آئے گا۔ (یعنی اس کی تمام اضافی چیزیں موت کے ساتھ ختم ہو جائیں گی اور جیسا کچھ وہ اعمال کی بدولت

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ ع ١٧
اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ
الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ
اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿٨٩﴾

بن چکا ہے' وہ ہمارے سامنے آجائے گا۔ جو کچھ اس کا ہے' پیچھے رہ جائے گا۔ اور جو کچھ وہ خود ہے' اگلی دنیا میں آجائے گا۔ (۱۹/۹۵ ; ۶/۹۵)۔

۸۱ اور ان لوگوں نے 'خدا کے سوا' اوروں کو بھی صاحب اقتدار تسلیم کر رکھا ہے تاکہ وہ ان کے لئے تقویت کا موجب بنیں۔

۸۲ (ان سے کہدو کہ ان کا یہ خیال بھی خام ہے)۔ جن کی یہ (اس خیال سے) محکومیت اختیار کئے ہیں' وقت آنے پر' وہ ان کی اطاعت گزاری ہی سے انکار کر دیں گے اور (ان کے لئے موجب تقویت ہونے کے بجائے 'الٹے') ان کے مخالف ہو جائیں گے۔

۸۳ اصل یہ ہے کہ ان کی مفاد پرستیوں کے جذبات' اور ان کے سرغنے' ان کے اعصاب پر بری طرح سوار ہو چکے ہیں' اور انہیں' اس نظامِ حق و صداقت کی مخالفت پر اُکساتے رہتے ہیں۔

۸۴ (سو ان کی تباہی میں جو دیر ہو رہی ہے' تو) اس باب میں تو جلدی نہ کر۔ یہ صرف اس لئے ہے کہ ہم (اپنے قانون مُہلت کے مطابق) ان کے دن گن رہے ہیں۔

۸۵ (وہ وقت عنقریب آنے والا ہے) جب ہم متقیوں کو' اپنے ہاں' عزت و رِفعت' اور حصول عطایا و نوازشات کے لئے' نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ جمع کریں گے۔

۸۶ اور مجرمین کو اس طرح جہنم کی طرف ہنکائیں گے' جس طرح پیاسے جانوروں کو گھاٹ کی طرف ہنکایا جاتا ہے۔ (ہنکایا کیا جاتا ہے' ان کی تپشِ دروں انہیں خود کشاں کشاں اس کی طرف لے جاتی ہے!)۔

۸۷ اس دن کوئی کسی کے ساتھ کھڑا نہیں ہوگا' سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے' اپنے آپ کو' خدائے رحمٰن کے قانون کے سررشتہ سے باندھ رکھا ہے (اور اس طرح' ایک دوسرے کے رفیق و یاور بن گئے ہیں)۔

۸۸ ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ خدائے رحمٰن نے (مسیحؑ ابن مریم کو) اپنا بیٹا بنا رکھا ہے (اور وہ ہمارے گناہوں کو بخشوا دے گا)۔

۸۹ (ان سے کہو کہ) یہ کس قدر خطرناک بات ہے جو تم نے گھڑ رکھی ہے!

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾
وَمَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾
لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾

---

۹۰ ایسی خطرناک بات کہ جس سے آسمان پھٹ پڑے۔ زمین کا سینہ شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر دھما کے سے گر پڑیں! (۴۲/۵)۔

۹۱ ذرا غور تو کرو کہ یہ کہتے کیا ہیں؟ یہ کہتے ہیں کہ خدا کا ایک بیٹا بھی ہے (الامان، والحفیظ)۔

۹۲ یہ بات ہرگز ہرگز خدا کے شایانِ شان نہیں کہ وہ اپنے لئے بیٹا بنائے۔

۹۳ (اسے اپنی امداد کے لئے کسی کو بیٹا بنانے کی ضرورت کیا ہے جبکہ اس کے اقتدار کا عالم یہ ہے کہ) کائنات کی کوئی شے ایسی نہیں واس کی غلامی کا طوق اپنی گردن میں ڈالے اسکے حضور سر جھکائے کھڑی نہ ہو۔

۹۴ اس کے محیطِ کُل اقتدار نے ہر شے کو گھیر رکھا ہے۔ (کوئی شے اس کے حیطۂ اقتدار سے باہر نہیں رہ سکتی)۔ اور اس کے قانونِ مکافات نے ایک ایک کا شمار کر رکھا ہے۔

۹۵ (جیساکہ ۱۹/۹۵ میں کہا جا چکا ہے۔ اعمال کے ظہورِ نتائج کے وقت' سب اُس کے سامنے تن تنہا آئیں گے (کوئی کسی کے ساتھ نہیں ہوگا۔ اور ہر ایک اپنے اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہوگا۔ (انسان کی ذات کی انفرادیت کا تو تقاضا ہی یہ ہے کہ نہ کوئی کسی دوسرے کے اعمال کی سزا بھگتے۔ نہ کسی کے اعمال کسی اور کے کام آسکیں۔ نہ ہی کوئی اضافی شے اس کا ساتھ دے سکے۔ ۹۵/۶)

۹۶ (اے رسول!) جو لوگ ہمارے قوانین کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں اور ان کے مطابق' صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہیں۔ (اس وقت تو یہ عالم ہے کہ ساری دُنیا اُن کی مخالفت پر تلی بیٹھی ہے) لیکن وہ وقت دُور نہیں جب خدائے رحمٰن لوگوں کے دلوں میں' ان کے لئے محبت و جاذبیت پیدا کر دے گا۔ (اور وہ فوج در فوج' اِن کی طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ ۱۱۰/۲)۔

۹۷ (یہ سب اِس قرآن پر عمل کرنے سے ہوگا جسے) ہم نے تیری زبان میں (سمجھنے کے لئے) بڑا آسان کر دیا ہے۔ تو اس کے ذریعے' جماعتِ مومنین کو ان کے حسنِ عمل کے خوشگوار نتائج کی

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُم مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿٩٨﴾

٦ ع ١٦ ٩

بشارت دیدے، اور جو لوگ سچائی کے مقابلہ میں ہٹ اور ضد پر اڑے ہوئے ہیں، انہیں، ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کردے۔

۹۸ (اور ان سے کہدے کہ) ان سے پہلے، ہمارے قانون مکافات کے مطابق، کتنی قومیں تباہ و برباد ہو چکی ہیں۔ کیا ان میں سے تمہیں کوئی بھی دکھائی دیتی ہے؟ یا ان کی بھنک تک بھی تمہارے کان میں پڑتی ہے؟

(اگر تم نے بھی اس نظام کو قبول نہ کیا اور اپنی غلط روش پر اڑے رہے، تو جو حشر اُن کا ہوا تھا، وہی تمہارا ہوگا)۔

سورۃ طٰہٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

طٰہٰ ۝۱ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی ۝۲ اِلَّا تَذۡکِرَۃً لِّمَنۡ یَّخۡشٰی ۝۳ تَنۡزِیۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَ السَّمٰوٰتِ
الۡعُلٰی ۝۴ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَی الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰی ۝۵ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَہُمَا وَ مَا تَحۡتَ الثَّرٰی ۝۶

---

۱ اے مخاطب (رسول!)

۲ ہم نے یہ قرآن تجھ پر اس لئے نہیں اتارا کہ تجھ پر زندگی بارگراں بن جائے اور تو سعادتوں سے محروم رہ جائے۔ (یہ تو زندگی کی کامرانیاں اور خوشگواریاں عطا کرنے کا ضابطہ ہے۔ (۲۰/۱۱۸ : ۲۰/۱۲۴–۱۲۳) اس انقلابی پروگرام کے ابتدائی مراحل ضرور دشوار گزار ہیں لیکن اس کے بعد کامیابی تمہارے ہی حصے میں آئے گی۔ ۹۴/۱)۔

۳ اس کے نازل کرنے سے مقصد یہ ہے کہ جو شخص ڈرتا ہو کہ وہ کہیں زندگی کی شادابیوں سے محروم نہ رہ جائے یہ اس کے لئے اقبال مندیوں اور سرفرازیوں کا موجب بنے۔

۴ یہ اس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے کائنات کی پستیوں اور بلند ترین پہنائیوں کو پیدا کیا ہے (اور ان میں اس کا قانون اس حسن و خوبی سے کارفرما ہے)۔

۵ وہ خدا جس کے قبضۂ قدرت میں کائنات کا پورا کنٹرول ہے —— بلند ترین پہنائیوں سے
۶ لے کر پست ترین گہرائیوں تک —— اور یہ تمام محیر العقول کارگہ اس کے مقرر کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے مصروف تگ و تاز ہے۔

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۞ ۷ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۞ ۸ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ
مُوْسٰى ۞ ۹ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ
هُدًى ۞ ۱۰ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۞ ۱۱ اِنِّيْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۞ ۱۲

(اور یہ سارا کنٹرول اس لئے ہے کہ ہر شے کو سامان نشو و نما ملتا رہے (½) اور ہر عمل کا صحیح صحیح نتیجہ مرتب ہوتا رہے (۴۵/۲۲)۔

۷ (جب اس کے قانونِ مکافات کی کارفرمائی کا یہ عالم ہے کہ یہ تمام سلسلۂ کائنات اسی کیلئے سرگرمِ عمل ہے' تو اس کے نزدیک یکساں ہے کہ) تو کوئی بات پکار کر کہے (یا چپکے سے)۔ وہ تو تمہارے ہر بھید' بلکہ بھید سے بھی زیادہ مخفی شے (نیت اور ارادہ) تک سے بھی واقف ہے۔

۸ حقیقت یہ ہے کہ کائنات میں تمام اقتدار اور اختیار اسی کا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور صاحبِ اقتدار ہستی نہیں۔ اس کی تمام صفات (جو قرآن میں مذکور ہیں) انتہائی حسن توازن کے ساتھ' اس کی ذات کے مختلف پرتو ہیں۔

۹ (اس حقیقت کبریٰ کو جاننے کے لئے کہ' خدا کے ضابطۂ قوانین پر عمل پیرا ہونے سے کس طرح' ابتدائی دشوار گزار مراحل کے بعد' بالآخر کامیابیاں اور کامرانیاں نصیب ہو جاتی ہیں') تمہیں موسیٰؑ کی سرگزشت اپنے سامنے رکھنی چاہیئے۔

۱۰ (اس داستان کا آغاز ہم اس مقام سے کرتے ہیں) جب اس نے (دور سے) آگ دیکھی تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے۔ تم یہاں ٹھیرو میں جاتا ہوں۔ ممکن ہے میں وہاں سے تمہارے لئے ایک انگارا لے آؤں۔ یا (کم از کم) الاؤ پر کوئی ایسا آدمی مل جائے جو ہمیں (اس اندھیری رات میں) راستے کا پتہ نشان بتا سکے۔

(تنہا عقل انسانی' وحی کی مدد کے بغیر' اس طرح' قیاسات سے نشانِ راہ تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہے)۔

۱۱ جب موسیٰؑ آگ کے قریب پہنچا تو ایک آواز آئی کہ' اے موسیٰؑ!

۱۲ میں تیرا نشو و نما دینے والا ہوں۔ تو اب اس مقام تک آ پہنچا ہے جہاں تیرے لئے عقل کے تجرباتی اور قیاسی طریق سے نتائج تک پہنچنے کی طول طویل مسافتیں لپیٹ دی گئی ہیں' اور اس کی جگہ وحی کا مقدس راستہ کھول دیا گیا ہے جہاں حقائق از خود منکشف ہو کر سامنے آجاتے ہیں۔ لہذا' تو اب' اس لمبے سفر کے ساز و سامان کو الگ رکھ کر' اطمینان سے بیٹھ جا۔

وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ﴿۱۳﴾ إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَوٰةَ لِذِكْرِي ﴿۱۴﴾
إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ
فَتَرْدَىٰ ﴿۱۶﴾ وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ ﴿۱۷﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ

وہ دور ختم ہوگیا۔ (۷۹/۱۶)۔

۱۳ میں نے تجھے ایک عظیم مقصد کے لئے منتخب کیا ہے۔ سو جو بات تجھے اس وحی کے ذریعہ بتائی جاتی ہے اُسے دل کے کانوں سے سُن۔ (۲۰/۱۳–۱۴)

۱۴ اس وحی کا اوّلیں پیغام یہ ہے کہ خدا میں ہی ہوں۔ میرے سوا کائنات میں کسی کا اقتدار و اختیار نہیں۔ اس لئے تو صرف میری محکومیت اختیار کر۔ اور میرے قانون اور نظام کو غالب کرنے کے لئے صلوٰۃ کا نظام قائم کر۔

۱۵ (اس حقیقت کو یاد رکھ کہ تیرے ہاتھوں ایک) انقلاب عظیم رونما ہونے والا ہے۔ ہمارا پروگرام یہ ہے کہ وہ انقلاب' جو اس وقت تک ظاہر بیں نگاہوں سے پوشیدہ تھا' اب نکھر کر سامنے آجائے۔ یہ انقلاب اس لئے آئے گا تاکہ ہر شخص کو اس کی محنت کا پورا پورا بدلہ مل سکے (اور سلب و نہب کا جو فرعونی۔ قارونی اور ہامانی معاشرہ جس میں حالت یہ ہے کہ محنت کوئی کرتا ہے اور اس کا ماحصل کوئی لے جاتا ہے' الٹ کر رکھ دیا جائے۔ یہ انقلاب "نظام صلوٰۃ قائم کرنے سے" آئے گا)۔

۱۶ اس کے لئے ایک بات کو اچھی طرح سمجھ رکھو۔ جو لوگ اس آنے والے انقلاب کے واقع ہونے پر یقین نہ رکھیں اور اپنی مفاد پرستیوں کے پیچھے لگے رہیں (انہیں اپنے ساتھ نہ رکھنا۔ ورنہ) وہ تمہارے راستے میں سنگ گراں بن کر حائل ہوجائیں گے' اور اپنے ساتھ' تیری تباہی کا بھی موجب بن جائیں گے (یہ انقلاب انہی لوگوں کے ہاتھوں رونما ہوگا جو اس پر دل سے یقین رکھیں اور اپنی انفرادی مفاد پرستیوں کے خیال سے بالاتر ہوجائیں)۔

۱۷ (چنانچہ اس کے بعد موسیٰؑ کو' اس انقلابی پروگرام کے سلسلہ میں ہدایات و احکام دیئے گئے۔ ان میں فریق مقابل کو روشن دلائل و براہین سے قائل کرنے کی ہدایات بھی تھیں' اور مقابلہ کے وقت' قوت اور سخت گیری سے کام لینے کے احکام بھی۔ جب یہ احکام دیئے جاچکے تو ندائے غیب نے کہا کہ اے موسیٰؑ! تم ان احکام و ہدایات پر' قوت اور برکت' ہر دو نقاطِ نگاہ سے غور کرو اور بتاؤ کہ تم انہیں کیسا پاتے ہو؟

۱۸ موسیٰؑ نے عرض کیا۔ بارِالٰہا! یہ احکام کیا ہیں' میرے لئے تو سفرِ زندگی میں بہت بڑا

اُخْرٰی ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا یٰمُوْسٰی ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَ لَا تَخَفْ سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا
الْاُوْلٰی ﴿۲۱﴾ وَ اضْمُمْ یَدَكَ اِلٰی جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ اٰیَةً اُخْرٰی ﴿۲۲﴾ لِنُرِیَكَ مِنْ اٰیٰتِنَا الْكُبْرٰی ﴿۲۳﴾
اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ﴿۲۴﴾

(۱ ع ۲۴ ۱۰)

سہارا ہیں۔ میں اب انہی کے آسرے سے چلوں گا اور ہر مشکل مقام پر انہیں مضبوطی سے تھامے رکھوں گا تاکہ میرا قدم کہیں نہ پھسلے۔ انہی کے ذریعے اب میں اپنے ریوڑ کو (یعنی بنی اسرائیل کو' جن کا گڈریا بنا کر تو مجھے بھیج رہا ہے) جھنجوڑوں گا اور اس طرح ان کے جمود و تعطل کو مبدّل بہ حرکت و عمل کر دوں گا۔ ان کے علاوہ' زندگی کے دیگر معاملات کے متعلق' جو میرے سامنے آئیں گے' ان سے بصیرت و راہ نمائی حاصل کروں گا[1]۔

۱۹ حکم ہوا کہ تم نے ٹھیک سمجھا ہے۔ اب تم انہیں لوگوں کے سامنے پیش کرو۔

۲۰ اس کے بعد جب موسٰیؑ نے اس مہم پر غور کیا جس کے لئے اسے مامور کیا جا رہا تھا تو اسے اندازہ ہوا کہ ان احکام کا لوگوں کے سامنے پیش کرنا' آسان کام نہیں۔ اس نے ایسا محسوس کیا کہ وہ ضابطۂ احکام نہیں' ایک اژدھا ہے جو بڑی تیزی سے دوڑ رہا ہے (۲۶/۳۳—۳۲ ؛ ۷/۱۰۸—۱۰۷ ؛ ۲۸/۳۲)۔

۲۱ خدا نے موسٰیؑ کو اطمینان دلایا اور کہا کہ اس خیال سے مت گھبراؤ۔ ان احکام کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ ان کے متعلق جو بات تم نے پہلے کہی تھی (کہ ان سے فلاں فلاں منفعت بخش کام لوں گا)، ہم انہیں ایسا ہی بنا دیں گے۔ (یہ اژدھا کی طرح ہلاکت آفریں ثابت ہوں گے' باطل کے لئے۔ لیکن تمہارے اور تمہاری قوم کے لئے سہارا بن جائیں گے)۔

۲۲ اس مہم میں تو بالکل پریشان نہ ہو' بلکہ نہایت اطمینان و سکون' اور کامل دلجمعی سے اپنی دعوت کو واضح اور روشن دلائل کے ساتھ پیش کرتا چلا جا۔ تو تمام مشکلات سے محفوظ و مصئون باہر نکل آئے گا۔ تیری یہ کامیابی' تیری دعوت کی دوسری نشانی ہو گی (پہلی نشانی' دشمن کی تباہی۔ اور دوسری نشانی' تمہاری جماعت کا تمکن اور سرفرازی)۔

۲۳ یہ احکام تجھے اس لئے دیئے گئے ہیں کہ تجھے دکھا دیں کہ ان کے ذریعے کتنا بڑا انقلاب عظیم رونما ہو جاتا ہے۔ (۲۰/۴۹)۔

۲۴ اب تم فرعون کی طرف جاؤ۔ وہ اپنے ظلم و استبداد میں بہت ہی زیادہ آگے بڑھ چکا ہے۔ اس کی سرکشی حدود فراموش ہو گئی ہے۔

---

[1] آیات نمبر ۱۸ تا نمبر ۲۲ میں الفاظ کے مجازی معانی لئے گئے ہیں۔ جو قارئین حقیقی معانی کو ترجیح دینا چاہیں وہ ان کے معانی کسی ترجمۂ قرآن میں دیکھ لیں۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿۲۸﴾ وَاجْعَل
لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ﴿۲۹﴾ هَارُونَ أَخِي ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ﴿۳۱﴾ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ﴿۳۲﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ﴿۳۳﴾
وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ﴿۳۴﴾ إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ﴿۳۷﴾
إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ﴿۳۸﴾

---

۲۵ (جب موسٰیؑ نے یہ سنا کہ اسے کس مقصدِ عظیم کے لئے چنا گیا ہے اور اس کی ٹکر کن کن قوتوں کے ساتھ ہونے والی ہے تو) اس نے عرض کیا کہ اے میرے نشو ونما دینے والے! (یہ مہم بڑی سخت ہے۔ اسکے لئے تو) میرے سینے میں وسعت اور کشاد عطا کر دے (کہ بڑی سے بڑی مشکل بھی مجھے پریشان نہ کر سکے۔ ۹۴/۱)۔

۲۶ اور جو جو دشواریاں میری راہ میں آئیں' انہیں مجھ پر آسان کر دے۔ (۹۴/۵)

۲۷ اور میری زبان میں ایسی طاقت اور روانی پیدا کر دے (کہ میں تیرے پیغامات کو بطریقِ احسن فریقِ مقابل تک پہنچا سکوں)۔

۲۸ اور میری بات ان کی سمجھ میں آجائے۔ (اور سیدھی ان کے دل تک اتر جائے)۔

۲۹ (چونکہ یہ مہم بڑی سخت ہے اس لئے) میرے اہل خاندان میں سے 'میرے بھائی' ہارونؑ کو
۳۲ میرے ساتھ کر دے تاکہ وہ میرا بوجھ بٹائے۔ اس کی مدد سے میری قوت مستحکم ہو جائے گی۔ وہ اس عظیم مہم میں میرا شریک کار رہے گا۔

۳۳ یوں ہم دونوں مل کر تیرے تفویض کردہ پروگرام کی تکمیل میں بہت زیادہ سرگرمِ عمل رہیں گے
۳۴ اور تیرے قانون اور نظام کو غالب بنا دینے کے لئے' بیش از بیش قدم اٹھا سکیں گے۔

۳۵ تو ہم دونوں کے حالات سے اچھی طرح باخبر ہے (اور جانتا ہے کہ ہم دونوں مل کر کس طرح اس مہم کو سر کریں گے)۔

۳۶ ارشاد ہوا کہ اے موسٰیؑ! ہم نے تیری مانگ پوری کر دی۔ تیری درخواست منظور ہو گئی۔ (اب تو اس پروگرام پر جم کر کھڑا ہو جا اور کسی کی بات کی طرف دھیان مت دے۔ ۹/۱۱۰)۔

۳۷ (یہ سن کر موسٰیؑ کا سرِ نیاز' اظہارِ تشکر کے لئے جھک گیا' اور اس نے کہا کہ بارالہا! یہ تیرا بہت بڑا احسان ہے جو مجھ پر کیا گیا ہے۔ اس پر بارگاہ خداوندی سے ارشاد ہوا کہ اے موسٰیؑ!) تم پر ہمارا یہ احسان کچھ پہلی مرتبہ نہیں ہوا۔ اس کا سلسلہ بہت پہلے سے شروع ہوا تھا۔

۳۸ جب ہم نے (تمہاری پیدائش کے ساتھ ہی) تمہاری ماں کی طرف (اپنے ایک بندے

اَنِ اقۡذِفِيۡهِ فِى التَّابُوۡتِ فَاقۡذِفِيۡهِ فِى الۡيَمِّ فَلۡيُلۡقِهِ الۡيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاۡخُذۡهُ عَدُوٌّ لِّىۡ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ‌ؕ وَاَلۡقَيۡتُ
عَلَيۡكَ مَحَبَّةً مِّنِّىۡ ۚ وَلِتُصۡنَعَ عَلٰى عَيۡنِىۡ ۘ ﴿۳۹﴾ اِذۡ تَمۡشِىۡۤ اُخۡتُكَ فَتَقُوۡلُ هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰى مَنۡ يَّكۡفُلُهٗ ؕ فَرَجَعۡنٰكَ
اِلٰٓى اُمِّكَ كَىۡ تَقَرَّ عَيۡنُهَا وَلَا تَحۡزَنَ ؕ وَقَتَلۡتَ نَفۡسًا فَنَجَّيۡنٰكَ مِنَ الۡغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوۡنًا ؕ فَلَبِثۡتَ سِنِيۡنَ
فِىۡۤ اَهۡلِ مَدۡيَنَ ۙ ثُمَّ جِئۡتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوۡسٰى ﴿۴۰﴾ وَاصۡطَنَعۡتُكَ لِنَفۡسِىۡ ﴿۴۱﴾

کی معرفت) یہ حکم بھیجا تھا کہ

۳۹ وہ اپنے بچے کو صندوق میں ڈال دے۔ اور پھر اس صندوق کو دریا میں بہا دے۔ دریا کی لہریں اسے کنارے پر لگا دیں گی جہاں سے اسے وہ شخص لے جائے گا جو میرے احکام و قوانین کا بھی دشمن ہے اور خود اس بچے کا بھی دشمن۔

(اس طرح اے موسیٰ! تو فرعون کے محلات میں جا پہنچا۔ اور) ہم نے اپنی عنایت سے تجھے ایسا بنا دیا تھا کہ سب لوگ تجھ سے محبت کریں۔ یہ تمام انتظام اس لئے کیا گیا تھا کہ ہم چاہتے تھے کہ تمہاری پرورش و تربیت، ہماری زیرِ نگرانی (شاہی محلات میں) ہو (تاکہ تو ان رموزِ مملکت و سیاست سے اچھی طرح واقف ہو جائے، جن کا تجھے آخر الامر مقابلہ کرنا تھا)۔

۴۰ (تو جب وہاں پہنچ گیا تو فرعون کے گھر والوں کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ تمہاری رضاعت (دودھ پلانے) کا کیا انتظام کیا جائے۔ اُس وقت) تمہاری بہن وہاں سے گزری تو اس نے ان سے کہا کہ کیا میں تمہیں ایسی عورت کا پتہ بتاؤں جو اس کی پرورش کر سکے گی؟ (یہ عورت خود تمہاری والدہ تھی)۔ اس طرح ہم نے تجھے پھر تمہاری والدہ کی گود میں پہنچا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ (بیٹے کی جدائی کی وجہ سے) غمگین نہ ہو۔

(اس کے بعد تو بڑا ہوا تو) تو نے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ لیکن ہم نے تجھے اس معاملہ کی پریشانی سے بھی نجات دلائی۔ (پھر تجھے محلات سے نکال کر سخت اور درشت زندگی کی کٹھالیوں میں ڈالا (تاکہ تو کندن بنتا چلا جائے)۔ اسی طرح تو کئی برس تک مدین میں چرواہا بن کر رہا۔

اس قدر مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد، کہیں جا کر، تو ہمارے پیمانے پر پورا اترا

۴۱ اس طرح ہم نے، اے موسیٰ! تجھے اپنے ایک خاص کام کے لئے بنایا اور تیار کیا ہے۔ (یہ نہیں کہ تو بکریاں چراتے چراتے، اتفاق سے آگ لینے کے لئے اِدھر آنکلا اور ہم نے تیرے سر پر

اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿۴۲﴾ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا
لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ
اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿۴۶﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ
مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿۴۷﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۴۸﴾ قَالَ

تاج نبوت رکھ دیا!)۔

۴۲ سواب تم اور تمہارا بھائی' دونوں ہمارے قوانین کو لے کر' فرعون کی طرف جاؤ۔ اور دیکھنا! میرے پروگرام کے مطابق عمل کرنے میں ذرا بھی سستی نہ کرنا۔

۴۳ (اس کے بعد موسیٰؑ اس مہم کے لئے روانہ ہو گیا' اور جب اس کا بھائی' ہارونؑ' بھی اس کے ساتھ آملا' تو انہی ہدایات کا پھر اعادہ ہوا اور ان سے کہا گیا کہ) تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ۔ وہ اپنے ظلم و ستم میں حد سے زیادہ آگے بڑھ گیا ہے۔ اس کی سرکشی کی کوئی انتہا نہیں رہی

۴۴ جب اس کی طرف جاؤ تو اس سے نرمی سے بات کرنا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس طرح نصیحت پکڑ لے' یا اپنی سرکشی کے عواقب سے ڈر جائے۔

۴۵ ان دونوں نے کہا کہ اے ہمارے نشو و نما دینے والے! ہمیں ڈر ہے کہ فرعون ہماری مخالفت میں پیش دستی نہ کرے۔ یا سرکشی سے پیش نہ آئے۔

۴۶ خدا نے کہا کہ تم مت گھبراؤ۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں سب کچھ سنتا ہوں' سب کچھ دیکھتا ہوں۔ (اس لئے وہ تمہارا بال تک بیکا نہیں کر سکے گا)۔

۴۷ تم اس کے پاس بے دھڑک جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ اس کا پیغام یہ ہے کہ تم بنی اسرائیل پر اس قدر سختیاں نہ کرو بلکہ انہیں ہمارے ساتھ بھیج دو۔ اگر تم اس راستے پر چلو گے جو خدا کا بتایا ہوا ہے' تو تمہارے لئے سلامتی ہوگی — سلامتی ہوتی ہی اس کے لئے ہے جو خدا کے بتلائے ہوئے راستے پر چلے۔

۴۸ لیکن اگر تم پیغامِ خداوندی کو جھٹلاؤ گے اور اس سے سرتابی اختیار کرو گے' تو پھر تباہی اور بربادی کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

اب تم خود سوچ سمجھ کر فیصلہ کر لو کہ تم کون راستہ اختیار کرنا چاہتے ہو۔

۴۹ (چنانچہ یہ دونوں بھائی' فرعون کے پاس پہنچے اور اس تک خدا کا یہ پیغام پہنچایا۔ اس پر

فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى (۵۱)
قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴿۵۲﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ
فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿۵۳﴾

فرعون نے کہا کہ اے موسیٰؑ! پہلے یہ بتاؤ کہ (جس رب کی طرف سے تم یہ پیغام لائے ہو) تمہارا وہ رب ہے کون؟ (تم جانتے ہو کہ ہر قبیلہ اور ہر قوم کا رب ــــ دیوتا ــــ الگ الگ ہوتا ہے۔ تمہارا رب کونسا ہے؟)۔

۵۰ موسیٰؑ نے کہا کہ ہمارا رب، کسی خاص گروہ یا قوم کا رب نہیں۔ ہمارا رب وہ ہے جو ہر شے کو پیدا کرتا ہے اور پھر اسے وہ راستہ بتا دیتا ہے (جس پر چل کر وہ اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ سکتی ہے۔ انسانوں تک یہ راہ نمائی وحی کے ذریعے آتی ہے، جسے لے کر ہم تمہارے پاس آئے ہیں)۔

۵۱ (جب فرعون نے دیکھا کہ اس سوال کے جواب میں موسیٰؑ پر گرفت کی گنجائش نہیں نکل سکی تو اس نے بحث کا رخ بدلا اور خاص "حکمتِ فرعونی" سے کام لینا چاہا۔ اس کے گرد و پیش، امراء و وزراء بیٹھے تھے۔ وہ، اور ان کے آباء واجداد مشرک تھے، اور موسیٰؑ کے معیار کے مطابق، جہنم کے سزاوار۔ اس لئے) اس نے موسیٰؑ سے کہا کہ یہ بتاؤ کہ جو لوگ پچھلے زمانے میں گزر چکے ہیں (یعنی ہمارے اسلاف) ان کا کیا حشر ہوگا (کیونکہ وہ تو تمہارے خدا پر ایمان نہیں رکھتے تھے)۔

۵۲ (اس نے یہ سوال اس نیت سے کیا تھا کہ جب اس کے جواب میں موسیٰؑ کہے گا کہ وہ سب جہنم میں جائیں گے تو اس کے اہل دربار مشتعل ہو جائیں گے اور یوں بنی اسرائیل کی آزادی کا مسئلہ مذہبی جذبات کے سیلاب میں بہ جائے گا۔ لیکن اسے معلوم نہیں تھا کہ اس کا سابقہ کس سے پڑا ہے!)۔ موسیٰؑ نے کہا کہ اس بات کا مجھے کچھ علم نہیں (کہ وہ لوگ کس حال میں ہیں)۔ اس کا علم میرے پروردگار کے نوشتے میں ہے۔ اس لئے ان کے معاملہ کا فیصلہ، خدا کے نوشتے کے مطابق ہو جائے گا)۔ وہ خدا ایسا نہیں کہ کھویا جائے۔ یا بھول میں پڑ جائے۔ (اس لئے ان کا فیصلہ ٹھیک ٹھیک ان کے اعمال کے مطابق ہو جائے گا۔ تم اپنے پہلے سوال کا جواب سنو کہ جس رب نے ہمیں تمہاری طرف بھیجا ہے، وہ رب کیسا ہے؟)۔

۵۳ وہ رب وہ ہے جس نے تم سب کے لئے اس وسیع و عریض زمین میں سامانِ پرورش جمع کر دیا، اور تمہاری نقل و حرکت کے لئے راستے بنا دیئے۔ وہ رب جو بادلوں سے مینہہ برساتا ہے اور اس کی آبپاشی سے انواع و اقسام کی نباتات پیدا کر دیتا ہے۔

۲ ع ۳۰ ۱۱

كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۵۴﴾ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ
تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾
فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ
مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾

---

۵۴ تاکہ تم خود بھی کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو بھی کھلاؤ۔ اس تمام نظامِ فطرت میں صاحبانِ عقل و بصیرت کے لئے اس حقیقتِ کبریٰ کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں کہ کائنات میں پروردگاری صرف خدا کی ذات کے لئے ہے۔ (لہٰذا کسی فرعون کا یہ کہنا کہ "اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى"۔ میں تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں۔ ۷۹/۲۴ - یہ زمین۔ یہ دریا۔ یہ ملک سب میری ملکیت ہیں۔ ۴۳/۵۱ - اس لئے تم میرے محتاج اور محکوم ہو"۔ بے بنیاد دعویٰ اور حماقت پر مبنی تصور ہے)۔

۵۵ اس پروردگارِ حقیقی نے تم سب کو اس زمین (بے جان مادہ) سے پیدا کیا ہے۔ پھر وہ (تمہارے بے جان مادی جسم کو) اسی میں لوٹا دیتا ہے لیکن اس کے بعد تمہیں حیاتِ نو عطا کر کے اس سے اٹھا کھڑا کریگا۔ (لہٰذا انسانوں میں آقا اور بندہ۔ حاکم اور محکوم کی تفریق کیسی؟۔ آقا اور حاکم صرف خدا ہے۔ سب انسان آپس میں برابر اور اُس کے محکوم ہیں)۔

(کیا اب تم سمجھ گئے ہو کہ وہ خدا کونسا ہے جس کا پیغام لے کر ہم تمہاری طرف آئے ہیں؟)۔

۵۶ (اب فرعون واقعی سمجھ گیا کہ موسیٰؑ کا پیغام کیا ہے اور وہ ملک میں کس قسم کا انقلاب لانا چاہتا ہے)۔ موسیٰؑ نے خدا کے احکام و قوانین نہایت وضاحت سے اس کے سامنے پیش کر دیئے۔ اسے دکھایا کہ وہ کس قدر حق و صداقت پر مبنی ہیں۔ لیکن اس نے ان کی تکذیب کی اور انہیں ماننے سے انکار کر دیا۔

۵۷ اس نے موسیٰؑ سے کہا کہ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ اپنے باطل مذہب اور نگاہ فریب دلائل کے زور سے، ہمیں ہماری مملکت سے نکال باہر کرے؟

۵۸ اگر یہی بات ہے تو ہم تیری اس سحر طرازیوں کا جواب، سحر طرازیوں سے دیں گے۔ (اسکا جواب ہمارے مذہبی پیشوا دیں گے)، سو تو ہمارے اور اپنے درمیان مقابلہ کے لئے ایک دن مقرر کر لے۔ اس کی خلاف ورزی نہ ہم کریں، نہ تم کرو۔ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ مقابلہ برابر کی سطح پر ہو گا۔

۵۹ موسیٰؑ نے کہا کہ بہت اچھا۔ تمہارے مقابلہ کے لئے جشن کا دن مقرر ہوا۔ دن چڑھے

فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ
بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ
يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا
صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾

لوگوں کو اکٹھا ہو جانا چاہیئے۔

۶۰ اس فیصلہ کے بعد فرعون نے ان کی طرف سے توجہ ہٹالی۔ اپنی تمام تدابیر کو یک جا جمع کیا' اور مقررہ وقت پر' مقابلہ کے لئے آگیا۔

۶۱ (جو مذہبی پیشوا موسیٰؑ کے مقابلہ کے لئے بلائے گئے تھے' موسیٰؑ نے انہیں مخاطب کر کے کہا کہ یاد رکھو! تم تباہ ہو جاؤ گے۔ تم خدا کے خلاف افترا پردازی مت کرو۔ اپنی طرف سے مذہب تراش کر' اسے اُس کی طرف منسوب مت کرو۔ یاد رکھو! خدا کا قانون یہ ہے کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں' وہ خاسر و نامراد رہتے ہیں۔ وہ انہیں جڑ بنیاد سے اکھیڑ دیا کرتا ہے۔

۶۲ (اس تقریر کا اثر یہ ہوا کہ) ان مذہبی پیشواؤں نے آپس میں ردو کد شروع کر دی اور باہم سرگوشیاں کرنے لگ گئے۔ (عوام پر بھی اس کا بُرا اثر پڑا)۔

۶۳ (فرعون کے درباریوں نے جب مجمع کی یہ حالت دیکھی تو انہیں خطرہ لاحق ہو گیا) انہوں نے لوگوں سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ دونوں بھائی (موسیٰؑ اور ہارونؑ) کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟ یہ باطل مذہب کے پیشوا ہیں[1] اور ان کا ارادہ یہ ہے کہ اپنی فریب کاریوں سے اپنا تسلط جما لیں اور تمہیں تمہاری مملکت سے نکال باہر کریں۔ اور تمہارے مذہب و مسلک کو' جو اس قدر اعلیٰ درجہ کا ہے' تباہ کر کے رکھ دیں۔ اور اس طرح تمہارے ارباب حکومت اور پیشوایان طریقت کا تمام شرف و اقتدار چھین کر لے جائیں۔

۶۴ (پھر انہوں نے اپنے مذہبی مناظروں کو خصوصیت سے مخاطب کر کے کہا کہ اپنے باہمی اختلافات کو چھوڑ کر' اس مشترکہ دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے' اپنی تمام ہنرمندیوں اور تدابیر کو یکجا

---

[1] یہ ان الفاظ کا مجازی مفہوم ہے۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے' جو قارئین حقیقی معانی کو ترجیح دینا چاہیں وہ ان الفاظ کے معانی کسی باترجمہ قرآن کریم کے نسخے سے دیکھ لیں۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ
عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿۶۷﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ
اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۸﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ
حَيْثُ اَتٰى ﴿۶۹﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿۷۰﴾

کرلو اور پھر پرا باندھ کر ان کے مقابلہ کے لئے ڈٹ جاؤ۔ یاد رکھو! یہ معرکہ بڑا فیصلہ کن ہے۔ جو آج بازی لے جائے گا' وہی کامیاب ہوگا۔ (۱۱۳ – ۱۱۱ ؛ ۷۹/۱۱)۔

۶۵ انہوں نے موسٰیؑ سے کہا کہ کیا (مناظرہ کے لئے) تم پہل کرو گے یا جو کچھ ہم نے کہنا ہے' پہلے کہہ ڈالیں۔

۶۶ موسٰیؑ نے کہا کہ تم ہی پہل کرو اور (اپنے دعاوی کی تائید میں) جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے پیش کرو۔ چنانچہ انہوں نے (حبل اللہ۔ دین خداوندی) کے مقابلہ میں اپنا مذہب (حبل) اور موسٰیؑ کے دعاوی کی تردید میں اپنے دعاوی پیش کئے۔ ان کا انداز بیان اس قدر سحر انگیز تھا کہ موسٰیؑ کو خیال پیدا ہوا کہ کہیں ان کے دلائل (محض لفاظی کے زور پر) مؤثر نہ ہو جائیں اور اس طرح وہ کامیاب نہ ہو جائیں۔

۶۷ اس احساس سے موسٰیؑ اپنے جی میں گھبرایا۔ (۷/۱۱۶)۔

۶۸ تو ہم نے اسے (تسلی دی اور) کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ تم ان پر ضرور غالب آجاؤ گے۔

۶۹ انہوں نے جو دلائل پیش کئے ہیں وہ سب فریب انگیز ہیں۔ اور فریب دہی کبھی کامیاب نہیں ہوا کرتی' خواہ وہ کسی کی طرف سے بھی کیوں نہ ہو۔ (یہ بات کہ ان مذہبی پیشواؤں کے ساتھ حکومت کی تائید بھی شامل ہے' عوام کو مرعوب کر سکتی ہے' لیکن تمہارے دلائل کے سامنے ان کی پیش نہیں جا سکتی) اس لئے تم ان قوانین خداوندی کو' جنہیں تم نے باعث یمن و سعادت پایا تھا (۲۷/۱۲) روشن دلائل کے ساتھ پیش کرو۔

۷۰ چنانچہ جب موسٰیؑ نے اپنے دلائل پیش کئے تو وہی ہوا جو خدا نے کہا تھا۔ فرعون کے مذہبی

---

۱۵ یہ ان الفاظ کا مجازی مفہوم ہے۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے۔ جو قارئین حقیقی معانی کو ترجیح دینا چاہیں وہ ان الفاظ کے معانی کسی با ترجمہ قرآن کریم کے نسخے سے دیکھ لیں۔

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ
خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿٧١﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى
مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ اِنَّآ
اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿٧٣﴾

پیشواؤں نے اعترافِ عجز کرلیا اور بے اختیار پکار اٹھے کہ ہم موسٰےؑ اور ہارونؑ کے پروردگار پر ایمان لاتے ہیں۔

٧١ اس پر فرعون (مارے غصے کے لال پیلا ہو گیا اور ان سے گرج کر کہا کہ ہیں!) تم میرے حکم کے بغیر رب موسٰےؑ و ہارونؑ پر ایمان لے آئے ہو؟ (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ موسٰےؑ) تمہارا پیر و مرشد ہے جس سے تم نے یہ سب فریب انگیزیاں سیکھی تھیں (اور یہ جو کچھ ہو رہا تھا' سب تمہاری ملی بھگت تھی۔ تم دیکھو میں تمہیں کیسی عبرت انگیز سزا دیتا ہوں)۔ میں تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے کٹواؤں گا (یا تمہیں الٹی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈلواؤں گا) اور تمہیں کھجوروں کے تنوں کے ساتھ لٹکا کر سولی دی جائے گی۔ اور اس طرح تم دیکھ لوگے کہ ہم دونوں (فرعون اور موسٰےؑ) میں سے کون زیادہ سخت اور دیرپا عذاب دے سکتا ہے۔

٧٢ (انہوں نے اس گرج کو نہایت اطمینان کے ساتھ سنا اور دل کے پورے سکون سے کہا کہ) جو حقیقت' دلائل و براہین کی رو سے ہم پر منکشف ہو چکی ہے' نہ ہم اس پر اپنی باطل پرستی کو ترجیح دے سکتے ہیں' اور نہ ہی ہم اُس خدا سے منہ موڑ کر جس نے ہمیں پیدا کیا ہے' تمہارا حکم مان سکتے ہیں۔ تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے کر گزر۔ تیرا فیصلہ بہر حال' ہماری اِسی دنیا کی زندگی سے متعلق ہو سکتا ہے۔ (اس سے زیادہ تیری دسترس میں ہے ہی کیا؟ سو اِس زندگی کی ہم پرواہ نہیں کرتے' کیونکہ زندگی یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ آگے بھی چلتی ہے۔ اور اُس زندگی پر تمہیں کوئی اختیار نہیں)۔

٧٣ ہم اپنے نشو و نما دینے والے پر ایمان لا چکے۔ اُس سے ہماری دعا یہ ہے کہ وہ ہماری سابقہ غلطیوں کے مہلک اثرات سے ہماری حفاظت کرے — بالخصوص باطل پرستی کی اس خطا کارانہ روش کے اثرات سے جس پر چلنے کے لئے تم نے ہمیں مجبور کر رکھا تھا۔ (ہم اب دیکھ چکے ہیں کہ) خدا کا قانون ہی بہترین اور باقی رہنے والے نتائج کا حامل ہے۔

٧٤ (اگر تو ہمیں' مجرم سمجھتا ہے تو اس کی بھی ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔ پرواہ اس بات کی

إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ ۖ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿٧٤﴾ وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ
فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ﴿٧٥﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ
مَنْ تَزَكَّىٰ ﴿٧٦﴾ وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ (۳ ع ۲۲ ۱۳)
دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ﴿٧٧﴾

کرنی چاہیئے کہ انسان خدا کے حضور مجرم کی حیثیت سے نہ جائے اس لئے کہ) جو شخص وہاں مجرم بن کر جائے گا، اس کے لئے جہنم کا وہ الم انگیز عذاب ہوگا جس سے انسان نہ زندوں میں شمار ہوگا، نہ مردوں میں۔ (۱۴/۱۷ ; ۸۷/۱۳)۔

۷۵ (اس کے برعکس) جو لوگ، ایمان اور اعمالِ صالح کی متاعِ گراں بہا لے کر اس کے حضور جائیں گے تو یہی لوگ ہیں جن کے لئے بلند مدارج ہوں گے۔

۷۶ ان کے رہنے کے لئے ایسے باغات ہوں گے جن کی شادابیوں میں کبھی کمی نہیں آئے گی۔ یہ اس کا صلہ ہے جس نے اپنی ذات کی نشوونما کرلی۔

۷۷ (اس کے بعد موسیٰؑ اپنی قوم ـــــ بنی اسرائیل ـــ کی تعلیم و تربیت میں لگے رہے۔ پھر ہم نے وقتِ مقررہ پر) موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں کو لے کر راتوں رات مصر سے نکل جا، اور انہیں سمندر کے اُس حصے سے پار لے جا جہاں پانی خشک ہوچکا ہے[1]۔ اس طرح نہ تجھے تعاقب کرنے والوں کی گرفت کا خدشہ ہوگا، اور نہ ہی غرق ہوجانے کا اندیشہ۔ (۲۶/۶۳ ; ۴۴/۲۴)۔

---

[1] یہودیوں کی طرف سے حال ہی میں تورات کا جو نیا انگریزی ترجمہ شائع ہوا ہے، اس میں کہا گیا ہے کہ دورِ حاضر کی تحقیق کی رو سے معلوم ہوا ہے کہ بنی اسرائیل نے بحیرۂ قلزم کو عبور نہیں کیا تھا بلکہ حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کو اُس مقام سے پار لے گئے تھے جو دلدل بن چکا تھا اور جہاں سرکنڈا اُگ رہا تھا۔ اسی نسبت سے اُسے (SEA OF REEDS) کہتے تھے۔ یہ مقام موجودہ نہر سویز کے قریب واقع تھا۔

(Announcement made by Mr. Lisser Zussman, Executive Director of the Jewish Publications Society of America - Daily Telegraph, --September 1962).

فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ﴿۷۹﴾
يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ قَدْ أَنجَيْنَاكُم مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوَاعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ﴿۸۰﴾
كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي ۖ وَمَن يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ
هَوَىٰ ﴿۸۱﴾ وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ﴿۸۲﴾ وَمَا أَعْجَلَكَ عَن قَوْمِكَ يَا مُوسَىٰ ﴿۸۳﴾
قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ ﴿۸۴﴾

---

۷۸ (جب موسیٰؑ اپنی قوم کے ساتھ مصر سے نکل گیا تو) فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ اس کا تعاقب کیا۔ لیکن سمندر کے پانی کا ریلا ان پر چھا گیا اور انہیں غرق کر دیا۔

۷۹ اور اس طرح فرعون اپنی قوم کو لے ڈوبا اور اس نے ان کی راہ نمائی سلامتی کے راستے کی طرف نہ کی (حالانکہ موسیٰؑ نے خدا کی یہ راہ نمائی اس کے سامنے واضح طور پر پیش کر دی تھی)

۸۰ اے قوم بنی اسرائیل! ہم نے اس طرح تمہیں، تمہارے دشمن سے نجات دلائی تھی اور طور کی دائیں جانب (موسیٰؑ پر وہ وحی کی تھی جس میں) تمہارے لئے مستقبل کی کامرانیوں کے وعدے تھے۔ نیز تمہارے لئے صحرائے سینا میں "من و سلویٰ" مہیا کر دیا ($\frac{۲}{۵۷}$)۔

۸۱ اور تم سے کہہ دیا کہ جو خوشگوار چیزیں تمہیں دی جا رہی ہیں، انہیں کھاؤ پیو۔ لیکن اس باب میں حدود شکنی مت کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو (خدا کے قانونِ مکافات کی رُو سے) تم پر ہلاکت انگیز عذاب آ جائے گا —— یاد رکھو! جس قوم پر وہ عذاب آ جائے، وہ ذلت کی پستیوں میں گر جایا کرتی ہے۔

۸۲ ان پستیوں سے نکلنے کا طریق یہ ہوتا ہے کہ وہ قوم اپنی غلط روش کو چھوڑ کر پھر خدا کے متعین کردہ صحیح راستے کی طرف آ جائے، اور ایسے کام کرے جن سے اس کے اپنے، اور انسانیت کے بگڑے ہوئے معاملات سنور جائیں —— اور اس کے بعد، اس راستہ پر قائم رہے، تو اس کی سابقہ لغزشوں کے تباہ کن نتائج سے، اُس کی حفاظت ہو جاتی ہے۔

۸۳ اور (اس داستان کے اس حصے کو بھی یاد کرو) جب ایک دفعہ موسیٰؑ (طور پر حاضر ہوا تو ہم نے کہا کہ) تو اپنی قوم کو چھوڑ کر یہاں جلدی سے کیوں چلا آیا۔ (ابھی کچھ وقت اور ان کی تربیت کرنی چاہیئے تھی)۔

۸۴ اس نے کہا کہ وہ میرے پیچھے، میرے نقش قدم پر ٹھیک چل رہی ہے (اس لئے میری اس

قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ (٨٥) فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا ۚ قَالَ
يَا قَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُمْ أَنْ يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِنْ
رَبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُمْ مَوْعِدِي (٨٦) قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَٰكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ
فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَٰلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ (٨٧) فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَٰذَا إِلَٰهُكُمْ وَإِلَٰهُ مُوسَىٰ
فَنَسِيَ (٨٨) أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا (٨٩) ع ٤ ١٣

عارضی غیر حاضری سے کچھ ہرج نہیں ہوگا۔ میں جلدی اس لئے چلا آیا کہ (تجھ سے مزید احکام حاصل کر کے) ان کے مطابق عمل پیرا ہوں (اور یہ پروگرام جلد از جلد تکمیل تک پہنچ جائے)۔

٨٥ خدا نے کہا کہ (تو نے تو یہ اندازہ کیا' لیکن ہوا یہ ہے کہ) تیرے پیچھے تیری قوم ایک مصیبت میں پھنس گئی ہے اور سامری نے اسے گمراہ کر دیا ہے۔

٨٦ موسٰےؑ (نے یہ سنا تو) افسوس کرتا ہوا اور غصے سے بھرا ہوا اپنی قوم کی طرف لوٹا اور ان سے کہا (کہ یہ تم نے کیا گل کھلا دیا؟) کیا تمہارے نشو و نما دینے والے نے تم سے زندگی کی خوشگواریوں کے وعدے نہیں کئے تھے؟ پھر کیا ان وعدوں کے پورا ہونے میں کوئی لمبا عرصہ لگ گیا تھا (جو تم اپنے خدا سے ناامید ہو گئے اور اس کی جگہ اور معبود تراش لیا!) یا کیا تم نے جان بوجھ کر تہیہ کر لیا ہے کہ تم پر خدا کا غضب نازل ہو کر رہے' اس لئے تم نے مجھ سے یوں عہد شکنی کی!

٨٧ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنی مرضی سے عہد شکنی نہیں کی (بلکہ معاملہ دوسرا پیش آگیا۔ مصری قوم کی دیکھا دیکھی) ہم نے زیب و زینت کے جو زیورات وغیرہ پہن رکھے تھے (وہ شہری زندگی تک تو ٹھیک تھے' لیکن اس صحرائی زندگی میں' جہاں دن رات کا سفر درپیش رہتا ہے اور بود و ماند بڑی سخت ہے) وہ زیورات ہم پر مفت کا بوجھ بن رہے تھے۔ چنانچہ ہم نے اس بار دوش کو اتار پھینکا۔ یہ خیال ہمارے دل میں سامری نے ڈالا تھا۔

٨٨ سامری نے (ان زیورات کو لیا اور انہیں گلا کر) ایک بچھڑا سا بنا دیا۔ وہ تھا تو محض ایک بے جان دھڑ' لیکن سامری نے اُسے ایسا بنایا کہ اس میں سے (جیتے جاگتے) بچھڑے کی سی آواز نکلتی تھی۔ لوگ اسے دیکھ کر پکار اٹھے کہ یہ ہمارا بھی معبود ہے' اور موسٰےؑ کا بھی۔ لیکن یہ (سامری) اس بات کو بھول گیا (کہ موسٰےؑ آکر کیا کہے گا)۔

٨٩ (لیکن ان کے یہ عذرات لغو تھے۔ اگر سامری نے بچھڑا بنا ہی دیا تھا تو کیا انہیں نظر نہیں

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا
اَمْرِيْ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿٩١﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ
ضَلُّوْٓا ﴿٩٢﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿٩٣﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ
اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ
بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿٩٦﴾

آتا تھا کہ (بچھڑے میں سے آواز تو نکلتی ہے لیکن) وہ ان کی کسی بات کا جواب نہیں دے سکتا- اور نہ ہی ان کے لئے کسی نفع یا نقصان کی قدرت رکھتا ہے-

۹۰ علاوہ ازیں ہارونؑ نے انہیں پہلے ہی کہدیا تھا کہ لوگو! یہ شخص تمہیں سخت گمراہی میں ڈال رہا ہے- (تمہارا رب یہ بچھڑا نہیں) وہ خدائے رحمٰن ہے- لہذا تم (اس گمراہ کرنے والے کی بات مت سنو) میرے پیچھے پیچھے چلتے رہو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اس کی اطاعت کرو-

۹۱ لیکن انہوں نے اُسے صاف جواب دیدیا تھا کہ ہم اس کی پرستش سے باز نہیں آئیں گے- جب موسٰیؑ واپس آئے گا (تو اس وقت دیکھا جائے گا کہ وہ کیا کہتا ہے)-

۹۲ موسٰیؑ نے (اب روئے سخن ہارونؑ کی طرف پھیرا اور) اس سے کہا کہ جب تو نے دیکھا تھا
۹۳ کہ قوم یوں گمراہ ہو رہی ہے تو تو نے انہیں (سختی سے) روکا کیوں نہیں؟ تو نے وہی کچھ کیوں نہ کیا جو ایسے وقت میں' میں کیا کرتا ہوں؟ وہ کونسا امر تھا جو تجھے ایسا کرنے سے مانع ہوا؟ یا تو نے بھی دیدہ و دانستہ مجھ سے سرکشی برتی؟

۹۴ ہارونؑ نے موسٰیؑ سے کہا کہ اے میرے بھائی! تو مجھ پر اس طرح خفا نہ ہو اور مجھے ہدفِ ملامت نہ بنا (بے آ)- میں نے انہیں سختی سے اس لئے نہیں روکا کہ مجھے ڈر تھا کہ تو آکر یہ نہ کہے کہ تو نے قوم میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا کچھ پاس نہ کیا- (میں نے قوم کی اس عارضی جہالت کو گوارا کر لیا' لیکن اسے تفرقہ سے بچا لیا- اس پر موسٰیؑ ہارونؑ کی طرف سے مطمئن ہو گیا)-

۹۵ پھر وہ سامری کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہا کہ تجھ پر ایسی کیا بنی تھی کہ تو نے یہ کچھ کر دیا؟

۹۶ اس نے کہا کہ (میں جب اِدھر تمہاری قوم کی طرف آیا ہوں تو) میں نے وہ کچھ بھانپ لیا تھا جو ان کے حیطۂ تصور میں بھی نہیں آسکتا تھا- میں نے تمہارے پیغامِ رسالت کو کماحقہ اختیا

قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهُ وَانْظُرْ إِلٰى إِلٰهِكَ
الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ إِنَّمَا إِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ
وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۹۹﴾ مَنْ
أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾ خٰلِدِينَ فِيهِ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾

نہیں کیا تھا۔ اس میں سے بس تھوڑا سا حصہ لیا تھا اور محض اپنے مقاصد کی خاطر تمہارے پیروؤں میں شامل ہو گیا تھا۔ تمہاری عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے) میرے دل نے یہ نقشہ میرے سامنے پیش کر دیا جو مجھے بڑا دلکش نظر آیا۔ چنانچہ میں نے تمہاری تعلیم کا وہ تھوڑا سا حصہ بھی' جسے میں نے اختیار کیا تھا' الگ کر دیا (اور تمہاری قوم کو پھر بت پرستی کی طرف لے آیا)۔

۹۷ موسیٰؑ نے اس سے کہا کہ یہاں سے نکل جا۔ تیرے لئے عمر بھر کی سزا یہ ہے کہ تجھ سے تمام معاشرتی تعلقات منقطع کر لئے جائیں۔ اور (اگر کوئی ناواقف' بھولے سے تیرے قریب آجائے تو) تو اس سے کہدے کہ مجھے نہ چھونا۔ (میں وہی راندۂ درگاہ سامری ہوں!)۔ بس تیرے لئے یہ ایک ایسا فیصلہ ہے جس سے تو کبھی بچ نہیں سکے گا۔

اور دیکھ! تیرے گھڑے ہوئے "خدا" کا اب کیا حشر ہوتا ہے جس کی پرستش پر تو اس طرح جم کر بیٹھا تھا۔ ہم اسے رگڑ کر ریت بنا دیں گے اور پھر اسے جلا کر سمندر میں بہا دیں گے (تاکہ یہ لوگ دیکھ لیں کہ یہ بت کس قدر بے بس تھا)۔

۹۸ (پھر موسیٰؑ بنی اسرائیل کی طرف مخاطب ہوا اور ان سے کہا کہ یاد رکھو!) تمہارا اِلٰہ صرف وہ خدا ہے جس کے سوا کائنات میں کسی کا اقتدار و اختیار نہیں۔ اسی کا علم ہر شے کو محیط ہے۔ (کوئی شے اس کے احاطہ سے باہر نہیں)۔

۹۹ (اے رسول!) اس طرح ہم' گزری ہوئی سرگزشتوں میں سے بعض باتیں تجھ سے بیان کر دیتے ہیں۔ (ان تاریخی نوشتوں کے علاوہ) ہم نے تجھے ایک ایسا ضابطۂ قوانین دیا ہے (جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ قوموں کا عروج و زوال کن اصولوں کے مطابق ہوتا ہے)۔

۱۰۰ جو کوئی بھی اس ضابطہ قوانین سے روگردانی کرے گا' وہ' ظہور نتائج کے وقت' اپنی غلط روش کے نتائج کا بوجھ خود اٹھائے گا (کوئی دوسرا نہیں اٹھائے گا)۔

۱۰۱ وہ اسی حالت میں رہے گا ——— اس دن اس کا یہ بوجھ کس قدر برا ثابت ہوگا۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾
نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ (۵ ع ۴۵ ۱۴)
فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّىْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ
يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِىَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾

---

۱۰۲ (اعمال کے نتائج کا ظہور اس دنیا میں بھی سامنے آنا شروع ہو جاتا ہے۔ ان مخالفین کے ساتھ یہی ہوگا) جب جنگ کا بگل بجے گا اور ان مجرمین کو اُن کے اعمال کا بدلہ اس طرح دیا جائے گا کہ مارے دہشت کے ان کی آنکھیں اندھی ہو جائیں گی (۲۰/۱۲۴)

۱۰۳ وہ آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہے ہوں گے (اور ایک دوسرے سے کہہ رہے ہوں گے) کہ ہماری عیش و عشرت کی زندگی (جس کے متعلق ہم سمجھتے تھے کہ ہمیشہ ایسی ہی رہے گی) کس قدر ناپائیدار اور مختصر نکلی۔ بس یونہی ہفتہ عشرہ کے برابر۔ (حیاتِ جاوداں کے مقابلہ میں مفادِ عاجلہ کی مدت ایسی ہی ہوتی ہے۔ (۲۰/۷۵–۲۱ ؛ ۲۸/۷۶)۔

۱۰۴ ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ (اس دہشت اور ہراسانی کے عالم میں) کس کس قسم کی باتیں کریں گے۔ ان میں سے جو سب سے زیادہ سوجھ بوجھ والا ہوگا وہ کہے گا کہ ہفتہ عشرہ بھی کہاں! حیاتِ جاوداں کے مقابلہ میں اُس کی مدت ایک دن سے بھی زیادہ نہ تھی۔ (وہ زندگی کس قدر شعلۂ مستعجل ثابت ہوئی!)۔

۱۰۵ (اس حیرت انگیز انقلاب کی باتیں سُن کر یہ لوگ تم سے تعجب کے ساتھ) پوچھتے ہیں کہ یہ بڑے بڑے اکابرین، جو پہاڑوں کی طرح کھڑے ہیں، (کیا یہ بھی ختم ہو جائیں گے؟) ان سے کہدو کہ میرا نشوونما دینے والا انہیں جڑ بنیاد سے اکھیڑ کر برِکاہ کی مانند اڑا دے گا۔ (۱۸/۴۷ ؛ ۵۶/۵ ؛ ۷۷/۱۰ ؛ ۷۸/۲۰ ؛ ۸۱/۳)۔

۱۰۶ اور یہ ایسے صاف اور ہموار ہو جائیں گے کہ

۱۰۷ تو دیکھے گا کہ نہ ان میں کوئی ٹیڑھ پن باقی رہا ہے، نہ اونچ نیچ۔ (۷/۸۶)۔ (ان سب کے بل نکل جائیں گے اور عیاری و پُرکاری سے پیدا کردہ ناہمواریاں صاف ہو جائیں گی)۔

۱۰۸ اس وقت، سب لوگ، اس کے پیچھے چلیں گے جو آج اس انقلاب کی دعوت دے رہا ہے اور جس کی دعوت میں کسی قسم کا پیچ و خم نہیں (۱۸/۱)۔ اور مخالفت کی تمام آوازیں، خدائے رحمٰن (کے نظام)

ا؎ یہ اور اس کے بعد کا بیان مرنے کے بعد کی زندگی سے بھی متعلق ہو سکتا ہے۔

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا
خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَن
يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا
فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۗ وَلَا تَعْجَلْ

کے سامنے خاموش ہو جائیں گی اور سوائے قدموں کی خاموش آہٹ کے اور کوئی آواز سنائی نہیں دے گی۔

۱۰۹ اس وقت کسی کی رفاقت و معیت کسی کے کام نہیں آئے گی' ہاں مگر اس کی جو خدائے رحمٰن کے قانون کے مطابق پسندیدہ بات کرے۔

۱۱۰ (یہ سب کچھ اسی طرح واقع ہو کر رہے گا' اس لئے کہ) خدا کا قانونِ مکافات جانتا ہے' کہ یہ لوگ کیا کچھ کر چکے ہیں' اور اسکے عواقب (جو ان کے پیچھے چلے آ رہے ہیں' اور جو اپنے وقت پر نمودار ہو جائیں گے) کیا ہیں۔ یہ بات (اِس وقت) ان کے حیطۂ ادراک میں بھی نہیں آسکتی (کہ یہ کیسے ہوگا)۔

۱۱۱ خدائے حیّ و قیوم کے (اس زندگی بخش) نظام میں تمام افراد کی مضمر صلاحیتوں کی نمود ہو جائے گی وہ اس نظام کے استحکام کے لئے بطیب خاطر اٹھ کھڑے ہوں گے اور قوانین خداوندی کی اطاعت دل کے پورے جھکاؤ کے ساتھ کریں گے۔ ان کے برعکس' جو ظلم و زیادتی کرے گا وہ ناکام و نامراد رہے گا۔

۱۱۲ اور جو شخص' خدا کے ضابطہ قوانین کی صداقت کو تسلیم کر کے' صلاحیت بخش کام کرے گا' اُسے نہ کسی ظالم کے ظلم کا خوف ہوگا' اور نہ کسی حق تلفی کرنے والے کی سلب و نہب کا اندیشہ۔

۱۱۳ یہ ہے وہ عظیم مقصد جس کے لئے ہم نے اس قرآن کو' اس قدر واضح انداز میں نازل کیا ہے' اور اس میں' مختلف انداز سے زندگی کی غلط روش کے نتائج و عواقب کو بیان کر دیا ہے' تاکہ لوگ اُس روش سے بچ کر چلیں۔ (تاریخی سرگزشتیں جو اس میں بیان ہوئی ہیں' ان سے) ان کی سمجھنے سوچنے کی صلاحیتیں بیدار ہوں' اور انہیں سرفرازی و سربلندی عطا ہو جائے۔

۱۱۴ اور اس طرح یہ لوگ علیٰ وجہ البصیرت اس حقیقت کا مشاہدہ کر لیں کہ قوانین خداوندی کے ساتھ وابستہ رہنے سے' کس طرح غلبہ و قوت اور بلندی و سرفرازی حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ جس خدا کے قوانین ہیں' وہ شاہنشاہِ حقیقی' بڑی عظمتوں کا مالک ہے۔

قرآنی پروگرام پر عمل کرنے کے سلسلہ میں اے رسول! اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے

بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰۤی اِلَیْكَ وَحْیُهٗ ۫ وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَ لَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤی اٰدَمَ مِنْ
۶ ع ۱۱ ۱۵ قَبْلُ فَنَسِیَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰی ﴿۱۱۶﴾
فَقُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَ لِزَوْجِكَ فَلَا یُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰی ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ
فِیْهَا وَ لَا تَعْرٰی ﴿۱۱۸﴾

کہ جب تک (کسی معاملہ کے متعلق) وحی کی رو سے مکمل ہدایات نہ مل جائیں' اس میں عجلت نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ انتظار کرنا چاہیئے کہ تمہارے علم میں اضافہ ہو جائے (تو پھر قدم اٹھایا جائے۔ ۷۵/۱۶)۔

۱۱۵ (وحی کا علم حاصل کئے بغیر' یا اس کے حصول کے بعد' اسے چھوڑ کر اپنے جذبات کے تابع چلنے سے کس قدر نقصان ہوتا ہے' اسے مختلف مقامات پر قصۂ آدم کے تمثیلی بیان میں واضح کیا جا چکا ہے۔ جیسا کہ اُن مقامات میں بتایا جا چکا ہے' یہ قصہ کسی فرد کی داستان نہیں' بلکہ خود انسان کی سرگزشت ہے جسے تمثیلی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ۳۸ ۲/۳۰ ؛ ۲۵ ۷/۱۱)

ہم نے آدم سے کہہ دیا تھا کہ وحی کی راہ نمائی کو نہ چھوڑنا۔ لیکن اس نے اُسے چھوڑ دیا۔ اصل یہ ہے کہ ہم نے اس میں عزم کی پختگی نہ پائی۔ (یہ انسان کا پہلا کمزور پہلو ہے کہ اس کے عزم میں بالعموم پختگی نہیں ہوتی۔ یہ کمزوری' ایمان سے رفع ہو سکتی ہے)۔

۱۱۶ (یہ' قصہ کے تمثیلی رنگ میں' اس وقت کی بات ہے) جب ہم نے ملائکہ سے کہا تھا کہ آدم کے سامنے جھک جاؤ' تو وہ سب جھک گئے۔ لیکن ابلیس نہ جھکا۔ اس نے اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے سے انکار کر دیا۔ (یعنی فطرت کی قوتیں تو انسان کے سامنے جھک جاتی ہیں لیکن اس کے اپنے سرکش جذبات' ایسا نہیں کرتے۔ یہ بھی اسی صورت میں ممکن ہے کہ انسان اپنے جذبات کو وحی کے تابع رکھے)۔

۱۱۷ ہم نے آدم کو بتایا کہ یہ تیرا اور تیری رفیقہ کا دشمن ہے۔ (یعنی یہ جذبات صرف مرد یا تنہا عورت کے اندر نہیں ہوتے۔ مرد اور عورت دونوں کے اندر ہوتے ہیں) ہم نے کہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں جنتی زندگی سے نکال باہر کرے۔ (اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم زندگی کی ضروریات سے' جو تمہیں اس وقت اس آسانی سے فراواں میسر ہیں' محروم ہو جاؤ گے۔ اور پھر ان کے حصول کے لئے) تم جگر پاش مشقتوں میں پڑ جاؤ گے۔

۱۱۸ اس وقت (جس نہج کی زندگی تم بسر کر رہے ہو' اس میں کیفیت یہ ہے کہ) نہ تمہیں روٹی کی فکر ستاتی ہے۔ نہ کپڑے کی۔

وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ
الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ
الْجَنَّةِ وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا

---

۱۱۹ نہ پیاس کا خوف ہے' نہ سورج کی تپش کا۔ (تمہارے لئے کھانے کو روٹی۔ پینے کو پانی۔ پہننے کو کپڑا اور رہنے کو مکان۔ سب کچھ بلامشقت موجود ہے)۔

(یہ تھا وہ معاشرہ جس میں انسان اپنی ابتدائی زندگی میں رہتا تھا)۔

۱۲۰ (لیکن اس کے بعد انفرادی مفاد پرستیوں نے اس کے دل میں طرح طرح کے خیالات پیدا کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے لئے سب سے بڑا خوف موت کا تھا۔ وہ مرنا نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ شیطان —— اس کے مفاد پرست جذبات۔ نے اس کے اس کمزور پہلو سے فائدہ اٹھایا اور) اس سے کہا کہ کیا میں تجھے ایک ایسے "درخت" کا پتہ نشان بتاؤں جس کا پھل کھانے سے تمہیں حیاتِ جاوید حاصل ہو جائے اور تمہیں ایسی مملکت مل جائے جس پر کبھی زوال نہ آئے۔ (انسان پہلے ہی اس کا متمنی اور متلاشی تھا۔ اس نے کہا کہ اس کا پتہ نشان ضرور بتاؤ۔ اس نے کہا کہ یہ حاصل ہو گی اولاد کے ذریعے۔ وہی تمہاری بقا کا ذریعہ بنے گی۔ اور اسی سے تمہارا نام ہمیشہ کے لئے زندہ رہے گا۔ لہذا' تم نوعِ انسانی کے مفادِ کلی کے خیال کو چھوڑ دو' اور اس کی جگہ صرف اپنی اولاد کے مفاد کو پیش نظر رکھو۔ تمہیں دوسروں کی کیا پڑی ہے)۔

۱۲۱ (انسان اس کے فریب میں آگیا اور نوعِ انسانی کی عالمگیر برادری کی جگہ' نسل پرستی کی تشتت وافتراق کی کشمکش میں الجھ گیا۔ اسے تمثیلی انداز میں یوں سمجھو کہ) آدم اور اس کی بیوی نے اس درخت کا پھل کھا لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے ستر ان پر کھل گئے اور وہ لگے اس باغ کے پتوں سے اپنا جسم ڈھانپنے۔

اس طرح انسان نے اپنے نشوونما دینے والے سے سرکشی اختیار کی۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ اس کی معیشت خراب ہو گئی۔ اس کی روزی درہم برہم ہو گئی۔ اس کی زندگی برباد ہو گئی۔ وہ غلط راستوں پر چل نکلا اور بری طرح بھٹک گیا۔

۱۲۲ (لیکن اس سے انسان ابدی طور پر محروم و نامراد نہیں ہو گیا۔ اس کے لئے صحیح راستہ پر چلنے اور اس طرح زندگی کی خوشگواریاں حاصل کر لینے کے امکانات موجود تھے)۔ چنانچہ آدم سے کہہ دیا کہ
۱۲۳ اب تمہاری معاشرت کا نقشہ کچھ اور ہو جائے گا۔ تم اس حالت سے نیچے گر جاؤ گے اور تمہاری انفرادی

جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾
وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي
أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ ﴿١٢٦﴾ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ
أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِن بِآيَاتِ رَبِّهِ ۚ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَىٰ ﴿١٢٧﴾

مفاد پرستیاں درمیان میں حائل ہو کر تمہیں ایک دوسرے کا دشمن بنا دیں گی۔ لیکن ہماری طرف سے تمہارے پاس، صحیح راستے کی طرف لیجانے والے قوانینِ زندگی آتے رہیں گے۔ جو کوئی ان قوانین کا اتباع کریگا تو نہ اس کی محنت رائگاں جائے گی اور نہ ہی وہ زندگی کی خوشگواریوں سے محروم رہ کر ان جانکاہ مشقتوں میں پڑے گا (جن کا ذکر ۲۰/۱۱۸ میں کیا جا چکا ہے)۔ اس طرح خدا، اپنے الطافِ کریمانہ سے اس کی طرف متوجہ ہوا اور کشاد و سعادت کے راستوں کی طرف اس کی راہ نمائی کر دی — یوں انسان، ہمیشہ کے لئے راندۂ درگاہ ہونے سے بچ گیا۔

۱۲۴ اس کے ساتھ ہی، انسان پر اس حقیقت کو بھی واضح کر دیا کہ جو کوئی میرے قوانین سے اعراض برتیگا تو اس کی معیشت (روزی) تنگ ہو جائے گی۔ اور ہم اسے ظہورِ نتائج (قیامت) کے دن اندھا اٹھائیں گے۔ (زندگی کی روشن راہیں اس کے سامنے تاریک ہوں گی)۔

(اس کی اِس غلط روش کا یہ انجام، اس دنیا میں بھی ہوگا، اور اس کے بعد کی زندگی میں بھی۔ ۱۷/۷۲؛ ۲۰/۱۰۲)۔

۱۲۵ وہ کہے گا کہ اے میرے نشوونما دینے والے! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا۔ میں تو اچھا خاصا دیکھنے والا تھا۔ (۲۲/۴۶)

۱۲۶ اس سے کہا جائے گا کہ یہ اس لئے کہ ہمارے قوانین تمہارے پاس پہنچتے رہے لیکن تم نے انہیں ناقابلِ اعتناء سمجھ کر چھوڑ دیا۔ اس لئے آج تمہیں (زندگی کی روشنی سے) محروم کر دیا گیا ہے اور اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

۱۲۷ جو کوئی بھی اپنے نشوونما دینے والے کے قوانین کی صداقت کو تسلیم نہیں کرتا اور ان سے سرکشی برتتا ہے، اسے، ہمارے قانونِ مکافات کے مطابق، اسی قسم کا بدلہ ملتا ہے۔ (یعنی اِس دنیا میں معیشت کی تنگی اور تباہی اور مستقبل کی زندگی میں اس سے بھی زیادہ شدید اور دیرپا عذاب۔

أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي
النُّهَىٰ ﴿١٢٨﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ
رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ۖ وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ ﴿١٣٠﴾ وَلَا
تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ
وَأَبْقَىٰ ﴿١٣١﴾ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ الْعَاقِبَةُ

---

۱۲۸ (اے رسول! کیا ان مخالفین پر) یہ حقیقت واضح نہیں ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے (اسی قانونِ مکافات کی رُو سے) کتنی قوموں کو تباہ کر دیا (جنہوں نے ہمارے قوانین سے سرکشی اختیار کی تھی) اور جن کی بستیوں میں اب یہ چلتے پھرتے ہیں۔ یقیناً (ان تاریخی شواہد میں) ان لوگوں کے لئے (حقیقت تک پہنچنے کی) نشانیاں ہیں جو عقل و فکر سے کام لیتے ہیں۔

۱۲۹ (حقیقت یہ ہے کہ) اگر تیرے نشو و نما دینے والے کے قانونِ مہلت کے مطابق 'ظہورِ نتائج کا وقت مقرر نہ ہو چکا ہوتا (جس طرح تخم ریزی کے بعد' فصل پکنے کا وقت مقرر ہوتا ہے) تو ہلاکت کا عذاب جس کا فیصلہ ہو چکا ہے' ان کے ساتھ کبھی کا چپک گیا ہوتا۔

۱۳۰ لہٰذا' جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں' اس سے تنگ نہ پڑو۔ نہ ہی حوصلہ ہارو۔ بلکہ اپنے مشن پر نہایت استقلال سے قائم رہو۔ صبح' شام۔ رات کی گھڑیوں میں دن کے اطراف میں۔ (یعنی دن رات' ایک کر کے) نظامِ خداوندی کے قیام میں اس طرح تگ و تاز کرتے رہو کہ وہ' اس کی حمد و ستائش کی زندہ شہادت بن کر' دنیا کے سامنے آجائے۔ اس طرح تیری تمام آرزوئیں پوری ہو جائیں گی۔

۱۳۱ اور جو کچھ ہم نے ان لوگوں کے مختلف طبقات کو' دنیاوی زندگی کی آرائش و آسائش کا سامان عطا کر رکھا ہے' اس کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو (۱۵/۸۸)۔ (اور اس بات کا خیال تک بھی نہ کرو کہ غلط روش پر چلنے والے اس قدر خوش حال ہیں' اور ہم صحیح راستے پر چلنے والے' مشقتیں جھیل رہے ہیں! اصل یہ ہے کہ) یہ زیبائش و آرائش کا سامان ایک کٹھالی ہے جس میں ان لوگوں کو ڈال رکھا ہے (یہ اپنی آگ میں خود ہی جل کر بھسم ہو جائیں گے۔ ۱۸/۷-۸ - اور انجام کار تم دیکھو گے) کہ جو کچھ خدا کے نظامِ ربوبیت کی رُو سے ملتا ہے' اس میں ہر طرح کی خوشگواری ہوتی ہے' اور اُسی کے لئے بقا ہوتی ہے (۱۳/۱۷)۔

۱۳۲ لہٰذا' تو اپنی جماعت کے لوگوں کو اس کی تاکید کرتا رہ کہ وہ فرائض خداوندی کی تکمیل کے لئے ہمیشہ سرگرمِ عمل رہیں۔ اور خود بھی اس پروگرام پر استقامت سے جما رہ۔ ان سے کہدو کہ یہ نظامِ خداوندی

لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّآ
اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ
نَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ ۸ ع ۷ ۱۷

تم سے کھانے کے لئے کچھ نہیں مانگے گا (اگرچہ اس وقت یہی نظر آتا ہے کہ یہ تمہارا سب کچھ لئے جا رہا ہے۔ اس کے برعکس) یہ تمہارے سامانِ زیست کی ساری ذمہ داری اپنے سر لے لیگا۔ اور جو لوگ اس کی نگہداشت کریں گے، انجام کار ہر قسم کی خوشگواریاں انہی کے لئے ہوں گی۔

۱۳۳ اور یہ مخالفین کہتے ہیں کہ یہ رسول اپنے رب کی طرف سے کوئی واضح نشان کیوں نہیں لے آتا، (تاکہ اسے دیکھ کر سب ایمان لے آئیں۔ ان سے کہو کہ سچائی کو اس قسم کی نشانیاں دکھا کر نہیں منوایا جاتا ہے۔ دلیل اور برہان کی رو سے تسلیم کرایا جاتا ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ) علم و برہان کی وہ کونسی بات ہے جو انبیائے سابقہ کے صحیفوں میں آئی تھی اور قرآن میں نہیں آچکی۔ (۵/۴۸)۔

۱۳۴ اگر ہم انہیں (اس قرآن کے نازل کرنے سے) پہلے ہی ہلاک کر دیتے تو یہ لوگ کہتے کہ اے ہمارے نشو و نما دینے والے! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم تیرے احکام کا اتباع کرتے۔ اگر ہم ایسا نہ کرتے تو پھر ہمیں بیشک ذلیل و خوار کر دیا جاتا۔ (۵/۱۹)

۱۳۵ (بہرحال، تم ان سے کہدو کہ ان بے کار باتوں سے کیا حاصل ہے۔ تم اپنی راہ پر چلتے رہو، میں اپنی راہ پر چلتا ہوں۔ اس کے بعد) میں اپنے پروگرام کے نتائج کا انتظار کرتا ہوں، تم بھی انتظار کرو۔ عنقریب تم جان لوگے کہ ہم میں سے کون ہے جو ہموار اور سیدھی راہ پر چل رہا ہے اور وہ اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جائے گا (۶/۱۳۶)۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

مفہوم القرآن

الحمد سے والناس تک مسلسل

قرآن کریم کے سمجھنے اور سمجھانے کا بالکل نیا انداز

از پرویز

یہ نہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے، نہ تفسیر بلکہ اسکا مفہوم ایسے واضح مسلسل مربوط اور دلکش انداز میں پیش کیا گیا ہے جس سے قرآنی مطالب تابندہ ستاروں کی طرح نگۂ بصیرت کے سامنے ابھر کر آجاتے ہیں

۱۷

میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ ۲۷ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مفہوم القرآن کا سترھواں پارہ پیش خدمت ہے۔ اٹھارھواں پارہ زیر طبع ہے۔ جن حضرات کی نظروں سے اس سے پہلے پارے نہیں گذرے ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ نہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے اور نہ ھی اسکی تفسیر بلکہ یہ اس کا مفہوم ہے جسے اپنے لفظوں میں اسطرح بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی پوری تعلیم، صاف۔ واضح۔ مسلسل اور مربوط شکل میں سامنے آجائے۔ اس میں مفہوم بیان کرنے والے کے ذاتی خیالات کا کوئی دخل نہیں۔ اس مفہوم کی سند، لغات القرآن ہے، جسے عربی زبان کی مستند کتب لغت سے مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں جس لفظ کا مفہوم آپ کو مروجہ ترجموں سے مختلف نظر آئے، اس کے صحیح ہونے کی دلیل اور سند لغات القرآن میں مل جائے گی۔ لغات القرآن چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے جن کی مجموعی قیمت ۵۷ روپے ہے۔

۲۔ قرآن کریم کا انداز یہ ہے کہ وہ اپنی تعلیم کو مختلف مقامات میں پیش کرتا ہے اور آیات کو پھیر پھیر کر لاتا ہے تا کہ ہر معاملہ کے مختلف گوشے سامنے آجائیں۔ مفہوم القرآن میں بھی اس کا التزام کیا گیا ہے۔ اس میں آپ کو جہاں جہاں دوسری آیات کے حوالے ملیں، اس سے مراد یہ ہے کہ اس مضمون کی مزید وضاحت اُن مقامات میں آئی ہے۔ وہاں بھی دیکھ لیں۔

۳۔ مفہوم القرآن ایک ایک پارہ کر کے شائع ہوتا رہے گا۔ اگر آپ نے پہلے پارے نہیں خریدے تو اسے جلد حاصل کر لیں۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ پہلے پارے کا ھدیہ تین روپے ہے کیونکہ اس کی ضخامت ۸۱ صفحات ہے۔ باقی تمام پاروں کا ھدیہ دو روپے فی پارہ ہے۔

۴۔ مفہوم القرآن کی طباعت۔ اخذ۔ ترجمہ وغیرہ کے حقوق بحق مصنف محفوظ ھیں۔

مارچ ۱۹۶۴

(میاں) عبدالخالق
آنریری مینجنگ ڈائریکٹر

میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ

سترہواں پارہ

سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۚ ①

مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ② لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا
النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ③

---

① یہ لوگ جو کچھ کرتے رہے ہیں' اس کے نتائج سامنے آنے کا وقت سر پر آپہنچا ہے' لیکن یہ ابھی تک اسی طرح' خوابِ غفلت میں مدہوش' صحیح رَوِش زندگی سے منہ موڑے' غلط راستے پر چلے جا رہے ہیں۔

② ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ اِن کی طرف اِن کے نشو ونما دینے والے کی جانب سے' جب بھی کوئی قوانین وضوابط پہلی بار آئے' اِنہوں نے' اُن پر کبھی سنجیدگی سے غور نہیں کیا۔ انہیں محض تفریحاً سنتے رہے۔ (۲۶/۵)۔

③ اس طرح کہ بظاہر کان اِدھر لگے ہیں لیکن دل یکسر غافل ہیں۔ بلکہ ان میں سے جو زیادہ سرکش ہیں ان کی کیفیت یہ ہے کہ وہ راتوں کو چھُپ چھُپ کر مشورے کرتے ہیں (کہ کس طرح اس آواز کو آگے بڑھنے سے روک دیا جائے۔ وہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ) یہ تو تمہاری ہی طرح کا ایک عام انسان ہے۔ کیا تم اس لئے وہاں جاتے ہو کہ اس کی خود ساختہ جھوٹی باتیں سنو؟ تم سب کچھ دیکھتے بھالتے اِسکے

قُلْ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۴﴾ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ
اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۵﴾ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ
مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ
الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷﴾ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ﴿۸﴾

فریب میں کیوں آجاتے ہو؟

۴ (ان کا رسول ان سے) کہتا ہے کہ (جو کچھ میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں' اُس خدا کی طرف سے ہے) جو زمین و آسمان کی سب باتیں جانتا ہے۔ وہ سب کچھ سننے والا' جاننے والا ہے۔

۵ اور یہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اس رسول کے اپنے ہی خیالاتِ پریشاں ہیں جو اسے خواب میں وحی بن کر دکھائی دیتے ہیں۔ (کچھ اس سے بھی آگے بڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ' نہیں! یہ شخص) ان باتوں کو دیدہ و دانستہ وضع کرتا ہے اور انہیں خدا کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ نہیں! یہ شاعر ہے (اور اپنے وجدان کو خدا کی وحی سمجھتا ہے)۔ اگر یہ فی الواقعہ خدا کا رسول ہے' تو (جس طرح ہم سنتے ہیں کہ پہلے رسولوں کو معجزات دیئے جاتے تھے' یہ بھی' اُسی طرح) کوئی معجزہ کیوں نہیں دکھاتا؟

۶ یہ باتیں' جو ان لوگوں کی طرف سے ہو رہی ہیں' کچھ نئی نہیں۔ ان سے پہلے جتنی قومیں تباہ ہوئیں' اُن کی ضد اور سرکشی کا بھی یہی عالم تھا۔ (ہلاکت اُن کے دروازوں پر دستک دیتی تھی' لیکن وہ' اِس پر بھی) ایمان نہیں لاتے تھے۔ (لہذا' اِن لوگوں کے سامنے ہزار دلائل پیش کرو' اور انہیں اِن کی روش کے تباہ کن نتائج سے لاکھ آگاہ کرو) یہ کبھی ایمان نہیں لانے کے۔ (یہ بھی اسی طرح تباہ ہو کر رہیں گے جس طرح' ان جیسی اقوامِ سابقہ تباہ ہوئی تھیں)۔

۷ (باقی رہا ان کا یہ کہنا کہ یہ رسول ہماری ہی طرح کا ایک انسان ہے۔ سو اے رسول! ان سے کہدو کہ) ہم نے' اِس سے پہلے بھی' جو پیغمبر بھیجے تھے' وہ آدمی ہی تھے۔ اگر تمہیں اِس کا علم نہ ہو تو اُن لوگوں سے دریافت کر لو جنہیں اِس سے پہلے کتاب دی گئی تھی۔ (۱۲/۱۰۹ ؛ ۱۶/۴۳)

۸ نہ تو اُن رسولوں کے جسم ایسے بنائے گئے تھے کہ انہیں کھانے پینے کی ضرورت نہ ہو' اور نہ ہی وہ ہمیشہ زندہ رہنے والے تھے۔ (وہ عام انسانوں کی طرح کھاتے پیتے' اور پھر اپنے وقت پر وفات پا جاتے تھے۔ لہذا' یہ تصور ہی غلط ہے کہ رسول کو' عام انسانوں سے الگ' کوئی مافوق الفطرت ہستی ہونا چاہیئے)۔

ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝۹ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ
ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝۱۱ (ع ۱)
فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝۱۲ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ
وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ۝۱۳

---

۹ (وہ رسول، انہی جیسے انسان تھے۔ اور اُنہی کے ہاتھوں) ہم نے اُن باتوں کو سچا کر دکھایا جو اُن کے مخالفین سے کہی جاتی تھیں۔ (ان میں سے جنہوں نے اپنے رسول کی باتوں کو مان لیا) انہیں ہم نے اپنے قانونِ مشیت کے مطابق، ہلاکت سے بچا لیا۔ جنہوں نے سرکشی اور حدود فراموشی اختیار کی، انہیں تباہ کر دیا۔

۱۰ (اِن سے کہو کہ، اِسی پروگرام کے مطابق، اب) ہم نے تمہاری طرف یہ ضابطۂ قوانین نازل کیا ہے۔ اِس میں خود تمہارے شرف اور عظمت کا راز پوشیدہ ہے۔ اگر تم ذرا عقل و بصیرت سے کام لے کر سمجھنے کی کوشش کرو (تو یہ حقیقت تم پر واشگاف ہو جائے گی کہ یہ ضابطۂ قوانین تمہیں بلندیاں اور سرفرازیاں عطا کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ اس سے خدا نے کوئی اپنا مقصد حاصل نہیں کرنا)۔ (۲۱/۴۴ ; ۲۳/۷۸ ; ۴۳/۴۳—۴۴)

۱۱ (اگر تم نے اپنی زندگی کا نقشہ اِس کے مطابق مرتب کر لیا، تو تمہیں رفعت و عظمت حاصل ہو جائے گی۔ اگر اس کے خلاف چلے تو تم بھی اُسی طرح تباہ و برباد ہو جاؤ گے جس طرح) ہم نے (تم سے پہلے) کتنی ایسی قوموں کو تباہ کر دیا جنہوں نے ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی۔ اور پھر اُن کے بعد، اُن کی جگہ، دوسری قوموں کو اٹھا کھڑا کیا۔

۱۲ (اُن کی غلط رَوِش کے نتائج، غیر محسوس طور پر مرتب ہوتے چلے جا رہے تھے۔ انہیں اُن کے انجام سے آگاہ کیا جاتا تھا کہ وہ اُس رَوِش سے باز آ جائیں لیکن وہ اس تنبیہہ پر کان نہیں دھرتے تھے۔ چنانچہ وہ غیر محسوس نتائج، آہستہ آہستہ، آگے بڑھتے گئے، حتیٰ کہ) جب وہ محسوس طور پر سامنے آ گئے تو وہ لگے بھاگنے۔ (۷/۱۸۲ ; ۱۶/۲۶)۔

۱۳ (لیکن اُس وقت بھاگنے کا کونسا موقعہ تھا۔ چنانچہ ہمارے قانونِ مکافات نے انہیں للکارا اور کہا کہ) اب کہاں بھاگ کر جا سکتے ہو؟ مت بھاگو۔ اب الٹے پاؤں انہی عیش سامانیوں کی طرف چلو (جن کی سرشاریاں تمہیں اس طرح مدہوش کئے تھیں) اور اپنے اُن محلات کی طرف پلٹو (جن کے اندر تم اپنے آپ کو اس قدر محفوظ سمجھا کرتے تھے)۔ وہاں چلو، تاکہ تم سے پوچھا جائے کہ یہ کچھ

قَالُوا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾
وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ
اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا
تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ

کس کی محنت سے بنا تھا اور تمہارا اس پر کیا حق تھا؟ (۱۰۲/۸)

۱۴ اُس وقت اُنہیں، اِس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر چارہ ہی نہ تھا کہ وہ واقعی ظالم تھے اور اپنے کئے پر سخت متاسف۔

۱۵ (لیکن اُس وقت اس تاسف سے کیا ہو سکتا تھا؛ جب نتائج مرتب ہو کر سامنے آجائیں تو پھر وہ پلٹا نہیں کرتے)۔ چنانچہ وہ برابر چلاتے رہے کہ جو زیادتیاں انہوں نے کی ہیں ان پر وہ بیحد متاسف ہیں، لیکن ہمارے قانونِ مکافات نے انہیں ایسے کر دیا جیسے کٹا ہوا کھیت، جس میں نشوونما کی صلاحیت باقی نہ رہے۔ (یا بجھا ہوا شعلہ جس میں زندگی کی حرارت ختم ہو جائے۔ ۳۶/۲۸)۔

۱۶ (وہ سمجھتے تھے کہ) ہم نے اس کارگہِ کائنات کو محض کھیل تماشے کے طور پر پیدا کر رکھا ہے! (بالکل نہیں! اسے ہم نے تماشے کے طور پر پیدا نہیں کیا۔ اس کا ایک عظیم مقصد ہے۔ اور وہ مقصد یہ ہے کہ کسی کا کوئی عمل بلانتیجہ نہ رہنے پائے۔ افراد ہوں یا اقوام، سب کے اعمال صحیح صحیح نتیجہ مرتب کر کے رہیں۔ (۱۱/۷ ; ۴۵/۲۲ ; ۵۳/۳۱)۔

۱۷ اگر ہمارا یہ ارادہ ہوتا کہ سلسلۂ کائنات، یونہی کھیل تماشے کے طور پر بلامقصد رہے، تو ہم اسے اپنی طرف سے ایسا ہی بنا دیتے۔ لیکن ہم نے اسے ایسا نہیں بنایا۔

۱۸ (اس کی تخلیق کو اس طرح عمل میں لایا گیا ہے کہ یہاں، تخریبی اور تعمیری قوتوں میں کشمکش رہتی ہے) حق کی تعمیری قوتیں، باطل کی تخریبی قوتوں پر برابر ضرب کاری لگاتی رہتی ہیں، اور اِس طرح ان کا سر کچل کر رکھ دیتی ہیں۔ اور باطل شکست کھا کر بھاگ اٹھتا ہے۔ (یہ ہے ہمارا کائناتی پروگرام۔ اس کے برعکس) یہ جو تم کہتے ہو کہ یہ محض کھیل تماشے کے طور پر وجود میں آگیا ہے اور یہاں کوئی نظام ایسا نہیں جس سے انسانی اعمال پر گرفت ہو سکے اور غلط روش اپنا تباہ کن نتیجہ مرتب کر کے رہے، یہ یکسر غلط ہے اور) قابلِ صد افسوس، اور موجب ہزار تباہی۔

۱۹ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے، سب خدا کے متعین کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے

وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ
يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا
يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾

(سرگرمِ عمل) ہے۔ کائنات کی کوئی قوت اُس کے قانون کی اطاعت سے سرتابی اختیار نہیں کر سکتی، اور نہ ہی وہ کبھی اپنے فرائض کی سرانجام دہی سے تھکتی ہے۔

۲۰ وہ سب رات دن، خدا کے مقرر کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرداں رہتی ہیں۔ اور اُن کی سرگرمیٔ عمل میں کبھی سستی نہیں ہوتی۔

۲۱ (اس حدتک تو یہ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ کائنات کو خدا ہی نے پیدا کیا ہے، اور یہ اُسی کے قوانین کے مطابق سرگرمِ عمل ہے (۲۳/۸۴—۸۵ ؛ ۲۹/۶۰—۶۲ ؛ ۳۱/۲۵ ؛ ۳۹/۳۸ ؛ ۴۳/۹) لیکن یہ اسے ماننے کیلئے تیار نہیں کہ ان کی اپنی حیاتِ ارضی —— معاشی اور معاشرتی زندگی —— بھی اُسی کے قوانین کے تابع رہنی چاہیئے)۔ یہ اپنی حیاتِ ارضی کے لئے اور معبود تراشتے ہیں۔ (یعنی سمجھتے ہیں کہ اِن کی زندگی، اِن کے اپنے یا دوسرے انسانوں کے وضع کردہ قوانین کے ماتحت رہنی چاہیئے)۔ اور انہی کے مطابق اس زندگی کو پھیلنا اور آگے بڑھنا چاہیئے۔ (بالفاظِ دیگر، آسمانوں کا خدا اور ہونا چاہیئے اور زمین کا خدا اور۔ آسمانوں میں خدا کی بادشاہت ہونی چاہیئے اور زمین پر انسانوں کی۔ یہ ان کی بڑی بھول ہے)۔

۲۲ اگر کائنات میں خدا کے علاوہ اور اِلٰہ بھی ہوں۔ یعنی اِس کے ایک گوشے میں خدا کے قوانین نافذ ہوں اور دوسرے گوشے میں کسی اور کے، تو کائنات کا سارا سلسلہ تہس نہس ہو جائے۔ لہٰذا، وہ ذاتِ خداوندی، جو کائنات کے نظامِ ربوبیت کا مرکزی کنٹرول اپنے، اور صرف اپنے، ہاتھ میں رکھے ہوئے ہے اُن تصورات سے بہت بلند ہے جو انسانوں نے اپنے ذہن میں قائم کر رکھے ہیں۔ (۶/۳ ؛ ۱۶/۵۱ ؛ ۳۹/۶۷ ؛ ۴۳/۸۴)۔

۲۳ پھر اُس کے اقتدار کا یہ عالم ہے کہ اُس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا کہ اُس نے اس سلسلۂ کائنات کو ایسا کیوں بنایا ہے اور اس کے لئے اِس قسم کے قوانین کیوں نافذ کئے ہیں۔ (اسی کو، بالفاظِ دیگر یوں کہا جائے گا کہ کائنات میں اقتدارِ اعلیٰ صرف خدا کے لئے ہے[لہ])۔ اس کے برعکس اور سب سے پوچھا جا سکتا ہے کہ

[لہ] (SOVEREIGNTY) کی تعریف (DEFINITION) یوں کی گئی ہے۔

The power to do all things without accountability.

Robert Lansing- Notes on Sovereignty- P. 3
(Quoted by Jacques Maritain, in "Man and the State" P. 51)

أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً ۖ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَن مَّعِيَ وَذِكْرُ مَن قَبْلِي ۗ بَلْ
أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ ۖ فَهُم مُّعْرِضُونَ ﴿۲۴﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي
إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴿۲۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ
مُّكْرَمُونَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

انہوں نے اپنے لئے جداگانہ نظام زندگی کیوں وضع کر رکھا ہے ("پوچھے جانے" سے مطلب یہ ہے کہ کوئی اور نظامِ زندگی، کارگہِ کائنات کے "کلی پروگرام" میں فٹ بیٹھ ہی نہیں سکتا۔ نہ ہی کسی کو اس کا حق اور اختیار دیا گیا ہے)۔

۲۴ کیا (ایسے واضح دلائل کے باوجود) اِن لوگوں نے اپنے لئے 'خدا کے علاوہ' اور ارباب اقتدار تجویز کر رکھے ہیں؟ ان سے کہو کہ تم اپنے اس مسلک کی تائید میں کوئی دلیل پیش کرو۔ (یہ اس کے لئے کوئی دلیل نہیں لا سکیں گے۔ ۲۳/۱۱۷)۔

ان سے کہدو کہ اس مسلک پر جسے میں پیش کر رہا ہوں 'میری جماعت کے لوگ میرے ساتھ ہیں۔ اور اسی مسلک پر وہ لوگ تھے جو مجھ سے پہلے (انبیاء اور ان کے ساتھی) گذر چکے ہیں۔ یہ اِن کے لئے بھی باعث شرف و عزت ہے جس طرح اُن کے لئے تھا۔ اصل یہ ہے کہ یہ مخالفین حقیقت سے واقف نہیں اور یونہی (جذبات کی رَو میں بہ کر' یا اندھی تقلید کی رُو سے)' اس مسلک حق و صداقت سے اعراض برتتے ہیں۔

۲۵ (یہ مسلک شروع ہی سے ایسا چلا آرہا ہے)۔ چنانچہ ہم نے 'تجھ سے پہلے کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا۔ جس کی طرف یہ وحی نہ کی گئی ہو کہ کائنات میں اختیار و اقتدار صرف خدا کا ہے۔ کسی اور کا نہیں۔ سو تم' قوانین خداوندی ہی کی محکومی اور اطاعت اختیار کرو۔ (یہی وحی اب کی جا رہی ہے)۔

۲۶ ان کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ یہ خدا کی اولاد کا بھی عقیدہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ جنہیں یہ خدا کی اولاد سمجھتے ہیں وہ اس کے معزز' اطاعت گزار بندے ہیں۔

۲۷ ان کی اطاعت کا یہ عالم ہے کہ وہ کسی بات میں خدا سے سبقت نہیں کرتے۔ بس' وہیں تک رہتے ہیں جہاں تک فرمان خداوندی ہوتا ہے۔ اور وہی کچھ کرتے ہیں جس کے کرنے کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

۲۸ (یہ بھی نہیں کہ وہ ظاہر داری سے کچھ اور کرتے ہوں اور دل میں کچھ اور خیالات رکھتے ہوں۔ خدا اُن کے تمام احوال و کوائف سے واقف ہے)۔ اُن کے ماضی سے بھی اور مستقبل سے بھی[1]۔

---

[1] جیسے ہم حال (PRESENT) کہتے ہیں' وہ ماضی کا مستقبل' اور مستقبل کا ماضی ہوتا ہے۔

وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ
دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ع ۲ ۱۹ ۲
كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ
رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۪ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَهُمْ

ان کی تائید و نصرت کسی کے ساتھ نہیں ہوتی بجز اُس کے جو قوانین خداوندی سے ہم آہنگ ہو۔ وہ خود قوانین خداوندی کی خلاف ورزی کے عواقب سے ڈرتے رہتے ہیں (۶/۱۵)۔

۲۹ (ان میں سے کوئی بھی اپنے الٰہ ہونے کا دعوےٰ نہیں کر سکتا۔ (۳/۷۸)۔ اگر بفرض محال) ان میں سے کوئی یہ بات کہے کہ خدا کے علاوہ 'میں الٰہ ہوں' (مجھے بھی خدائی اختیارات حاصل ہیں) تو اس کی پاداش میں ہم اسے جہنم رسید کر دیں۔ اسی طرح' جس طرح ہم دوسرے سرکش لوگوں کو سزا دیا کرتے ہیں۔

۳۰ (بعض لوگ بربنائے جہالت 'مظاہر فطرت کو دیوی دیوتا سمجھ لیتے ہیں' حالانکہ سلسلۂ کائنات تمام کا تمام' خدا کا پیدا کردہ' اور اسی کے قوانین کے مطابق سرگرم عمل ہے۔ اِس وقت تو انہیں کائنات میں مختلف مظاہر الگ الگ کام کرنے دکھائی دیتے ہیں' لیکن) انہوں نے اِس پر غور نہیں کیا کہ تخلیق کے ابتدائی ادوار میں یہ سب ایک ہی ہیولیٰ تھے۔ پھر ہم نے انہیں الگ الگ کر دیا۔ (مثلاً کرۂ ارض' اُس اوّلیں ہیولیٰ سے یوں الگ ہوا جس طرح گوپیے سے پتھر پھینکا جاتا ہے۔ (۷۹/۳۰)۔ اور اس طرح تمام کرے' اپنے اپنے مدار میں تیرنے لگ گئے (۲۱/۳۳ ؛ ۳۶/۴۰)۔ اس کے بعد جب زمین اس قابل ہو گئی کہ اس پر جاندار چیزیں رہ سکیں تو) ہم نے پانی سے زندگی کی نمود کی —— (تمام جاندار چیزیں پانی کے امتزاج سے پیدا ہوئیں۔ (۲۴/۴۵)۔ اور زندگی کے اس سرچشمہ پر خدا نے اپنا کنٹرول رکھا۔ ۱۱/۷)۔

کیا اس کے بعد بھی یہ لوگ اس حقیقت پر ایمان نہیں لاتے کہ ساری کائنات میں اقتدار و اختیار صرف خدا کا ہے' کسی اور کا نہیں۔

۳۱ اور ہم نے زمین کو ایسا بنا دیا کہ وہ گھومتی بھی رہے اور انسان اس پر اطمینان سے سکونت پذیر بھی رہیں۔ (۱۶/۱۵)۔ نیز اس میں بڑے بڑے پہاڑ بنا دیئے (جو واٹر ورکس کا کام بھی دیتے ہیں اور دیگر سامان زیست کے ذخائر کا بھی)۔ اور ان میں درّے رکھ دیئے تاکہ ان سے راستوں کا کام لیا جا سکے۔

۳۲ اور کرۂ ارض کے اوپر ایسی فضا پیدا کر دی جو خود بھی محفوظ ہے' اور زمین کے رہنے والوں کو' اوپر سے

ATMOSPHERE ؎

عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾

گرنے والے شہاب ثاقب کی تباہی سے بھی محفوظ رکھتی ہے۔[1]

یہ سب کھلی ہوئی نشانیاں ہیں (اس حقیقت کی کہ) اشیائے فطرت خود قوانینِ خداوندی کے تابع سرگرمِ عمل ہیں۔ ان میں سے کسی کو کوئی قوت واقتدار حاصل نہیں۔ لیکن اس کے باوجود) یہ لوگ ان حقائق سے منہ پھیرے رہتے ہیں۔

۳۳ خدا وہ ہے جس نے (زمین کی گردش سے) رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے کا سلسلہ قائم کیا۔ اور سورج اور چاند بنائے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے مدار میں تیزی سے تیر رہا ہے۔

۳۴ (ہمارے قوانین کی صداقتیں ان آفاقی نشانیوں سے سمجھ میں آسکتی ہیں۔ لیکن ان لوگوں کا اصرار ہے کہ رسول کو ایسی نشانیاں پیش کرنی چاہئیں جو ان قوانینِ فطرت کے خلاف ہوں تاکہ معلوم ہوسکے کہ وہ کوئی مافوق البشر ہستی ہے۔ ان سے کہو کہ رسول عام انسانوں جیسے ہی ہوتے ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں اور اپنے وقت پر وفات پا جاتے ہیں)۔ تجھ سے پہلے بھی ہم نے کوئی انسان ایسا نہیں بنایا جو ہمیشہ کے لئے زندہ رہا ہو۔ نہ ہی تیرے لئے ہمیشہ زندہ رہنا ہے۔ پھر اگر تیرے لئے ایک دن مرنا ہے تو یہ کون سے ہمیشہ زندہ رہنے والے ہیں؟

۳۵ دنیا میں ہر ذی حیات کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ (باقی رہی یہاں کی زندگی اور اس کے حوادث سو اس میں تم سب) اچھی بُری حالتوں کی کٹھالیوں سے گزرتے ہو تاکہ تمہاری مضمر صلاحیتوں کی نمود ہوجائے۔ تمہاری ہر نقل وحرکت کا رُخ ہمارے قانونِ مکافات کی طرف ہے۔ (تم اس سے الگ ہٹ کر کہیں نہیں جاسکتے)۔

---

[1] جنہیں ہم "ٹوٹنے والے تارے" (METEORS) کہتے ہیں وہ درحقیقت نظامِ شمسی کے چھوٹے چھوٹے اجرام ہوتے ہیں جو کششِ ثقل کی قوت سے ٹوٹ کر نیچے گرتے ہیں اور ان کے پتھریلے ٹکڑے بارش کی طرح برستے ہیں۔ بعض اوقات کرۂ ارض اس "بارش" کے راستے میں آجاتا ہے لیکن اس کے اوپر کی فضا ان پتھروں کو پیس کر رکھ دیتی ہے اور جسے ہم "ٹوٹا ہوا تارہ" کہتے ہیں وہ ان کی چمکنے والی راکھ ہوتی ہے۔ کبھی کبھی یہ پتھر اتنے بڑے ہوتے ہیں کہ فضا سے پس کر راکھ نہیں ہوتے۔ اس طرح ان کے بعض ٹکڑے زمین پر گرتے ہیں۔ لیکن یہ شاذ ونادر ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ فضا میں پس جاتے ہیں۔ اگر فضا ان "پتھروں کی بارش" کو پیس کر راکھ نہ بنا دے تو زمین پر زندگی محال ہوجائے۔ یوں یہ فضا ہمارے لئے "محفوظ چھت" کا کام دیتی ہے۔

وَإِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ
الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ
مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ
وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ
يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾

۳۶ (اے رسول!) جب یہ لوگ جو ہمارے قوانین کی صداقتوں سے انکار کرتے ہیں تجھے دیکھتے ہیں تو (دلیل و برہان کی رُو سے تو تیری کسی بات کا جواب دے نہیں سکتے۔ کھسیانے ہو کر) تیرا مذاق اڑانا شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "دیکھو! یہ ہے وہ جو تمہارے معبودوں کا (اس طرح) ذکر کرتا ہے۔ (اور ان کی الوہیت کا انکار کرتا ہے!" تجھے تو اپنے باطل معبودوں کے انکار پر ہدفِ استہزاء بناتے ہیں اور اپنی یہ حالت ہے کہ) خدائے رحمٰن —— جو حقیقی الٰہ ہے —— کا نام تک سننے کے روادار نہیں۔ اس سے یکسر انکار کرتے ہیں۔

۳۷ (یہ سب اس لئے کہ انسان دور تک نگاہ نہیں لے جاتا؛ بڑا جلد باز واقع ہوا ہے ($\frac{۱۷}{۱۱}$)۔ (چونکہ ان کے اس انکار و سرکشی کی وجہ سے ان پر فوری گرفت نہیں ہوتی اس لئے یہ تیری تنذیرات کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ) یوں جلدی مت مچاؤ۔ وہ دن دور نہیں جب خدا کی یہ نشانیاں حقیقت بن کر تمہارے سامنے آجائیں گی، اور تم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔

۳۸ (ہمیں معلوم ہے کہ) یہ تم سے بار بار کہتے ہیں کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو بتاؤ کہ ہماری جس تباہی کے متعلق تم اکثر دھمکیاں دیتے رہتے ہو، وہ کب آئے گی؟

۳۹ اگر ان منکرین قانونِ مکافات کو اس آنے والے انقلابی حادثہ کا کچھ بھی علم ہو جائے، اور یہ جان لیں کہ جب (جنگ کی آگ بھڑک اٹھے گی تو) یہ اس کے شعلوں کو نہ اپنے سامنے سے ہٹا سکیں گے اور نہ ہی اپنے پیچھے سے۔ اور اُس وقت کوئی ان کی مدد کو بھی نہیں پہنچ سکے گا (تو یہ کبھی اس کے لئے جلدی نہ مچائیں)۔

۴۰ وہ آنے والا انقلاب، ان کے سامنے یوں دفعتہً نمودار ہو جائے گا کہ یہ مبہوت رہ جائیں گے۔ پھر نہ تو انہیں اس کی قدرت ہو گی کہ یہ اُسے ہٹا کر کسی دوسری طرف پھرا دیں، اور نہ ہی انہیں اِس کی مہلت دی جائے گی (کہ یہ اُس کی زد سے بچنے کے لئے ایک طرف ہو جائیں)۔

۴۱ (حقیقت یہ ہے کہ ان کی طرف سے یہ استہزاء اور استخفاف کوئی نئی چیز نہیں) تجھ سے پہلے

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۭ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ
تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ۭ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَاۗءِ
وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۭ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ
اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ڮ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاۗءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾
وَلَىِٕنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾

رسولوں کی بھی اسی طرح ہنسی اڑائی جاچکی ہے۔ لیکن ان کی اس ہنسی کا نتیجہ کیا نکلا؟ یہی کہ وہ جن باتوں کو مذاق سمجھا کرتے تھے' انہوں نے سچ مچ آکر انہیں گھیر لیا۔

۴۲ (اے رسول! ان سے پوچھو کہ) دن ہو یا رات۔ کوئی قوت ایسی ہے جو خدا کی گرفت سے بچانے کے لئے تمہاری حفاظت کر سکے؟ لیکن (یہ اس کا جواب کیا دیں گے!) یہ تو اپنے نشو و نما دینے والے کے قانونِ مکافات سے یکسر منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

۴۳ کیا دیہ سمجھتے ہیں کہ فی الواقعہ کوئی قوتیں ایسی ہیں جو انہیں ہماری گرفت سے بچالیں گی؟ (جنہیں یہ اپنا معبود سمجھ رہے ہیں' وہ انہیں کیا بچالیں گے! اُن کی تو یہ حالت ہے کہ) وہ خود اپنی مدد کرنے کی بھی استطاعت نہیں رکھتے۔ اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکتے۔ نہ ہی ہم ان کی حفاظت کریں گے۔ (ہماری حفاظت انہی کو حاصل ہوتی ہے جو ہمارے قوانین کے مطابق زندگی بسر کریں)۔

۴۴ اصل میں ہوا یہ ہے کہ انہیں' اور ان کے آباء و اجداد کو' زندگی کا ساز و سامان ایسی فراوانی سے مل گیا کہ یہ اُس کے نشہ میں مدہوش ہو گئے۔ اور پھر اِس پر اتنا لمبا عرصہ گزر گیا کہ یہ سمجھ بیٹھے کہ اب اِسے ہم سے کوئی نہیں چھین سکتا! لیکن کیا یہ اس حقیقت پہ غور نہیں کرتے کہ ہم معاشی ذرائع (ارض) کو بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھ سے چھین کر ان کی مقبوضات کو کس طرح کم کرتے چلے جا رہے ہیں (۱۳/۴۱)۔ (کیا' اس کے باوجود' یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بالادست رہیں گے اور ہمارا نظام ان پر غالب نہیں آسکے گا؟

۴۵ اِن سے کہو کہ میں جو تمہیں' تمہاری روش کے انجام و عواقب سے آگاہ کرتا رہتا ہوں' تو وہ میرے ذاتی قیاسات کی بنا پر نہیں ہوتا۔ میں یہ سب کچھ وحیِ خداوندی کی بنا پر کہتا ہوں (اس لئے اس میں شک و شبہ یا غلطی کا امکان نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ) تم بالکل بہرے بن جاتے ہو' اور ہر بات اَن سُنی کر دیتے ہو۔ اِس لئے میرا اِنذار تمہیں کیا فائدہ دے سکتا ہے؟

۴۶ حالانکہ اس آنے والے انقلاب کا عذاب اس قدر شدید ہے کہ اگر انہیں اس کی ایک لپٹ بھی

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ؕ وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ
خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا
لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ
۴ ع ۴ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ
عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾

چھو جائے (تو ان کا سارا نشہ ہرن ہو جائے) اور بے ساختہ پکار اٹھیں کہ ہم واقعی زیادتی کیا کرتے تھے۔ یہ تباہی ہم پر آنی چاہیئے تھی۔

۴۷ اور (یہ انقلابی عذاب یونہی اندھا دھند واقع نہیں ہو جائے گا۔ ہمارے ہاں سے کچھ بھی اندھا دھند نہیں ہوتا) ہم ظہورِ نتائج کے وقت عدل کی میزانیں کھڑی کر دیں گے اور کسی کے ساتھ ذرا بھی بے انصافی نہیں ہوگی۔ اگر کسی نے رائی کے دانے کے برابر بھی کچھ کیا ہوگا تو اسے بھی وزن میں لے لیا جائیگا۔ جب ہم خود حساب کرنے والے ہوں تو پھر کونسی چیز ہے جو حساب سے باہر رہ سکتی ہے۔ (۸—۹۹/۷)۔

۴۸ (اسی قسم کے انقلابات' انبیائے سابقہ کے ہاتھوں بھی وقوع پذیر ہوتے رہے ہیں: مثلاً موسٰیؑ اور ہارونؑ کے ہاتھوں) جنہیں ہم نے وہ ضابطۂ قوانین عطا کیا تھا جو صحیح اور غلط کو نکھار کر الگ الگ کر دینے والا' اور ان لوگوں کے لئے جو زندگی کی تباہیوں سے بچنا چاہیں' مشعلِ ہدایت اور وجۂ شرف تھا۔

۴۹ یعنی ان لوگوں کے لئے جو قانونِ خداوندی کی خلاف ورزی کے ان دیکھے نتائج سے ڈرتے تھے' اور اس طرح آنے والے انقلاب کے تصور سے لرزتے تھے۔

۵۰ اور اب یہ قرآن ہماری طرف سے نازل کردہ ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کی خوشگواریوں کا ضامن ہے۔ تو کیا تم اس سے انکار کرتے ہو؟

۵۱ اور ہم نے (موسٰیؑ اور ہارونؑ سے بھی) پہلے' ابراہیمؑ کو وہ سمجھ بوجھ عطا کر دی تھی (جو اس کے منصب کے شایانِ شان' اور ان فرائض کی سرانجام دہی کے لئے ضروری تھی جو اس کے سپرد کئے جا رہے تھے)۔ اور ہم اس کی حالت سے خوب واقف تھے۔

۵۲ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا تھا کہ یہ کیا مورتیاں ہیں جن کی پرستش پر تم اس طرح جم کر بیٹھ گئے ہو۔ اور جن کے تم مجاور بن رہے ہو؟ (ذرا عقل و بصیرت سے کام لو اور سوچو کہ

قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا
اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ
وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ

تم بڑے ہو جنہوں نے انہیں بنایا ہے یا یہ مورتیاں بڑی ہیں؟)۔

۵۳ انہوں نے جواب میں کہا کہ (ہم ان باتوں کو کچھ نہیں جانتے)۔ ہم نے اپنے آباء و اجداد کو دیکھا کہ وہ ان کی پرستش کیا کرتے تھے (ہم بھی ویسا ہی کرنے لگ گئے)۔

۵۴ ابراہیمؑ نے کہا کہ تم بھی کھلی ہوئی گمراہی میں ہو اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں تھے (جو اپنے ہاتھوں کی تراشیدہ مورتیوں کے سامنے جھکتے تھے اور اس طرح شرفِ انسانیت کو خاک میں ملا دیتے تھے)۔

۵۵ انہوں نے کہا کہ ابراہیمؑ! تو ہم سے یہ کچھ سچ سچ کہہ رہا ہے یا یونہی مذاق کر رہا ہے؟

۵۶ ابراہیمؑ نے کہا کہ (اس میں مذاق کی کونسی بات ہے۔ ذرا سوچو تو سہی کہ جن مورتیوں کو تم خود بناتے ہو، وہ اس قابل ہو سکتی ہیں کہ انسان انہیں اپنا خدا بنا لے:) تمہارا نشو و نما دینے والا وہ ہے جو تمام کائنات کو عدم سے وجود میں لایا ہے اور اس کے بعد انہیں نشو و نما دے رہا ہے۔

(تمہارے پاس، تمہارے مسلک کے صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ تمہارے آباء و اجداد ایسا کرتے چلے آ رہے تھے۔ لیکن) میں اپنے اس دعوے پر خود گواہ ہوں (اور جس قسم کی محکم شہادت چاہو، پیش کر سکتا ہوں۔ سوچو کہ کس کی شہادت زیادہ قابلِ اعتماد ہو سکتی ہے؟)۔

۵۷ (تم یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ جو شخص ان بتوں کی شان میں ذرا سی بھی گستاخی کرے، یہ اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ یہ بتانے کے لئے کہ تمہارا یہ عقیدہ کس قدر غلط ہے، اور تمہارے یہ معبود کس قدر بےبس ہیں) میں، تمہارے یہاں سے چلے جانے کے بعد انہیں ٹھکانے لگاؤں گا۔ خدا گواہ ہے، میں ایسا ضرور کروں گا۔ (پھر تم دیکھ لینا کہ یہ بت کس قوت کے مالک ہیں! تمہارے یہاں سے چلے جانے کے بعد اس لئے کہ اگر میں نے تمہاری موجودگی میں ان پر ہاتھ اٹھایا تو تم ان کی حفاظت کے لئے اٹھ کھڑے ہو گے اور پھر لوگوں کو یہ کہہ کر فریب میں مبتلا کر دو گے کہ یہ شخص تمہارے معبودوں کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکا۔ تمہاری عدم موجودگی میں، معاملہ میرے اور ان بتوں کے مابین ہو گا اور یہ بات واضح ہو جائیگی کہ ان میں خود اپنی حفاظت کی قوت بھی نہیں)۔

۵۸ چنانچہ ابراہیمؑ نے تنہائی میں، ان بتوں کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ صرف ایک بت کو

جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۹﴾
قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًی یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤی اَعْیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾
قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا
یَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾

جو ان میں سب سے بڑا تھا' چھوڑ دیا تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔ (یعنی ان سے کہا جاسکے کہ یہ تمہارا سب سے بڑا "معبود" موجود ہے اس سے پوچھو کہ یہ کیا ہوا ہے اور اس کی موجودگی میں کیسے ہوا ہے؟ اگر اُس بت کو بھی توڑ دیا جاتا تو اس دلیل وحجت کی گنجائش نہ رہتی)۔

۵۹ (چنانچہ جب لوگ معبد میں آئے تو اپنے معبودوں کا یہ حشر دیکھ کر کہنے لگے کہ) ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کچھ کس نے کیا ہے؟ جس کسی نے بھی کیا ہے' وہ بڑا ہی ظالم اور سرکش ہے۔

۶۰ (معبد کے پجاریوں کو اس کا علم تھا لیکن انہوں نے دانستہ بات کو چھپایا۔ کیونکہ اگر وہ یہ بتا دیتے کہ ابراہیمؑ نے ان سے یہ کچھ پہلے ہی کہہ دیا تھا' تو عوام ان کے پیچھے پڑ جاتے کہ جب تمہیں اس کا علم ہو چکا تھا تو تم نے ان کی حفاظت کی طرف سے غفلت کیوں برتی؟ اس لئے وہ خاموش رہے۔ لیکن عوام میں سے بعض نے) کہا کہ ہم نے ایک نوجوان کو' جسے ابراہیمؑ کہہ کر پکارتے ہیں' ان کے متعلق طرح طرح کی باتیں کرتے سنا ہے۔ (شاید یہ اسی کی حرکت ہو)۔

۶۱ پجاریوں نے معتبر بننے کے لئے) کہا کہ ابراہیمؑ کو یہاں مجمع کے سامنے لاؤ تاکہ یہ لوگ اس کی شہادت دیں (کہ یہی وہ نوجوان ہے جو ان کے معبودوں کے متعلق اس قسم کی باتیں کیا کرتا تھا)۔

۶۲ (چنانچہ ابراہیمؑ کو بلایا گیا۔ لوگوں نے شہادت دی کہ یہی ہے وہ نوجوان جو ان کے بتوں کے خلاف
۶۳ باتیں کیا کرتا ہے۔ پجاریوں نے ملزم بننے کے بجائے' عدالت کی پوزیشن اختیار کرلی' ورنہ اُن کے خلاف یہ الزام کچھ کم سنگین نہیں تھا کہ اُنہوں نے بتوں کی حفاظت سے لاپرواہی برتی ہے)۔ انہوں نے ابراہیمؑ سے کہا کہ تمہارے خلاف الزام یہ ہے کہ تم نے ہمارے بتوں کے خلاف یہ حرکت کی ہے۔ کہو! تم اس الزام کے جواب میں کیا کہنا چاہتے ہو؟

ابراہیمؑ نے جس مقصد کے لئے یہ سب کچھ کیا تھا' اب اُس کے حصول کا موقع آگیا تھا۔ وہ اگر یہ کہہ دیتا کہ تم اس قدر بھولے بن کر یہ کچھ کیوں پوچھ رہے ہو! کیا میں نے تم سے پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ میں تمہارے بتوں کا علاج کرنے والا ہوں' تو وہ ایک دم اودھم مچا کر عوام کے جذبات کو مشتعل کر دیتے

فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾

اور ان کے سامنے حقیقت واشگاف ہو کر نہ آسکتی۔ ابراہیمؑ نے کہا کہ اس بات کو تو بعد میں دیکھا جاسکتا ہے۔ تم ذرا اس پر غور کرو کہ تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ تمہارے یہ معبود بڑی قوتوں کے مالک ہیں۔ یہ اپنے پرستاروں کی تمام مرادیں برلاتے ہیں اور مخالفین کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ ان میں سب سے بڑے دیوتا کی قوتیں تمہارے نزدیک غیر محدود ہیں۔ یہ سب کچھ اُس کے سامنے ہوا ہے۔ جس شخص نے یہ حرکت کی ہے اس بڑے بُت نے اپنی قوت کو کام میں لا کر اُسے اس سے روکا کیوں نہ اور اُسے تباہ و برباد کیوں نہ کر دیا؟

ابراہیمؑ کے اِس سوال پر چاروں طرف سناٹا چھا گیا۔ اس کے بعد اس نے پجاریوں سے کہا کہ تم لوگوں سے کہا کرتے ہو کہ یہ بت غیب کا علم رکھتے ہیں۔ یہ ہر ایک بات کو جانتے ہیں۔ جب کوئی شخص تم سے کوئی بات پوچھنے آتا ہے تو تم کہتے ہو کہ ہم اسکا جواب ان دیوتاؤں سے پوچھ کر بتائیں گے۔ چنانچہ اس کے بعد تم اُس سے کہتے ہو کہ ہم نے دیوتاؤں سے پوچھا تھا۔ انہوں نے یہ جواب دیا ہے۔

اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ یہ بت تم سے باتیں کیا کرتے ہیں تو تم مجھ سے کیوں پوچھتے ہو کہ یہ حرکت کس نے کی ہے۔ خود ان بتوں سے کیوں نہیں پوچھتے کہ تمہارے ساتھ یہ کچھ کس نے کیا ہے؟ (۳۷ / ۸۸ — ۹۸)۔

۶۴ (ابراہیمؑ کے اِن سوالات نے پجاریوں کی پوزیشن عجیب کر دی! وہ مجمع سے الگ ہٹ کر آپس میں مشورہ کرنے لگے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ سچ تو یہ ہے کہ زیادتی ہم سے ہی ہو گئی ہے۔

۶۵ وہ حقیقت کے قائل تو ہو گئے لیکن پیشوائیت کی مسندیں کھلے بندوں اس کے اعتراف کی اجازت کب دیتی تھیں؟ وہ فکر و نظر کی اِن بلندیوں پر پہنچنے کے بعد پھر جہالت و توہم پرستی کی انہی پستیوں میں آگرے۔ وہ ابراہیمؑ سے کہنے لگے کہ تم نے محض مناظرہ میں بازی جیتنے کے لئے ہم سے یہ سوال کیا ہے' ورنہ تمہیں خود معلوم ہے کہ یہ بُت باتیں نہیں کیا کرتے۔

لہ اس کا یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ ان پجاریوں نے کہا ہو کہ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ یہ کام تمہاری جماعت کا ہے۔ لیکن ہم جرم متعین کرنے کے لئے معلوم یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اسے خود تم نے کیا ہے' یا تمہاری جماعت کے کسی اور آدمی نے؟ اس کے جواب میں ابراہیمؑ نے کہا کہ کسی اور نے نہیں' بلکہ اُن کے سب سے بڑے قائد نے' جو تمہارے سامنے کھڑا ہے' خود یہ کچھ کیا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک' جواب کا وہ انداز جسے متن میں سامنے لایا گیا ہے اُس رشدِ ابراہیمیؑ سے زیادہ قریب ہے جس کا ذکر (۲۱ / ۵۱) میں آیا ہے۔

قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا
يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا
اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿٧٢﴾
وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۤءَ الزَّكٰوةِ ۚ

---

٦٦ اس پر ابراہیمؑ نے کہا کہ کس قدر مقامِ تاسف ہے کہ تم نے "اللہ کو چھوڑ کر" جانتے بوجھتے ان چیزوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے جو نہ تمہیں کچھ نفع پہنچانے کی قدرت رکھتی ہیں نہ نقصان پہنچانے کی۔

٦٧ تف ہے تم پر اور تمہارے ان معبودوں پر! کیا تم ذرا بھی عقل و فکر سے کام نہیں لیتے؟

٦٨ اُن کے پاس ابراہیمؑ کے ان دلائل کا جواب اس کے سوا کیا تھا جو ہر دھاندلی باز گروہ کا جواب ہوتا ہے! انہوں نے عوام کو مشتعل کیا اور کہا کہ اگر تم میں کچھ ہمت ہے تو اٹھو' اور اس شخص کو' جس نے تمہارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے' زندہ جلا دو' اور اس طرح اپنے دیوتاؤں کا بول بالا کر دو۔

٦٩ وہ ابراہیمؑ کے خلاف عداوت اور انتقام کی آگ کو یوں بھڑکا رہے تھے' اور ہم ایسا انتظام کر رہے تھے کہ اس آگ کے شعلے سرد پڑ جائیں اور وہ ابراہیمؑ کو کوئی گزند نہ پہنچا سکیں۔

٧٠ چنانچہ انہوں نے اس سلسلہ میں ابراہیمؑ کے خلاف جو تدبیر سوچی تھی۔ ہم نے اسے بیکار کر دیا' اور یوں وہ سب اپنے منصوبے میں ناکام رہ گئے (٢٩/٢٤ ؛ ٣٧/٩٨)۔

٧١ اور ابراہیمؑ اور (اس کے ساتھی) لوطؑ کو' ان لوگوں کی سازشوں اور فتنہ انگیزیوں سے محفوظ رکھ کر' امن و سلامتی سے' اس سرزمین کی طرف بھیج دیا جسے ہم نے اقوامِ عالم کے لئے بڑا ہی بابرکت بنایا تھا۔ (٢٩/٢٦ ؛ ٣٧/٩٩)۔ (اس طرح' خدا کے رسول' ہجرت کر کے' اپنے دشمنوں کی شعلہ سامانیوں سے محفوظ رہا کرتے ہیں)۔

٧٢ (ابراہیمؑ نے' شام کے سرسبز و شاداب میدانوں میں' ایک نئی زندگی شروع کی۔ وہ وہاں اپنے مشن میں بھی کامیاب ہوا' اور) ہم نے اسے اسحٰقؑ جیسا بیٹا' اور یعقوبؑ جیسا پوتا عطا کیا۔ اور ان سب کو عمدہ صلاحیتوں کا مالک بنایا۔

٧٣ اور ہم نے انہیں' لوگوں کی امامت (لیڈرشپ) عطا کی۔ وہ ہمارے قوانین کے مطابق'

وَكَانُوا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَلُوطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ
٥ ع ٢٥ ٨ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى
مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ

اُن کی راہ نمائی زندگی کے صحیح راستے کی طرف کرتے تھے۔ ہم نے ان کی طرف وحی کے ذریعے ایسے احکام بھیجے تھے جن کی رُو سے وہ اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا انتظام کرتے اور نوعِ انسان کی بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ وہ سب ہمارے احکام و قوانین کی اطاعت کرتے تھے۔

۷۴ (ابراہیمؑ کے ساتھ' لوطؑ نے بھی ہجرت کی تھی۔ اُس وقت اس کا شمار عام مومنین کی صف میں تھا۔ لیکن بعد میں) ہم نے اسے نبوت کا علم' اور اس کے مطابق' لوگوں کے معاملات میں فیصلے کرنے کا منصب عطا کیا۔ اس کی بستی کے لوگ' بڑے ناشائستہ کام کیا کرتے تھے۔ وہ صحیح راستے کو چھوڑ کر بڑی خراب راہوں پر چل رہے تھے۔ ہم نے اس بستی کو تباہ کر دیا اور لوطؑ کو وہاں سے محفوظ نکال کر دوسری جگہ لے گئے۔

۷۵ ہم نے اسے اپنی رحمتوں سے نوازا۔ وہ بھی صالحین کے زمرہ میں سے تھا۔

۷۶ اور اسی طرح نوحؑ کا معاملہ بھی ہے' جو ان انبیاء سے پہلے ہو گزرا تھا۔ (اس نے اپنی قوم کو مسلسل حق کی تبلیغ کی۔ لیکن ان لوگوں کی سرکشی' بڑھتی چلی گئی۔ چنانچہ جب اُن کی طرف سے مخالفت انتہا تک پہنچ گئی تو) نوحؑ نے ہمیں پکارا اور ہم نے اس کی پکار کا جواب دیا' اور اُسے اور اُس کے رفقاء کو اس کربِ عظیم سے نجات دلائی۔

۷۷ اور اُن لوگوں کے مقابلہ میں اُس کی مدد کی جو ہمارے قوانین کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ وہ بہت بُرے لوگ تھے۔ سو ہم نے ان سب کو سیلاب میں غرق کر دیا۔

۷۸ اور اسی طرح داؤدؑ اور سلیمانؑ (کا بھی معاملہ ہے)۔ ان کی کیفیت یہ تھی کہ وہ بنی اسرائیل کے لئے سلطنت کو مستحکم اور مرفہ الحال بنانے کی تدبیریں کرتے تھے لیکن اُن کی قوم اُسے یوں تباہ اور برباد کرنے کی فکر میں لگی رہتی تھی جس طرح کھُلا ریوڑ چرواہے کے علم کے بغیر' خود اپنے مالک کے کھیت کو چر کر تباہ کر دے۔ وہ قوم نظم و ضبط میں رہنا چاہتی ہی نہ تھی۔ اور ہم دیکھ رہے تھے کہ داؤدؑ و سلیمانؑ اس کے لئے کیا کیا تدابیر اختیار کرتے ہیں[۵۷]۔

۵۷ ۲۲ ۳۸/۲۱ میں بھی ایک واقعہ مذکور ہے لیکن وہ اس سے الگ معلوم ہوتا ہے۔

فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ
دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ
بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ
وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ
وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾

---

۷۹ داؤدؑ کے زمانے میں تو اُس قوم کی حالت زیادہ نہ سنور سکی۔ لیکن سلیمانؑ کی سمجھ میں اِس کی پوری پوری تدبیر آگئی (اور وہ اس ریوڑ کو ضبط کی رسّیوں سے باندھنے میں کامیاب ہوگیا)۔

ویسے ہم نے ان تمام انبیاء کو علم نبوت اور منصب حکومت عطا کر رکھا تھا۔ اور داؤدؑ کی سلطنت کی قوت اور وسعت کا تو یہ عالم تھا کہ) ہم نے وہاں کے قبائل کے بڑے بڑے سرداروں کو اور قبیلۂ طیر کے شہسواروں کو (جن سے گھوڑوں کے رسالے ترتیب پاتے تھے۔ ۲۷/۱۶ ; ۳۴/۱۰) اس کے ساتھ کام میں لگا رکھا تھا اور وہ اپنے اپنے فرائض کی سرانجام دہی میں سرگرداں رہتے تھے —— اور یہ ہمارے پروگرام مشیت کے عین مطابق تھا۔

۸۰ اور ہم نے اسے زرہ سازی کا علم بھی دیا' تاکہ تم' اسے پہن کر' لڑائی میں' دشمن کے ہتھیاروں سے محفوظ رہ سکو۔

لیکن تم اس پر بھی اس کے سپاس گزار نہیں ہوتے تھے (اور سلطنت کو کمزور کرنے کے لئے ریشہ دوانیاں کرتے رہتے تھے)۔

۸۱ اور ہم نے سلیمانؑ کے لئے (سمندر کی تند اور تیز ہواؤں کو' فن بادبانی کی رُو سے' اس طرح) مسخر کر دیا تھا کہ' وہ اُس کے پروگرام کے مطابق' اس کی کشتیوں کو اُس سرزمین کی طرف لے جاتی تھیں جس میں ہم نے زندگی کی خوش حالیوں کا بہت سا سامان رکھ چھوڑا تھا —— اور ہم ہر بات کا علم رکھتے ہیں۔

۸۲ اور ہم نے بڑے بڑے سرکش قبائل کے لوگوں کو اس کا تابع فرمان بنا دیا تھا۔ وہ اس کے لئے سمندروں میں غوطہ زنی کرتے (اور اس میں سے موتی وغیرہ نکالتے) تھے۔ اس کے علاوہ' اور بھی بہت سے کام کرتے تھے۔ اور ہم ان کی نگہبانی کرتے تھے (کہ وہ سرکش نہ ہونے پائیں)۔ (۳۴/۱۲ ; ۳۸/۳۷)

۸۳ اور اسی طرح' ایوبؑ (کا معاملہ بھی یاد کرو) جب اس نے اپنے نشو و نما دینے والے کو پکارا تھا اور کہا تھا کہ خدایا! میں سخت تکلیف میں پڑ گیا ہوں۔ اور (جس سے نجات حاصل کرنے کے لئے

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾
وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾
وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ
سُبْحٰنَكَ ڰ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُــْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَ
زَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾

تیری رحمت کی ضرورت ہے) یہ ظاہر ہے کہ تجھ سے بڑھ کر سامانِ ربوبیت و رحمت عطا کرنے والا اور کوئی نہیں (۳۸/۴۱)۔

۸۴ چنانچہ ہم نے اس کی پکار سن لی اور اس کی تکلیف رفع کر دی۔ اس کے بچھڑے ہوئے ساتھی اسے مل گئے۔ بلکہ ان جیسے اور لوگ بھی۔ یہ کچھ ہماری طرف سے مرحمت ہوا۔ اس واقعہ میں بھی ان لوگوں کے لئے سامانِ موعظت ہے، جو ہمارے قانون کی اطاعت کرتے ہیں۔

۸۵ (اور اسی طرح کے انبیاءؑ) اسمٰعیلؑ ادریسؑ اور ذی الکفل تھے۔ یہ بھی حق کی دعوت میں جم کر کھڑے رہے تھے۔

۸۶ ہم نے انہیں اپنی رحمتوں سے نوازا۔ یہ سب صالحین کے زمرے میں شامل تھے۔

۸۷ اور اسی طرح ذوالنونؑ کا معاملہ بھی ہے۔ وہ اپنی قوم کے لوگوں سے تنگ آ کر غصہ میں وہاں سے چلا گیا (حالانکہ اسے ابھی ہجرت کا حکم نہیں ہوا تھا۔ لیکن اس نے یہ فیصلہ کسی سرکشی کے ارادے سے نہیں کیا تھا) اس نے خیال یہ کیا تھا کہ چونکہ یہ فیصلہ خدا کے کسی حکم کے خلاف نہیں، اس لئے خدا اس پر مواخذہ نہیں کرے گا اور مجھے کسی سختی میں نہیں ڈالے گا۔ پھر جب وہ (اپنے غلط پروگرام کی وجہ سے) مشکلات میں گھر گیا تو اس نے ہمیں پکارا اور کہا کہ بار الہا! تیرے سوا اور کسی کو اس کا اقتدار و اختیار نہیں (کہ وہ مجھے ان مشکلات سے نجات دلا سکے) میں نے جو اس فیصلے میں عجلت کی اور تیرے حکم کا انتظار نہ کیا تو یہ میری زیادتی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ تیرا فیصلہ ہی ایسا ہوتا ہے جو ہر قسم کے نقص سے پاک ہوتا ہے۔ (۳۷/۱۳۹ ; ۶۸/۴۸)۔

۸۸ سو ہم نے اس کی پکار کو سن لیا اور اسے غم سے نجات دی۔ اسی طرح ہم اُن لوگوں کو غم و حزن سے نجات دیتے ہیں جو ہمارے قوانین کی صداقت و محکمیت پر یقین رکھتے ہیں۔

۸۹ اور اسی طرح زکریاؑ کا بھی معاملہ یاد کرو۔ جب اس نے اپنے رب کو پکارا اور کہا کہ اے میرے

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ
رَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَالَّتِىْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَاۤ اٰيَةً
لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ؕ كُلٌّ
اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾

نشو و نما دینے والے! تو مجھے اس دنیا میں بغیر وارث کے تنہا نہ چھوڑ۔ اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ تو ہی ہم سب کا بہترین وارث ہے۔ (لیکن اس قسم کے وارث کی ضرورت بھی ظاہر ہے۔ ۲/۳۴ ؛ ۱۹/۵)۔

۹۰ ہم نے اس کی پکار سن لی اور اس کی بیوی میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت پیدا کر کے اسے یحییٰؑ جیسا بیٹا عطا کر دیا۔

یہ تمام انبیاء نوعِ انسان کی بھلائی کے کاموں میں نہایت تیزی سے آگے بڑھتے تھے۔ اور زندگی کے ہر گوشے میں —— خواہ وہ امید افزا ہو یا یاس انگیز —— ہم سے پوچھتے تھے کہ انہیں کیا کرنا چاہیئے۔ (وہ ہر معاملہ میں ہمارے حکم کا انتظار کرتے تھے) اور اسی کے سامنے جھکتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ قوانینِ خداوندی کے خلاف قدم اٹھانے میں کس قدر خطرات پنہاں ہیں۔ وہ ان کی خلاف ورزی سے ہمیشہ ترساں و لرزاں رہتے تھے۔

۹۱ اور ان کے ساتھ ہی اس عفت مآب خاتون کا معاملہ بھی یاد کرو جسے ہم نے (یہودیوں کی خود ساختہ شریعت کے علی الرغم) عیسےٰؑ جیسا بیٹا عطا کیا۔ اور جس طرح ہر انسانی بچے میں خدائی توانائی کا شمہ ڈال کر اسے صاحبِ اختیار و ارادہ انسان بنا دیا جاتا ہے، اسے بھی ایسا ہی بنایا۔ (۳/۴۴ ؛ ۱۹/۱۶ ؛ ۳۲/۹)۔ وہ دونوں اقوامِ عالم کے لئے اس بات کی نشانی تھے کہ احکامِ خداوندی اور انسانوں کی خود ساختہ شریعت کے فیصلوں میں کتنا فرق ہوتا ہے۔ (یہودیوں کی خود ساختہ شریعت نے انہیں —— معاذ اللہ —— مردود و ملعون قرار دیا، اور خدا کی شریعت نے انہیں مقرب و مقبول ٹھیرایا)۔

۹۲ (اے رسول!) یہ تمام انبیاء کا گروہ شروع سے آخر تک ایک جماعت تھی۔ (ان کی تعلیم بھی ایک ہی تھی اور مقصد بھی ایک۔ ان کے خدا نے ان سے کہہ دیا تھا کہ تمہاری تعلیم کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ) میں تمہارا نشو و نما دینے والا ہوں۔ سو تم صرف میری اطاعت اختیار کرو۔ اس میں کسی اور کو شریک نہ کرو (۲۳/۵۲)۔

۹۳ (ظاہر ہے کہ جب یہ سب انبیاءؑ ایک ہی جماعت کے افراد تھے اور ان کی تعلیم بھی ایک ہی تھی

فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ
اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ
يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ
غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا
وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾

تو ان کے متبعین کو بھی امتِ واحدہ بن کر رہنا چاہیئے تھا۔ لیکن) انہوں نے باہمی اختلافات سے اس وحدت کو پارہ پارہ کر دیا۔ حالانکہ ان سب کو بالآخر ہمارے ہی قانون کی طرف آنا ہے۔ (اس کے سوا انسان کیلئے فلاح و سعادت کی کوئی اور راہ نہیں)۔

۹۴ (اور وہ بنیادی قانون یہ ہے کہ) جو کوئی بھی ضابطہ خداوندی کی صداقت پر ایمان رکھے اور اس کے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہو، جس سے اس کی ذات کی نشوونما بھی ہو جائے اور انسانی معاشرہ کے بگڑے ہوئے کام بھی سنور جائیں، تو اس کی کوششیں ناکام نہیں رہیں گی۔ (وہ بھرپور نتائج کی حامل ہوں گی)۔ اس لئے کہ ہمارا قانونِ مکافات ہر ایک کی سعی و عمل کو محفوظ رکھتا ہے۔

۹۵ اس کے برعکس جن قوموں کی صلاحیتیں نشوونما پانے سے رک جاتی ہیں، وہ تباہ ہو کر زندگی کی شادابیوں سے محروم رہ جاتی ہیں، اور پھر لوٹ کر (مرفہ الحالی کی طرف) نہیں آسکتیں۔ (۱۷/۵۸)۔

۹۶ البتہ اس کی ایک شکل یوں ہو جاتی ہے کہ جب قوت و شوکت کی مالک، تیز خرام قومیں اپنے ملکوں سے نکل کر ان پس ماندہ اقوام کے ملکوں میں ڈیرے ڈال دیں (۱۸/۹۴)، تو کچھ عرصہ کے بعد بطور ردِ عمل، ان کمزور قوموں میں زندگی کی حرارت ابھر آتی ہے، اور وہ اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنے کے لئے مصروفِ تگ و تاز ہو جاتی ہیں۔ اس سے انہیں دوبارہ زندگی مل جاتی ہے۔

۹۷ (ان لوگوں سے کہدو کہ جیسا کہ شروع میں کہا جا چکا ہے) وہ انقلاب جو ٹھوس تعمیری نتائج کا حامل ہوگا، قریب آرہا ہے۔ وہ لوگ جو ہمارے قانون کی صداقت سے انکار کرتے ہیں، اس وقت ان کی حالت یہ ہو گی کہ ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی، اور وہ بے ساختہ پکار اٹھیں گے کہ افسوس ہم پر! ہم اس آنے والے انقلاب سے بے خبر رہے اور اپنی سرکشی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔

۹۸ اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ تم اور تمہارے وہ اربابِ اقتدار، جن کی تم، قوانینِ خداوندی کو چھوڑ کر اطاعت کیا کرتے تھے، سب کے سب، تباہ کر دینے والے آتشیں عذاب کے ایندھن ہو۔ (اسکے

لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۚ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٩٩﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿١٠١﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ
مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۖ هٰذَا يَوْمُكُمُ
الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٣﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۖ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۖ
وَعْدًا عَلَيْنَا ۖ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿١٠٤﴾

شعلے کہیں باہر سے نہیں آتے' خود تمہارے اپنے اعمال ہی شعلے بن جاتے ہیں)۔ تم خود ہی اس آگ کو جلاتے ہو اور خود ہی) اس میں جل کر راکھ ہو جاتے ہو۔

٩٩ اگر یہ تمہارے معبود (ارباب اقتدار) کسی قوت کے مالک ہوتے' تو اس تباہی کے عذاب میں کیوں مبتلا ہوتے؟ اب دیکھو یہ کس طرح اس میں ماخوذ رہتے ہیں!

١٠٠ اس میں ان کی چیخ و پکار اس قدر شدید ہو گی کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دے گی۔

١٠١ ان کے برعکس' جو لوگ اپنے اعمال کی بدولت' حسن کارانہ اندازِ زیست کے مستحق قرار پا چکے ہوں گے' وہ اس عذاب سے دور رکھے جائیں گے۔

١٠٢ اتنے دور کہ وہ اس کی آہٹ تک بھی نہیں سن پائیں گے۔ (١٩/٧١)۔ ان کی تمام دلی آرزوئیں پوری ہوں گی' اور وہ اس کیفیت میں سرشار رہیں گے۔

١٠٣ حتّٰی کہ اس انقلاب کی شدید ترین ہولناکی بھی انہیں ہراساں نہیں کر سکے گی۔ کائنات کی تمام تعمیری قوتیں ان کی رفیق کار ہوں گی۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ دور جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ وہ آ کر رہے گا۔ (٢٧/٨٩)۔

١٠٤ اس دور میں' ان بڑے بڑے لوگوں کو جو آج اس طرح بلندیوں پر متمکن ہیں' یوں لپیٹ کر رکھ دیا جائے گا جس طرح بہی کھاتے کو (حساب کتاب ہو چکنے کے بعد) لپیٹ کر ایک طرف رکھ دیا جاتا ہے (کہ اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اس وقت' اخلاقی اقدار اور ان کی معاشی زندگی ایک ہی مرکز کے تابع ہو جائیں گے۔ (٣٩/٧٠)۔ اور اس طرح' مساواتِ آدم کی پھر وہی کیفیت ہو جائے گی) جو تخلیق انسانی کے دور اول میں تھی۔ معاشرہ پھر اسی حالت کی طرف لوٹ آئے گا جس میں نوعِ انسان اُمتِ واحدہ تھی اور رزق کی عام فراوانی تھی۔ (٢/٢١٣ ; ١٠/١٩)۔ یہ ہمارا وعدہ (طے شدہ پروگرام) ہے جسے پورا ہو کر رہنا ہے[1]۔

---

[1] اگر ان آیات کا تعلق' مرنے کے بعد کی زندگی سے سمجھا جائے' تو پھر ان میں طبیعی کائنات کے زیر و زبر ہو جانے کی طرف (بقیہ صفحہ [illegible] پر دیکھئے

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿۱۰۵﴾ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ
عَابِدِينَ ﴿۱۰۶﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنتُم
مُّسْلِمُونَ ﴿۱۰۸﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ ﴿۱۰۹﴾

---

۱۰۵ ہم نے اس حقیقت کو، ہر کتاب وحی میں متعلقہ امور کو سامنے لانے کے بعد بطور ایک اساسی قانون کے لکھ دیا تھا کہ ارض (نظام مملکت و حکومت اور وسائل پیداوار وغیرہ) کے حقیقی وارث وہی لوگ ہوں گے جن میں ان امور کی صلاحیت ہوگی اور جو ہمارے قوانین کے تابع زندگی بسر کریں گے۔

۱۰۶ یہ اساسی قانونِ حیات ہر اس قوم کے لئے ایک دور رس حقیقت اپنے اندر رکھتا ہے جو ہمارے قوانین کے تابع زندگی بسر کرتی ہے —— یعنی یہ قانون کہ وراثتِ ارض کے لئے صلاحیت اور قوانین خداوندی کی اطاعت شرط ہے۔ ان کے بغیر ہنگامی طور پر غلبہ تو حاصل ہو سکتا ہے، وراثت نہیں مل سکتی۔

۱۰۷ (وہ ضابطہ قوانین جس کے مطابق زندگی بسر کرنے سے وراثتِ ارض حاصل ہوتی ہے، اب اے رسول! دنیا کو تمہاری وساطت سے دیا جا رہا ہے۔ تم اقوامِ عالم سے کہدو کہ ان کی صحیح نشوونما، جس سے انسانی صلاحیتیں بیدار ہوتی اور پروان چڑھتی ہیں، اسی ضابطہ کی اطاعت سے ہو سکتی ہے۔ جو قوم اس حقیقت سے انکار کرے گی، اس مرحمتِ ایزدی سے محروم رہ جائے گی۔ (۹/۴۱)۔ یوں تمہاری بعثت تمام اقوام عالم کے لئے حقیقی رحمت کا موجب بن جائے گی۔

۱۰۸ ان سے کہدو کہ میری تعلیم کا لب لباب، جو مجھے بذریعہ وحی ملی ہے، یہ ہے کہ اقتدار و اختیار کی مالک صرف خدا کی ذات ہے۔ اس کے سوا کوئی اس قابل نہیں کہ اس کی اطاعت و محکومیت اختیار کی جائے۔

ان سے پوچھو کہ کیا تم اس ضابطۂ قوانین کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہو یا نہیں!)۔

۱۰۹ اگر یہ اس سے روگردانی کریں، تو ان سے کہدو کہ میں نے تمہیں (صحیح اور غلط روشِ زندگی کے نتائج و عواقب سے) یکساں طور پر آگاہ کر دیا ہے —— ماننا نہ ماننا تمہارے اپنے اختیار کی بات ہے۔ نہ مانو گے تو تباہ ہو جاؤ گے —— میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ وہ تباہ کُن انقلاب کی گھڑی، جس کے متعلق تم سے کہا جا رہا ہے، جلد آ جائے گی یا بدیر لیکن وہ آئے گی ضرور)۔

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۷۴۷) اشارہ ہوگا، جس کے بعد تخلیق کے ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔ اس صورت میں یہ آیت ایک عظیم حقیقت کو سامنے لاتی ہے کہ اس کے بعد تخلیق کائنات کا از سرِ نو آغاز ہوگا جس طرح پہلے ہوا تھا۔

إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ﴿۱۱۰﴾ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿۱۱۱﴾

قَالَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿۱۱۲﴾

۷ ع ۱۹ ۷

۱۱۰ (اگر تم منافقانہ روش اختیار کرلو —— کہ دل میں کچھ اور رکھو اور ظاہر کچھ اور کرو —— تو اس سے بھی وہ تباہی رک نہیں سکتی۔ اس لئے) کہ خدا کا قانون مکافات' تمہاری پوشیدہ اور ظاہر' ہر بات سے واقف ہے۔

۱۱۱ (اور اگر اس کے آنے میں ہنوز کچھ دیر ہے' تو) مجھے اس کا بھی علم نہیں کہ یہ تاخیر تمہارے لئے مزید مصیبت کا موجب بن جائے گی' یا اس سے صرف اتنا ہی مقصود ہے کہ تم کچھ وقت کیلئے اور متاعِ زندگی سے فائدہ اٹھالو۔

۱۱۲ (رسول نے' ہدایتِ خداوندی کے مطابق' قوم سے سب کچھ کہہ دیا۔ اور اسکے بعد) بدرگاہِ ربّ العزت عرض کیا کہ بارالہا! اب تو (مجھ میں اور ان لوگوں میں) حق کے ساتھ فیصلہ کردے —— اسکے بعد قوم سے کہا کہ ہمارا نشو ونما دینے والا خدائے رحمٰن ہے۔ ہم اس سے اس امر کی توفیق طلب کرتے ہیں کہ وہ ہماری صلاحیتوں کو ایسی بھرپور نشو ونما عطا کردے جس سے ہم تمہاری ان باتوں کا اچھی طرح مقابلہ کرنے کے قابل ہوجائیں (۱/۴)

سُورَةُ الحَجّ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝۱ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ
مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ
لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝۲ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝۳

---

۱ اے نوعِ انسان! اپنے نشو و نما دینے والے کے قوانین کی نگہداشت کرو۔ (اور اپنے معاشرہ کو صحیح خطوط پر متشکل کر لو' اگر تم از خود ایسا نہ کرو گے تو) یہ ایک ایسے شدید انقلاب کی رو سے واقع ہو گا جو ہر شے کو اس کی جگہ سے ہلا دے گا۔

۲ جس دن یہ انقلاب رونما ہو گا' اس کی ہولناکیوں کا یہ عالم ہو گا کہ (کسی کو کسی کا ہوش نہیں رہے گا حتیٰ کہ) دودھ پلانے والی مائیں' اپنے دودھ پیتے بچوں تک کو بھول جائیں گی اور انکا انہیں قطعاً افسوس نہیں ہو گا۔ حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں گے۔ لوگ یوں دکھائی دیں گے جیسے نشے میں مدہوش ہوں' حالانکہ درحقیقت کوئی نشے میں نہیں ہو گا۔ یہ کچھ خدا کے عذاب کی شدت کا نتیجہ ہو گا۔

۳ (خدا کے یہ قوانین بالکل صاف' سیدھے اور واضح ہیں' لیکن) ایسے لوگ بھی ہیں جو بلا علم و بصیرت' اس باب میں یونہی جھگڑے نکالتے رہتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ یہ لوگ محض اپنے سرکش جذبات کے پیچھے چلتے رہتے ہیں' اور نہیں سمجھتے کہ ان کی یہ روش انہیں کس طرح زندگی کی سعادتوں سے محروم

كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ④ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ
فِي رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ
مُخَلَّقَةٍ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ۖ
وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّىٰ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ وَتَرَى الْأَرْضَ
هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ⑤

کر دیتی ہے۔

۴ بہرحال یہ ہمارا قانون ہے کہ جو شخص بھی (وحیٔ خداوندی کے بجائے) اپنے سرکش جذبات یا مفاد پرست رفقاء کا اتباع کرے گا' وہ غلط راستے پر جا پڑے گا جو اُسے تباہیوں کے جہنم کی طرف لے جائے گا۔

۵ یہ لوگ اس قسم کی روش اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ یہ سمجھتے ہیں کہ زندگی بس اسی دنیا کی ہے۔ موت سے انسان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے کامیابی اسی کا نام ہے کہ جس طریق سے بھی ہو سکے' اس دنیا کے مفاد زیادہ سے زیادہ' حاصل کر لئے جائیں۔

ان سے کہو کہ اگر تم مرنے کے بعد کی زندگی کے بارے میں اس لئے شک و شبہات میں ہو کہ ایسا ہوتا تمہیں (بظاہر) محال دکھائی دیتا ہے' تو ذرا اس حقیقت پر غور کرو کہ ہم نے تمہاری پیدائش کی ابتداء بے جان مادّہ سے کی۔ (اُس میں پانی کے امتزاج سے زندگی کے اولیں جرثومہ کی نمود ہوئی۔ پھر یہ کاروانِ حیات مختلف منازل طے کرتا' اُس منزل میں آ پہنچا جہاں) افزائش نسل بذریعہ تولید ہوتی ہے۔ رحمِ مادر میں حمل قرار پاتا ہے۔ پھر وہ ایک جونک کی سی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ پھر متشکل اور غیر متشکل گوشت کے ایک ٹکڑے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہ' اِن مراحل میں سے اس لئے گزرتا ہے کہ نطفہ میں جس قدر امکانات مضمر طور پر موجود تھے' وہ بتدریج نشوونما پاتے ہوئے' ظہور میں آ جائیں۔ ($\frac{۲۳}{۱۴}$)۔ وہ جنین' ہمارے قانونِ مشیت کے مطابق' کچھ وقت کے لئے رحم کے اندر رہتا ہے۔ پھر تم ایک جیتے جاگتے بچے' کی شکل میں دنیا میں آ جاتے ہو۔ پھر' رفتہ رفتہ' اپنی جوانی کی حالت تک پہنچ جاتے ہو۔ ($\frac{۱۶}{۷}$)۔ تم میں سے بعض' جوانی کے عالم میں ہی انتقال کر جاتے ہیں' اور بعض بوڑھے ہو کر' عمر کی نکمی حالت کی طرف لوٹ جاتے ہیں جس میں کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ انسان سمجھ بوجھ حاصل

---

of INORGANIC MATTER

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَأَنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٦﴾ وَأَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ
فِيهَا وَأَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ﴿٧﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ
مُّنِيرٍ ﴿٨﴾ ثَانِيَ عِطْفِهِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ لَهُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ
الْحَرِيقِ ﴿٩﴾

کر لینے کے بعد پھر بے سمجھی کی طرف چلا جاتا ہے۔

(یہ تو خود تمہارے اپنے تخلیقی مراحل کی مثال ہے۔ اس کے بعد تم اپنے سے باہر کی دنیا کی طرف دیکھو اور) زمین کی حالت پر غور کرو کہ وہ کس طرح خشک اور ویران پڑی ہوتی ہے کہ اس میں زندگی اور نمو کا نشان تک دکھائی نہیں دیتا۔ پھر جب ہم اس پر بارش برساتے ہیں، تو وہ اچانک لہلہانے لگتی ہے اور اس کی روئیدگی روز بروز ابھرتی چلی جاتی ہے۔ اس طرح (اس زمین مردہ سے) خوشنما مناظر کی ایک دُنیا ظہور میں آجاتی ہے۔

۶ یہ سب اس لئے ہے کہ خدا کی ہستی ایک حقیقتِ ثابتہ ہے اور اس کا قانون ہمیشہ ٹھوس تعمیری نتائج مرتب کرتا ہے۔ وہ بے جان اشیاء کو جاندار بناتا ہے۔ اس لئے مردوں کو زندگی عطا کر دینا اُس کے نزدیک کچھ بھی مشکل نہیں۔ اس نے ہر شے کے پیمانے (قوانین) مقرر کر رکھے ہیں جن پر اُسے پورا پورا کنٹرول حاصل ہے۔

۷ اِنہی قوانین کی رُو سے دنیا میں مردہ اقوام کو زندگی عطا ہوتی ہے اور اِنہی کے مطابق انسان کو مرنے کے بعد زندگی ملتی ہے۔ لہٰذا وہ انقلاب جس کی رُو سے اس جماعت کو جسے تم اپنی ظاہر بیں نگاہوں سے کمزور اور مردہ دیکھتے ہو حیاتِ نو عطا ہوگی ضرور آکر رہے گا۔ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اسی طرح اس میں بھی کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ خدا مردوں کو بھی زندگی عطا کرے گا۔

۸ لیکن (جیسا کہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے۔ ۲۲/۳) بعض لوگوں کی حالت یہ ہے کہ نہ اُن کے پاس علم و بصیرت کی کوئی روشنی ہے نہ کسی طرح کی صحیح راہ نمائی۔ اور نہ ہی کوئی ایسا ضابطۂ حیات جو انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔ لیکن اس کے باوجود وہ قوانینِ خداوندی کے بارے میں جھگڑے نکالتے رہتے ہیں۔

۹ (ایسے آدمی سے بات کرو تو وہ اسے توجہ سے سننے اور معقولیت سے جواب دینے کے بجائے نخوت و تکبر کے عالم میں عجیب انداز سے) منہ پھیر کر چل دیتا ہے۔ اور (اتنا ہی نہیں کہ خود ہی غلط راستے پر

ع ۱ ۱۰ ۹
ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۱۰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ
اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ
هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۱۱ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۱۲
يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۱۳

چلتا ہے بلکہ) دوسرے لوگوں کو بھی اللہ کے راستے سے بھٹکاتا ہے۔ ایسے شخص کے لئے دنیاوی زندگی میں ذلت و رسوائی ہے اور قیامت کے دن جھلسا دینے والا عذاب۔ (یعنی اس کا حال بھی تاریک ہوتا ہے اور مستقبل بھی)۔

۱۰ (اسے بتا دیا جائے گا کہ) یہ سب تیرے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔ خدا اپنے بندوں پر کبھی ظلم اور زیادتی نہیں کیا کرتا (وہ اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتتے ہیں)۔

۱۱ (ایک طبقہ تو اُن لوگوں کا ہے جو قانون خداوندی سے اِس طرح روگردانی کرتے ہیں۔ دوسرا طبقہ اُن کا ہے جن کی حالت یہ ہے کہ) وہ قانون خداوندی کی اطاعت کرتے ہیں لیکن اس طرح گویا وہ کنارے پر کھڑے ہیں۔ اگر دیکھتے ہیں کہ اِس قانون کی اِطاعت میں فائدہ ہے، تو اِس پر مطمئن رہتے ہیں۔ لیکن اگر اس سے اُنہیں کسی قسم کا نقصان ہوتا ہو تو وہ اِس سے بلا تامل منہ پھیر لیتے ہیں (۱۴۳/۴)۔ اس روش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی حال کی زندگی بھی تباہ ہو جاتی ہے اور مستقبل کی بھی — دنیا میں بھی خسارہ اور آخرت میں بھی — اور یہ خسارہ ایسا کھلا ہوا ہے (جس کے لئے کسی دلیل و برہان کی ضرورت نہیں)۔

۱۲ (یہ ذہنیت اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ اُنہیں قوانین خداوندی کی محکمیت پر یقین نہیں ہوتا۔ چنانچہ جب انہیں اِن قوانین کی اطاعت سے بزعم خویش نقصان ہوتا دکھائی دیتا ہو تو وہ) خدا کو چھوڑ کر دوسری قوتوں کو پکارنے لگتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ انہیں اِسکی مقدرت ہی نہیں ہوتی کہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکیں — کیا اِس سے بڑی گمراہی کوئی اور بھی ہو سکتی ہے؟

۱۳ یہ ایسی قوتوں کو پکارتے ہیں جن کا نقصان اُن کے نفع سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ سو کتنے بُرے ہیں اِن کے یہ کارساز اور کتنے بُرے ہیں ان کے یہ رفیق!

(انسان خدا کو چھوڑ کر جس قوت کو بھی پکارے گا وہ یا تو مظاہر فطرت میں سے کوئی شے ہوگی یا کوئی دوسرا انسان۔ اشیائے فطرت کو خدا نے انسانوں کے لئے مسخر کر رکھا ہے اس لئے

إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۗ إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ
مَا يُرِيدُ ﴿١٤﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ
ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا يَغِيظُ ﴿١٥﴾

اُن میں سے کوئی بھی انسان سے برتر نہیں ہوسکتی جاتی رہے خود انسان' تو وہ سب انسان ہونے کے اعتبار سے یکساں ہیں۔ اس لئے ان میں سے بھی کوئی معبود نہیں ہوسکتا۔ بنابریں یہ چیز اس کے شرفِ انسانیت کی تذلیل ہے کہ وہ اپنے سے کمتر شے یا اپنے جیسے انسان کو اپنے سے بڑا سمجھے۔ اس سے بڑا نقصان اور کیا ہوسکتا ہے؟ اگر کوئی انسان اسے کچھ فائدہ پہنچا بھی دے گا' تو جو فائدہ اپنے شرف و مجد کو بیچ کر حاصل کیا جائے اسے فائدہ سمجھنا ہی حماقت ہے۔ قرآن' انسانوں کو باہمی تعاون کی تعلیم دیتا ہے' جس میں انسان کسی کو ذلیل کئے بغیر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ لیکن جب ایک انسان دوسرے انسان کے سامنے جھکتا اور جھولی پھیلاتا ہے' تو اس سے اسکی انسانیت تباہ ہوجاتی ہے۔ یہ سب سے بڑا زیاں ہے اور شرک۔ اسی لئے اس سے دنیا اور آخرت دونوں برباد ہوجاتے ہیں)۔

١٤ ان کے برعکس جو لوگ قوانین خداوندی کی محکمیت پر یقین رکھیں' اور ان کے مطابق ایسے کام کریں جن سے ان کی ذات کی صلاحیتیں بیدار ہوں' اور انسانی معاشرے کے بگڑے ہوئے کام سنوریں' تو خدا انہیں ایسی زندگی عطا کر دیتا ہے جس کی شادابیوں میں کبھی فرق نہیں آتا۔ یہ سب کچھ خدا کے اُس قانونِ مکافات کے مطابق ہوتا ہے جسے اُس نے اپنے منشاء اور ارادے کے مطابق ایسا بنایا ہے۔

١٥ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ انسانی اعمال کی نتیجہ خیزی میں کسی خارجی قانون اور اصول کو کوئی دخل نہیں' اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حال اور مستقبل کی خوشگواریاں خدا کی نصرت' یعنی اس کے قانون کے مطابق چلنے سے حاصل ہوتی ہیں' وہ غلطی پر ہیں' تو اسے چاہیئے کہ اپنے تمام مادی ذرائع کو کام میں لاکر' سماوی اقدار (قوانین خداوندی) سے اپنا رشتہ منقطع کرلے' اور پھر دیکھ لے کہ کیا اس کی اس تدبیر سے وہ حقائق واقعی کالعدم ہوجاتے ہیں جن کے تصور سے اس کا خون کھولتا تھا؟ (ایسا ہونا ناممکن ہے؟ قوانین خداوندی کی صورت ایسی نہیں کہ تم انہیں مانو تو وہ اثر انگیز ہوں' اور اگر انہیں ماننا چھوڑ دو' تو تمہارے معاملات سے ان کا کوئی تعلق باقی نہ رہے۔ انسانی معاملات' بہرحال' ان کے تابع رہیں گے خواہ انہیں کوئی مانے یا نہ مانے۔ انسان ان سے اپنا رشتہ منقطع کر ہی نہیں سکتا۔ یہ ان سے بھاگ کر کہیں جا ہی نہیں سکتا —— نہ اس دنیا میں' نہ اسکے بعد کی زندگی میں)۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِــِٕيْنَ
وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ
وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ
مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ﴿۱۸﴾

۱۶ کس قدر روشن دلائل اور واضح براہین ہیں جن کی تائید کے ساتھ ہم نے اس ضابطۂ قوانین کو نازل کیا ہے، لیکن اس سے راہ نمائی اسی کو مل سکتی ہے جو راہ نمائی حاصل کرنے کا خواہشمند ہو۔ (جو شخص اپنی آنکھیں بند کر لے، اسے سورج کی روشنی کیا فائدہ دے سکتی ہے؟)۔

۱۷ (وحدتِ قانون کے اعتراف کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ مذہبی گروہ بندیاں ہیں۔ اسکی وجہ سے انسان اپنی آنکھوں پر اس طرح تعصب کی پٹی باندھ لیتا ہے کہ ہزار دلائل و براہین کے باوجود اسے صحیح راستہ دکھائی نہیں دیتا۔ لہٰذا اس وقت کے لوگوں کا باہمی اختلاف یوں نہیں مٹ سکتا)۔ جماعتِ مومنین ہو یا یہودی، صابئین ہوں، نصاریٰ، مجوسی ہوں یا عرب کے مشرکین۔ ان کے اختلافی معاملات میں فیصلہ کی اب ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ یہ اپنے اپنے طریق پر عمل پیرا ہیں۔ جب نتائج سامنے آئیں گے تو بات واضح ہو جائے گی کہ کون خدا کے مقرر کردہ راستے پر گامزن ہے، اور کون غلط راستے پر چل رہا ہے۔ خدا کی نگاہوں سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں، اس لئے ہر ایک کے عمل کا صحیح صحیح نتیجہ سامنے آجائے گا۔ (۶/۱۳۶ ؛ ۱/۱۱ ؛ ۲۲/۵۶—۵۵)۔

۱۸ (اگر یہ دیکھنا ہو کہ شکل و صورت، رنگ و بو اور عقائد و مسالک کے اختلاف کے باوجود ایک ہی قانونِ خداوندی سب پر کس طرح نافذ ہوتا ہے، تو اس کے لئے) خارجی کائنات پر غور کرو۔ وہاں نظر آجائے گا کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے —— چاند، سورج، ستارے، پہاڑ، درخت، جاندار مخلوق —— کس طرح قانونِ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے ہیں۔ (تو کیا انسان جو اسی کائنات کا ایک حصہ ہے، اس قانون کی حدود سے باہر رہ سکتا ہے؟ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ فرق اتنا ہے کہ انسان کے علاوہ باقی مخلوق، قوانینِ خداوندی کی اطاعت پر مجبور ہے، اور انسان کو اسکا اختیار دیا گیا ہے کہ یہ چاہے تو ان قوانین کے مطابق زندگی بسر کرے اور چاہے اپنے لئے دوسرا راستہ اختیار کر لے۔ اس اختیار و ارادہ کا نتیجہ ہے کہ) اکثر انسان، قوانینِ خداوندی کا اتباع کرتے ہیں،

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ
رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ﴿۱۹﴾ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَ لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَاۤ
اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِیْدُوْا فِیْهَا ۗ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۲۲﴾

(۲ ع۱۲ ۹)

اور اکثر ان کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ جو خلاف ورزی کرتے ہیں، وہ اس کی سزا بھگتتے ہیں۔ اور وہ سزا یہ ہے کہ ان کی زندگی ذلت و رسوائی کی زندگی ہوتی ہے ——— اور جس پر قانون خداوندی کی خلاف ورزی سے ذلت و خواری کا عذاب مسلط ہو جائے، اسے کوئی عزت و تکریم عطا نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ عزت و تکریم، قانون خداوندی کی اطاعت کے ساتھ وابستہ ہے۔ (۳۵/۱۰ ؛ ۸۹/۱۶)۔

خدا کے یہ قوانین (جن کے مطابق عزت و تکریم اور ذلت و خواری کے فیصلے ہوتے ہیں) اسکی مشیت کے مطابق مرتب ہوئے ہیں۔ اس میں کوئی دخیل نہیں ہو سکتا۔ (قوانین، خارجی کائنات سے متعلق ہوں یا انسانی زندگی سے سب خدا کے متعین کردہ ہیں، کسی اور کے نہیں)۔

۱۹ (دیکھنے میں تو دنیا میں مذاہب کئی ایک ہیں۔ لیکن درحقیقت) انسانی گروہ دو ہی ہیں۔ ایک وہ جو خدا کے قانون ربوبیت کی صداقت پر ایمان رکھتا ہے۔ دوسرا وہ جو اس سے انکار کرتا ہے۔ انہی میں باہمی کشمکش ہے۔

جو لوگ قوانین خداوندی کی صداقت سے انکار کرتے ہیں، ان کا انجام تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ وہ عذاب (جس کے شعلے دلوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں، ۱۰۴/۶) انکی شخصیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا[1]۔ ان کے سر جو اس وقت نخوت و تکبر میں یوں اٹھ رہے ہیں، شدت عذاب انہیں جھکا دے گی۔

۲۰ ان کے ظاہر و باطن کی سختیوں کو پگھلا دیا جائے گا۔

۲۱ (اس وقت یہ ظلم و استبداد میں حدود فراموش ہو رہے ہیں اور دلائل و براہین کی رو سے اپنی روش چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ اس لئے، اسکے سوا اب چارہ نہیں کہ) انہیں اس روش سے بزور روکا جائے اور اس طرح، ان کا زور توڑ کر، انسانیت کو ان کے مظالم سے بچا لیا جائے۔ (۵۷/۲۵ ؛ ۲۱/۳۹)۔

۲۲ (اور یہ روک تھام محض وقتی اور ہنگامی نہ ہو بلکہ ایسا مستقل انتظام ہو کہ) یہ جب کبھی اس عذاب سے گھبرا کر، نکل بھاگنے کی کوشش کریں، تو انہیں پھر وہیں دھکیل دیا جائے اور کہدیا جائے کہ

[1] DISINTEGRATION OF PERSONALITY.

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ
اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ؕ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۳﴾ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚۖ وَهُدُوْٓا اِلٰى
صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ
سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ؕ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ (۳ ع ۱۰)

جاؤ! اس عذاب کا مزہ چکھو جو تمہارا سب کچھ جلا کر اسے راکھ کا ڈھیر بنا دے گا۔
(ان کے ساتھ یہ کچھ اس دنیا میں بھی ہوگا اور مرنے کے بعد بھی)۔

۲۳ (ان کے برعکس دوسرا گروہ مومنین کا ہے)۔ یہ لوگ اپنے ایمان اور اعمالِ صالح کی بنا پر ایسے معاشرہ میں رہیں گے جس کی شادابیوں پر کبھی خزاں نہیں آئے گی۔ (انہیں حکومت کی سرداریاں حاصل ہوں گی، جن کے نشانات) سونے کے کنگن، موتیوں کے ہار اور حریر و اطلس کے ملبوسات ہوں گے۔

۲۴ اس لئے کہ انہیں ایسے نظریۂ حیات کی طرف راہ نمائی ملی تھی جو نہایت پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔ انہیں اس راستے پر چلایا گیا تھا جو درخورِ ہزار حمد و ستائش ہے۔ (۳۵/۲۲)۔
(اس دنیا میں بھی ان کی زندگی ایسی ہوگی اور آخرت میں بھی)۔

۲۵ یہ نظام، جس کے حسین و خوشگوار نتائج کا ذکر اوپر کیا گیا ہے، اس کا مرکز کعبہ ہے۔ یہ وہ واجب الاحترام مقام ہے جو تمام انسانوں کے لئے اطاعتِ خداوندی کا سرچشمہ قرار پائے گا۔ اسے ہم نے تمام نوعِ انسان کے لئے، خواہ وہ یہاں کے رہنے والے ہوں، یا باہر سے آنے والے یکساں طور پر کھلا رکھا ہے۔ (اس کے دروازے، دنیا کے ہر ستائے ہوئے انسان کے لئے یکساں طور پر کھلے ہیں، اور سب اس کی منفعت بخشیوں میں شریک ہیں)۔ لیکن جو اس میں، ظلم و زیادتی کے ساتھ، حق کی راہ سے ذرا بھی اِدھر اُدھر ہٹے گا، اُسے الم انگیز سزا دی جائے گی۔

یہ لوگ اِس نظامِ عدل و احسان سے خود بھی سرکشی برتتے ہیں، اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کی طرف آنے سے روکتے ہیں۔ (ان کی اس دھاندلی کو کب تک برداشت کیا جا سکتا ہے؟ وقت آگیا ہے کہ ان کی روک تھام کی جائے تاکہ انسانیت، ان کے جور و ستم سے امن میں رہے۔ (۲۱/۳۹)۔

۲۶ اس مرکزِ نظامِ خداوندی کی تاسیس ابراہیمؑ کے ہاتھوں عمل میں آئی تھی تاکہ انسانوں لئے محکومیت صرف خدا کی رہ جائے۔ اس میں کسی اور کو شریک نہ کیا جائے۔ ہم نے اسے کہا تھا کہ وہ اس مرکز کو انسانوں کے خود ساختہ تصورات و معتقدات سے پاک اور صاف رکھ کر، اُس جماعت کی تنظیم

مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِينَ وَالْقَآئِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿۲۶﴾
وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَّعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوا
مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا
وَأَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ

وتربیت کے لئے مخصوص کردے جس کا فریضۂ زندگی یہ ہے کہ وہ تمام اقوامِ عالم کی نگرانی و پاسبانی کرے. نظامِ عدل و انصاف کو قائم رکھے' اور قوانینِ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے ان کی پوری پوری اطاعت کرے۔ (۲/۱۲۵ ; ۲/۱۹۷ ; ۳/۱۷ ; ۳/۹۵)۔

۲۷ (اس کے بعد ہم نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اب) تم لوگوں میں اعلان کر دو کہ وہ اپنے معاملات میں آخری دلیل و حجت (فیصلہ) کے لئے یہاں آیا کریں — دنیا کے دور دراز گوشوں سے' لمبی لمبی مسافتیں طے کرتے' پاپیادہ' یا ایسی سواریوں پر جو سفر کی مشقت سے تھک کر چور ہو جائیں.

۲۸ وہ یہاں اس لئے آئیں کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ یہ نظام ان کی (یعنی نوعِ انسان کی) منفعت کے لئے کیا کچھ کر رہا ہے۔

اور ہم نے جو مویشی انہیں دے رکھے ہیں' انہیں اللہ کا نام لے کر' اس اجتماع کے مقررہ دنوں میں ذبح کریں اور ان کا گوشت خود بھی کھائیں اور (اگر وہاں کوئی) تکلیف زدہ محتاج ہو' تو اسے بھی کھلائیں۔

۲۹ (کھائیں پئیں بھی' اور باہمی مشاورت سے وہ تدبیریں بھی سوچیں جن سے) ان کی ملی زندگی کی تمام کثافتیں دور ہو جائیں اور وہ اُن ذمّہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکیں (جنہیں انہوں نے نوعِ انسان کی فلاح و بہبود کے سلسلہ میں' اپنے اوپر لے رکھا ہے)۔ اور اس طرح پوری کی پوری امت اس مرکز کی نگہبان بن جائے جو دنیا میں انسانوں کی حرّیت و آزادی' اور قوت و اقتدارِ خداوندی کا نشان[۱] ہے' اور جسے اس باب میں شرفِ اوّلیت اور سبقت حاصل ہے[۲]۔

---

[۱] SYMBOL [۲] جس طرح صلوٰۃ میں رکوع و سجود اس اقرار کا محسوس مظاہرہ ہے کہ ہم قوانینِ خداوندی کی کامل اطاعت کرتے ہیں اور اس کے سوا کسی اور کی محکومیت اختیار نہیں کرتے۔ اسی طرح کعبہ کے گرد طواف' اس حقیقت کے اعتراف کا محسوس مظاہرہ ہے کہ ہم اس نظامِ خداوندی کی' جس کا یہ مرکز ہے' سرفروشانہ حفاظت کریں گے اور امنِ عالم کے ضامن اور نگہبان رہیں گے۔

الْعَتِيقِ ﴿٢٩﴾ ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِندَ رَبِّهِ ۗ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا
يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ ۖ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ﴿٣٠﴾ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۚ
وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴿٣١﴾

۳۰ یہ ہے مقصد اس اجتماع کا۔ سو جو شخص بھی خدا کی مقرر کردہ پابندیوں کا احترام اور ان کی عظمت کا اعتراف کرے، تو یہ چیز قانونِ خداوندی کی رُو سے اس کے لئے بڑی نفع بخش ہوگی۔

(ہم نے اوپر کہا ہے کہ اس اجتماع میں کھانے پینے کے سلسلہ میں جانور ذبح کریں۔ سو اس ضمن میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ) اُن جانوروں کو چھوڑ کر جن کی بابت قرآن میں حکم دیا جا چکا ہے کہ وہ حرام ہیں (۵/۳) باقی سب مویشی تمہارے لئے حلال ہیں۔

(لیکن یہ نہ سمجھ لینا کہ کھانے پینے کی چیزوں کی پابندی کی احتیاط کر لی تو دین کا مقصد پورا ہو گیا۔ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ) ہر اُس شے سے بچو جو زندگی کی حرکت کو ساکن کر دینے والی ہو۔ جس سے ذہن پر جمود و تعطل طاری ہو جائے اور قوتِ عمل ساقط ہو جائے —— بت پرستی اسی کی محسوس شکل ہے —— (جب زندگی میں حرکت نہ رہے تو پھر اس کے ہر گوشے میں کثافتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کی صلاحیتوں کی نشو و نما رک جاتی ہے۔ زندگی حرکتِ پیہم اور جدّ و جہدِ مسلسل کا نام ہے)۔

(لیکن حرکت کے یہ معنی نہیں کہ وہ بگولے کا سا رقص ہو۔ یعنی منزل کے تعین کے بغیر محض حرکت یہ بھی غلط ہے۔ حرکت کے معنی یہ ہیں کہ پہلے نصب العین متعین کر لیا جائے، اور پھر ہر قدم اُس نصب العین کی طرف اٹھے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان) ہر اس نظریہ سے بچے جو اُسے صحیح راستے سے ہٹا کر کسی دوسری طرف لیجانے کا موجب ہو۔

۳۱ صحیح روشِ زندگی یہ ہے کہ انسان ہر طرف سے خیال ہٹا کر اپنی توجہات کا مرکز قوانینِ خداوندی کی اطاعت قرار دے لے، اور اس میں کسی اور کی محکومیت کو شامل نہ کرے۔ یاد رکھو۔ جو شخص خدا کے علاوہ کسی اور کی اطاعت کرتا اور اس کے سامنے جھکتا ہے، وہ شرفِ انسانیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کی مثال یوں سمجھو گویا وہ آسمان کی بلندیوں سے زمین کی پستیوں پہ آ گرا اور ایسا بے کس و بے بس اور بے یار و مددگار رہ گیا جیسے (چڑیا کا بچہ اپنے گھونسلے سے نیچے زمین پر گر جائے تو) اسے چیل جھپٹ کر لے جائے۔ اور ایسا کمزور و ناتواں ہو گیا کہ ہوا کا ہر تیز جھونکا اسے (پرِ کاہ کی طرح) اڑائے اڑائے پھرے اور کسی دور دراز گوشے میں پھینک دے۔

ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ
مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ ۴ ع ۱۱
مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۗ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ
وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

۳۲ یہ انجام ہوتا ہے غیر خداوندی قوتوں کے سامنے جھکنے کا۔ (اس کے برعکس) جو شخص خالصۃً نظام خداوندی (کی اطاعت کرے گا۔ اور اسکے اعتراف کے طور پر اس نظام) کے نشانات کی تعظیم کرے گا' تو یہ اس امر کا اظہار ہوگا کہ اسکے دل میں قوانین خداوندی کی نگہداشت کا احساس اور ان کا احترام موجود ہے۔ (لیکن اگر ان نشانات کی تعظیم ہی مقصود بالذات بن جائے۔ یا یہ چیز محض رسم بن کر رہ جائے' تو یہ بات انسان کو دین کی حقیقت سے دور لے جائے گی)۔

۳۳ اس سلسلہ میں اس حقیقت کو ایک مرتبہ پھر سمجھ لو کہ تم جن جانوروں کو اس اجتماع میں کھانے پینے کے لئے ذبح کرو گے' ان کے متعلق یہ تصور نہ کر لینا کہ یہ بھی اُسی قسم کی قربانی ہے جیسی عام پرستش گاہوں میں کی جاتی ہے۔ اور یہ جانور مقدس ہو گئے ہیں۔ بالکل نہیں۔ یہ عام جانور ہیں' جن سے تم دوران سفر میں سواری یا باربرداری کے سلسلہ میں مختلف فائدے اٹھاتے ہو' اور اس طرح انہیں یہاں (خانہ کعبہ میں) لا کر اپنی خوراک کے لئے ذبح کر لیتے ہو۔

۳۴ (یہ جو ہم نے جانوروں کو ذبح کرتے وقت خدا کا نام لینے کا طریق بتایا ہے' تو یہ خصوصیت تمہارے لئے ہی نہیں)۔ ہم نے ہر قوم کے لئے یہ طریق مقرر کر دیا تھا کہ وہ جانوروں کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا کریں (۶/۱۶۳ ؛ ۲۲/۶۷)۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ خدا کا صحیح اور نکھرا ہوا تصور ہر وقت تمہارے پیش نظر رہے اور یہ حقیقت تمہاری نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے پائے کہ تمہارے اوپر اقتدار واختیار صرف خدائے واحد کا ہے۔ اور کسی کا نہیں۔ سو تمہیں صرف اُسکے قوانین کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ (یہ ہے دین کی وہ اصل جس میں کسی قسم کا تنازعہ نہیں ہو سکتا۔ ۲۲/۶۷)۔ سو جو لوگ اس اصل عظیم کے سامنے جھک جائیں' انہیں زندگی کے خوشگوار نتائج کی بشارتیں سنا دو۔

۳۵ یعنی ان لوگوں کو' کہ جن کے سامنے جب قانون خداوندی پیش کیا جاتا ہے تو اس کی خلاف ورزی

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا
وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٣٦﴾
لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا
اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۚ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿٣٨﴾

٥ ع ٥ ١٣

کے تباہ کن نتائج کے تصور سے ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں (۲/۲۔ ۲)۔ پھر اس قانون پر چلنے کی راہ میں انہیں جو جو دشواریاں پیش آتی ہیں' ان کا نہایت ہمت اور حوصلہ سے مقابلہ کرتے ہیں اور ان کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آتی۔ اس طرح وہ نظام صلوٰۃ کو قائم کرتے ہیں' اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے' اسے (نوع انسان کی پرورش کے لئے) کھلا رکھتے ہیں۔

٣٦ اور وہ اونٹ بھی (جنہیں مذکورہ بالا مقصد کے لئے' اس اجتماع کے موقعہ پر ذبح کیا جاتا ہے) نظام خداوندی کے نشانات میں سے ہیں —— ہر وہ شے جو کسی نہ کسی طریق سے اس نظام کی اقامت اور استحکام کا موجب بنتی ہے' اسکے شعائر میں شمار ہو جاتی ہے —— (لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس طرح یہ جانور تمہارے لئے مقدس بن جاتے ہیں) یہ تمہارے فائدے کے لئے ہیں۔ انہیں اللہ کا نام لے کر' قطار در قطار ذبح کرو۔ اور جب وہ ذبح ہو کر کسی پہلو پر گر پڑیں' تو ان کا گوشت خود بھی کھاؤ اور دوسرے تکلیف زدہ ضرورت مندوں کو بھی کھلاؤ۔ ہم نے اس طرح مویشیوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم (کھانے پینے کی طرف سے بے فکر ہو کر' اپنے بلند مقصد کے لئے) ایسی کوشش کرو جو بھرپور نتائج مرتب کر سکے۔

٣٧ (اس حقیقت کو ایک مرتبہ پھر سمجھ لو کہ یہ جانور تمہاری ضروریات پورا کرنے کے لئے ہیں۔ یہی ان کے اس موقعہ پر ذبح کرنے سے مقصود ہے)۔ اللہ تک ان کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا۔ اس کے ہاں تو صرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ تم اسکے قوانین کی کس حد تک نگہداشت کرتے ہو۔ اس نے ان جانوروں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم (اپنی طبیعی ضروریات کی طرف سے بے فکر ہو کر) خدا کے اس ضابطۂ قوانین کو' جس سے اس نے تمہاری راہ نمائی کی ہے' دنیا کے تمام قوانین و ضوابط پر غالب کر سکو (۲/۱۸۵)۔ جو لوگ اس طرح' قوانین خداوندی کے مطابق حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کریں گے' ان کے لئے نہایت خوشگوار نتائج کی بشارتیں ہیں۔

٣٨ جو جماعت مومنین' ایسا کرتی رہے گی' اللہ انہیں' ان کے دشمنوں کی دسترس سے محفوظ رکھے گا۔

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُۨ ﴿٣٩﴾ اۨلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ
بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ
وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ
عَزِيْزٌ ﴿٤٠﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ
وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿٤١﴾

اس لئے کہ جو لوگ فلاح و بہبودِ انسانیت کے امین نہیں۔ جن پر کسی صورت میں اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ اور جو نظامِ خداوندی کی صداقت سے بہ شد و مد انکار کرتے ہیں، وہ خدا کے نزدیک کیسے پسندیدہ ہو سکتے ہیں؟

٣٩ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں (یعنی جماعت مومنین) کو، جن پر مخالفین کی طرف سے اس قدر مظالم توڑے گئے ہیں، اور جن کے خلاف اب وہ مخالفین میدان جنگ تک میں اتر آئے ہیں، دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے جنگ کی اجازت دی جاتی ہے۔ اللہ ان مظلوموں کی مدد کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

٤٠ یہ وہ مظلوم ہیں جنہیں ان کے گھروں تک سے ناحق نکال دیا گیا۔ ان کا کوئی جرم نہیں تھا، بجز اسکے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا نشو و نما دینے والا اللہ ہے۔ (لیکن سرکش قوتیں اس کی کب اجازت دیتی ہیں کہ کوئی اپنی مرضی کے مطابق کسی کو اپنا معبود بنالے؟) تم سوچو کہ اگر اللہ اس کا انتظام نہ کرتا کہ ایک گروہ کی روک تھام دوسرے گروہ کے ذریعے ہو سکے (اور وہ سرکش لوگوں کو بدلگام چھوڑ دیتا کہ وہ جو جی میں آئے کرتے چلے جائیں، تو اور چیزیں تو ایک طرف) کسی قوم کی عبادت گاہ تک بھی دنیا میں محفوظ نہ رہتی ——— خانقاہیں، گرجے، یہودیوں کے معبد، مساجد، جن میں خدا کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے ——— سب، کبھی کے ڈھائے جاچکے ہوتے۔ لہٰذا، جو جماعت بھی حق و انصاف کی مدافعت کے لئے اٹھے گی۔ (جس میں پرستش کی آزادی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے) اللہ کا قانون اس کی ضرور مدد کرے گا۔ یاد رکھو! خدا بڑی قوتوں کا مالک اور سب پر غالب ہے۔

٤١ (مظلوموں کی یہ جماعت جو دنیا سے ظلم اور سرکشی کو مٹانے کے لئے اٹھی ہے)۔ اگر ہم نے انہیں ملک میں حکومت عطا کردی۔ انہیں اقتدار حاصل ہو گیا (تو یہ ظلم اور استبداد نہیں کریں گے)۔ یہ نظامِ صلوٰۃ قائم کریں گے (تاکہ تمام افرادِ معاشرہ، قوانین خداوندی کا اتباع کرتے چلے جائیں)۔ یہ تمام نوعِ انسانی کو سامانِ نشو و نما بہم پہنچائیں گے۔ یہ ان احکام کو نافذ کریں گے جنہیں قانون

وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ إِبْرٰهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ﴿۴۳﴾ وَ
أَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوسٰى فَأَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿۴۴﴾ فَكَأَيِّنْ
مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَشِيدٍ ﴿۴۵﴾
أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا
تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ﴿۴۶﴾

خداوندی (قرآن) صحیح تسلیم کرتا ہے۔ اور تمام ایسے کاموں سے روکیں گے جنہیں وہ جائز قرار نہیں دیتا۔ غرضیکہ (یہ ہر پیش آمدہ معاملہ کے متعلق دیکھیں گے کہ اس باب میں خدا کا قانون کیا کہتا ہے۔ اس طرح ان کی حکومت میں، بحث و تمحیص اور باہمی مشاورت کے بعد، آخر الامر) ہر معاملہ کا فیصلہ قانونِ خداوندی کے مطابق ہوگا (۵/۴۴)۔

۴۲ (یہ ہے، اے رسول! تمہاری اس دعوت سے مقصود)۔ لیکن، اگر یہ لوگ (اس قدر وضاحت کے باوجود) تیری تکذیب کرتے ہیں (تو یہ کوئی نئی بات نہیں)۔ ان سے پہلی قومیں بھی اپنے اپنے رسولوں کی اسی طرح تکذیب کر چکی ہیں۔ (مثلاً) قوم نوحؑ۔ قوم عاد۔ قوم ثمود۔

۴۳ قوم ابراہیمؑ۔ قوم لوطؑ۔

۴۴ مدین کے رہنے والے (قوم شعیبؑ)۔ اور اسی طرح موسیٰؑ کی تکذیب بھی ہوئی۔ ہم نے ان سرکشی اختیار کرنے والوں کو، پہلے اپنے قانونِ مکافات کے مطابق مہلت دی (کہ وہ اپنی غلط روش سے باز آجائیں۔ لیکن جب وہ باز نہ آئے تو، ہمارے قانون نے) انہیں اپنی گرفت میں لے لیا۔ (دیکھ، تاریخ کے اوراق سے پوچھو کہ) اُن کے اس انکار اور سرکشی کا نتیجہ کیا نکلا؟

۴۵ (تاریخ یہ بتائے گی کہ) کتنی ہی بستیاں تھیں جن کے رہنے والوں کو، ہمارے قانونِ مکافات نے یوں گرفت میں لے کر تباہ کر دیا، اس لئے کہ انہوں نے ظلم و استبداد پر کمر باندھ رکھی تھی (اور کمزور و ناتواں انسان ان کے ہاتھوں سخت نالاں تھے)۔ وہ ایسی اُجڑیں کہ ان کی (سر بفلک) عمارتیں اوندھی ہو کر گر پڑیں۔ ان کے کنویں بے کار ہو گئے۔ ان کے مستحکم قلعے کھنڈرات بن کر رہ گئے۔

۴۶ کیا یہ لوگ اُن علاقوں میں چلے پھرے نہیں کہ (ان سابقہ اقوام کے عبرت انگیز انجام کو دیکھ کر)، ان کے دلوں میں عقل و فکر سے کام لینے کی صلاحیت اور ان کے کانوں میں بات سننے کی

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾
وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ ع ۶ ۱۳
اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾

استطاعت پیدا ہو جاتی! (اصل یہ ہے کہ جب کوئی شخص حقائق کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتا ہے، تو یہ نہیں ہوتا کہ اس کی ماتھے کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ (وہ تو بدستور بینا ہوتی ہیں۔ لیکن) ان کے دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں (اور اس طرح ان میں سمجھنے سوچنے کی صلاحیت مفقود ہو جاتی ہے)۔

۴۷ (یہ لوگ، بجائے اس کے کہ عقل و بصیرت سے کام لیں، تقاضہ پر تقاضہ کر رہے ہیں کہ) جس تباہی کی انہیں دھمکی دی جا رہی ہے، وہ جلدی کیوں نہیں آجاتی۔ ان سے کہدو کہ خدا کا قانون اٹل ہے۔ ایسا ہو نہیں سکتا کہ تمہارے اعمال کے نتائج تمہارے سامنے نہ آئیں۔ (لیکن بات یہ ہے کہ جب یہ نتائج خدا کے کائناتی قانون کے مطابق مرتب ہوں تو ان کے ظہور میں دیر لگتی ہے۔ اس لئے کہ) خدا کے کائناتی نظام میں ایک ایک دن کی مقدار ایسی ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی شمار کے مطابق ایک ہزار سال ہو (۳۲/۵ ؛ ۷۰/۴)۔ (کائناتی تبدیلیاں، اور قوموں کے احوال و ظروف میں تغیرات، بڑے بڑے لمبے عرصے کے بعد رونما ہوتے ہیں)۔

۴۸ (لہذا، ان سے واضح طور پر کہدو کہ یہ بات کہ ان پر تباہی جلدی کیوں نہیں آتی، انہیں اس فریب میں مبتلا نہ رکھے کہ قانونِ مکافات محض ڈراوا ہی ہے۔ تاریخی سرگزشتیں اسی حقیقت کی شہادت دیں گی کہ) کتنی ہی قومیں ایسی تھیں کہ وہ ظلم و استبداد کرتی تھیں۔ پہلے انہیں مہلت دی گئی، اور (جب وہ لوگ اپنی روش سے باز نہ آئے تو) انہیں پکڑ لیا گیا۔ (لہذا، انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کا انجام بھی ہمارے اسی قانون کے مطابق ہو کر رہنا ہے۔ یہ اس سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے)۔ انہیں، آخر الامر، اس کی طرف آنا ہے۔

۴۹ (ان سے کہدو کہ اے لوگو! میری حیثیت اس باب میں فقط اتنی ہے کہ میں تمہیں خدا کے قانونِ مکافات سے کھلے کھلے الفاظ میں آگاہ کرتا ہوں۔

۵۰ سو جو لوگ، اس قانون کی صداقت پر یقین رکھ کر، صلاحیت بخش کام کریں گے، وہ تباہی اور بربادی سے بھی محفوظ رہیں گے، اور انہیں باعزت روٹی بھی ملے گی۔

وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿٥١﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ
رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ
ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٥٢﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ
قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿٥٣﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٥٤﴾

---

۵۱ اور جو لوگ اس کی کوشش کریں گے کہ قوانین خداوندی کی مخالفت کر کے کامیاب زندگی بسر کریں' اور اس طرح انہیں عاجز اور ناکارہ کر کے رکھ دیں (تو وہ خود فریبی میں مبتلا ہیں۔ وہ ایسا کبھی نہیں کر سکیں گے)۔ ان پر سعادتوں اور کامرانیوں کے دروازے بند ہو جائیں گے اور وہ ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔ (اور اس طرح تباہ و برباد ہو جائیں گے)۔

۵۲ (یہ قوانین' جن کی رُو سے قوموں کی سعادتوں اور ناکامیوں کے فیصلے ہوتے ہیں' کوئی پہلی مرتبہ سامنے نہیں لائے گئے۔ انہیں ہم شروع ہی سے مختلف انبیاءؑ کی معرفت دیتے چلے آرہے ہیں۔ لیکن ہوتا یہ رہا ہے کہ) ہمارا فرستادہ نبی آتا۔ لوگوں تک ہمارا پیغام پہنچاتا۔ اسکے چلے جانے کے بعد' اپنی مفاد پرستیوں کے پیچھے چلنے والے لوگ' اس کی وحی میں' اپنی طرف سے آمیزش کر کے' اسے کچھ سے کچھ بنا دیتے۔ (اس کے بعد خدا ایک اور رسول بھیج دیتا۔ اور سابقہ وحی کو) اُس آمیزش سے پاک اور صاف کر کے' اپنے قوانین کو پھر محکم کر دیتا۔ اس لئے کہ خدا کو ہر بات کا علم ہوتا ہے اور اس کے سب کام حکمت پر مبنی ہوتے ہیں ($\frac{۶}{۱۱۳}$)۔

۵۳ وحیٔ خداوندی میں' ان انسانی آمیزشوں سے ہوتا یہ کہ جن لوگوں کے دل میں (انفرادی مفاد پرستیوں کا) مرض ہوتا' یا جن کے دل حقائق قبول کرنے کی طرف سے سخت ہو جاتے' وہ خود بھی اس فتنہ میں مبتلا رہتے (اور دوسروں کو بھی اس میں مبتلا رکھتے)۔

غور کرو کہ جو لوگ قوانین خداوندی سے سرکشی برتتے ہیں' وہ اس باب میں کہاں تک چلے جاتے ہیں؟ (یعنی وہ اس کی جرأت بھی کر لیتے ہیں کہ اپنی طرف سے "شریعت" وضع کر کے' اسے خدا کی طرف منسوب کر دیں۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے؟ ($\frac{۲}{۵۳}$)۔

۵۴ یہی سلسلۂ وحی' اب قرآن تک آپہنچا ہے۔ اس میں وہ سب کچھ جو انبیائے سابقہ کی طرف

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ
عَقِيمٍ ﴿۵۵﴾ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿۵۶﴾
۷ ع ۹ ۱۳ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿۵۸﴾

بھیجا گیا تھا۔ اصلی شکل میں جمع کر دیا گیا ہے۔ (۵/۴۸)۔ اس وحی میں انسانی آمیزش کا شائبہ تک نہیں۔ نہ ہی اس میں کوئی آمیزش ہو سکے گی' اس لئے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے لے لیا ہے (۱۵/۹)۔

جو لوگ علم و بصیرت سے کام لیں گے ان پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ جو کچھ قرآن میں دیا جا رہا ہے وہ تیرے نشو و نما دینے والے کی طرف سے ایک حقیقت ثابتہ ہے۔ سو ان لوگوں کو چاہیئے کہ (علم و بصیرت سے کام لے کر) قرآن کی صداقتوں پر ایمان لے آئیں اور اس طرح ان کے دل اس کے سامنے جھک جائیں —— وہ اس کی اطاعت اختیار کر لیں۔ (ہمارا قانون یہ ہے کہ) جو لوگ وحی کی صداقت پر ایمان لے آتے ہیں' ہم ان کی راہ نمائی زندگی کی متوازن اور سیدھی راہ کی طرف کر دیتے ہیں۔

۵۵ (لیکن جو لوگ علم و بصیرت اور غور و تدبر سے کام نہیں لیں گے) وہ اس کی طرف سے برابر شک میں رہیں گے' تا آنکہ موعودہ انقلاب کی گھڑی اچانک ان کے سر پر آ جائے' یا ان پر وہ عذاب آ جائے جو ان کے شجر امید کو یکسر خشک کر کے رکھ دے' اور اس کے بعد وہ کبھی بار آور نہ ہو سکے۔

۵۶ اس وقت قوت و اقتدار' سب کا سب' قانون خداوندی کو حاصل ہو گا۔ اور تمام امور کے فیصلے اس (ضابطہ — قرآن) کے مطابق ہوں گے۔ اسی قانون کے مطابق یہ ہو گا کہ جو لوگ اس ضابطہ کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں اور اسکے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہو رہے ہیں' انہیں زندگی کی خوش حالیاں اور شادابیاں نصیب ہوں گی۔

۵۷ اور جو لوگ ان قوانین سے انکار کر رہے' اور انہیں جھٹلا رہے ہیں' انہیں ذلت آمیز سزا ملے گی۔

۵۸ (لیکن اس دوران میں) جو لوگ' اس نظام کے قیام کی خاطر' اپنا گھر بار (اور سب کچھ) چھوڑ کر نکل کھڑے ہوتے ہیں' وہ اگر' اس جدوجہد میں' اپنی طبیعی موت مر جائیں' یا قتل کر دیئے جائیں (تو انہیں اس احساس سے افسردہ خاطر نہیں ہونا چاہیئے کہ اس نظام کی تشکیل ان کے ہاتھوں سے تکمیل تک نہیں پہنچ سکی۔ انہوں نے اس جدوجہد میں پورا پورا حصہ لے لیا' اور اس طرح اپنے لئے حیات جاوید

لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا
عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ
وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫ فَتُصْبِحُ
الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ۚ

کاسامان ہیا کرلیا ہے۔ لہذا) اللہ انہیں ان کی موت کے بعد بہترین سامانِ نشوونما عطا کرے گا جس سے وہ زندگی کی مزید ارتقائی منازل طے کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ بہترین سامانِ نشوونما عطا کرنے والا ہے۔

۵۹ وہ انہیں زندگی کی اس منزل میں داخل کرے گا جسے وہ بہت پسند کریں گے۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ سب کچھ جاننے والا ہے' اور نہایت تحمل سے ہر بات کو اس کے انجام تک پہنچاتا ہے۔

۶۰ بہرحال (جس مقصد کے لئے تمہیں جنگ کی اجازت دی گئی ہے۔ ۲۲/۳۹۔ وہ یہ ہے کہ) جس قوم نے دوسروں پر زیادتی نہیں کی بلکہ جس قدر ظلم و تشدد اس پر ہوا ہے' اس کا بدلہ لینے کے لئے قدم اٹھایا ہے —— اور دشمن نے اس پر بھی اپنا ہاتھ نہیں روکا بلکہ وہ مزید زیادتی پر اتر آیا ہے۔ تو قانونِ خداوندی کی رو سے اس مظلوم کی مدد ضرور کی جائے گی۔ اس کا قانون' یقیناً ظلم و تشدد کو مٹا کر' مظلوموں کے لئے سامانِ حفاظت بہم پہنچانے والا ہے۔

۶۱ (یہ اسلئے ہے کہ خود کائنات میں خدا کا یہ قانون جاری و ساری ہے کہ صورتِ حالات بدلتی رہے (۳/۱۳۹) یہ نہ ہو کہ مظلوم ہمیشہ ظلم و ستم سہتا رہے اور ظالم جور و تعدی کرتا رہے۔ کیا تم خارجی کائنات میں نہیں دیکھتے کہ) خدا کا قانون کس طرح رات کو دن کی مملکت میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات کی مملکت میں۔ وہ سب کچھ سننے والا' دیکھنے والا ہے۔

۶۲ یہ سب اس لئے ہے کہ حق' اللہ ہی کی ذات ہے۔ اس کے سوا لوگ جنہیں پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں۔ ٹھوس تعمیری نتائج صرف اُس کے قانون کی رُو سے مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ سب تخریبی نتائج پیدا کرتے ہیں۔ اور خدا کا قانون تمام غیر خدائی قوانین پر غالب ہے اور سب سے بلند و برتر۔

۶۳ (یہ تعمیری نتائج پیدا کرنے والا قانون' کائنات میں کس طرح کارفرما ہے' اس کے لئے) کیا تو نے اس پر غور نہیں کیا کہ اللہ بادلوں سے بارش برساتا ہے تو اس سے زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے یقیناً

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ
لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ
اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ
الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى
رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾

ع ۱۵

خدا بڑا ہی باریک بیں، اور ہر شے کے حالات اور اس کی صلاحیتوں سے واقف ہے۔

۶۴ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب اس کے متعین کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرمِ عمل ہے۔ اسے اپنے قانون کو نتیجہ خیز بنانے کے لئے کسی سہارے کی ضرورت نہیں۔ (وہ قانون اپنے زورِ دروں سے از خود نتیجہ خیز ہوتا ہے) اور اس کے نتائج خود اس کی حمد و ستائش کی زندہ شہادت بنتے ہیں۔

۶۵ پھر کیا تم نے اس پر غور نہیں کیا کہ جو کچھ زمین میں ہے' اللہ نے اسے' کس طرح' تمہارے فائدے کے لئے قانون کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ کشتی کو دیکھو کہ وہ کس طرح' اُس کے قانون کے مطابق' سینۂ بحر کو چیرتی ہوئی چلی جاتی ہے۔ اس نے کس طرح بارش کو روک رکھا ہوتا ہے کہ وہ زمین پر صرف اس کے قانون کے مطابق گرے۔

نظامِ کائنات' قاعدے اور ضابطے کے مطابق اس لئے چل رہا ہے کہ ان موانع کی مدافعت ہو سکے جو انسانوں کی نشو و نما کی راہ میں حائل ہیں' اور انہیں سامانِ نشو و نما نہایت عمدگی سے ملتا رہے۔

۶۶ یہی وہ قانون ہے جس کے مطابق اس نے تمہیں زندگی عطا کی۔ پھر اسی کے مطابق تمہارے طبیعی جسم پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ اور اسی کے مطابق وہ تمہیں پھر زندگی عطا کرے گا۔ (اسی طرح قوموں کی موت و حیات کا فیصلہ بھی خدا ہی کے قانون کے مطابق ہوتا ہے)۔

(یہ سب کچھ انسان ہی کے لئے ہو رہا ہے' اور انسان کی حالت یہ ہے کہ یہ اپنی زندگی غیر خدائی قوانین کے تابع گزارنا چاہتا ہے)۔ یہ کس قدر ناسپاس گزار واقع ہوا ہے؟

۶۷ (یہ ہمارا بنیادی قانون ہے جو انسان کی راہ نمائی کے لئے شروع سے چلا آ رہا ہے۔ لیکن اس کے عملی نفاذ کی شکلیں' مختلف ادوار میں' زمانے کے تقاضوں کے ماتحت مختلف قوموں میں مختلف ہوتی رہی ہیں۔ اسی بنا پر) مختلف قوموں کے رسوم و رواج اور طرزِ معاشرت' الگ الگ ہیں۔ یہ کوئی ایسی بات

وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۶۸ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ
تَخْتَلِفُوْنَ ۝۶۹ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى
اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۷۰ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا
لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝۷۱ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ

نہیں جس پر جھگڑا کیا جائے۔ (۲/۱۷۷)۔ اصل چیز وہ بنیادی تعلیم ہے (جو اب اپنی حقیقی شکل میں قرآن میں محفوظ کر دی گئی ہے)۔ اس کے متعلق کسی تنازع کی اجازت نہیں دی جا سکتی —— یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ مخالفین سے مفاہمت کی خاطر اس میں کچھ رد و بدل کر دیا جائے' یا اس کی مخالف تعلیم کے متعلق کہہ دیا جائے کہ وہ بھی برحق ہے۔ اب برحق اور صداقت پر مبنی صرف وہ تعلیم ہے جو قرآن کے اندر محفوظ کر دی گئی ہے —— لہٰذا' تم (اے رسول!) اس تعلیمِ ربانی کی طرف دعوت دیتے جاؤ۔ اس لئے کہ تم بالکل سیدھے اور متوازن راستے پر چلے جا رہے ہو۔

۶۸ اور اگر یہ لوگ اس باب میں تم سے جھگڑے پیدا کریں' تو ان سے کہہ دو کہ (مجھے تم سے جھگڑنے کی ضرورت نہیں) خدا کا قانونِ مکافات خوب جانتا ہے کہ تم کیا کرتے ہو۔ (وہ اس کے مطابق نتائج مرتب کر دے گا)۔

۶۹ جب ظہورِ نتائج کا وقت آئے گا تو خدا کا یہی قانون ان تمام امور میں فیصلے کر دے گا جن میں تم اس وقت اختلاف کر رہے ہو۔ (۲/۲۱۳ ؛ ۲۲/۱۷ ؛ ۲۲/۵۶)۔

۷۰ کیا تو نہیں جانتا کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے' سب خدا کے علم میں ہے۔ کوئی شے اس کے قانونِ مکافات کی نگاہوں سے چھپی ہوئی نہیں۔ پھر جو کچھ کائنات میں ہوتا ہے' سب' اس کے قانون کی کتاب میں ضبط ہوتا جاتا ہے۔ اور خدا کے لئے ایسا کرنا بہت آسان ہے۔

۷۱ اِن کے ان اختلافات کی وجہ یہ ہے کہ یہ قانونِ خداوندی کو چھوڑ کر ان قوتوں کی محکومیت اختیار کرتے' اور اُن احکام کی اطاعت کرتے ہیں' جن کے لئے نہ اللہ نے کوئی سند نازل کی ہے' اور نہ ہی یہ اُن کی حقیقت سے خود ہی واقف ہیں۔ (محض آبا و اجداد کی تقلید سے ایسا کئے چلے جاتے ہیں۔ ۳۹/۱)۔ لیکن انہیں سمجھ رکھنا چاہیئے کہ جو لوگ خدا کے قوانین سے سرکشی برتتے ہیں' ان کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا۔

۷۲ (ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ) جب ان کے سامنے ہمارا قانونِ وحی پیش کیا جاتا ہے تو ان کے دل میں نفرت اور سرکشی کے جذبات اس شدت سے مشتعل ہو جاتے ہیں کہ اس کے آثار ان کے چہروں سے نمایاں ہو جاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان لوگوں پر بلتہ بول دیں گے جو ان کے سامنے

يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ
وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ ۹ ع ۱۴
الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ
شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ
عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾ ۚ

ہمارا قانون پیش کرتے ہیں۔

ان سے کہو کہ کیا میں تمہیں اس سے ایک بدتر صورتِ حال کی خبر دوں؟ وہ ہے آگ (کا تباہ کن عذاب جو ہر شے کو راکھ کا ڈھیر بنا کر رکھ دیتا ہے)۔ یہ عذاب، خدا کے قانونِ مکافات کے مطابق، ان لوگوں کے لئے مقرر ہے جو اس کے قوانین کی صداقت سے انکار کرتے اور اس سے سرکشی برتتے ہیں۔ یہ بہت ہی بُرا مقام ہے۔

۷۳ غیرِ خدا کی عبودیت اختیار کرنے والو! آؤ، تمہیں ایک مثال کے ذریعے بات سمجھائی جائے۔ اسے دل کے کانوں سے سنو۔ تم جن قوتوں کو، خدا کے سوا، صاحبِ اقتدار مان کر پکارتے ہو، ان کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ وہ ایک مکھی جیسی شے بھی پیدا نہیں کر سکتے، خواہ اس کے لئے وہ سب مل کر بھی کوشش کیوں نہ کر لیں۔ اتنا ہی نہیں۔ اگر کوئی مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے (اور ہضم کر لے) تو ان میں اتنی بھی قدرت نہیں کہ اسے اُس سے واپس لے سکیں۔

اب تم خود ہی سوچو کہ ان معبودوں کی، اور تمہاری، جو اس قسم کے معبودوں کو خدا بنائے ہوئے ہو، بے بسی کہاں تک پہنچی ہوئی ہے؟ (ان معبودوں کی بے بسی یہ کہ وہ مکھی جیسی شے پر بھی قدرت نہیں رکھتے۔ اور تمہاری بے بسی یہ کہ تم ان جیسے بے بس معبودوں سے اپنی مرادیں طلب کرتے ہو)۔

۷۴ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے اللہ کے متعلق صحیح اندازہ لگایا ہی نہیں، جیسا کہ اندازہ لگانا چاہیئے۔ وہ بڑی قوتوں کا مالک اور ہر ایک پر غالب ہے۔ (اُسے ایسا ہونا چاہیئے، نہ کہ ویسا جیسا تم نے تصور کر رکھا ہے۔ ۶/۹۲ ؛ ۳۹/۶۷)۔

۷۵ (باقی رہے ملائکہ اور انبیاءؑ، جنہیں یہ لوگ اپنا معبود بنا لیتے ہیں۔ تو ان کی پوزیشن صرف اس قدر ہے کہ) اللہ ان ملائکہ میں سے بعض کو اس کام کے لئے چن لیتا ہے (یہ کام ان کے ذمے لگا دیتا ہے)

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿۷۶﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا
وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۩ ﴿۷۷﴾ وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ
هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ
الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ

کہ وہ اس کی وحی رسولوں تک پہنچا دیں۔ اور انسانوں میں سے بعض کو منتخب کر لیتا ہے کہ وہ اس وحی کو دوسرے انسانوں تک پہنچا دیں۔ (یہ ہستیاں نہ تو خود ہی کچھ مقدرت رکھتی ہیں' اور نہ ہی لوگوں کی حاجتوں کو خدا تک پہنچانے کا ذریعہ بنتی ہیں' اس لئے کہ خدا کو ان ذرائع کی ضرورت ہی نہیں)، وہ سب کچھ سننے والا' دیکھنے والا ہے۔

۷۶ وہ تمام نوعِ انسان کے حال اور مستقبل تک سے واقف ہے' اور کائنات کے جملہ امور اس کے مرکزی اقتدار کے گرد گردش کرتے ہیں۔ (کوئی بات اس کے حیطۂ اقتدار سے باہر نہیں رہ سکتی)۔

۷۷ (یہ ہے تمام قوتوں کا مالک خدا) لہٰذا' اے ایمان والو! تم اس خدا کی عبودیت (محکومیت) اختیار کرو۔ اس کے قوانین کے سامنے جھکو اور ان کی پوری پوری اطاعت کرو۔ اور اس طرح' ایسے کام کرو جن سے نوعِ انسان کا بھلا ہو' اور خود تمہاری ذات میں وسعتیں پیدا ہوں۔ اس سے تمہاری کھیتیاں پروان چڑھیں گی۔ تمہیں کامیابیاں اور کامرانیاں حاصل ہوں گی۔

۷۸ یعنی نظامِ خداوندی کے قیام و بقا کے لئے مسلسل جدوجہد کرتے رہو —— جیسا کہ جدوجہد کرنے کا حق ہے —— اس نے تمہیں' اس منصبِ جلیلہ کے لئے' منتخب کیا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ یہ کوئی بیگار ہے جو تم پر ڈالی جا رہی ہے۔ (یہ خود تمہارے ہی فائدے کے لئے ہے۔ ۲/۲۸۸۔ اس سے تمہیں اقوامِ عالم کی امامت حاصل ہو گی۔ ۲/۱۴۳۔ نہ ہی یہ نظام کوئی نیا نظام ہے)۔ یہ وہی نظام ہے جسے تمہارے مورثِ اعلیٰ ابراہیمؑ کے ہاتھوں قائم کیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ تمہاری جماعت کا نام۔ مسلم —— بھی کوئی نیا نام نہیں' خدا نے اس قسم کی جماعتوں کا نام' پہلے بھی مسلم ہی رکھا تھا' اور اب' اس قرآن میں بھی' یہی نام تجویز کیا گیا ہے۔ اس نظام کے قیام کا عملی پروگرام یہ ہے کہ تمہارے اعمال کی نگرانی تمہارا رسول (اور اس کے بعد' تمہارا مرکزِ ملت) کرے' اور تم تمام نوعِ انسان کے اعمال کی نگرانی کرو۔ اس کے لئے تم صلوٰۃ کا نظام قائم کرو۔ اور نوعِ انسان کی نشوونما کا سامان بہم پہنچاؤ۔ اور خدا کے نازل کردہ ضابطۂ قوانین (قرآن) کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ یاد رکھو! خدا'

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى
وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾

اور صرف خدا ہی تمہارا کارساز و نگران و حاکم ہے —— وہ بہت ہی اچھا کارساز اور بہت [illegible]
مددگار ہے —— (اس لئے اُس کے توانین کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ کرو)۔
یہ ہے زندگی کی کامیابیوں کا عملی پروگرام۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

مفہوم القرآن

الحمد سے والناس تک مسلسل

قرآن کریم کے سمجھنے اور سمجھانے کا بالکل نیا انداز

از: پرویز

یہ نہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے، نہ تفسیر بلکہ اس کا مفہوم ایسے واضح، مسلسل، مربوط اور دلکش انداز میں پیش کیا گیا ہے جس سے قرآنی مطالب تابندہ ستاروں کی طرح نگہ بصیرت کے سامنے ابھر کر آجاتے ہیں

۱۸

میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ ۲۷ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفہوم القرآن کا اٹھارھواں پارہ پیش خدمت ہے۔ انیسواں پارہ زیر طبع ہے۔ جن حضرات کی نظروں سے اس سے پہلے پارے نہیں گذرے ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ نہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے اور نہ ہی کی تفسیر بلکہ یہ اس کا مفہوم ہے جسے اپنے لفظوں میں اسطرح بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی پوری تعلیم، صاف۔ واضح۔ مسلسل اور مربوط شکل میں سامنے آجائے۔ اس میں مفہوم بیان کرنے والے کے ذاتی خیالات کا کوئی دخل نہیں۔ اس مفہوم کی سند، لغات القرآن ہے، جسے عربی زبان کی مستند کتب لغت سے مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں جس لفظ کا مفہوم آپ کو مروجہ ترجموں سے مختلف نظر آئے، اس کے صحیح ہونے کی دلیل اور سند لغات القرآن میں مل جائے گی۔ لغات القرآن چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے جن کی مجموعی قیمت ۵۷ روپے ہے۔

۲۔ قرآن کریم کا انداز یہ ہے کہ وہ اپنی تعلیم کو مختلف مقامات میں پیش کرتا ہے اور آیات کو پھیر پھیر کر لاتا ہے تا کہ ہر معاملہ کے مختلف گوشے سامنے آجائیں۔ مفہوم القرآن میں بھی اس کا التزام کیا گیا ہے۔ اس میں آپ کو جہاں جہاں دوسری آیات کے حوالے ملیں، اس سے مراد یہ ہے کہ اس مضمون کی مزید وضاحت اُن مقامات میں آئی ہے۔ وہاں بھی دیکھ لیں۔

۳۔ مفہوم القرآن ایک ایک پارہ کر کے شائع ہوتا رہے گا۔ اگر آپ نے پہلے پارے نہیں خریدے تو اسے جلد حاصل کر لیں۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ پہلے پارے کا ھدیہ تین روپے ہے کیونکہ اس کی ضخامت ۸۱ صفحات ہے۔ باقی تمام پاروں کا ھدیہ دو روپے فی پارہ ہے۔

۴۔ مفہوم القرآن کی طباعت۔ اخذ۔ ترجمہ وغیر کے حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

اپریل ۱۹۶۴

(میں) عبدالخالق
آنریری مینجنگ ڈائریکٹر
میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ

پارہ اٹھارہ

سورۃ المؤمنون

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۙ﴿۲﴾

وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۙ﴿۵﴾

اِلَّا عَلٰٓى اَزۡوَاجِهِمۡ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُمۡ فَاِنَّهُمۡ غَيۡرُ مَلُوۡمِيۡنَ‌ۚ ﴿۶﴾

---

۱ آ تمہیں بتائیں کہ وہ کون ہیں جن کی کھیتیاں پکیں گی۔ جن کی محنتیں ثمر بار ہوں گی۔ جو دنیا اور آخرت میں امیاب و کامران زندگی بسر کریں گے؟ یہ وہ ہیں جنہوں نے ہمارے ضابطۂ قوانین کی صداقت کو تسلیم کر لیا اور اسے اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا۔

۲ اور پھر دل کے پورے جھکاؤ کے ساتھ' اس قانون کے پیچھے پیچھے چلتے رہے' یعنی اس کی رو سے' جو فرائض ان پر عائد ہوتے ہیں' انہیں بطیب خاطر سر انجام دیتے رہے۔

۳ اور اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا کہ ان کی توانائیاں ایسے کاموں میں ضائع نہ ہوں جن کا نتیجہ کچھ نہ نکلے۔ نیز وہ' اُن تمام امور سے مجتنب رہے جو انہیں قرآن کی طرف آنے سے روکنے والے تھے (۴۱/۲۶)۔ انہوں نے ہر طرح کی لغویات سے پرہیز کیا۔

۴ اور وہ اس پروگرام پر عمل پیرا ہو گئے جس سے تمام نوع انسان کو نشو ونما کا سامان بہم پہنچتا رہے۔

۵ ۶ اور انہوں نے اپنی جنسی توانائیوں کو محفوظ رکھا اور انہیں صرف اپنی بیویوں پر صرف کیا'

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى
صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ
خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً
فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ
اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾

یا ان لونڈیوں پر جو (انسداد غلامی کے متعلق قرآنی احکام نازل ہونے سے پہلے ۲۴/۴) ان کی ملک میں آچکی تھیں (لیکن جنہیں نکاح کے بعد بیویوں کا ہم پلہ قرار دیا جاچکا ہے)۔ ان سے زناشوئی کے تعلقات رکھنے پر کوئی ملامت نہیں۔

۷ جو کوئی اس کے علاوہ جنسی تعلق کی کوئی صورت اختیار کرے تو وہ قانون شکنی ہوگی اور حدود خداوندی سے تجاوز (جو سنگین جرم ہے۔ ۲۴/۲)۔

۸ اور جنہوں نے اپنی امانتوں اور معاہدوں کا پاس رکھا (۴/۵۸)

۹ (مختصراً یہ کہ کامیابی و کامرانی کی زندگی ان کی ہے) جنہوں نے خدا کے مقرر کردہ نظام صلوٰۃ کی پوری پوری محافظت کی۔ یعنی زندگی کے ہر شعبہ میں اُن کا قدم قانونِ خداوندی کے اتباع میں اٹھا۔ (۲۴/۴۱)۔

۱۰ یہی وہ لوگ ہیں جو زندگی کی سعادتوں اور کامرانیوں کے وارث ہوں گے۔

۱۱ یعنی اس دنیا میں بھی ایسی زندگی کے مالک جس میں ہر طرح کی وسعتیں اور فراخیاں سرسبزیاں اور شادابیاں ہوں۔ اور آخرت میں بھی اسی قسم کی زندگی کے وارث۔ اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے (۳/۱۴۰ ۴۳/۷۲)۔

یہ ہیں ان مومنین کی صفات و خصائص جو کامیابیوں کی زندگی بسر کریں گے۔ (۲۳/۳۴-۶۰)۔

۱۲ (یہ اس لئے کہ انسان کی زندگی محض حیوانی زندگی نہیں۔ یہ حیوانی زندگی کے مراحل طے کرنے کے بعد منزلِ انسانیت میں پہنچا ہے اور اب انسانی زندگی کے مراحل طے کرتا ہوا آگے بڑھتا جائے گا۔ اس کی حیوانی زندگی کے مراحل کی کیفیت یہ ہے کہ) ہم نے اس کی تخلیق کی ابتدا مٹی کے خلاصہ (بے جان مادہ) سے کی۔ (۲۲/۵)۔

۱۳ (پھر ہمارا یہ تخلیقی پروگرام اُس کڑی تک جا پہنچا جہاں افزائش نسل بذریعہ تولید ہوتی ہے۔ اس طرح) ہم نے اسے نطفہ بنایا جو (رحم کے اندر) ٹھیر گیا اور مادہ کے مبیضہ میں قرار گیر ہوگیا۔

۱۴ پھر اس نطفہ کو علقہ (جونک کی سی شکل) میں تبدیل کیا۔ پھر اس علقہ کو گوشت کا لوتھڑا سا

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ
وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ
لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

بنا دیا۔ پھر اس میں ہڈیوں کا ڈھانچہ ابھار دیا۔ پھر اس ڈھانچے پر گوشت کی تہ چڑھا دی۔
(یہاں تک کے مراحل حیوانی زندگی کے قانون طبیعی کے مطابق طے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد ہم اس میں اپنی توانائی کا شمہ ڈال کر ۔ ۳۲/۹) اسے ایک بالکل نئی قسم کی مخلوق کی شکل میں نمودار کر دیتے ہیں (۱/۱۴) ـــــ یہ جدید قسم کی مخلوق جو حیوانات سے یکسر مختلف ہے' انسان ہے۔
سو دیکھو! خدا کا قانونِ تخلیق کتنی بڑی ممکنات کا حامل ہے (یوں تو انسان بھی مختلف چیزیں بناتا رہتا ہے لیکن اس کی تخلیق اور خدا کی تخلیق میں بڑا فرق ہے)۔ خدا کی تخلیق' صحیح توازن و تناسب کا بہترین پیکر اور حسن و زیبائی کا بے مثال شاہکار ہوتی ہے۔ اس لئے وہ احسن الخالقین ہے۔

۱۵ پھر اس کے بعد تم سب کو مرنا ہے۔ (سو تم غور کرو کہ کیا تمہاری موت سے یہ مطلب ہوگا کہ تمہارے طبیعی جسم کے انتشار[1] سے' تم بھی ختم ہو جاؤ گے؟ اگر تم فقط اپنے طبیعی جسم سے عبارت ہوتے تو پھر یہ تصور درست تھا کہ جسم کے مر جانے سے تم بھی ختم ہو جاتے۔ لیکن جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے' انسان' جسم کے علاوہ کچھ اور
۱۶ بھی ہے۔ اور وہ "کچھ اور" ــــ جسے انسانی ذات کہا جاتا ہے ــــ جسمانی موت سے فنا نہیں ہو جاتا۔ وہ آگے بھی چلتا ہے۔ چنانچہ) تم قیامت کے دن' اٹھا کر کھڑے کر دیئے جاؤ گے۔ (۸۴/۱۹)۔

۱۷ (نہ ہی ہمارے تخلیقی پروگرام کی یہ صورت ہے کہ ہم نے ایک مرتبہ کائنات کو پیدا کر دیا اور اس کے بعد اس سے بے خبر ہو کر بیٹھ گئے)۔ ہم نے تمہارے اوپر (فضا کی پہنائیوں میں) متعدد اجرام فلکی بنا دیئے ہیں جو ایک دوسرے کے پیچھے چلتے رہتے ہیں۔ (اور ہم اپنی مخلوق میں نت نئے اضافے کرتے رہتے ہیں۔ ۳۵/۱ صرف اضافے ہی نہیں کرتے بلکہ ہر شے کی نشو و نما کا سامان بھی ہم پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ تم غور کرو کہ ہم نے' تمہیں دنیا میں بسانے سے بھی پہلے' تمہارے لئے سامانِ زیست کا کیسا عمدہ انتظام کر دیا۔ اس کے لئے)

۱۸ ہم بادلوں سے' ایک خاص اندازے کے مطابق بارش برساتے ہیں' اور اسے (حسب ضرورت' مختلف شکلوں میں) زمین میں ٹھہرائے رکھتے ہیں۔ حالانکہ ہم اس پر قادر ہیں کہ جس طرح بارش کو بادلوں سے نیچے زمین کی طرف لاتے ہیں۔ اسی طرح اسے' فوراً اوپر اڑا کر لے جائیں۔ (لیکن ہم ایسا نہیں کرتے

[1] DISINTEGRATION

فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ
مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ
۱ ع۴۲ ۱ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا
اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بلکہ پانی کو زمین میں ٹھہرائے رکھتے ہیں تاکہ وہ تمہاری پرورش کا ذریعہ بنے)۔

۱۹ اِس پانی سے ہم تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں (وغیرہ) کے باغات اگاتے ہیں۔ اِن باغات میں کثرت سے پھل پیدا ہوتے ہیں، جنہیں تم کھاتے ہو —— اور دیگر مصارف میں بھی لاتے ہو۔

۲۰ اور اسی طرح (زیتون کے درخت کو بھی) اگاتے ہیں، جو سینا کی وادیوں میں بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ اس سے تیل نکلتا ہے جس سے کھانے والوں کے لئے بہت اچھا سالن تیار ہوتا ہے۔

۲۱ اسی طرح، اگر تم اپنے مویشیوں پر غور کرو گے تو ان میں بہت سی ایسی باتیں ملیں گی جن سے تمہارا ذہن کہیں سے کہیں پہنچ جائے۔ تم سوچو کہ ان کے پیٹ میں بالآخر ہوتا کیا ہے؟ (۱۶/۶۶)۔ (کیا اس میں کوئی بھی ایسی چیز ہوتی ہے جسے خوشگوار یا خوش آیند کہا جا سکے۔ لیکن) ہم اسی سے تمہارے لئے دودھ جیسی عمدہ غذا پیدا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ، اِن مویشیوں میں تمہارے لئے طرح طرح کے اور فوائد بھی ہیں۔ اور ان میں سے بعض کا تم گوشت بھی کھاتے ہو۔

۲۲ اور تم (خشکی میں) ان پر سوار ہوتے ہو —— اور پانی میں کشتیوں پر سفر کرتے ہو۔

۲۳ (یہ سب سامان تمہارے جسم کی پرورش کے لئے ہے۔ لیکن ہماری ربوبیت کا تقاضا تھا کہ جس طرح تمہارے جسم کی نشوونما کا سامان بہم پہنچایا، اسی طرح تمہارے انسانی جوہروں کی نشوونما کا بھی انتظام کرتے۔ اس لئے کہ یہ ہماری شانِ ربوبیت سے بعید تھا کہ تمہیں انسان تو بناتے لیکن تمہارے جوہر انسانیت (انسانی ذات) کی نشوونما کا سامان نہ کرتے۔ اس کے لئے ہم نے اپنی طرف سے انبیاء کرامؑ کی معرفت، راہ نمائی بھیجنے کا انتظام کیا)۔ اس سلسلہ کی پہلی کڑی، نوحؑ تھا، جسے ہم نے اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ اُس نے ان سے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! تم صرف قوانین و احکامِ خداوندی کی اطاعت کرو۔ اُس کے سوا کوئی اور ہستی ایسی نہیں جس کی محکومیت اختیار کی جائے۔ سو تم بتاؤ کہ تم اُس کے قوانین کی نگہداشت کرنے کے لئے تیار ہو یا نہیں؟

۲۴ اُس کی قوم کے اکابرین نے، جنہیں سامانِ زندگی کی فراوانیاں حاصل تھیں، اس کی بات

مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً ښ مَّا
سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ
بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا
مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ
مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَي الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾

ماننے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے دوسرے لوگوں سے کہا کہ یہ (نوحؑ' جو اپنے آپ کو خدا کا فرستادہ کہتا ہے') تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہے لیکن چاہتا یہ ہے کہ تم پر بڑائی حاصل کر لے۔ اگر اللہ نے ہماری طرف کوئی پیغام بھیجنا ہوتا تو فرشتے بھیجتا؟ (وہ ہمارے ہی جیسے ایک انسان کو اپنا پیغامبر کیوں بناتا؟ پھر' جو کچھ یہ کہتا ہے وہ بالکل انوکھی بات ہے جسے) ہم نے اپنے آباء واجداد سے کبھی نہیں سنا۔

۲۵ (ایسا نظر آتا ہے کہ) اس کا دماغ چل گیا ہے (اس لئے اس پاگل کی کسی بات پر کان نہ دھرو)۔ تم کچھ دنوں تک انتظار کرو اور دیکھو کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔

۲۶ (نوحؑ نے انہیں ہر طرح سمجھانے کی کوشش کی' لیکن بے سود۔ اس پر) اس نے اپنے خدا سے کہا کہ اے میرے پروردگار! یہ میری کوئی بات نہیں سنتے۔ اور بلا سنے' سمجھے' میری تکذیب کئے جا رہے ہیں' تو ان کے خلاف میری مدد کر۔ (ان کا معاملہ اب حد سے بڑھ گیا ہے)۔

۲۷ اس پر ہم نے نوحؑ کی طرف وحی بھیجی کہ ہماری زیرِ نگرانی' ہماری وحی کے مطابق' ایک کشتی بناؤ۔ پھر جب ہمارے طے کردہ پروگرام کے مطابق پانی کے چشمے جوش مارنے لگیں (اور سیلاب امنڈ آئے) تو کشتی میں' ہر (ضروری) شے کے دو دو جوڑے ساتھ رکھ لو' اور اپنے رفقاء کو بھی اس میں بٹھا لو بجز اُس کے جس کے کفر و عدوان نے پہلے ہی سے بتا رکھا ہے کہ وہ تمہاری جماعت میں شامل نہیں ہوگا۔ اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ یہ لوگ' جنہوں نے اس طرح سرکشی پر کمر باندھ رکھی ہے' سب غرق ہو جائیں گے۔ سو ان کے متعلق ہم سے کوئی بات نہ کرنا۔

۲۸ اور جب تو' اپنی جماعت کے لوگوں کے ساتھ' کشتی میں جم کر بیٹھ جائے' تو تمہاری زبان سے یہ صدا اٹھنی چاہیئے کہ ہر طرح کی حمد و ستائش اُس ذات کے لئے ہے جس نے ہمیں اس ظالم قوم کے

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ
اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا
تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مَا هٰذَاۤ
اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَیَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَىِٕنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا
لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾

پنجۂ استبداد سے نجات دلائی۔

۲۹ اس کے بعد تمہاری دعا یہ ہونی چاہیئے کہ اے میرے پروردگار! ہمیں زمین پر ایسی جگہ اتارنا جہاں اترنا ہمارے لئے خیر و برکت کا موجب ہو۔ تو سب سے بہتر اتار دینے والا ہے۔

۳۰ قوم نوحؑ کے اس واقعہ میں تمہارے لئے ہمارے قانونِ مکافات کی محکم گیری کی نشانیاں ہیں۔ اور اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہم کس طرح قوموں کو گردش دے کر تغیرِ احوال کرتے رہتے ہیں۔

۳۱ (اسی گردش کا نتیجہ تھا کہ قوم نوحؑ تباہ ہو گئی اور) اس کے بعد ہم نے قوموں کا ایک اور دَوْر شروع کر دیا۔

۳۲ چنانچہ (اس کے بعد آنے والی) قوم میں بھی ہم نے اپنا رسول بھیجا جس نے اسی پیغام کو دہرایا یعنی یہ کہ تم صرف خدا کی اطاعت اختیار کرو۔ اس کے سوا اور کوئی ہستی ایسی نہیں جس کی محکومیت اختیار کی جائے۔ ہر قسم کا اقتدار صرف خدا کو حاصل ہے۔ سو تم بتاؤ کہ تم اس کے قوانین کی نگہداشت کرنے کے لئے تیار ہو یا نہیں۔ (اگر تم نے ایسا کر لیا تو اپنی موجودہ غلط روش کی تباہیوں سے بچ جاؤ گے)۔

۳۳ اس کی قوم کے اُن اکابرین نے جنہوں نے قوانینِ خداوندی سے انکار اور سرکشی کی راہ اختیار کر رکھی تھی، جو خدا کے قانونِ مکافات اور مستقبل کی زندگی کے قائل نہیں تھے، اور جنہیں سامانِ زندگی کی فراوانیاں حاصل تھیں (اور وہ دیکھتے تھے کہ نظامِ خداوندی کی زد اُن کے ذاتی مفادات پر پڑے گی، مخالفت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اُنہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ یہ شخص (جو خدا کا پیغامبر ہونے کا مدعی ہے) تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہے۔ یہ بھی وہی کچھ کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو وہی کچھ پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔ (یہ تم سے کس حیثیت سے ممتاز ہے جو تم اس کی بات مانو!)۔

۳۴ اگر تم نے اس، اپنے ہی جیسے انسان، کی اطاعت اختیار کر لی، تو سمجھ لو کہ تم تباہ ہو گئے۔ (اطاعت اس کی اختیار کرنی چاہیئے جو فوق البشر خصوصیات کا حامل ہو ——— اُسے ایشور کا اوتار،

أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُم مُّخْرَجُونَ ﴿۳۵﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ﴿۳۶﴾ إِنْ هِيَ
إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿۳۷﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ
لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ﴿۴۰﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

یا ظل اللہ علی الارض ہونا چاہیئے۔ ایک عام انسان کی اطاعت کے کیا معنی؟ پھر جس نظام کی طرف یہ دعوت دیتا ہے —— یعنی انسانی تکریم و مساوات کا نظام —— اس میں سراسر تمہاری تباہی ہے)۔

۳۵ (دولت تمہارے پاس۔ اقتدار تمہارے پاس۔ تم جو چاہو سو کرو۔ تمہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ لیکن یہ کہتا ہے کہ نہیں! خدا کا قانونِ مکافات ایسا ہے جس کی گرفت سے تم بچ نہیں سکتے۔ حتیٰ کہ مرنے کے بعد بھی تم اس کے احاطہ سے باہر نہیں جا سکتے۔ اسی لئے یہ) تمہیں دھمکیاں دیتا رہتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیوں کا ڈھیر رہ جاؤ گے' تو تم پھر دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے (تاکہ جو ظلم اور زیادتی تم دنیا میں کرتے رہے ہو' اس کی تمہیں سزا ملے)۔

۳۶ ذرا سوچو کہ یہ کیسی اَنہونی بات ہے! کیسی عقل سے دُور اور قیاس سے بعید بات جس سے یہ تمہیں ڈرا رہا ہے۔

۳۷ (مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا کیسا؟) زندگی' بس اسی دنیا کی زندگی ہے (ہماری آنکھوں کے سامنے ہر روز) لوگ مرتے رہتے ہیں اور نئے بچے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ (یہ سب اِسی دنیا میں ہوتا ہے۔ لہٰذا' یہ غلط ہے کہ) ہم مرنے کے بعد پھر اٹھائے جائیں گے۔[1]

۳۸ یہ شخص' اس کے سوا کچھ نہیں کہ اپنی طرف سے جھوٹی باتیں بناتا ہے اور انہیں اللہ کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ ہم اس کی بات کبھی نہیں ماننے کے۔

۳۹ اس رسول نے خدا سے کہا کہ اے میرے پروردگار! یہ لوگ میری بات سنتے ہی نہیں' اور اندھا دھند تکذیب کئے جا رہے ہیں۔ تو ان کے خلاف میری امداد کر۔

۴۰ خدا نے کہا کہ (ان کی مہلت کا وقفہ ختم ہونے کو ہے) عنقریب ان کے اعمال کے نتائج انکے سامنے آ جائیں گے اور یہ اپنی ان باتوں پر خود ہی شرمسار ہوں گے۔

۴۱ (چنانچہ زیادہ وقت گزرنے نہ پایا تھا کہ) ایک ہولناک آواز کے عذاب نے انہیں آ پکڑا۔ اور ہم نے انہیں خس و خاشاک کی طرح پامال کر دیا۔ (کیونکہ وہ ہمارے تعمیری نتائج پیدا کرنے والے

---

[1] مادی تصورِ حیات (MATERALISTIC CONCEPT OF LIFE) کچھ ہمارے ہی دور کی اختراع نہیں۔ یہ تصور بہت پرانا ہے۔

بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ
اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ
بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا
وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾

پروگرام کے راستے میں سنگِ گراں بن کر حائل تھے۔ اور بضد حائل تھے۔ ۱۱/۴۸)۔

سو دیکھو کہ جو لوگ ظلم و استبداد کی روش اختیار کرتے ہیں' وہ کس طرح زندگی کی کامرانیوں اور خوشگواریوں سے محروم رہ جاتے ہیں (یہ ہمارا اٹل قانون ہے جو شروع سے ایسا ہی چلا آرہا ہے۔ اور حق وانصاف پر مبنی ہے)۔

۴۲ پھر اُن کے بعد' ہم نے اور قوموں کا دور شروع کیا۔

۴۳ (وہ بھی اسی طرح' اپنی غلط رَوش کے نتائج کی وجہ سے تباہ ہوگئیں۔ یاد رکھو! ہمارے قانونِ مکافات کی رُو سے' نہ تو کوئی قوم ظہورِ نتائج سے پہلے تباہ ہوتی ہے اور نہ ہی ایسا ہوسکتا ہے کہ وہ ظہورِ نتائج کے بعد زندہ رہ سکے۔ اس میں کمی بیشی ہو نہیں سکتی (۷/۳۴ ؛ ۱۳/۳۸ ؛ ۱۵/۵)۔

۴۴ (چنانچہ یہ قومیں آتی رہیں اور جاتی رہیں) اور ہم نے' اپنے رسولوں کا سلسلہ بھی اسی طرح جاری رکھا کہ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد عند الضرورت' ایک رسول کے بعد دوسرا رسول آتا رہا۔ (اور ان قوموں کی بھی یہی روش رہی کہ) جب کسی قوم کے پاس اس کا رسول آیا' اس نے اس کی پیش کردہ تعلیم کی تکذیب کی۔ اس کے نتیجے میں' وہ یکے بعد دیگرے' ہلاک ہوتی رہیں — اس طرح ہلاک' کہ اُن کے بعد پھر اُن کے صرف افسانے باقی رہ گئے۔

ان اقوام کی تاریخ اس حقیقت کی زندہ شہادت ہے کہ جو لوگ ہمارے قوانین کی صداقت سے انکار کر دیتے ہیں' اور اپنی غلط روش پر اڑے رہتے ہیں' وہ زندگی کی خوشگواریوں اور کامرانیوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ یہ ہمارا اٹل قانون ہے جس پر اقوامِ سابقہ کی سرگزشتیں شاہد ہیں۔

۴۵ اِسی پروگرام کے مطابق' ہم نے 'موسیٰؑ اور اس کے بھائی' ہارونؑ کو بھیجا۔ انہیں بھی ہم نے اپنے قوانین عطا کئے تھے' اور ان کے ساتھ ایسے واضح دلائل' (جن سے ان قوانین کی صداقت اور محکمیت نکھر کر سامنے آجائے)۔

۴۶ انہیں ہم نے فرعون اور اس کی قوم کے اکابرین کی طرف بھیجا تھا۔ (ان دونوں بھائیوں نے'

فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ
اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾ ۳ ع ۴۹ ۳
يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾

اُن کے سامنے ہمارا سچا دین پیش کیا لیکن) انہوں نے اس سے سرکشی اور تکبّر برتا۔ وہ تھے ہی بڑے مغرور، سرکش اور برخود غلط۔

۴۷ انہوں نے (بجائے اس کے کہ جو کچھ ان کے سامنے پیش کیا گیا تھا، اس پر غور کرتے) کہا کہ کیا ہم ان کی بات مان لیں جو انسان ہونے کے اعتبار سے ہمارے ہی جیسے ہیں (مافوق البشر نہیں)۔ اور جہانتک رتبہ اور درجہ کا تعلق ہے، وہ اس قوم کے افراد ہیں جو ہماری محکوم ہے۔ (محکوم قوم کے پاس عقل و بصیرت کہاں ہو سکتی ہے؟ اور پھر انہیں یہ جرأت کیسے ہو گئی کہ اپنی حاکم قوم کو آکر سبق پڑھانے لگے! یہ ہمارے لئے سخت باعثِ ذلت ہوگا اگر ہم ان کی بات مان لیں)۔

۴۸ چنانچہ انہوں نے ان دونوں کی تکذیب کی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بھی ان قوموں میں سے ہو گئے جو تباہ ہو چکی تھیں۔ (اس لئے کہ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے، جو قوم بھی زندگی کے صحیح اصولوں سے انحراف کرے گی، تباہ ہو جائے گی)۔

۴۹ حالانکہ (جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے) ہم نے موسیٰؑ کو ضابطہ قوانین دیا تھا تاکہ وہ لوگ اس کے مطابق چل کر اس تباہی سے بچ جائیں۔

۵۰ (حق و باطل کی کشمکش کا یہ سلسلہ جاری رہا، تا آنکہ ہم نے عیسیٰؑ کو اپنا پیغام بر بنا کر بھیجا۔ یہودیوں نے عیسیٰؑ کی بھی سخت مخالفت کی، کیونکہ وہ انہیں خدا کے صحیح دین کی طرف دعوت دیتا تھا۔ اور اس کی والدہ —— مریمؑ —— کی بھی، کیونکہ اس نے ان کی خود ساختہ شریعت کی خلاف ورزی کی تھی)، ہم نے ان دونوں کو اس قوم کی نجات اور تباہی کی نشانی بنا دیا۔ (یعنی اگر وہ ان کی مخالفت سے باز آکر ان کا احترام کرتے، اور جو دینِ خداوندی عیسیٰؑ نے پیش کیا تھا، اسے اختیار کر لیتے، تو وہ تباہی سے بچ جاتے۔ لیکن اگر وہ اس روش سے باز نہ آتے، تو ہلاک ہو جاتے۔ لیکن انہوں نے ان کی سخت مخالفت کی۔ یہاںتک کہ) ہم نے ان دونوں کو، ان کی دستبرد سے محفوظ کر کے، ایک مرتفع مقام میں پناہ دی، جو ان کے رہنے کے لئے ہر طرح موزوں تھا۔ اس میں صاف اور شفاف پانی کے چشمے رواں تھے جن کی وجہ سے وہ جگہ نہایت سرسبز و شاداب تھی)۔

۵۱ (یہ تھا مختصر سا تذکرہ ہمارے رسولوں میں سے چند ایک کا)، ہم نے ان کے لئے جو

وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ
بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ
وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾

پروگرام تجویز کیا تھا اس میں ان سے کہا گیا تھا کہ تم زندگی کی تمام پاکیزہ خوشگواریوں سے متمتع ہوئے اور ایسے کام کرو جن سے انسانیت کے بگڑے ہوئے معاملات سنور جائیں۔ ہمارا قانونِ مکافات تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

۵۲ (اے رسول!) یہ تمہاری انبیاءؑ کی جماعت ایک ہی جماعت ہے ($\frac{۲۱}{۹۲}$)۔ (اگرچہ اس جماعت کے افراد مختلف زمانوں میں، مختلف اقوام میں اور مختلف ممالک میں پیدا ہوئے لیکن، اس کے باوجود وہ ایک ہی جماعت کے افراد تھے، اس لئے کہ ان کی آئیڈیالوجی (نظریۂ زندگی اور تعلیم) ایک ہی تھی اور وہ یہ تھی کہ) سب کا نشو ونما دینے والا ایک — خدا — ہے، اور سب کا نصب العین یہ کہ اُس خدا کے قوانین کی نگہداشت کی جائے (اس وحدتِ فکر وعمل کی بنا پر وہ سب ایک جماعت کے افراد تھے)۔

۵۳ (ظاہر ہے کہ جب ان تمام رسولوں کی تعلیم ایک تھی، تو ان کے متبعین کو بھی ایک ہی ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن امرِ واقعہ یہ نہیں۔ مختلف انبیاءؑ کے نام لیوا، ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول کے چلے جانے کے بعد اُس کے متبعین، اُس کے پیغام کو فراموش کر کے، اپنی خود ساختہ شریعتوں کا اتباع کرنے لگ جاتے جس سے) وہ مختلف گروہوں میں بٹ جاتے، ان میں فرقے پیدا ہو جاتے۔ اور پھر جیسا کہ فرقہ پرستی کا خاصہ ہے، ہر فرقہ اپنے اپنے مسلک پر جم کر بیٹھ جاتا اور اس خیال میں مگن رہتا کہ وہی فرقہ حق پر ہے۔ باقی فرقے باطل ہیں $\frac{۳۰}{۳۲}$)۔

۵۴ (اس وقت، اے رسول! ان انبیائے سابقہ کے نام لیوا، اسی طرح مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں، اور اُس دین کی مخالفت کر رہے ہیں جسے تو پیش کرتا ہے، اور کسی طرح سمجھائے نہیں سمجھتے۔ سو اب ان کا علاج اس کے سوا کچھ نہیں کہ) تو انہیں، کچھ وقت کے لئے غفلت میں مدہوش پڑا رہنے دے، (تا آنکہ تمہارے دین کا نظام متشکل ہو کر سامنے آجائے اور اُس کے انسانیت ساز نتائج انہیں بتا دیں کہ حق وصداقت پر کون ہے)۔ ($\frac{۲۲}{۱۷}$; $\frac{۲۲}{۵۷ — ۵۵}$)۔

۵۵ کیا یہ لوگ اس زعمِ باطل میں مبتلا ہیں کہ، ہم جو انہیں مال و دولت کی فراوانی، اور اولاد کی کثرت سے، آگے بڑھائے جا رہے ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ

۵۶ ہم، (ان کے اعمال سے صرفِ نظر کر کے، انہیں فی الواقعہ) زندگی کی خوشگواریاں عطا کر رہے ہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ
بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾ اُولٰٓئِكَ
يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ
لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾

ہیں، اور ان کی طرف بعجلت تمام اپنی نعمتوں پر نعمتیں بھیجتے چلے جا رہے ہیں؟ نہیں! حقیقتِ حال کچھ اور ہے جس کا یہ شعور نہیں رکھتے۔

۵۷ (زندگی کی حقیقی خوشگواریوں کے اہل اور لوگ ہوتے ہیں۔ یعنی) وہ لوگ جو قوانینِ خداوندی کی خلاف ورزی کے تباہ کن نتائج سے خائف رہتے ہیں۔

۵۸ اور ان کی صداقت اور محکمیت پر یقینِ کامل رکھتے ہیں۔

۵۹ اور اطاعت صرف احکام و قوانین خداوندی کی کرتے ہیں۔ اس میں کسی اور کو شریک نہیں کرتے۔

۶۰ اور نظامِ خداوندی کی عملی تشکیل، اور نوعِ انسان کی نشو و نما کے لئے جتنا کچھ دے سکتے ہیں، دیتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود اُن کے دل، اس خیال سے ہمیشہ لرزاں و ترساں رہتے ہیں کہ ان کا کوئی قدم اس راستے سے ہٹ نہ جائے جو خدا کی طرف لیجانے والا ہے۔

۶۱ یہ ہیں وہ لوگ جو زندگی کی خوشگواریوں کے حصول کے لئے تیز گام رہتے ہیں، اور یہی ہیں جو شاہراہِ حیات پر سب سے آگے نکل جانے والے ہیں۔

۶۲ انکا اس حقیقت پر ایمان ہوتا ہے کہ قانون خداوندی کی رُو سے ہم پر جو پابندیاں عائد ہوتی ہیں، ان سے یہ مقصد نہیں کہ خدا ہمیں، خواہ مخواہ، جکڑبندیوں میں کسنا چاہتا ہے۔ وہ ان پابندیوں کو اس لئے عائد کرتا ہے کہ ان سے انسانی ذات میں وسعت و کشاد پیدا ہوتی ہے۔ (۲/۲۸۶ ؛ ۶/۱۵۳ ؛ ۷/۴۲)
(یہ ہے وہ یقینِ محکم جس کی وجہ سے یہ لوگ نوعِ انسان کی فلاح و بہبود کے لئے اپنا سب کچھ دیدینے میں بھی اپنے دل میں کوئی گرانی محسوس نہیں کرتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے ان کی اپنی ذات کی نشو و نما ہوتی ہے)۔

اور وہ بالکل صحیح سمجھتے ہیں۔ ہمارے پاس قانونِ مکافات کا رجسٹر ہے جس میں ہر ایک کے اعمال کا ریکارڈ رہتا ہے۔ اور ہر عمل کا ٹھیک ٹھیک نتیجہ مرتب ہوتا رہتا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝۶۳ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ
بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ۝۶۴ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ۝۶۵ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى
عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ۝۶۶ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝۶۷ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ
جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۶۸ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝۶۹ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ

کہ کسی کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی ہو۔

۶۳ لیکن ان مخالفین کے دل اس حقیقت کی طرف سے یکسر غافل ہیں۔ یہ اپنی مفاد پرستیوں کے جذبات میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ ایسے کام کرتے ہیں جو صحیح روش زندگی سے بالکل الگ ہوتے ہیں —— اور یہ اسی قسم کے کام کرتے رہیں گے،

۶۴ تا آنکہ ہم ان کے مرفہ الحال سہولت پسند سرمایہ دار طبقہ کو عذاب میں گرفتار کرلیں گے (۲۳/۴۴)۔ اُس وقت تم دیکھو گے کہ ان کا تکبر کس طرح ٹوٹتا ہے اور وہ کیسے چیختے چلاتے اور آہ وزاری کرتے ہیں۔

۶۵ ان سے کہہ دیا جائے گا کہ اب اس چیخ و پکار اور نالہ و فریاد سے کچھ حاصل نہیں۔ ہماری طرف سے اب تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ (تمہیں اپنے اعمال کے نتائج بھگتنے ہوں گے)۔

۶۶ تمہاری یہ کیفیت تھی کہ جب ہمارے قوانین تمہارے سامنے پیش کئے جاتے تھے تو تم انہیں سننا تک گوارا نہیں کرتے تھے۔ انتہائی سرکشی اور تکبر سے الٹے پاؤں چل دیتے تھے۔

۶۷ اور اپنی محفلوں میں انہیں خوش گپیوں اور داستاں سرائیوں کا موضوع بنایا کرتے اور ان کے متعلق ایسا ہذیان بکتے تھے (جسے کوئی شریف آدمی سننا گوارا نہ کرے)۔

۶۸ (سوچنے کی بات ہے کہ یہ لوگ ایسی کھلی ہوئی، واضح تعلیم کے ماننے سے انکار کیوں کرتے ہیں؟) کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس بات (قرآن کے پیغام) پر غور و فکر نہیں کرتے۔ یا یہ کوئی ایسی انوکھی چیز ہے جو ان (اہل کتاب) کے آباء و اجداد کی طرف کبھی نہیں آئی تھی؟ (۴۶/۹)۔

۶۹ یا کیا یہ اس رسول (کی سابقہ زندگی سے) اس حقیقت کو پہچان نہیں سکے کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا، اس لئے اس کے دعوئے رسالت سے انکار کر رہے ہیں؟ (۱۰/۱۶)۔

۷۰ یا یہ سمجھ رہے ہیں کہ اسے جنون ہو گیا ہے؟
نہیں! ان میں سے کوئی بات بھی نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ یہ رسول ان کے سامنے خق پیش
کرتا

جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝۷۰ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ
وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۷۱ ؕ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا
فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۷۲ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۷۳ وَاِنَّ الَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ۝۷۴ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ
يَعْمَهُوْنَ ۝۷۵ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝۷۶

ہے۔(اور چونکہ حق' ان کی مفاد پرستیوں کے خلاف جاتا ہے' اس لئے یہ اسے سخت ناپسند کرتے ہیں (اور چاہتے ہیں کہ وہ ان کے جذبات و مفاد کی رعایت سے' اس میں کچھ تبدیلی کر کے ان سے مفاہمت کر لے۔ ۱۰/۱۵ ; ۱۱/۱۱۳ ; ۱۷/۷۴ ; ۹/۶۸)۔

۷۱ ان سے کہو کہ اگر حق لوگوں کی خواہشات کے تابع چلنے لگ جائے تو کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں کوئی شے اپنے مقام پر نہ رہے۔ ہر طرف فساد ہی فساد برپا ہو جائے اور نظام کائنات تہ و بالا ہو جائے۔

(ذرا ان لوگوں کی عقل کو دیکھو!) ہم ان کے پاس' ان کی بڑائی اور عظمت۔ شرف و مجد' سرفرازی و سربلندی کا سامان لے کر آئے ہیں اور' ان کی یہ حالت ہے کہ یہ اُس عظمت و سرفرازی سے مُنہ موڑ رہے ہیں! (۷/۱۴۶ ; ۲۱/۱۰—۲۴ ; ۴۳/۴۴)۔

۷۲ (اے رسول! کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ) تو ان سے کچھ مال و دولت چاہتا ہے؟ ان سے کہدو کہ نہیں' ان کے مال و دولت کی کوئی ضرورت نہیں۔ نہیں' خدا کی طرف سے جو کچھ ملتا ہے وہ (ان کے مال و دولت سے کہیں) بہتر ہے۔ اس سے بہتر روزی دینے والا اور کوئی نہیں۔

۷۳ تُو تو انہیں (بلا مزد و معاوضہ) زندگی کی سیدھی اور متوازن راہ کی طرف دعوت دیتا ہے۔

۷۴ لیکن جو لوگ مستقبل کی زندگی پر یقین نہیں رکھتے' وہ اس راستے سے دُور ہٹے رہتے ہیں (اور ادھر آنا نہیں چاہتے)۔

۷۵ (اس وقت ان پر ہلکی سی گرفت ہوئی ہے۔ لیکن اس سے بھی ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ چنانچہ ان کا اب بھی یہ عالم ہے کہ) اگر ہم ان سے نرمی برتیں اور جو تکلیف انہیں پہنچ رہی ہے' اسے دُور کر دیں' تو یہ اپنی سرکشی میں بدمست موج در موج آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔

۷۶ (اس کا ثبوت یہ ہے کہ' جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے) ہم نے انہیں عذاب میں مبتلا کیا تھا' تو

حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ (۴ ع ۲۷ ۴)
وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ الَّذِیْ يُحْیٖ وَيُمِيْتُ
وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا
وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾

اس پر بھی یہ اپنے نشوونما دینے والے کے قانون کے سامنے نہ جھکے۔ اور نہ ہی ان کے دل میں ذرا سا بھی گداز پیدا ہوا۔

۷۷ اب ہوگا یہ کہ جب ان پر عذاب شدید کا پھاٹک کھل جائے گا اور وہ ایک سیلابِ بلا کی طرح اُمنڈ آئے گا، تو پھر یہ یکسر مایوس ہو جائیں گے۔

۷۸ (ان سے کہو کہ خدا کا یہ عذاب یونہی اندھا دھند نہیں آجاتا)۔ اُس نے تمہیں سننے کے لئے کان۔ دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سوچنے سمجھنے کے لئے دل عطا کیا (تاکہ تم خوب دیکھ بھال اور سوچ سمجھ کر اپنے لئے صحیح راستہ اختیار کرو)۔ لیکن تم میں سے بہت تھوڑے ہیں جو صحیح فیصلہ تک پہنچنے کے لئے ان ذرائع علم سے کام لیتے ہیں۔ (وہ یا تو اپنے جذبات کے تابع چلتے ہیں، یا اندھی تقلید کی رُو سے، بلا سوچے سمجھے اپنی ضد پر اڑے رہتے ہیں)۔

۷۹ (تم عقل و بصیرت سے کام لو تو یہ حقیقت تم پر واضح ہو جائے کہ) خدا وہ ہے جس نے تمہیں زمین میں ہر طرف پھیلا دیا ہے (اور تمہارے لئے سامانِ معیشت کی فراوانی عطا کر دی ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کے پھیلاؤ سے تم، اُس کے قانونِ مکافات کے دائرے سے باہر نکل گئے ہو۔ بالکل نہیں) تمہیں ہر طرف سے ہانک کر اس قانون کی طرف لایا جا رہا ہے۔ (تمہارا ہر قدم اسی کی طرف اٹھ رہا ہے ۶۷/۲۴)۔

۸۰ خدا وہ ہے جس کے قانون کے مطابق (افراد اور اقوام کی) موت اور حیات کے فیصلے ہوتے ہیں۔ (اور ایک کے بعد دوسری قوم آتی رہتی ہے، جس طرح) رات کے بعد دن، اور دن کے بعد رات آتی ہے۔ کیا تم اپنی عقل و فکر سے ذرا کام نہیں لیتے؟

۸۱ (اگر یہ عقل و فکر سے کام لیتے تو ان کی رَوش ایسی کبھی نہ ہوتی جس کی رُو سے ان کی کیفیت یہ ہے کہ) جو کچھ ان کے اسلاف کہتے تھے، یہ، بلا سوچے سمجھے، وہی دہرائے چلے جاتے ہیں۔

۸۲ اور، انہی کی تقلید میں، کہہ دیتے ہیں کہ جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیوں کا ڈھیر رہ جائیں گے، تو کیا پھر ہم دوبارہ اٹھا کھڑے کئے جائیں گے؟

لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ إِنْ هٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ
فِيهَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ
وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ
يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ قُلْ فَأَنّٰى تُسْحَرُونَ ﴿۸۹﴾

---

۸۳ (اور کہتے ہیں کہ یہ بات کہ انسان مرنے کے بعد زندہ ہوتا ہے' وہی ہے) جس کا ہم سے پہلے ہمارے آباؤاجداد سے اسی طرح وعدہ ہوتا چلا آرہا ہے (لیکن آج تک کسی نے مردے کو زندہ ہوتے نہیں دیکھا۔ اس لئے جو کچھ ہم سے کہا جا رہا ہے) بجز ایں نیست کہ اگلے وقتوں کے لوگوں کی کہانیاں ہیں' جنہیں دہرایا جارہا ہے۔

۸۴ (تم ان سے اس باب میں زیادہ بحث نہ کرو۔ ان کے نظامِ زندگی کے متعلق بات کرو۔ ان سے پوچھو کہ) اگر تم جانتے ہو تو یہ بتاؤ کہ زمین اور جو کچھ اس کے اندر ہے' وہ کس کی ملکیت ہے؟

۸۵ یہ تسلیم کریں گے کہ یہ اللہ کی ہے؛ تو ان سے کہو کہ کیا اس سے تم اتنی سی بات نہیں سمجھ سکتے (کہ جو کچھ اللہ کا ہے' اسے اللہ ہی کے لئے رہنا چاہیئے۔ اُسے انسان کو اپنی ملکیت نہیں بنا لینا چاہیئے)۔

۸۶ پھر ان سے پوچھو کہ ان مختلف اجرامِ فلکی (اور ان کے اندر جو کچھ ہے۔ $\frac{۱۶}{۴۹}$ ؛ $\frac{۴۲}{۲۹}$ اُن) کا نشوونما دینے والا کون ہے' اور وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ساری کائنات کی مرکزی ربوبیت کا کنٹرول ہے۔

۸۷ یہ اعتراف کریں گے کہ یہ بھی خدا ہی کرتا ہے اور ہر شے پر اُسی کا کنٹرول ہے۔ تو ان سے کہو کہ (تم جو اشیائے کائنات پر اُس کے کنٹرول کے بجائے' اپنا کنٹرول رکھنا چاہتے ہو' تو تم' اس طرح' خدا کا مقابلہ کرنے کے انجام و عواقب سے) ڈرتے نہیں؟ کیا تم اس تباہی سے بچنا نہیں چاہتے جو تمہاری اس غلط روش کا لازمی نتیجہ ہے؟

۸۸ ان سے پوچھو کہ' اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ کہ' وہ کون ہے جس کا اقتدار تمام کائنات پر ہے۔ ایسا اقتدار کہ جو اس کی پناہ میں آجائے اسے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا' لیکن جو اس کے قوانین سے سرکشی اختیار کرلے' اسے کائنات میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔

۸۹ یہ اسے بھی تسلیم کریں گے کہ یہ خدا ہی کے لئے ہے۔ ($\frac{۲۹}{۶۳}$ — ۲۱)۔

اب ان سے پوچھو کہ' ان حقائق کے تسلیم کرلینے کے بعد' وہ کونسی بات ہے جس کی وجہ سے تمہیں دھوکا لگتا ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ حق نہیں۔ میں اس کے سوا کیا کہتا ہوں کہ (۱) سامانِ زیست

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (٩٠) مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ

بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (٩١) عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا

٥ ع ٥ يُشْرِكُوْنَ (٩٢) قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ (٩٣) رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (٩٤)

جیسے خدا نے تمام انسانوں کی پرورش کے لئے عطا کیا ہے اسے انسانوں کی پرورش کے لئے کھلا رہنا چاہیئے۔
اس پر صرف قوانین خداوندی کا کنٹرول ہونا چاہیئے۔ اور (iii) کسی انسان کو اس کا حق نہیں کہ وہ دوسرے
انسانوں پر اپنا اقتدار قائم کرے اور ان سے اپنا حکم منوائے۔ اقتدار اور حکومت کا حق صرف خدا کو حاصل ہے)۔
٩٠ (بات یہ نہیں کہ انہیں اس باب میں کہیں دھوکا لگتا ہے۔ بات وہی ہے جو پہلے کہی جا چکی
ہے۔ ۲۳/۷۲۔ یعنی یہ کہ) ہم ان کے پاس وہ ضابطۂ قوانین لائے ہیں جو سر تا سر حق و صداقت پر مبنی ہے
(لیکن چونکہ اس کی زد ان کی مفاد پرستیوں پر پڑتی ہے اس لئے یہ اس سے انکار کرتے ہیں' اور خدا پرستی
کو صرف اس حد تک محدود رکھنا چاہتے ہیں کہ خارجی کائنات میں اُس کا اقتدار و اختیار ہے —— کیونکہ
اس سے ان کی مفاد پرستیوں پر کوئی زد نہیں پڑتی —— لیکن ان کی معاشرتی زندگی پر خدا کا کوئی اقتدار
و اختیار نہیں ۲/۲۱۔ یاد رکھو! خدا کا اس قسم کا اقرار کچھ معنی نہیں رکھتا۔ لہذا) یہ لوگ اپنے اس دعوے میں
جھوٹے ہیں کہ یہ خدا کو مانتے ہیں۔
٩١ (ان سے پوچھو کہ خدا کے علاوہ وہ کون ہے جس کے اقتدار و اختیار کے ماتحت تم رہنا چاہتے ہو؟)۔
اُس کا کوئی بیٹا نہیں (کہ تم 'بادشاہ کو چھوڑ کر اس کے ولی عہد کو اپنا حکمران بنانے کی سوچو)۔ نہ ہی اس کی
ہمسر کوئی صاحب اقتدار ہستی ہے (کہ تم ایک کو چھوڑ کر دوسرے کی حکمرانی تسلیم کر لو اور اس کی مملکت
میں چلے جاؤ)۔ ان سے کہو کہ اگر ایسا ہوتا کہ یہاں ایک سے زیادہ صاحبِ اقتدار ہستیاں ہوتیں' تو
ہر "خدا" اپنی اپنی مخلوق کو اپنے ساتھ لے لیتا' اور اس طرح یہ سب ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے
(جیسا کہ دنیا کے بادشاہوں میں ہوتا ہے)۔ بہر حال' یہ لوگ خدا کے متعلق جس قسم کا تصور رکھتے ہیں' وہ
اس سے بہت بلند اور منزہ ہے۔
٩٢ جو کچھ تمہارے سامنے موجود ہے' اور جو موجود نہیں' اُسے سب کا علم ہے۔ اور وہ ان تمام قوتوں
اور ہستیوں سے بلند و بالا' اور ان پر غالب ہے' جنہیں یہ لوگ خدائی میں اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔
٩٣ (اے رسول! تیری یہ آرزو ہونی چاہیئے کہ) اے میرے نشو و نما دینے والے! جس آنے والی
٩٤ تباہی سے انہیں آگاہ کیا جا رہا ہے' اگر اسے میری زندگی میں واقع ہونا ہے' تو وہ ایسے وقت ظہور میں
آئے جب میں اس سرکش قوم کے اندر نہ ہوں (میرے یہاں' مکہ سے نکل جانے کے بعد ایسا ہو' تاکہ

وَاِنَّا عَلٰٓی اَنْ نُّرِیَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾
وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ
الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ
بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

اس کی لپیٹ میری جماعت کے افراد کو نہ چھو جائے۔ (۳/۲۵)۔

۹۵ (بایں ہمہ اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اگرچہ) ہم اس پر قادر ہیں کہ انہیں جس تباہی سے ڈرایا جاتا ہے وہ تیری زندگی میں واقع ہو جائے (لیکن وہ تیری زندگی میں ظہور میں آئے یا اس کے بعد اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اس کا فیصلہ ہمارے قانون مکافات کے مطابق ہوتا ہے۔ ۱۱/۴۶ ; ۱۳/۴۰ ; ۴۳/۴۲)۔

۹۶ (لہذا اس سوال سے قطع نظر کہ وہ تباہی کب آئے گی، تم اپنے پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہو۔ اور) ان کی پیدا کردہ ناہمواریوں کو، اپنے حسن عمل سے دور کرتے رہو —— جھوٹ، فریب، بددیانتی، ظلم، استبداد کا مقابلہ انہی حربوں سے مت کرو۔ اس سے ان برائیوں کا استیصال نہیں ہو گا۔ تم ایسا معاشرہ قائم کرو جس کی بنیادیں صداقت، دیانت، امانت، عدل اور احسان پر استوار ہوں۔ اس کے خوشگوار اور انسانیت ساز نتائج، ان برائیوں کے راستے خود بخود روک دیں گے۔ ایسا کرنے میں تم ان لوگوں کی باتوں کی قطعاً پرواہ نہ کرو)۔ ہم ان کی سب باتوں کو جانتے ہیں۔

۹۷ تیری آرزو اور کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ان مخالفین کی طرف سے، جن کی ذہنیت ہی تنقیص و تخریب کی ہے، جو شرارتیں تمہاری جماعت میں تفرقہ پیدا کرنے کی غرض سے کی جائیں، ان سے بچنے کیلئے ہمارے قوانین کے دامن میں پناہ مل جائے۔ ان کی تخریبی کوششوں سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ تمہاری جماعت قوانین خداوندی کے ساتھ اور شدت سے متمسک ہو جائے۔

۹۸ اور ان مخالفین کو تمہارے سامنے آنے کی جرأت ہی نہ ہو۔

۹۹ بہرحال ان کی روش یہی رہے گی، تا آنکہ ان میں سے کسی کے سرہانے موت آکھڑی ہو تو وہ اُس وقت پکارے گا کہ اے میرے پروردگار! تو مجھے ایک مرتبہ پھر دنیا میں لوٹا دے۔

۱۰۰ تاکہ جو مواقع میں نے زندگی میں کھو دیئے تھے، وہ پھر حاصل ہو جائیں تو میں اچھے کام کر کے دکھاؤں۔ (جواب ملیگا کہ) اب اس قسم کی باتیں بیکار ہیں۔ اب ایسا نہیں ہو سکتا —— (زندگی میں رجعت اور تکرار نہیں۔ ندی کا جو پانی آگے چلا جائے، وہ واپس نہیں لوٹ سکتا)۔ اِن کے، اور پچھلی دنیا کے درمیان

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿١٠١﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿١٠٣﴾ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ
النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ﴿١٠٤﴾ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا
وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴿١٠٧﴾ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ﴿١٠٨﴾
إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿١٠٩﴾

ایک اوٹ ہے۔ اس لئے یہ پیچھے مڑ نہیں سکتے۔ البتہ جو لوگ ابھی پیچھے ہیں، جب وہ مرنے کے بعد جی اُٹھیں گے، تو پھر یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں گے۔ (۳۹/۵۸)۔

۱۰۱ جب پیکروں میں زندگی کی توانائیاں پھونکی جائیں گی، تو اُس وقت، نہ آپس کی رشتہ داریاں باقی رہیں گی اور نہ ہی کوئی ایک دوسرے کا پرسانِ حال ہوگا۔

۱۰۲ اُس دن فیصلہ انسان کی ذاتی صلاحیتوں کے مطابق ہوگا۔ جن کی صلاحیتوں کا پلڑا بھاری ہوگا، وہی لوگ کامیاب و کامران ہوں گے۔

۱۰۳ اور جن کا وہ پلڑا ہلکا ہوگا، ان کی ذات کی نشو و نما میں کمی رہ گئی ہوگی۔ لہٰذا، وہ آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔ وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

۱۰۴ تباہی کی آگ کے شعلے ان کے چہروں کو جھلسا دیں گے اور وہ اس میں بری طرح منہ بگاڑ رہے ہوں گے۔

۱۰۵ (ان سے پوچھا جائے گا کہ) کیا ایسا نہیں ہو چکا کہ میرے قوانین تمہارے سامنے پیش کئے جاتے تھے اور تم ان کی تکذیب کرتے تھے۔؟

۱۰۶ وہ کہیں گے کہ اے ہمارے نشو و نما دینے والے! (یہ سب درست ہے۔ لیکن اب ہم اس کے سوا اور کیا کہیں کہ ہماری بدبختی ہم پر مسلط ہو گئی تھی اور ہماری پارٹی غلط راستے پر چل نکلی تھی (ہم بھی اس کے ساتھ ہی تھے)۔

۱۰۷ (اب حقیقت ہم پر آشکارا ہو گئی ہے۔ لہٰذا) اے ہمارے نشو و نما دینے والے! اب تو ہمیں اس عذاب سے نکال دے۔ اگر اس کے بعد ہم پھر دوبارہ ویسے ہی کام کریں، تو واقعی مجرم قرار دیئے جانے کے قابل ہوں گے۔

۱۰۸ (ان سے کہا جائے گا کہ زندگی کی وہ منزل پیچھے رہ گئی جس میں موجودہ منزل کے لئے کچھ کرنا تھا۔ اب وہ دوبارہ نہیں آ سکتی)۔ اب تمہیں جہنم میں ذلت کی زندگی بسر کرنی ہوگی۔ اب باتیں کرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔

۱۰۹ (تمہیں یاد نہیں کہ) میرے بندوں میں سے ایک گروہ ایسا تھا جس کی پکار یہ تھی کہ

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا
اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ
الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا
لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾

اے ہمارے نشوونما دینے والے! ہم تیرے قوانین کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں۔ تو (مخالفین کی ہلاکت سامانیوں سے) ہماری حفاظت کا سامان کر دے۔ اور اس کے ساتھ ہی ایسا انتظام بھی کر دے کہ ہماری نشوونما اچھی طرح ہوتی رہے۔ اس لئے کہ تجھ سے بہتر پرورش اور نشوونما کرنے والا کوئی نہیں۔

۱۱۰ تم نے ان لوگوں کو اپنے استہزاء اور تمسخر کا نشانہ بنا رکھا تھا۔ اس میں تم اس حد تک بڑھ گئے کہ تمہارے دل میں ہماری یاد تک باقی نہ رہی۔

۱۱۱ تم ان کی ہنسی اڑاتے رہے لیکن وہ اپنی دعوت اور کوشش میں مستقل مزاج تھے۔ انکی استقامت کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ آج یوں کامیاب و کامران ہیں۔

۱۱۲ ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں کچھ یاد پڑتا ہے کہ تم زمین میں کتنا عرصہ رہے تھے؟

۱۱۳ (ان کے شعور کی سطح' اور زمان کا تصور اس قدر بدل چکا ہوگا کہ) وہ کہیں گے کہ ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہے ہیں۔ (باقی' اگر ٹھیک ٹھیک معلوم کرنا ہے تو ان سے پوچھ لیجئے جو اس کی گنتی کرتے رہے ہیں)۔

۱۱۴ ان سے کہا جائے گا کہ تم وہاں کتنا عرصہ ہی کیوں نہ رہے ہو' اس زندگی کے مقابلہ میں' جو اب یہاں بسر کرنی ہوگی) وہ عرصہ بہت ہی تھوڑا تھا۔ اے کاش! تم اس حقیقت کو سمجھ لیتے۔ (اور اس زندگی کی خوشگواریوں کے لئے کچھ کر لیتے)۔

۱۱۵ (اے رسول! ان حقائق کو بیان کرنے کے بعد' ان مخالفین سے پوچھو کہ) کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں یونہی بے غرض و غایت' اور بلا مقصد و منزل' پیدا کر دیا ہے (کہ اتفاقیہ دنیا میں آ گئے۔ کچھ دن زندہ رہے۔ پھر خاک میں مل گئے اور زندگی کا افسانہ ختم ہو گیا! اس لئے) جو کچھ تمہارا جی چاہے تم کرتے رہو۔ تمہیں کوئی پوچھنے والا نہیں؟ اور تم پر ہمارے قانونِ مکافات کی گرفت ہی نہیں؟ تمہیں' اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے ہماری طرف آنا ہی نہیں؟

۱۱۶ (یاد رکھو!) وہ خدا جو اپنے اقتدار اور قوتوں کو ٹھوس تعمیری نتائج کے لئے کام میں لاتا ہے'

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

(۶) (ع ۳۶) (۶)

اس سے بہت بلند ہے کہ وہ اس قسم کے بے مقصد کام کرے۔ (اس کا ہر کام حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔
کائنات میں اس کے سوا کسی اور کا اقتدار نہیں۔ اور اسکے تمام نظم و نسق کا مرکزی کنٹرول اُسی کے ہاتھ
میں ہے۔ وہی شاہنشاہِ حقیقی ہے۔

۱۱۷ یہ دعویٰ اس قدر علم و بصیرت پر مبنی ہے کہ جو اسکے خلاف کچھ کہے اور خدا کے سوا کسی اور کو پکارے تو اسے اپنے دعویٰ کی تائید میں کوئی دلیل نہیں مل سکے گی۔ (دلیل کیسے مل سکے گی جب) حقیقت یہ ہے کہ ایسا سمجھنے والے کے اپنے اعمال کا حساب بھی خدا ہی کے قانون کے مطابق ہوگا ۔ لہذا جو لوگ اس کے اقتدار و اختیار سے انکار کریں، وہ اپنی کوششوں میں کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں؟ (کامیاب و کامران وہی ہوں گے جن کی خصوصیات کے ذکر سے اس سورۃ کا آغاز ہوا ہے)۔

۱۱۸ (بہرحال، یہ لوگ اس حقیقت کو تسلیم کریں یا نہ کریں)، تیری پکار یہی ہونی چاہیئے کہ بارالہا! تو اپنے قانونِ ربوبیت کی رُو سے ایسا انتظام کر دے کہ ہم تخریبی قوتوں کی ہلاکت سامانیوں سے محفوظ رہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ہمیں سامانِ نشو و نما بھی ملتا رہے۔ اس لئے کہ تو سب سے بہتر نشو و بالیدگی عطا کرنے والا ہے۔

سورۃ النور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنٰہَا وَفَرَضْنٰہَا وَاَنْزَلْنَا فِیْہَآ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لَّعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ① اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ
فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْہُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْکُمْ بِہِمَا رَاْفَۃٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْیَشْہَدْ عَذَابَہُمَا طَآئِفَۃٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ②

---

① اس سورۃ کو (بھی دیگر سورِ قرآنیہ کی طرح) ہم نے نازل کیا ہے اور اس کے احکام کو (بھی قرآن کے دیگر احکام کی طرح۔ ۲۴/۸۵) اطاعت کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ اس میں واضح احکام دیئے گئے ہیں تا کہ تم اس حقیقت کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھ سکو (کہ وہ کون سے امور ہیں جن کی تعمیل ضروری ہے اور کون سے ایسے جن سے بچنا لازمی)۔

② (فرد کی ذات کی نشوونما اور قوم کی فلاح و بہبود کے لئے عفت کا تحفظ نہایت ضروری ہے۔ حیوان اور انسان میں ایک اہم نقطۂ امتیاز یہ بھی ہے۔ حیوان عفت کے تصور سے ناآشنا ہوتا ہے۔ اس لئے اسلامی معاشرہ میں اس کی پابندی بڑی ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں پہلا حکم یہ ہے کہ) زانی عورت اور زانی مرد دونوں کو سو سو کوڑوں کی سزا دو۔ یہ قانون کا معاملہ ہے اس لئے اس میں کسی قسم کی نرمی نہ برتو، اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو (یعنی اس حقیقت پر ایمان رکھتے ہو کہ یہ احکام خداوندی ہیں اور ان کے نتائج تمہارے سامنے آ کر رہیں گے — خواہ اس دنیا میں یا اس کے بعد کی زندگی میں)۔ یہ سزا، مومنین کے ایک گروہ کی موجودگی میں نافذ کرو۔ (لونڈیوں کی سزا، اس سے نصف ہے۔ ۴/۲۵۔ اور عام بے حیائی کی باتوں کے سلسلہ میں ۱۵/۴ میں حکم دیا جا چکا ہے)۔

الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ ③ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا
تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ④ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا
فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ⑤

---

۳ زنا کوئی معمولی جرم نہیں۔ ذرا اس کی نفسیات پر غور کرو۔ اس قسم کے جنسی تعلق[۱] کے لئے وہی عورت رضامند ہوگی جو حفاظتِ عصمت کو مستقل قدر ہی نہ سمجھے۔ بالفاظِ دیگر جو (خدا کی جگہ) اپنی خواہشات ہی کو اپنا معبود بنالے کہ ان کے ہر تقاضے کے سامنے جھک جائے۔ (۴۵/۲۳)۔ اسی طرح، اس قسم کے تعلق کے لئے وہی مرد آمادہ ہوگا جو اپنی خواہشات کا غلام ہو اور انسانی اور حیوانی زندگی میں کوئی تمیز نہ کرے۔ (اس سے ظاہر ہے کہ زنا اسی صورت میں سرزد ہوتا ہے جب مرد اور عورت، دونوں ہم خیال اور یک رنگ ہوں[۲] (۲۴/۲۶)۔ اگر ان میں سے ایک بھی پاکباز ہو تو زنا کا امکان نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ زنا کی سزا مرد اور عورت دونوں کے لئے ہے)۔ مومنین کے لئے اس قسم کے تعلقات حرام ہیں۔

۴ جب عصمت اس قدر متاعِ گراں بہا اور مستقل قدر ہے، تو اس کی حفاظت کے لئے بڑی پختہ تدابیر کرنی چاہئیں۔ اس سلسلہ میں یہ حکم دیا جاتا ہے کہ جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں اور اپنے دعوے کے ثبوت میں چار گواہ نہ لائیں، تو انہیں اسّی کوڑے لگاؤ اور اس کے بعد ایسے ساقط الاعتبار لوگوں کی، جو دوسروں کے خلاف بے بنیاد الزامات لگائیں، گواہی قبول نہ کرو (اور انہیں ان حقوق سے بھی محروم کردو جو اسلامی مملکت کے شریف انسانوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ اس پر بھی اس سے باز نہ آئیں، تو انہیں اس سے بھی زیادہ سخت سزا دو۔ (۲۴/۴)۔ اس لئے کہ یہ لوگ صحیح راہ چھوڑ کر دوسری طرف نکل جاتے ہیں۔

۵ ہاں! اگر یہ لوگ، اس کے بعد اپنی غلط روش سے باز آجائیں اور اپنی اصلاح کرلیں، تو پھر انہیں معاف کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ قانونِ خداوندی میں، توبہ واصلاح کے بعد عفو اور درگزر کی گنجائش رکھ دی گئی ہے۔ (اس سے 'اتفاقی مجرم' سزا سے محفوظ بھی رہ سکتا ہے اور وہ سامانِ نشو ونما سے بھی

---

[۱] یہاں ینکح سے مراد جنسی تعلق قائم کرنا ہے نہ کہ اصطلاحی نکاح۔ "نکاح" کا لفظ لغت میں ان معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

[۲] زنا بالجبر کی نوعیت مختلف ہے۔ اس میں عورت مجرم نہیں قرار پاسکتی اور مرد کا جرم بھی دہرا ہوتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ
اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۶ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۷ وَيَدْرَؤُا
عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۸ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ
اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۹ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰ اِنَّ الَّذِيْنَ (۱ ع ۷)
جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ

محروم نہیں رہتا)۔

۶ جو لوگ خود اپنی بیویوں کے خلاف تہمت لگائیں' اور ان کے پاس سوائے اپنے آپ کے اور کوئی گواہ نہ ہو تو ایسے معاملہ میں یوں فیصلہ کیا جائے کہ مرد چار بار اللہ کو حاضر و ناظر جان کر گواہی دے کہ وہ سچ کہتا ہے۔

۷ اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر میں نے جھوٹ بولا ہو' تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ (یعنی میں ان تمام حقوق و مفادات سے محروم کر دیا جاؤں جو مجھے مملکتِ خداوندی (اسلامی حکومت) کا شہری ہونے کی حیثیت سے حاصل ہیں)۔

۸ (اس سے وہ عورت مجرم قرار پا جائے گی۔ لیکن' اگر وہ' اپنی مدافعت میں بھی) اسی طرح خدا کو حاضر و ناظر جان کر گواہی دے کہ وہ مرد جھوٹ بولتا ہے۔ اور

۹ پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو' (یعنی مجھے اس حلف دروغ گوئی کی سزا ملے۔ تو اس سے وہ بری الذمہ ہو جائے گی)۔

۱۰ (اے جماعتِ مومنین! یہ خدا کا فضل اور اس کی رحمت ہے کہ اس نے اپنے قانون میں اس طرح عفو' درگزر' اور نرمی کی گنجائش رکھ دی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص' اپنی خطا اور لغزش کے احساس کے بعد' اپنی غلط روش کو چھوڑ کر' قانونِ خداوندی کی طرف رجوع کرتا ہے' تو وہ قانون' اپنی تمام مراعات کو لئے' اس سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ اس کی طرف رخ کرتا ہے۔ اور یہ چیز عین حکمت کے مطابق ہے۔ —قانون سے مقصد فرد کی اصلاح اور معاشرہ کی سلامتی ہے۔ اگر یہ مقصد عفو اور درگزر سے حاصل ہو سکتا ہے تو سزا بالضرور کیوں دی جائے؟

۱۱ (ان احکام کی روشنی میں' اس واقعہ پر غور کرو جو تمہارے ہاں ہوا تھا۔ اس میں) بعض لوگ' جو تمہاری اپنی جماعت کے تھے' خود اپنی جماعت کے دوسرے لوگوں کے خلاف (۲۴/۱۲) جھوٹی

الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۱﴾ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ
بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ
فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِیْ
مَاۤ اَفَضْتُمْ فِیْهِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۴﴾

تہمت تراش لائے تھے۔ (انہوں نے اپنی طرف سے تو چاہا تھا کہ اس سے معاشرہ میں سخت خرابی پیدا ہو جائے گی' لیکن تم ایسا خیال نہ کرو کہ اس سے واقعی کوئی خرابی پیدا ہوئی ہے) بلکہ یہ تو تمہارے لئے اچھا ہی ہوا (کہ ایک ٹھوس مقدمہ سامنے آ گیا جس کا فیصلہ ان قوانین کی رُو سے ہو گیا اور ہر ایک کو معلوم ہو گیا کہ اس قسم کے واقعات میں افراد معاشرہ کو کیا کرنا چاہیئے)۔ اب ان مجرمین میں سے ہر ایک کو اپنے کیئے کی سزا ملے گی۔ اور جو اس شرارت کا بانی مبانی ہے' وہ اوروں سے بھی زیادہ سخت سزا کا مستوجب ہو گا۔

۱۲ (لیکن اس میں جہاں وہ لوگ قابل مواخذہ ہیں جنہوں نے یہ جھوٹی تہمت تراشی اور اس کی اس طرح تشہیر کی' وہاں' تمہارے معاشرہ کے دوسرے افراد بھی بری الذمہ قرار نہیں پا سکتے۔ ان افراد سے پوچھو کہ) جب تم نے اس بات کو سنا تھا تو تم نے' مومن مردوں اور مومن عورتوں کا سا طرزِ عمل کیوں نہ اختیار کیا اور اپنے لوگوں کے متعلق (جن کے خلاف یہ بات کہی جا رہی تھی) حسنِ ظن سے کام کیوں نہ لیا۔ اس بات کے سننے پر تمہارا پہلا ردِ عمل یہ ہونا چاہیئے تھا کہ ان لوگوں سے کہہ دیتے کہ یہ تو صریح تہمت نظر آتی ہے (جب تک تحقیق کے بعد بات ثابت نہ ہو جائے' اس وقت تک عام معاشرہ کا ردِ عمل یہی ہونا چاہئیے کہ وہ ملزم کو بے گناہ سمجھے۔ ملزم کو مجرم قرار دینا' عدالت کا کام ہے' نہ کہ عام افراد کا۔ جب تم کسی کے خلاف کوئی بات سُن کر اسے صحیح تسلیم کر لیتے ہو' تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اُس شخص کو مجرم قرار دیدیتے ہو)۔

۱۳ اگلی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے یہ الزام لگایا تھا ان پر واجب تھا کہ وہ اس الزام کے ثبوت میں چار گواہ پیش کرتے (۲۴/۴)۔ سو جب یہ لوگ گواہ نہیں لا سکے تو عدالتِ خداوندی کے نزدیک یہ جھوٹے ہیں۔

۱۴ یہ تو خدا کا فضل اور اس کی رحمت تھی (کہ بات زیادہ نہیں بڑھی اور معاملہ سنبھل گیا۔ ورنہ) جس انداز سے تم اس فتنہ میں بہ گئے تھے' تم پر حال میں بھی تباہی آ جاتی' اور' اس کے اثرات اس قدر

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾
وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ
بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ
بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى
الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ

۳۰ (اے رسول! اب انہیں اگلا حکم سنادو اور) مومن مردوں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہوں کو آوارہ اور بیباک نہ ہونے دیں' اور (اس بات کا خیال رکھیں کہ) ان کی عفت داغدار نہ ہونے پائے۔ (نگاہیں وہ کھڑکیاں ہیں جن سے انسان کے دل میں چور داخل ہوتے ہیں اور معاشرہ میں بے حیائی کے راستے کھلتے ہیں)۔ انسانی ذات کی نشوونما' قلب و نگاہ کی پاکیزگی سے ہوتی ہے۔

(انہیں یہ بھی سمجھادو کہ وہ ان آداب کی پابندی محض میکانکی طور پر نہ کریں۔ انہیں اس طرح اختیار کریں کہ یہ ان کی سیرت کے مظاہر بن جائیں۔ اس لئے کہ) خدا کا قانون مکافات اس سے خوب واقف ہے کہ کس عمل کو محض مشینی طور پر اختیار کیا جاتا ہے (اور کونسا عمل دل کی گہرائیوں سے ابھرتا ہے)۔

۳۱ اسی طرح مومن عورتوں سے بھی کہدو کہ وہ اپنی نگاہوں کو آوارہ اور بیباک نہ ہونے دیں اور اپنی عفت کی پوری پوری حفاظت کریں۔ ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی زینت و آرائش کی چیزوں کو نمایاں نہ کریں۔ جس قدر وہ چلتے پھرتے از خود ظاہر ہوجائیں' انہیں اتنا ہی ظاہر ہونے دیں۔ انہیں خود نمایاں نہ کریں۔ (انہیں بالارادہ' نمایاں کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کے دل میں نمائش حسن کا جذبہ کروٹیں لے رہا ہے[1])۔ اس کے علاوہ' انہیں چاہئے کہ اپنے اوڑھنے کی چادریں اپنے گریبانوں (سینوں) پر ڈال لیا کریں (تاکہ فتنہ پرداز لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں معلوم نہیں تھا کہ یہ شریف عورتیں ہیں' ورنہ ہم انہیں تنگ

[1] عورتوں کو جو نمائش زینت سے روکا گیا ہے تو اس کی ایک وجہ تو ظاہر ہے کہ اس سے مردوں کے دل میں آوارہ خیالات بیدار ہوتے ہیں۔ لیکن اس سے کہیں گہری وجہ ایک اور ہے۔ صدیوں کی غلط تربیت سے' عورت کے دل میں یہ خیال پیوست ہوچکا ہے (اور یہ خیال خود مرد کا پیدا کردہ ہے) کہ عورت کی زندگی کا مقصد مرد کے بعض تقاضوں کا پورا کرنا ہے۔ اس کی زیست فی ذاتہٖ کوئی مقصد نہیں رکھتی۔ زینت اور اس کی نمائش سے' عورت' شعوری یا غیر شعوری طور پر سمجھتی ہے کہ وہ اپنے اس مقصد کو پورا کرتی ہے۔ اور مرد اس کی داد اس لئے دیتا ہے کہ عورت کے دل میں یہ خیال اور راسخ ہوجائے۔ قرآن کی رُو سے' عورت اور مرد' دونوں' برابر کے (بقیہ صفحہ ۸۰۲ پر دیکھیے)

مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۚ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ

مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾

نہ کرتے $\frac{۳۳}{۵۹}$)۔ اور چلتے وقت اپنے پاؤں اس زور سے زمین پر نہ ماریں کہ چھپے ہوئے زیورات کی جھنکار سے معلوم ہو جائے کہ انہوں نے کیا پہن رکھا ہے۔

اوپر جو کہا گیا ہے کہ عورتیں اپنی زینت و آرائش کی چیزوں کو نمایاں نہ کریں' تو یہ احتیاط نامحرموں کی صورت میں ضروری ہے۔ اس میں محارم[1] شامل نہیں — یعنی انکے خاوندوں کے علاوہ باپ۔ سسر (خاوند کا باپ) ان کے اپنے بیٹے یا خاوند کے بیٹے (یعنی ان کے حقیقی بیٹے یا سوتیلے بیٹے)۔ بھائی۔ بھتیجے۔ بھانجے۔ یا (اپنے ہاں کی جانی پہچانی) عورتیں۔ یا وہ غلام اور لونڈیاں (جو اُس زمانے میں عربوں کے ہاں کام کاج[2] کیا کرتے تھے۔ قرآن نے انہیں رفتہ رفتہ آزاد معاشرہ کا جزو بنا دیا اور آیندہ کے لئے غلامی کا دروازہ بند کر دیا) یا دیگر خدمت گاروں میں سے ایسے بوڑھے جو جنسی خواہشات سے آگے گزر چکے ہوں۔ یا ایسے بچے جو عورتوں کے پردے کی باتوں (جنسیات) سے ہنوز ناآشنا ہوں۔

یہ ہیں معاشرہ کے متعلق اس سلسلہ میں عام احکام' جن کی طرف تم سب مومنین (مردوں اور عورتوں) کو لوٹنا چاہیئے' تاکہ تمہیں زندگی کی کامرانیاں نصیب ہوں۔

۳۲ تمہارے معاشرہ کا یہ بھی فریضہ ہے کہ جن لوگوں — مردوں یا عورتوں — کی شادی نہ ہوئی ہو (خواہ وہ کنوارے ہوں' یا رنڈوے مرد اور بیوہ عورتیں) ان کے نکاح کا مناسب انتظام کرے۔ نیز' تمہارے غلاموں اور لونڈیوں[3] میں سے جو شادی کی صلاحیت رکھتے ہوں ان کے نکاح کا بھی بندوبست کیا جائے۔ (یعنی معاشرہ ایسا انتظام کرے کہ لوگوں کو مناسب رشتہ تلاش کرنے میں آسانیاں ہوں۔ اور

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۸۰۱) انسان ہیں' اور دونوں کی زندگی مقصود بالذات ہے۔ عورت کی زندگی' مرد کے کسی مقصد کے حصول کا ذریعہ نہیں۔ اس لئے وہ عورت کے دل سے اس غلط خیال کو نکالنا چاہتا ہے جس کی وہ مدتوں سے شکار ہوتی چلی آرہی ہے (اظہار زینت کے روکنے سے بھی یہی مقصد ہے)۔ وہ عورت کو مرد کا کھلونا نہیں بننے دینا چاہتا۔ وہ اسے اس کے بلند مقام سے آگاہ کرانا چاہتا ہے۔ وہ چاہتا یہ ہے کہ عورت اور مرد دو انسانوں کی حیثیت سے ملیں۔ جس دن' دنیا نے اس حقیقت کو سمجھ لیا' یہاں کا نقشہ کچھ اور ہو جائے گا۔

[1] محارم۔ جن سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ نامحرم۔ جس سے نکاح ہو سکتا ہے۔

[2] قرآن کریم میں جہاں بھی غلام اور لونڈیوں کا ذکر آیا ہے ان سے مراد وہ غلام اور لونڈیاں ہیں جو اُس زمانے میں (عربی معاشرہ میں عام طور پر موجود تھے۔ قرآن نے انہیں آہستہ آہستہ آزاد معاشرہ کا جزو بنا دیا اور آیندہ کے لئے غلامی کا دروازہ بند کر دیا۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ
اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ڰ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ
عَلَى الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً
۴ ع ۸ ۱۰ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾

جسے متاہل زندگی بسر کرنے کے لئے معاشی امداد کی ضرورت ہو' اس کا بھی مناسب انتظام کیا جائے۔ یہ سب اُس خدا کے مقرر کردہ نظام کی طرف سے ہونا چاہیئے جو بڑی وسعتوں کا مالک اور ہر ایک کے حالات سے باخبر ہے۔ (قوانین خداوندی کے مطابق قائم شدہ نظام مملکت کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے)۔

۳۳ جن لوگوں کے لئے رشتے کا انتظام نہ ہو سکے' انہیں ضبطِ خویش سے' اپنی عفت کو محفوظ رکھنا چاہیئے' تاآنکہ نظام خداوندی ان کے لئے ضروری سہولتیں بہم پہنچا دے۔

اور غلام اور لونڈیوں میں سے جو اپنی آزادی کے لئے تم سے تحریری سند لینا چاہیں' انہیں پروانۂ آزادی دیدینا چاہیئے' بشرطیکہ تم دیکھو کہ وہ اس قابل ہیں کہ اپنی بہبودی کا خود خیال رکھ سکیں گے (یعنی وہ ایسے نااہل اور بے سمجھ نہ ہوں کہ تم سے الگ ہو کر اپنے آپ کو بھی سنبھال نہ سکیں ۴/۶-۵)۔ اس مقصد کے لئے' اس مال میں سے جو اللہ نے تمہیں دے رکھا ہے' انہیں کچھ ساتھ بھی دے دیا کرو۔

اور تمہاری نوجوان لڑکیاں (نوکرانیاں یا لونڈیاں) جو نکاح کا ارادہ رکھتی ہوں' انہیں' اپنے دنیاوی مفاد کی خاطر' اس سے نہ روکو۔ اس طرح وہ بدکاری پر مجبور ہو جائیں گی۔ اور اگر کوئی انہیں اس طرح مجبور کرے' تو قانون خداوندی میں یہ شق بھی موجود ہے کہ وہ اس جبر کے خلاف' اُن کی حفاظت کرے اور انہیں سامانِ نشو و نما مہیا کرے۔ (نظام خداوندی کا فریضہ ہے کہ وہ ایسا کرے)۔

۳۴ ہم نے تمہاری طرف یہ احکامات نازل کر دیئے ہیں جو نہایت واضح ہیں۔ (اور ان کی تائید اور وضاحت کے سلسلہ میں)، ہم نے' اقوام گزشتہ کی تاریخی شہادتوں سے یہ بھی بتا دیا ہے کہ جو معاشرہ احکام خداوندی

لہ قرآن کریم نے' بھوک کے معاملہ میں اضطراری حالت میں' حرام چیزوں کے کھانے کی (بقدر ضرورت) اجازت دیدی ہے (۲/۱۷۳)۔ لیکن جنسی خواہشات کے ضمن میں حرامکاری کی اجازت نہیں دی۔ اس لئے کہ بھوک پر انسان کا اپنا کنٹرول نہیں۔ اور غذا نہ ملنے سے انسان بیمار ہو جاتا ہے اور مر بھی جاتا ہے۔ لیکن جنسی خواہشات کی بیداری انسان کے اپنے کنٹرول کی چیز ہے اور اس کی تسکین نہ ہونے سے کچھ ہرج واقع نہیں ہوتا۔ اس لئے اس میں اضطراری حالت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ
دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ
نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۳۵

کی خلاف ورزی کرتا ہے اس کا انجام کیا ہوتا ہے)۔ لہٰذا ہمارے یہ احکام' اور ان کی تائید میں تاریخی شہادات' ان لوگوں کے لئے جو زندگی کی تباہیوں سے بچنا چاہیں' بلند اخلاقی اقدار کا کام دیتے ہیں۔

۳۵ (یہ ہدایات جو تمہیں خدا کی طرف سے دی جا رہی ہیں' وہ روشنی ہے جس سے تمہاری زندگی کی تاریک راہیں' منور ہو جائیں گی۔ ۵/۱۵؛ ۴۲/۵۲)۔ یہ روشنی صرف تمہیں ہی نہیں دی گئی —— یہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے۔ (خدا نے ہر شے کو پیدا کیا اور اسے اس راستے پر چلنے کے لئے راہ نمائی دی جو اس کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ ۲۰/۵۰۔ اور یہی وہ خدا کا نور ہے جو ہر جگہ پھیلا ہوا ہے۔ اشیائے کائنات میں یہ ہدایت' ان کی پیدائش کے ساتھ' ان کے اندر ودیعت کر کے رکھ دی گئی ہے۔ لیکن انسانوں کو یہ راہ نمائی کتاب کی شکل میں دی گئی ہے)۔ خدا کی اس مشعلِ ہدایت (وحی) کی مثال یوں سمجھو' جیسے کسی طاق میں' (جو پیچھے سے بند ہو' اس لئے محفوظ' اور سامنے سے کھلا ہو' جس سے روشنی ساری فضا میں پھیل جائے) ایک جگمگاتا چراغ ہو —— ایسا ٹھنڈی اور صاف روشنی دینے والا چراغ' جیسے ستارۂ صبحگاہی فضا کی تاریکیوں میں نور پاش ہو —— اور اس چراغ کو ایک صاف اور شفاف شیشے کے فانوس میں رکھ دیا گیا ہو' تا کہ وہ تمام خارجی اثرات سے محفوظ رہے (۴۱/۴۲)۔ خود فانوس بھی ایسا درخشندہ گویا وہ چمکتا ہوا تارہ ہے جس سے نور کی ندیاں رواں ہیں۔ وہ چراغ ایک ایسے بابرکت شجرِ زیتون (کے تیل) سے روشن ہو جو مشرق اور مغرب کی نسبتوں سے بلند' تمام نوعِ انسان کے لئے یکساں ہو۔ ایسا تیل جو اس کا محتاج نہ ہو کہ کوئی خارجی روشنی اسے جلائے۔ وہ اپنے آپ روشن ہو اور دوسروں کو بھی روشنی دے (وہ اپنے معانی اور تفسیر کے لئے خارجی امداد کا محتاج نہ ہو)۔ وہ چراغ نہیں' روشنی کی تہیں ہیں جو ایک کے اوپر دوسری' تو بر تو' چڑھی ہوئی ہیں۔ وہ سارے کا سارا نور ہے۔ نورِ مجسّم ہے۔ اس میں روشنی ہی روشنی ہے۔

یہ ہے خدا کا وہ نور (وحی) جس کی طرف وہ ہر اس شخص کی راہ نمائی کرتا ہے جو اس سے راہ نمائی لینا چاہے۔ اللہ (مجرد حقیقتوں کو' اس قسم کی محسوس) مثالوں کے ذریعے اس لئے بیان کرتا ہے تا کہ لوگ بات اچھی طرح سمجھ لیں۔ یہ مثالیں اس خدا کی طرف سے دی جاتی ہیں جو جانتا ہے کہ حقیقت کیا ہے اور اسے کس قسم کی مثالوں سے واضح کیا جانا چاہیئے۔

إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ
عَظِيمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿۱۶﴾
يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۱۸﴾
إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ
وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۹﴾

دور رس تھے کہ تم مستقبل میں بھی تباہ اور برباد ہو جاتے۔ (اس لئے کہ ہو سکتا تھا کہ اس سے تمہارے معاشرہ میں اس قدر خلفشار پھیل جاتا کہ خانہ جنگی شروع ہو جاتی جس سے تمہیں فوری نقصان بھی پہنچتا اور اسکی آگ دور تک بھی پھیل جاتی۔ اور اس تباہی کا سلسلہ تمہاری موجودہ زندگی تک ہی محدود نہ رہتا۔ تمہاری اُخروی زندگی بھی تباہ ہو جاتی۔ اس لئے کہ مومنین کا ایک دوسرے کو بالارادہ قتل کر دینا عذاب جہنم کا مستوجب ہوتا ہے (۴/۹۳)۔

۱۵ حقیقت یہ ہے کہ تم نے اس معاملہ کی اہمیت کا احساس ہی نہیں کیا۔ اسے یونہی معمولی بات سمجھتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم نے اس بات کو سنتے ہی زبانوں پر چڑھا لیا' اور اسے بلا تحقیق و تفتیش (۱۷/۳۶) آگے دہراتے چلے گئے — تم نے اسے معمولی بات سمجھ لیا حالانکہ قانون خداوندی کی رو سے یہ بات بڑی اہم تھی۔

۱۶ جب تم نے اسے سنا تھا تو تمہیں کہنا یہ چاہیئے تھا کہ ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ہم اس کے متعلق کوئی بات کریں۔ یوں تو معصوم خدا کی ذات ہے' لیکن یہ تہمت بڑی سنگین نظر آتی ہے۔

۱۷ (بہرحال' یہ واقعہ تو گزر گیا۔ لیکن) اللہ تمہیں اس کی بابت اس شدت سے اس لئے فہمائش کر رہا ہے کہ' اگر تم اس کی بات ماننے والے ہو' تو اس قسم کی حرکت دوبارہ نہ کرنا۔

۱۸ یہ ہے وہ مقصد جس کے لئے اس نے تہمت تراشی کے جرم سے متعلق قانون کو اس وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔ اللہ تمام امور کا علم رکھتا ہے اور اس کی ہر بات حکمت پر مبنی ہوتی ہے۔

۱۹ یاد رکھو! جو لوگ چاہتے ہیں کہ جماعتِ مومنین کے اندر اس قسم کی بے حیائی کی باتیں پھیلائیں' انہیں' اِس زندگی میں بھی (از روئے قانون) سخت سزا ملے گی' اور آخرت کی زندگی میں بھی۔ اللہ خوب جانتا ہے (کہ اس قسم کی باتیں کس قدر تباہی کا موجب ہوتی ہیں۔ اور) تم اس حقیقت کو نہیں جانتے۔

۲۰ حقیقت یہ ہے کہ (جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے۔ ۲۴/۱۴) اگر خدا کا فضل و رحمت تمہارے شاملِ حال نہ ہوتے (تو تم اس وقت تک سخت خطرے میں پڑ چکے ہوتے۔ وہ ان معاملات کے متعلق صحیح راہ نمائی

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ (ع ۲ / ۵)
وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى
مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ
وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ
يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾

اس لئے دینا ہے کہ) وہ نہیں چاہتا کہ انسان، یونہی بے خبری اور لاعلمی سے تباہ ہوجائے۔ وہ انسانوں کی حفاظت چاہتا ہے۔ تباہی نہیں چاہتا۔

۲۱ (ایسے لوگ ہر جگہ ہوتے ہیں جو معاشرہ میں فتنہ پھیلانا چاہتے ہیں) اے جماعتِ مومنین! تم اس قسم کے فتنہ پردازوں کی شیطنت کے پیچھے مت چلو۔ جو کوئی ان کے پیچھے چلتا ہے' یہ اُسے برائیوں کا سبق پڑھاتے اور بے حیائیوں کے لئے اُکساتے رہتے ہیں۔ (اس سے نہ صرف معاشرہ میں فساد پھیلتا ہے بلکہ افراد کی صلاحیتوں کی نشوونما بھی رک جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ) اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (اور وہ تمہیں قرآن جیسا ضابطہ ٔ ہدایت نہ دیدیتا تو) تم میں سے کسی کی انسانی صلاحیتوں کی بھی نشوونما نہ ہوسکتی۔ اس لئے کہ انسانی نشوونما خدا کے قانونِ مشیت کے مطابق ہی ہوسکتی ہے ——اُس خدا کے قانون کے مطابق جو سب کچھ سنتا اور سب کچھ جانتا ہے—— (اور جب تمہیں اس کا علم ہی نہ ہوتا کہ اس باب میں خدا کا قانون کیا ہے' تو تمہاری نشوونما کس طرح ہوسکتی؟)۔

۲۲ (بہرحال' اب یہ معاملہ رفع دفع ہوگیا ہے۔ تم بھی اسے رفت گزشت سمجھو اور اس کا کوئی اثر اپنے ہاں باقی نہ رہنے دو۔ ہم جانتے ہیں کہ جن لوگوں کو اس تہمت تراشی سے' بالواسطہ یا بلاواسطہ' تکلیف پہنچی ہے انہیں اس کا شدید احساس ہے' اور تہمت لگانے والوں کے خلاف ان کے دل میں غبار بھی ضرور ہوگا۔ لیکن جس معاملہ کو خدا کی عدالت نے 'قصہ ٔ ماضی' قرار دے دیا' اس کے اثرات تمہارے دلوں سے بھی مٹ جانے چاہئیں۔ لہٰذا' ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ تم میں سے جو صاحبِ وسعت و استطاعت' اپنے اقربا اور مساکین اور مہاجرین کی امداد کرتے تھے اور ان میں سے کوئی' بدقسمتی سے اس واقعہ میں شامل تھا' تو وہ اس کی مدد کرنے سے ہاتھ روک لیں اور قسمیں کھالیں (کہ ہم اس سے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے۔ ایسا بالکل نہیں کرنا چاہیئے۔ اس کے برعکس) انہیں چاہیئے کہ ایسے لوگوں

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۲۳﴾ يَوْمَ تَشْهَدُ
عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۲۴﴾ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ
أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ﴿۲۵﴾ الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ
لِلطَّيِّبَاتِ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿۲۶﴾ (۳ ع ۹)

درگزر کریں اور اس غبار کو پیچھے چھوڑ کر خود آگے بڑھ جائیں۔ (اس بات پر ذرا اس زاویۂ نگاہ سے غور کرو کہ تم سے بھی کبھی نہ کبھی کوئی لغزش ہو جاتی ہے)۔ کیا اس لغزش کے بعد تم نہیں چاہتے کہ اس کے مضراثرات سے خدا تمہاری حفاظت کر دے؟ ایسا ہی یہ لوگ چاہتے ہیں۔ اس لئے تم اپنے آپ کو ان کی پوزیشن میں رکھ کر سوچو کہ تم ان حالات میں، اپنے ساتھ کس قسم کا سلوک چاہو گے! بس اسی قسم کا سلوک ان کے ساتھ کرو۔ یہ وجہ ہے کہ) خدا نے اپنے قانون میں مغفرت اور مرحمت کی گنجائش رکھ دی ہے۔

۲۳ (قانون کا معاملہ دوسرا ہے۔ وہ عدل کا متقضی ہوتا ہے۔ لیکن انسانی تعلقات، احسان بھی چاہتے ہیں۔ قانون کا فیصلہ یہی ہے کہ) جو لوگ ایسی پاک دامن عورتوں کے خلاف جو بدکاری کے نام تک سے ناآشنا ہوں، تہمت تراشیں انہیں (اس سزا کے علاوہ جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ $\frac{۲۹}{۴}$) حقوق شہریت سے محروم کر دینا چاہئے۔ اور آخرت کی سزا اس کے علاوہ ہے۔ (لیکن بایں ہمہ ان سے جو سلوک ان کے انسان ہونے کی رو سے کیا جاتا تھا، یہ اُس سے محروم نہ کئے جائیں۔ مجرم بہرحال انسان تو رہتا ہے۔ اسے انسانی سلوک سے محروم نہیں کرنا چاہیئے)۔

۲۴ (عدل کے تقاضے کی تو یہ کیفیت ہے کہ اگر کوئی ملزم حقیقت کو چھپا کر دنیاوی عدالت سے بری بھی قرار پا جائے، تو آخرت میں وہ اپنے جرم کی سزا سے بچ نہیں سکے گا)۔ وہاں اس کی زبان، اور اس کے ہاتھ پاؤں اس کے خلاف گواہی دیں گے اور صاف صاف بتا دیں گے کہ اس نے کیا کیا تھا۔

۲۵ اُس وقت، ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا۔ اور وہ اس بات کو اچھی طرح جان لیں گے کہ خدا کا قانونِ مکافات ایک حقیقت ثابتہ ہے۔

۲۶ (عام حالات میں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک خبیث مجرم، اپنی خباثت کو چھپا کر، عدالت سے بری ہو جائے اور اس کا شمار حسب سابق، شریف انسانوں میں ہونے لگے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ایک بے گناہ، شریف خاتون کے خلاف اس طرح تہمت تراشی جائے کہ عدالت بھی اسے بری الذمہ قرار نہ دے، اور یوں اس کا شمار خبیثوں میں ہونے لگ جائے۔ لیکن جب کسی جگہ صحیح نظام عدل قائم ہو جائے تو

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا
فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ
فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾

اس میں ایسے واقعات شاذ ونادر ہو سکیں گے۔ اور اُخروی زندگی میں تو اس کا امکان ہی نہیں ہوگا)۔ اُس وقت خبیث، خبیثوں کے ساتھ ہوں گے، اور شریف شریفوں کے ساتھ۔ اور جن کے خلاف غلط تہمتیں لگی ہونگی، وہ ان سے بری الذمہ قرار پائیں گے۔ یوں انہیں خبیثوں کی فتنہ پردازیوں سے حفاظت بھی مل جائے گی، اور نہایت آبرومندانہ سامانِ نشو ونما بھی۔ (۲۴/۳)۔

(یہاں کا معاشرہ جس قدر اُخروی معیارِ عدل کے مطابق ہوتا جائے گا، اسی قدر اس میں زندگی، جنتی زندگی کے مماثل ہوتی جائے گی)۔

۲۷ اے جماعتِ مومنین! (اب اگلا حکم سنو۔ اور وہ یہ ہے کہ) جب تم اپنے گھر کے علاوہ، کسی اور کے ہاں جاؤ، تو پہلے اُن سے اجازت طلب کرو، اور جب وہ اجازت دیدیں، تو اندر جاؤ اور تمام اہل خانہ کو سلامتی کی دعائیں دو، اور ان کے لئے نیک آرزوئیں لے کر جاؤ۔

ان آدابِ معاشرت کی نگہداشت تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تمہارا معاشرہ انسانی روابط کے عمدہ ترین اصولوں کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھے۔

۲۸ اور اگر تم دیکھو کہ اُس گھر میں کوئی نہیں، تب بھی اس کے اندر نہ جاؤ —— کوئی شکل بھی ہو، دوسروں کے گھروں میں صرف اس صورت میں داخل ہو جب تمہیں اس کی اجازت مل جائے۔ اور اگر تم سے کہا جائے کہ آپ اِس وقت واپس تشریف لے جائیں، تو (دل میں کوئی گرانی لئے بغیر) واپس آجاؤ۔

ان امور کی نگہداشت، سے تمہارے حالات سنورے رہیں گے۔ اللہ کا قانون تمہاری ہر بات کا اچھی طرح علم رکھتا ہے۔

۲۹ البتہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تم ایسے مکانات میں بلا اجازت داخل ہو جاؤ جن میں کوئی بستا نہیں، اور ان میں تمہارا سامان رکھا ہے۔ (جیسے گودام وغیرہ۔ لیکن اگر وہ مشترکہ گودام ہے، اور اس میں تم اکیلے داخل ہو رہے ہو، تو تمہارے دل میں کسی قسم کی بددیانتی کا خیال نہیں آنا چاہئے)
یاد رکھو! خدا کا قانونِ مکافات اچھی طرح جانتا ہے کہ تم ظاہر کیا کرتے ہو اور دل میں کیا چھپاتے ہو۔

فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ
تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ
وَالْأَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَن يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾
وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَآءً حَتّٰى إِذَا جَآءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَّوَجَدَ اللّٰهَ
عِندَهُ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهُ وَاللّٰهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾

---

۳۶ وحیٔ خداوندی کا یہ چراغ (جماعتِ مومنین کے ان) گھروں میں روشن رہتا ہے جن میں خدا کی گوناگوں صفات (واحکام) کا چرچا رہتا ہے' اور جو اس طرح (قوانینِ خداوندی کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنے سے) دنیا میں بلند مقام حاصل کر لیتے ہیں۔ ان گھروں کے رہنے والے' صبح شام (ہر وقت) نظامِ خداوندی کے قیام اور بقا کے لئے سرگرمِ عمل رہتے ہیں۔

۳۷ (اس سے یہ نہ سمجھ لو کہ وہ راہبوں کی جماعت ہے جو دنیا ترک کر کے' حجروں اور خانقاہوں میں مصروفِ وِرد وظائف رہتی ہے)۔ یہ لوگ دُنیا کے کاروبار کرتے ہیں۔ لیکن یہ کاروبار۔ یہ خرید و فروخت۔ نہ اُن کی نگاہوں سے' قانونِ خداوندی کو اوجھل ہونے دیتے ہیں' اور نہ ہی انہیں ان کے اہم فرائضِ حیات سے غافل۔ وہ اہم فرائضِ حیات کیا ہیں؟ نظامِ صلوٰۃ کا قیام' جس میں تمام افراد قوانینِ خداوندی کا اتباع کرتے چلے جائیں' اور تمام نوعِ انسان کی نشو و نما کا سامان بہم پہنچائیں۔ وہ اس انقلاب سے خائف رہتے ہیں جس میں دلوں اور آنکھوں کی حالت یکسر بدل جاتی ہے —— جس دن نگاہوں کے آگے پڑے ہوئے پردے اُٹھ جاتے ہیں اور حقیقتیں بے نقاب ہو کر سامنے آجاتی ہیں۔ (۵۰ / ۲۰)۔

۳۸ (یہ انقلاب خدا کے اس قانونِ مکافات کی رُو سے رونما ہوتا ہے جس کے مطابق ہر عمل کا نتیجہ مرتب ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ غلط اعمال کا تباہ کن نتیجہ۔ اور) اچھے اعمال کا حسین اور خوشگوار نتیجہ۔ اس کی رُو سے' اچھے اعمال کے نتائج ایک ایک کے' سو سو ہو کر ملتے ہیں (۲ / ۲۶۱)۔

جو لوگ' قانونِ خداوندی کے مطابق' اس طرح رزق حاصل کرنا چاہیں' انہیں خدا کا قانون' ان کے اندازوں سے کہیں بڑھ کر دیتا ہے۔

۳۹ اس کے برعکس' جو لوگ اس آسمانی روشنی کی راہ نمائی سے انکار کرتے ہیں' ان کے اعمالِ حیات کی مثال یوں سمجھو جیسے کوئی پیاسا' چٹیل میدان میں' سراب کو پانی سمجھ کر اس کی طرف لپکے۔ جب وہ اس کے پاس پہنچے تو وہاں اسے (پانی چھوڑ) کوئی شے بھی نہ ملے (جو کچھ اُسے نظر آرہا تھا' وہ یکسر فریبِ نگاہ

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِىْ بَحْرٍ لُّـجِّىٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ
اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰٮهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ (ع ۵ ۱۱)
فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾

ثابت ہو)۔ ایسے مقام پر البتہ انسان کو ایک چیز ضرور مل جاتی ہے۔ یعنی خدا کا قانونِ مکافات' جو اُسے' اس کی اس سعی لاحاصل کا پورا پورا حساب چکا دیتا ہے۔ اللہ کا قانونِ مکافات' اعمال کے حساب کرنے میں ذرا دیر نہیں لگاتا۔

۴۰ یا (آسمانی روشنی کے مقابلہ میں) ان کے اعمال کی مثال یوں سمجھو جیسے کسی تلاطم انگیز سمندر کی گہرائیوں میں انتہائی تاریکی ہو۔ اس تاریکی کو' اور تاریکیاں' موج در موج ظلمات کے گہرے پردے بن کر ڈھانپ رہی ہوں۔ ان تاریک موجوں کے اوپر' چاروں طرف' کالی گھٹائیں چھا رہی ہوں — مختصراً یہ کہ تاریکیوں پر تاریکیوں کی تہیں چڑھ رہی ہوں۔ اور حالت یہ ہو کہ اگر کوئی اپنا ہاتھ باہر نکالے تو اسے وہ ہاتھ بھی نظر نہ آئے (نظر آ بھی کیسے سکتا ہے؟) جس شخص کو وحیٔ خداوندی کی روشنی نصیب نہ ہو' اُسے روشنی مل کہاں سے سکتی ہے؟

۴۱ (یہ انسان ہی ہے جو اس قسم کی عالمتاب روشنی کے ہوتے ہوئے سخت تاریکیوں میں زندگی بسر کرتا ہے۔ کائنات کی اور کسی چیز کی یہ حالت نہیں)۔ تم اگر غور کرو گے تو یہ حقیقت نکھر کر سامنے آجائیگی کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو شے بھی ہے' اپنے اپنے فرائض کی سرانجام دہی میں' پورے جوش و خروش اور جذب و انہماک سے' سرگرم عمل ہے۔ ذرا ان پرندوں کو دیکھو کہ وہ کس طرح پَر پھیلائے فضا کی پہنائیوں میں' سینکڑوں۔ ہزاروں میل دور نکل جاتے ہیں' اور بغیر کسی راستے کے نشان کے' اپنی اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور اس میں کبھی غلطی نہیں کرتے۔ یہ اس لئے کہ) کائنات کی ہر شے' اپنے اپنے فریضۂ زندگی (صلوٰۃ) کو بھی جانتی ہے' اور اپنے سعی و عمل کے دائرے (تسبیح) کو بھی پہچانتی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ اس کا فریضۂ حیات کیا ہے اور اسے اس نے کس طرح سرانجام دینا ہے۔ چنانچہ وہ اس مقصد کے حصول کے لئے ہر وقت سرگرمِ عمل رہتی ہے۔

یہ سب خدا کے اس نور کی وجہ سے ہے جو کائنات میں ہر جگہ پھیلا ہوا ہے۔ یہی وہ روشنی ہے جس سے اشیائے کائنات' اپنی اپنی منزلوں' اور ان تک لے جانے والے راستوں' سے واقف ہیں اور خدا کو بھی اس کا علم ہوتا ہے کہ کون کیا کر رہا ہے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝۴۲ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ
يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ
يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۝۴۳ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۴۴ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ
مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴۵

---

۴۲ یاد رکھو! اس تمام کائنات میں حکمرانی صرف خدا کی ہے۔ اس میں اسی کا قانون کارفرما ہے۔ اور ہر شے کا قدم اُسی کی طرف اٹھ رہا ہے۔ کوئی شے اس کے قانون کے دائرے سے باہر نہیں نکل سکتی۔

۴۳ کیا تم بادلوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح' قانونِ خداوندی کے مطابق' آہستہ آہستہ' دبے پاؤں' اِدھر اُدھر چلتے رہتے ہیں۔ پھر ان کا ایک ٹکڑہ دوسرے ٹکڑے میں اس طرح مدغم ہو جاتا ہے کہ دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔ جب' اس طرح' ان کے تہ بر تہ ڈھیر لگ جاتے ہیں' تو' وہ بارش بن کر برسنے لگتے ہیں اور یوں نظر آتا ہے گویا بارش کے قطرے ان کے اندر سے نکل کر زمین کی طرف آ رہے ہیں۔ یہی بادل جب پہاڑوں کی چوٹیوں پر آتے ہیں تو وہاں برف بن کر جم جاتے ہیں۔ (بعد ازاں یہی برف' پانی بن کر بہ نکلتی ہے۔ اور) جو شخص اس پانی سے فائدہ اٹھانا چاہے وہ' اس تک پہنچ جاتا ہے۔ اور جو ایسا نہ چاہے' اس سے پانی کا رخ دوسری طرف پھر جاتا ہے۔ (پانی ہر ایک کے فائدے کے لئے ہے۔ لیکن اس سے وہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جو قانونِ فطرت کے مطابق اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہے۔ جو ایسا نہ کرے' پانی اس سے منہ پھیر کر دوسری طرف چل دیتا ہے)۔

(بارش اور برف کے علاوہ' انہی بادلوں سے) بجلی کی سی تیز چمک پیدا ہوتی ہے' جو نگاہ کو خیرہ کر دیتی ہے۔ (۲/۲۰-۱۹)۔

۴۴ اسی خدا کا قانون' دن اور رات کو گردش دیتا رہتا ہے' (کہ ایک کے بعد دوسرا آ جاتا ہے)۔ ان آفاقی قوانین میں اربابِ نظر کے لئے ایسا سامانِ بصیرت موجود ہے جس سے وہ خارجی کائنات سے آگے گزر کر' خود انسانی معاشرہ کی طرف آ سکتے ہیں (اور سمجھ سکتے ہیں کہ جب انسانی معاشرہ' قوانینِ خداوندی کے تابع چلے' تو اس سے کس قدر خوشگوار نتائج مرتب ہو سکتے ہیں)۔

۴۵ اور اللہ نے اپنے اس قانون کے مطابق' ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔ (یعنی زندگی کا آغاز پانی سے کیا اور اس کی بقا کا انحصار بھی پانی پر ہے۔ ۲۱/۳۰)۔ پھر ان میں وہ بھی ہیں جو پیٹ کے بل

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ
وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ
مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ۭ بَلْ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾

(۶ ع ۱۰ ۱۲)

رینگتے ہیں۔ بعض دو پاؤں پر چلنے والے ہیں۔ بعض چار پاؤں پر۔ اللہ اپنے قانونِ تخلیق کے مطابق' جو چاہتا ہے پیدا کرتا رہتا ہے۔ اس نے ہر شے کے لئے اندازے اور پیمانے مقرر کر رکھے ہیں' اور ان سب پر اسی کا کنٹرول ہے۔

۴۶ دیکھو! ہم نے کس طرح ایسے قوانین نازل کئے ہیں جو ہر بات کو وضاحت سے بیان کر دیتے ہیں۔ سو جو شخص ان قوانین سے راہ نمائی لینا چاہے' یہ اُس کی راہ نمائی' زندگی کی سیدھی اور متوازن راہ کی طرف' کر دیتے ہیں۔

۴۷ (یہ متوازن اور سیدھی راہ صرف ان لوگوں کو مل سکتی ہے جو ان قوانین کی صداقت پر دل سے یقین رکھیں اور پھر ان کے مطابق عمل کریں۔ لیکن) بعض لوگ (منافقین) ایسے بھی ہیں جو زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں' اور ان کی اطاعت بھی کرتے ہیں' لیکن' اس کے بعد' ان کا ایک گروہ اس اطاعت سے روگردانی اختیار کر لیتا ہے۔ یہ درحقیقت مومن ہیں ہی نہیں۔

۴۸ (اس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ) جب انہیں اس نظام کی طرف بلایا جاتا ہے' جسے رسول نے خدا کے احکامات نافذ کرنے کے لئے متشکل کیا ہے' تاکہ وہ ان کے متنازعہ فیہ معاملات کا فیصلہ کرے' تو وہ گروہ (جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے) اس سے اعراض برتتا ہے۔

۴۹ لیکن اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ فیصلہ ان کے حق میں ہو گا' تو وہ اس کی اطاعت کے لئے لپک کر آتے ہیں۔

۵۰ (مخلص مومنین کے لئے ان کی یہ روش بڑی تعجب انگیز ہو گی' اور ان کے دل میں رہ رہ کر یہ سوالات پیدا ہوں گے کہ بالآخر ان لوگوں کو ہو کیا گیا ہے؟) کیا یہ کسی نفسیاتی عارضہ میں مبتلا ہیں (جس کی وجہ سے ان میں اس قدر تلوّن پیدا ہو گیا ہے)۔ یا ان کے دل میں شکوک ہیں (کہ یہ ضابطۂ قوانین حق پر مبنی نہیں)۔ یا انہیں خدشہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول —— یعنی یہ نظام

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿۵۲﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ
أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُلْ لَا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۵۳﴾ قُلْ
أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ
وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿۵۴﴾

خداوندی ـــــ ان کے ساتھ بے انصافی کرے گا؟

(ان میں سے کوئی بات بھی نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ یہ لوگ اس نظام کی اطاعت چاہتے ہی نہیں۔ یہ اس سے سرکشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے کہ یہ قانون اس سے روکتا ہے کہ کسی پر ظلم اور زیادتی کی جائے' اور ان کا شیوہ ہی ظلم اور زیادتی ہے۔ ظلم کرنے والے' نظامِ عدل کو اپنے مفاد کے خلاف پاتے ہیں' اس لئے اس کی طرف آنا ہی نہیں چاہتے۔

۵۱ جو لوگ اس نظام کی صداقت پر دل سے یقین رکھتے ہیں' ان کی روش یہ ہوتی ہے کہ انہیں جب بھی اس مقصد کے لئے بلایا جائے کہ ان کے متنازعہ فیہ معاملات کا تصفیہ کیا جائے' تو ان کی زبان سے بے ساختہ نکلتا ہے کہ ہم نے اس بلاوے کو سُن لیا ہے اور ہم اس کی فرمانبرداری کے لئے تیار ہیں۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کی کھیتیاں بار آور ہوں گی اور وہ کامیاب و کامران زندگی بسر کریں گے۔

۵۲ حقیقت یہ ہے کہ بامراد لوگ وہی ہو سکتے ہیں جو نظام خداوندی کی اطاعت کریں۔ یعنی جو قوانین خداوندی (سے سرکشی برتنے کے انجام و عواقب) سے خائف رہیں' اور ان کی پوری پوری نگہداشت کریں۔

۵۳ اور یہ (منافقین) بڑی بڑی سخت قسمیں کھا کر تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ اگر انہیں جنگ کے لئے باہر نکلنے کا حکم دیا جائے گا تو وہ سر بکف باہر نکل آئیں گے۔ ان سے کہو کہ قسمیں کھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم عملاً اطاعت کر کے دکھاؤ۔ اطاعت اپنے تعارف کیلئے کسی قسم اور سوگند کی محتاج نہیں ہوتی۔ عملِ محسوس اپنا تعارف آپ کرا دیتا ہے۔ اور خدا تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

۵۴ ان سے کہدو کہ (اس طرح قسمیں کھا کھا کر اعتماد پیدا کرنے کے بجائے) عملاً اللہ اور اس کے رسول (نظام خداوندی) کی اطاعت کر کے دکھاؤ (بات صاف ہو جائے گی)۔ اگر اس کے بعد یہ لوگ اس سے روگردانی کریں (تو اس کی ذمہ داری ہمارے رسول پر نہیں)۔ رسول کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ تم تک

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾

احکام خداوندی واضح طور پر پہنچا دے۔ اس کے بعد تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم اس کی اطاعت کرتے ہو یا نہیں۔ اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو تمہیں زندگی کے صحیح راستے کی طرف راہ نمائی مل جائے گی۔ (روگردانی کرو گے تو اس کا خمیازہ خود بھگتو گے)۔

۵۵ (باقی رہا یہ کہ ان قوانین کی اطاعت سے ملے گا کیا؟ تو) ہم نے ان لوگوں سے جو ان قوانین کی صداقت پر یقین رکھیں اور ہمارے متعین کردہ پروگرام کے مطابق صلاحیت بخش کام کریں' یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ ہم انہیں اس زمین میں حکومت عطا کریں گے (۳۲/۴۷)۔ (اور ان کی حکومت' اس خطۂ ارض کو جنت میں تبدیل کر دے گی۔ ۳۹/۴۷) ـــــ یہ ہمارا ابدی قانون ہے جس کے مطابق ہم نے اقوام سابقہ کو بھی اسی قسم کی حکومت (تمکن فی الارض) عطا کی تھی (۲۳/۹) ـــــ اسی قانون کے مطابق ہم ان کے ایمان اور اعمال کے نتیجے میں انہیں حکومت عطا کر دیں گے اور ان کے اُس نظام زندگی کو مستحکم کر دیں گے جسے ہم نے ان کیلئے پسند کیا ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہو گا کہ ان کا خوف' امن سے بدل جائے گا تاکہ وہ نہایت اطمینان سے' ہمارے' اور صرف ہمارے قوانین کی اطاعت کریں اور ان پر کسی قسم کا جبر یا دباؤ نہ ہو کہ وہ اس کے ساتھ کسی اور کی بھی اطاعت کریں' اور اس طرح شرک کے مرتکب ہوں۔ (دنیا کی کوئی طاقت انہیں مجبور نہ کر سکے کہ وہ قوانینِ خداوندی کے ساتھ' انسانوں کے خود ساختہ قوانین کی اطاعت کریں)۔

(لیکن اسے اچھی طرح سن رکھو کہ یہ سلسلہ اسوقت تک قائم رہے گا جب تک یہ قوم ہمارے قوانین پر عمل پیرا رہے گی)۔ جو لوگ' ایسا نظام قائم ہو جانے کے بعد اس سے عملاً انکار کر دیں گے (اور احکام خداوندی کے بجائے' اپنے احکام نافذ کرنے لگ جائیں گے)' تو یہ لوگ' اس شاہراہِ حیات کو چھوڑ کر جو انہیں صحیح منزل کی طرف لئے جا رہی تھی' اور راہوں کی طرف نکل جائیں گے۔ (اور اس لئے' اس جنتی معاشرہ کی برکتوں سے محروم ہو جائیں گے۔ یہ برکات ایمان و عمل کا نتیجہ تھیں۔ جب ایمان و عمل نہ رہا تو وہ برکات کیسے باقی رہیں گی؟)۔

۵۶ لہٰذا' اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں اس قسم کا تمکن حاصل ہو جائے' اور اس کے بعد یہ اسی طرح

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ وَلَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٥٧﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ع ۷ ۱۳
لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ
وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ
جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٨﴾

قائم رہنے' تو اس کے لئے نظام صلوٰۃ قائم کرو اور اپنے معاشرہ کو ان خطوط پر متشکل کرو جن سے نوعِ انسان کو زیادہ سے زیادہ سامانِ نشوونما ملتا جائے۔ (یہ چیز انفرادی نہیں' اجتماعی ہے۔ یہ سب کچھ ایک نظم و ضبط کے تابع ہوگا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم' اپنے اجتماعی نظام کے مرکز) رسول کی اطاعت کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم پر نوازشاتِ خداوندی کی بارش ہوگی۔

(یاد رکھو! دین کے تمکن ——— اسلامی زندگی بسر کرنے ——— کی شکل ہی یہ ہے کہ ——— ہیئتِ اجتماعیہ قرآنی خطوط پر متشکل کی جائے' اور تمام افراد' اس نظام کی اطاعت کریں)۔

۵۷ (تم اس پروگرام پر بے غل و غش اور بلا خوف و خطر عمل پیرا ہوتے جاؤ' اور) اس کا وہم و گمان تک بھی نہ کرو کہ جو لوگ اس نظام کی مخالفت کرتے ہیں وہ اس پر غالب آجائیں گے اور یوں ہمارے قانون کو دنیا میں بے بس کر کے رکھ دیں گے۔ (قطعاً نہیں)۔ ان کی تمام کوششیں جل کر راکھ کا ڈھیر بن جائیں گی۔ اور ان کا انجام بہت برا ہوگا۔

۵۸ (ان تصریحات کے بعد پھر انہی معاشرتی ضوابط کی طرف آؤ جن کا ذکر پہلے کیا جا رہا تھا۔ گھروں کے اندر خلوت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ تمہارے ملازم' اور لڑکے بالے جو ابھی تک سنِ بلوغ کو نہ پہنچے ہوں' کام کاج کے لئے تمہارے گھروں میں پھرتے پھراتے رہتے ہیں۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر وہ ان اوقات میں تمہارے پاس آنا چاہیں جب تم اپنے کمرے میں خلوت (پرائیویسی) میں ہو ——— (مثلاً) صلوٰۃ الفجر سے پہلے۔ دوپہر کے وقت جب تم کپڑے اتار کر آرام کرتے ہو۔ اور صلوٰۃ العشاء کے بعد' جب سونے کا وقت آجاتا ہے ——— تو ان اوقات میں انہیں اجازت لے کر اندر آنا چاہیئے۔ اس سے' نہ تمہارے لئے کوئی وجۂ پریشانی ہوگی' نہ اُن کے لئے۔ ان اوقات کے علاوہ' وہ کام کاج کے لئے بلا اجازت اندر باہر آجاسکتے ہیں۔

---

۵۸ PRIVACY

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۭ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۵۹ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ
ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ۭ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۶۰ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى
حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَاۗىِٕكُمْ
اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ
اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ۭ

اس طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام واضح طور پر بیان کر دیتا ہے۔ وہ احکام جو سراپا علم و حکمت پر مبنی ہیں۔

۵۹ لیکن جب یہ لڑکے بالغ ہو جائیں' تو انہیں تمہارے گھروں کے اندر آنے کے لئے اسی طرح اجازت طلب کرنی چاہئے جس طرح اور بالغ مردوں کو اجازت لینے کی ضرورت ہے (۲۴/۲)۔ اس طرح اللہ اپنے ان احکام کو' جو علم و حکمت پر مبنی ہیں' وضاحت سے بیان کر دیتا ہے۔

۶۰ (پہلے کہا جا چکا ہے۔ ۲۴/۲۔ کہ عورتیں اپنی چادروں کو اپنے سینے پر ڈال لیا کریں اور اپنی زینت کی چیزوں کی نمایش نہ کیا کریں۔ لیکن) جو سن رسیدہ عورتیں' زندگی کی اُس منزل میں جا پہنچی ہوں جہاں انہیں نکاح کی آرزو اور امید باقی نہ رہی ہو' تو اس میں چنداں مضائقہ نہیں کہ وہ اپنی چادریں کو اوپر نہ اوڑھا کریں' بشرطیکہ' ایسا کرنے کا جذبۂ محرکہ زینت کی نمائش نہ ہو (۳۳/۳۳)۔ لیکن اگر وہ اسکی بھی احتیاط رکھیں (اور چادریں اوڑھ لیا کریں) تو ان کے لئے بہتر ہے۔ یاد رکھو۔ اللہ ہر بات کا سننے والا اور ہر نیت کا جاننے والا ہے۔ (اس لئے اُس سے یہ بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی کہ چادریں نہ اوڑھنے سے تمہاری نیت کیا ہے۔ نیت اظہار زینت کی ہے یا ضرورۃً ایسا کیا جا رہا ہے)۔

۶۱ (یہ جو ہم نے کہا ہے کہ دوسروں کے ہاں جانے کے لئے اہل خانہ سے اجازت لینی ضروری ہے' تو اس سے یہ خیال نہ گزرے کہ اس طرح آپس میں مغائرت پیدا ہو جاتے گی اور اپنے قریبی عزیزوں کے گھر بھی غیروں کے گھر متصور ہونے لگیں گے۔ بالکل نہیں۔ پرائیویسی کا لحاظ رکھنا اور بات ہے اور عزیزداری کے تعلقات قائم رکھنا اور بات۔ عزیزداری کے تعلقات کا مظاہرہ بالعموم اس سے ہوتا ہے کہ تم ان کے ہاں کھانا کھانے سے تکلف تو نہیں برتتے)۔ اس باب میں کوئی مضائقہ نہیں

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَةً طَیِّبَةً ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ
لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ؑ ﴿٦١﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاِذَا کَانُوْا مَعَہٗ عَلٰٓی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ (٨ ع ١٨)
یَذْهَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْہُ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَکَ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ۚ فَاِذَا
اسْتَاْذَنُوْکَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿٦٢﴾

کہ تم اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ- یا (عند الضرورت) اپنے باپ (دادا) کے گھر سے- یا اپنی والدہ کے گھر سے- یا اپنے بھائی' بہن' چچا' پھوپی' ماموں یا خالہ کے ہاں سے کھالو- یا ان گھروں سے جن کا نظم و نسق تمہارے ہاتھ میں ہو- یا اپنے دوستوں کے گھر سے- (اس سے یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ تم معذور یا محتاج ہو- یہ باہمی تعلقات کا مظاہرہ ہے- اس باب میں) معذور —— اندھے' لولے' لنگڑے- مریض' یا تندرست و توانا کی کوئی تمیز نہیں- سب یکساں ہیں' اور عزیز داری کے تعلقات کی بنا پر ایک دوسرے کے ہاں سے کھاتے ہیں- خیرات کے طور پر نہیں کھاتے-

یہ ٹھیک ہے کہ تم (تمام مومنین) ایک ہی برادری کے افراد ہو' اس لئے کھانے کی عمدہ شکل یہی ہے کہ تم سب آپس میں مل بانٹ کر کھاؤ- تنہا خوری اچھی چیز نہیں- لیکن اس میں ایسا غلو نہ برتو کہ الگ کھانے کو معیوب سمجھنے لگ جاؤ- حسب ضرورت ایسا کرنے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں-

(جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے ۲۷/۲۴- جب تم دوسروں کے ہاں جاؤ تو اندر جانے کی اجازت لو- اور پھر) اپنے ان لوگوں کے لئے سلامتی اور ایسی پاکیزہ زندگی کی آرزو کا اظہار کرو جو خدا کی طرف سے برکات خداوندی کا موجب اور ہزار خوشگواریوں کا باعث ہو-

اس طرح' اللہ اپنے احکام' واضح طور پر بیان کرتا ہے تاکہ تم' ان کی روشنی میں' عقل و فکر سے کام لے کر' معاشرہ میں رہو سہو-

٦٢ (ان معاشرتی ضوابط کے بعد' اپنی ہیئتِ اجتماعیہ کی طرف آؤ- اس باب میں اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ مومن بننے کے لئے صرف معاشرتی رسوم و آداب کی پابندی کافی نہیں) حقیقی مومن وہ ہیں جو اُن قوانین کی صداقت پر دلی یقین رکھتے ہیں جو خدا کی طرف سے' رسالتِ محمدیہ کی وساطت سے انہیں ملے ہیں- اس کے بعد' ان کی عملی زندگی کی یہ کیفیت ہے کہ وہ جب کسی اجتماعی معاملہ میں' اس نظام کے مرکز (رسول) کے ساتھ ہوتے ہیں تو اُس کام کو چھوڑ کر جاتے نہیں جب تک اس (رسول) سے اجازت نہ لے لیں- یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ فی الواقعہ خدا و رسول پر ایمان رکھتے ہیں-

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ
الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
۹ ع۳ ۱۵ الْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾

(اے رسول!) جب یہ لوگ تجھ سے اجازت مانگیں تو (ان کی ضرورت کے پیش نظر) جسے مناسب سمجھو اجازت دیدیا کرو۔ اس طرح جانے والے اُس حفاظت سے محروم نہیں رہیں گے جو اس اجتماعی معاملہ میں شرکت کرنے والوں کو ازروئے قانون حاصل ہو۔ اس لئے کہ قانون خداوندی میں اس قسم کے استثنائی حالات کے لئے حفاظت و مرحمت کی گنجائش رکھ دی گئی ہے۔

۶۳ یادرکھو! جب تمہارے پاس نظامِ خداوندی (کے مرکز رسول) کی طرف سے کوئی بلاوا پہنچے تو اس بلاوے کو اس قسم کا معمولی بلاوا نہ سمجھو جیسا تمہارا ایک دوسرے کو بلانا ہوتا ہے (۶۲/۹)۔ (نہ ہی یہ سمجھو کہ اگر تم چپکے سے کھسک جاؤ گے تو اس کا کسی کو پتہ نہیں چلے گا)۔ اللہ ان تمام لوگوں سے باخبر ہے جو تم میں سے عدول حکمی کا پہلو لئے ہوئے چپکے سے کھسک جاتے ہیں۔ لہذا وہ لوگ جو اس طرح نظام خداوندی کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں انہیں اس بات سے محتاط رہنا چاہیئے کہ وہ اس قسم کی روش سے کسی آفت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ آفت ایک بلائے عظیم بن کر ان کی تباہی کا موجب بن جائے۔

۶۴ یادرکھو! کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب خدا کے قانونِ مکافات کو بروئے کار لانے کے لئے سرگرم عمل ہے (۵۳/۴۱)۔ وہ جانتا ہے کہ تم کس روش پر چل رہے ہو۔ جب ظہور نتائج کا وقت آئے گا تو وہ بتا دیگا کہ تم کیا کیا کرتے تھے۔ کسی کا کوئی عمل بھی خدا کے علم سے باہر نہیں۔

سورة الفرقان

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تَبٰرَكَ الَّذِىۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰى عَبۡدِهٖ لِيَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِيۡنَ نَذِيۡرَا ۙ ۱ الَّذِىۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ
وَلَمۡ يَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ شَرِيۡكٌ فِى الۡمُلۡكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَىۡءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقۡدِيۡرًا ۲ وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ
اٰلِهَةً لَّا يَخۡلُقُوۡنَ شَيۡـًٔا وَّهُمۡ يُخۡلَقُوۡنَ وَلَا يَمۡلِكُوۡنَ لِاَنۡفُسِهِمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا وَّلَا يَمۡلِكُوۡنَ مَوۡتًا وَّ

---

۱ کس قدر فراوانیاں اور خوشگواریاں عطا کرنے والی ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر وہ کتاب نازل کی جو مستقل انذار کی حامل اور حق و باطل اور غلط اور صحیح میں امتیاز کر دینے والی ہے۔ یہ کتاب اس لئے بھیجی گئی ہے تاکہ اس کے ذریعے تمام اقوامِ عالم کو آگاہ کر دیا جائے کہ اُن کے سفرِ زندگی میں کون کون سے خطرناک مقام آتے ہیں اور ان سے بچ کر چلنے کا طریق کیا ہے۔

۲ یہ کتاب اُس خدا کی طرف سے آئی ہے جس کے حیطۂ اقتدار سے کائنات کی کوئی شے باہر نہیں۔ کائنات میں ہر جگہ اُسی کا قانون کارفرما ہے۔ اُسے نہ تو اپنی امداد کے لئے اولاد کی ضرورت ہے' اور نہ ہی اُس کے اقتدار میں کوئی اور قوت شریک ہے۔ اس نے ہر شے کو ایک خاص ترتیب دے کر پیدا کیا اور پھر اس کے امکانات اور صلاحیتوں کے پیمانے مقرر کر دیئے۔ (انہی پیمانوں کو ان اشیاء کی تقدیر کہا جاتا ہے۔ یعنی جو کچھ کسی شے کے' آخرالامر بن جانے کا امکان ہے' وہ اُس کی تقدیر ہے)۔

۳ (خدا کی تو یہ شان ہے' لیکن ان لوگوں کی جہالت دیکھو کہ یہ) ان ہستیوں کو صاحبِ اقتدار تسلیم کر لیتے ہیں ـــــ اپنا الٰہ بنا لیتے ہیں ـــــ جو اس پر قطعاً قادر نہیں کہ کسی شے کو پیدا کر سکیں۔

لَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿۳﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ﴿۴﴾ وَقَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۵﴾ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۶﴾ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ﴿۷﴾

وہ تو خود خدا کی پیدا کردہ ہیں۔ اِن کی بے بضاعتی کا یہ عالم ہے کہ وہ' اوروں کے لئے تو ایک طرف' خود اپنی ذات کے لئے بھی (قانونِ خداوندی کے خلاف) کسی نفع یا نقصان کی قدرت نہیں رکھتے۔ نہ ہی انہیں موت اور زندگی پر کوئی کنٹرول ہے۔ اور نہ ہی مرکر جی اٹھنے پر۔ (افراد ہوں یا اقوام' سب کی زندگی قائم بھی خدا کے قانون کے مطابق رہتی ہے' اور آگے بھی اُسی کے قانون کے مطابق بڑھتی ہے — اِس دنیا میں بھی' اور آخرت میں بھی)

۴ جو لوگ قرآن کی صداقت سے انکار کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ روحی وغیرہ کا دعویٰ یونہی ہے) یہ رسول' اس قرآن کو اپنے جی سے گھڑ لیتا ہے اور پھر اسے خدا کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ (اور اس کام کو یہ تنہا نہیں کرتا) ایک اور پارٹی ہے جو اس معاملہ میں اس کی مدد کرتی ہے (اور یہ سب مل کر اسے وضع کرتے ہیں)۔

ذرا سوچو کہ یہ لوگ کس قدر جھوٹ اور فریب سے کام لیتے ہیں!

۵ یہ کہتے ہیں کہ (یہ قرآن اس کے سوا کیا ہے کہ) پچھلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں جنہیں (لوگ آ آ کر اس سے بیان کرتے ہیں اور یہ انہیں) لکھ لکھا لیتا ہے۔ (یہ کچھ خفیہ طور پر ہوتا ہے۔ پھر)' وہی چیزیں صبح شام اس کے ہاں' کاتبوں کو لکھوائی جاتی ہیں۔ (اس کا نام وحی ہے)۔

۶ ان سے کہو کہ اس قرآن کو اُس خدا نے نازل کیا ہے جو کائنات کے اسرار و خفایا (پوشیدہ رموز) سے واقف ہے۔ (اگر یہ انسانوں کا بنایا ہوا ہے تو انہیں کائنات کے ان رموز و اسرار کا علم کیسے ہو گیا؟ اُس کے اِس لا انتہا علم کا نتیجہ ہے کہ اس نے ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ) اشیائے کائنات' تخریبی عناصر سے محفوظ بھی رہیں اور انہیں مناسب سامانِ نشوونما بھی ملتا رہے ($\frac{۲۵}{۵۹}$)۔

۷ (قرآن کے بعد یہ لوگ خود رسول کے خلاف اعتراض کرتے ہیں کہ) یہ کیسا رسول ہے جو (عام انسانوں کی طرح) کھاتا پیتا' اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟ (رسول کو فوق البشر ہونا چاہیئے۔ پھر) اِس کے ساتھ کوئی فرشتہ نازل ہونا چاہیئے تھا جو لوگوں سے کہتا کہ اگر اسکی بات

اَوْ يُلْقٰۤى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۸﴾
(۱ ع ۱۶) اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ
خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ﴿۱۰﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۟ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ
كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿۱۱﴾ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا

نہ مانو گے تو تم تباہ اور برباد ہو جاؤ گے۔

۸ یا اس کے پاس کوئی بہت بڑا خزانہ ہوتا۔ یا کوئی (وسیع و عریض) باغ ہوتا جس سے یہ کھاتا پیتا۔

یہ ظالم اسی پر اکتفا نہیں کرتے' بلکہ لوگوں کو ورغلاتے رہتے ہیں کہ تم ایسے شخص کی پیروی کیوں کرتے ہو جس پر کسی نے جادو کر دیا ہے (اور اس طرح اس کا دماغ چل گیا ہے)۔

۹ اے رسول! تم سنتے جاؤ کہ یہ تمہارے متعلق کیا کچھ کہتے ہیں؟ (لیکن اس سے تمہارا کیا بگڑتا ہے) یہ خود ہی زندگی کے صحیح راستے سے بھٹک چکے ہیں اور اپنی منزلِ مقصود تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔

۱۰ (انہیں کون بتائے کہ) خدا کی ذات ایسی فراوانیوں اور خوشگواریوں کی مالک ہے کہ' (جب یہ نظامِ ربوبیت' جس کے متشکل کرنے کی تم کوشش کر رہے ہو' قوانینِ خداوندی کے مطابق مستحکم ہو گیا تو) وہ تجھے ان چیزوں سے' جن کا یہ مطالبہ کرتے ہیں' بدرجہا بہتر چیزیں عطا کرے گا —— ایک باغ چھوڑ کئی ایسے باغات جو ہمیشہ سرسبز و شاداب رہیں۔ نیز (قیصر و کسریٰ کے) محلات۔

۱۱ اور یہ لوگ اس آنے والے انقلاب کے متعلق کہتے ہیں کہ یونہی دھمکیاں ہیں۔ (انہیں معلوم نہیں کہ) جو لوگ اس انقلاب کو جھٹلاتے ہیں۔ ہم نے ان کے لئے ایسا شعلہ بار عذاب تیار کر رکھا ہے (جو ان کی متاعِ حیات کو راکھ کا ڈھیر بنا دے گا)۔

۱۲ اس آنے والے انقلاب کی ہلاکت سامانیوں کا یہ عالم ہو گا کہ وہ انہیں دور سے دیکھ کر اسقدر جوش و خروش میں آجائے گا کہ یہ (وہیں سے) اس کے دھاڑنے اور گرجنے کی آواز سنیں گے۔ (اس سے انہیں اندازہ ہو جائے گا کہ یہ تصادم کس قدر مہیب ہے)۔

۱۳ (اور جب وہ اس جنگ میں شکست کھا جانے کے بعد' قیدیوں کی حیثیت سے) زنجیروں میں جکڑے ہوئے' تنگ کوٹھڑیوں میں بند کئے جائیں گے' تو وہ (محسوس کریں گے کہ اس ذلت کی

مُقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿۱۳﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ
أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ۚ كَانَ
عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَسْئُولًا ﴿۱۶﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنْتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي
هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ﴿۱۷﴾ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ
أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ﴿۱۸﴾

زندگی سے مرجانا بہتر ہے۔ اس لئے) وہ ہلاکت کو آواز دیں گے۔

۱۴ ان سے کہا جائے گا کہ تم صرف ایک ہلاکت کو آواز نہ دو۔ بہت سی ہلاکتوں کو بلاؤ۔

۱۵ (یہ کچھ بیان کرنے کے بعد ان سے) پوچھو کہ کیا انسان کے لئے اس قسم کی تباہی اور ذلت و خواری کی زندگی بہتر ہوگی یا وہ سدا بہار شادابیوں کی زندگی جس کا وعدہ ان لوگوں سے کیا جاتا ہے جو اس کے قوانین کی نگہداشت کرتے ہیں۔ وہ حسین و شاداب معاشرہ ان کے اپنے حسنِ عمل کا نتیجہ ہوگا۔ اس میں ان کی ذات کی نشوونما ہوگی، اور یہی انسانی تگ و تاز کا منتہٰی و مقصود ہے۔ (یہ اِس زندگی میں بھی ہوگا اور اُخروی زندگی میں بھی)

۱۶ اس زندگی میں سب کچھ ان کی مرضی کے مطابق ہوگا۔ (وہ، جو چاہیں گے، وہی ہوگا۔ وہ کسی انسان کے محکوم اور تابعِ فرمان نہیں ہوں گے)۔ یہ انسانی حسنِ عمل کا ایسا نتیجہ ہے جسکی خدا سے آرزو کرنی چاہئے۔ اور یہ اُس کا حتمی وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔

۱۷ (جب ظہورِ نتائج کے وقت) اِن لوگوں کو، جو خدا کے اقتدار میں دوسروں کو بھی شریک کرتے ہیں، اُن کے معبودوں کے ساتھ اکٹھا کیا جائے گا، تو ان کے معبودوں سے پوچھا جائے گا کہ میرے ان بندوں کو صحیح راستے سے تم نے بہکایا تھا، یا یہ خود ہی بہک گئے تھے۔

۱۸ وہ کہیں گے کہ تیری ذات اس سے بہت بلند ہے (کہ ہم سمجھیں کہ تجھے حقیقتِ حال کا علم نہیں۔ لیکن جب ہم سے پوچھا گیا ہے، اور مقصد اس سے یہ ہے کہ ان لوگوں پر اتمامِ حجت ہو جائے تو ہم عرض کریں گے کہ) ہمارے لئے یہ شایانِ شان ہی نہ تھا کہ (اِن کا معبود بننا تو کجا، خود اپنے لئے بھی تیرے سوا کسی اور کو کارساز اور آقا تسلیم کرتے۔ ہوا یہ کہ ان لوگوں کو، اور ان کے آباء و اجداد کو، زندگی کا ساز و سامان اس قدر فراوانی سے مل گیا کہ (یہ اُس کے نشے میں بدمست ہو کر) تیرے قانون کو بھول گئے۔ اور اس طرح انہوں نے اپنی تباہی خرید لی۔

فَقَدْ كَذَّبُوكُم بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَن يَظْلِم مِّنكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ﴿١٩﴾
وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا
بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ﴿٢٠﴾

(۲ ع۱۱ ۱۷)

۱۹ (اس پر ہم ان کے متبعین سے کہیں گے کہ سن لیا تم نے ؟)۔ تم جو کہا کرتے تھے (کہ ہمیں ان بڑے بڑے لوگوں نے گمراہ کیا جن کی ہم اطاعت کرتے تھے) تو انہوں نے تمہارے مُنہ پر اس کی تردید کر دی ہے۔ (اب تمہیں اس عذاب کو بھگتنا ہو گا)، تم نہ تو اس کا رخ کسی دوسری طرف پھیر سکتے ہو اور نہ ہی کوئی تمہاری مدد کو پہنچ کر تمہیں اس سے بچا سکتا ہے۔ لہذا تم میں سے جس نے بھی ہمارے قوانین سے سرکشی برتی تھی، اسے سخت عذاب کا مزہ چکھنا ہو گا۔ یہ ہمارے قانونِ مکافات کا فیصلہ ہے۔

۲۰ (باقی رہا ان کا یہ اعتراض کہ تم عام انسانوں کی طرح کھاتے پیتے، اور بازاروں میں چلتے پھرتے ہو، تو) ہم نے تجھ سے پہلے بھی جتنے رسول بھیجے تھے، وہ سب اسی طرح کھاتے پیتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔

(لیکن یہ لوگ اس قسم کے اعتراضات، اپنے شکوک رفع کرنے کی خاطر نہیں کرتے، محض ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اس لئے یہ دلائل و براہین سے نہیں مانیں گے۔ یہ اپنی مخالفت کو برابر جاری رکھیں گے، تا آنکہ یہ کشمکش، تصادم کی شکل اختیار کر جائے گی اور) وہاں ایک دوسرے کی قوتوں کی آزمائش ہو جائے گی۔ سو تم نہایت استقامت سے اپنے پروگرام پر عمل پیرا رہو۔ تمہارا خدا سب کچھ دیکھ رہا ہے (کہ یہ کیا کر رہے ہیں، اور تمہاری جماعت کیا کر رہی ہے)۔

(نیز اگر رسولوں کو انسانوں سے الگ، کسی اور قسم کی مخلوق بنا دیا جاتا، تو وہ مقصد ہی فوت ہو جاتا، جس کے لئے انسانوں کو اختیار و ارادہ دیا گیا ہے۔ اس صورت میں ہر شخص، رسولوں کی عجیب الخلقت ہیئت دیکھ کر، ڈر کے مارے، ایمان لے آتا۔ انسانی اختیار کے استعمال کا موقعہ تو اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ، وہ کسی قسم کے فوق الفطرت دباؤ کے بغیر، عقل و بصیرت سے، بات کو سمجھے اور اس طرح جب وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ وہ بات حق و صداقت پر مبنی ہے، تو بطیب خاطر اسے قبول کرے۔ رسولوں کے عام انسانوں جیسا ہونے سے، انسانی اختیار و ارادہ کی آزمائش ہوتی ہے)۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

مفہوم القرآن

الحمد سے والناس تک مسلسل

قرآن کریم کے سمجھنے اور سمجھانے کا بالکل نیا انداز

از پرویز

یہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے، نہ تفسیر بلکہ اس کا مفہوم ایسے واضح مسلسل مربوط اور دلکش انداز میں پیش کیا گیا ہے جس سے قرآنی مطالب تابندہ ستاروں کی طرح نگہ بصیرت کے سامنے ابھر کر آجاتے ہیں

۱۹

قرآن پبلیکیشنز لمیٹڈ ۲۷ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفہوم القرآن کا انیسواں پارہ پیش خدمت ہے ۔ کمپنی معذرت خواہ ہے کہ یہ پارہ چند ناگزیر حالات کی بنا پر ایک طویل انتظار کے بعد شائع ہؤا ہے ۔ بیسواں پارہ زیر طبع ہے ۔ جن حضرات کی نظروں سے اس سے پہلے پارے نہیں گذرے ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ نہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے اور نہ ہی اسکی تفسیر بلکہ یہ اس کا مفہوم ہے جسے اپنے لفظوں میں اسطرح بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی پوری تعلیم ، صاف ۔ واضح ۔ مسلسل اور مربوط شکل میں سامنے آجائے ۔ اس میں مفہوم بیان کرنے والے کے ذاتی خیالات کا کوئی دخل نہیں ۔ اس مفہوم کی سند ، لغات القرآن ہے ، جسے عربی زبان کی مستند کتب لغت سے مرتب کیا گیا ہے ۔ اس میں جس لفظ کا مفہوم آپ کو مروجہ ترجموں سے مختلف نظر آئے ، اس کے صحیح ہونے کی دلیل اور سند لغات القرآن میں مل جائے گی ۔ لغات القرآن چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے جن کی مجموعی قیمت ۵۷ روپے ہے ۔

۲ ۔ قرآن کریم کا انداز یہ ہے کہ وہ اپنی تعلیم کو مختلف مقامات میں پیش کرتا ہے اور آیات کو پھیر پھیر کر لاتا ہے تا کہ ہر معاملہ کے مختلف گوشے سامنے آجائیں ۔ مفہوم القرآن میں بھی اس کا التزام کیا گیا ہے ۔ اس میں آپ کو جہاں جہاں دوسری آیات کے حوالے ملیں ، اس سے مراد یہ ہے کہ اس مضمون کی مزید وضاحت اُن مقامات میں آئی ہے ۔ وہاں بھی دیکھ لیں ۔

۳ ۔ مفہوم القرآن ایک ایک پارہ کر کے شائع ہوتا رہے گا ۔ اگر آپ نے پہلے پارے نہیں خریدے تو اسے جلد حاصل کر لیں ۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا ۔ پہلے پارے کا ہدیہ تین روپے ہے کیونکہ اس کی ضخامت ۸۱ صفحات ہے ۔ باقی تمام پاروں کا ہدیہ دو روپے فی پارہ ہے ۔

۴ ۔ مفہوم القرآن کی طباعت کے حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں ۔

نومبر ۱۹۶۴

(میاں) عبدالخالق
آنریری ڈائریکٹر انچارج
میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ

انیسواں پارہ

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ
اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ
لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

---

۲۱ جو لوگ دل میں خیال کئے بیٹھے ہیں کہ انہوں نے کبھی ہمارے قانونِ مکافات کا سامنا کرنا ہی نہیں (وہ دین کو سنجیدگی سے لیتے ہی نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر اس رسول پر فرشتے نازل ہوتے ہیں تو) ہم پر بھی فرشتے کیوں نہیں نازل کئے جاتے؟ یا خدا کو ہم اپنی آنکھوں سے کیوں نہیں دیکھ سکتے؟ یہ لوگ، اس قسم کی باتیں اس لئے کرتے ہیں کہ یہ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ اسقدر شدید سرکشی اختیار کر رہے ہیں۔

۲۲ (انہیں یہ معلوم نہیں کہ) جس دن انہیں فرشتے دکھائی دینے لگے، وہ دن، ان مجرمین کیلئے کسی خوشخبری کا دن نہیں ہوگا۔ اُس دن یہ چیخ اٹھیں گے اور کہیں گے کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ ہم میں، اور ان فرشتوں میں کوئی روک حائل ہو جائے۔ (جس سے یہ ہم تک پہنچ نہ سکیں)۔

۲۳ (ان کی یہ چیخ و پکار ہوگی اور) ہمارے سامنے اِن کے اعمال ہوں گے۔ (وہ اِس قدر بے وزن اور بے حقیقت ہوں گے کہ) گرد و غبار کی طرح فضا کی پہنائیوں میں اڑا دیئے جائیں گے۔ (اُن کا کوئی مفید نتیجہ مرتب نہیں ہوگا۔ تخریبی اعمال کا یہی انجام ہوا کرتا ہے)۔

۲۴ اِن کے برعکس، اُس دور میں، جنتی زندگی بسر کرنے والوں کی یہ کیفیت ہوگی کہ اُن کی رہائش گاہوں میں جو آسانیاں اور فراوانیاں ہوں گی وہ تو ایک طرف رہیں، جہاں انہیں

يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّأَحْسَنُ مَقِيلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنزِيلًا ﴿۲۵﴾ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ
الْحَقُّ لِلرَّحْمَٰنِ ۚ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ
مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿۲۷﴾ يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿۲۸﴾ لَّقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ
الشَّيْطَانُ لِلْإِنسَانِ خَذُولًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿۳۰﴾

محض استراحتاً (آرام کرنے کے لئے) ٹھیرنا ہوگا' وہ مقامات بھی حسن و خوبی کے آئینہ دار ہوں گے۔

۲۵ اُس دور میں خدا کے کائناتی قوانین' زندگی بخش اسباب و وسائل کو ساتھ لئے بے نقاب سامنے آجائیں گے' اور خدا کے پروگرام کو بروئے کار لانے والی کائناتی قوتوں کا پے در پے نزول ہوگا۔

۲۶ اُس دور میں' سب اقتدار و اختیار اُس خدا کے لئے ہوگا جو کائنات کی ہر شے کو نشو و نما دیتا ہوا' تکمیل تک لئے جا رہا ہے —— یعنی جس طرح خارجی کائنات اُس کے قوانین کے تابع چل رہی ہے' اُسی طرح انسانی دنیا میں بھی اُسی کا قانون نافذ ہوگا۔

جو لوگ' خدا کے قانون سے سرکشی برت کر' اپنی من مانی کر رہے ہیں' اُن کے لئے وہ دَور بڑی سختی اور عسرت کا ہوگا —— اُن کی مفاد پرستیاں اور دست درازیاں ختم ہو جائیں گی۔

۲۷ اس دن ظالم غم و غصہ سے اپنے ہاتھ کاٹ رہا ہوگا' اور نہایت حسرت و یاس سے کہے گا کہ اے کاش! میں بھی وہی راہ اختیار کرتا جسے اس نظام کو متشکل کرنے والے رسول نے تجویز کیا تھا' اور اس طرح اس کے قافلے میں شریک ہو کر' کامرانیوں کی منزل تک پہنچ جاتا۔

۲۸ اور اے کاش! میں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔

۲۹ اُسی نے مجھے' صحیح راستے سے بہکا کر' دوسری راہ پر لگا دیا' حالانکہ صحیح راستہ نکھر کر میرے سامنے آگیا تھا —— حقیقت یہ ہے کہ شیطان (یعنی اپنے مفاد کی بنا پر دوستداری کے تعلقات رکھنے والے) کا کام ہی یہ ہے کہ وہ پہلے تو غمخوار اور رفیق بن کر ساتھ چلتا ہے' لیکن' جب مصیبت آتی ہے' تو اپنے ساتھی کو یوں تنہا چھوڑ دیتا ہے جیسے کوئی' بھیڑ گلے سے الگ رہ جائے۔

۳۰ اور رسول کہے گا کہ اے میرے نشو و نما دینے والے! یہی ہے میری وہ قوم جس نے اِس قرآن کو' اپنے خود ساختہ معتقدات کی رسیوں سے' اس طرح جکڑ دیا تھا کہ یہ آزادی سے دو قدم چلنے کے قابل بھی نہیں رہا تھا (انہوں نے' اپنے آپ کو اس کے تابع رکھنے کے بجائے' اسے اپنے مسلک و مشرب

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ڔ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾ ۭ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۳۴﴾

کے تابع رکھ چھوڑا تھا)۔

۳۱ (لیکن یہ ماجرا کسی ایک نبی کے ساتھ مخصوص نہیں رہا)۔ جس نبی نے، جہاں اور جب خدا کا پیغام پہنچایا، انسانیت کے خلاف جرم کرنے والے گروہ نے ہمیشہ اس کی مخالفت کی۔ لہذا، (اے رسول! تمہیں اس سے کبیدہ خاطر نہیں ہونا چاہئے)۔ تیرا نشوونما دینے والا، اِن سب کے خلاف، اس کے لئے کافی ہے کہ وہ تجھے زندگی کی کامرانیوں کی راہ پر چلائے، اور ہر مشکل مقام پر تیری مدد کرے۔

۳۲ اور جو لوگ اس ضابطۂ حیات سے انکار کرتے ہیں، اُن کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ اس رسول پر سارے کا سارا قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ نازل ہو گیا (تاکہ ہمیں معلوم ہو جاتا کہ ہم سے کیا کیا باتیں منوائی جائیں گی)۔

اے رسول! اس قرآن کو اِس طرح نجماً نجماً (بتدریج) اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ اس پر ساتھ کے ساتھ عمل ہوتا جائے، اور اِس طرح، اِس کے خوشگوار نتائج، تمہارے لئے تقویت اور ثباتِ قلب کا موجب بنتے جائیں۔ اس کی تمام تعلیم، باہمدگر مربوط ہے اور ایک خاص نظم وضبط کے ساتھ، سلسلہ درسلسلہ، آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ایک مسلسل پروگرام کو، اِسی طرح ترتیب کے ساتھ سامنے آنا چاہیئے تھا۔ (۴۳/۴۱)۔

۳۳ (تم بالکل مطمئن رہو اور اِن کی باتوں سے گھبراؤ نہیں)۔ یہ جو اعتراض بھی کریں گے، اس کا جواب، حق وصداقت کے ساتھ، تمہارے سامنے آجائے گا اور وہ ایسا واضح اور مدلّل ہو گا کہ اس کے بعد کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں رہے گی)۔

۳۴ (لیکن اِس کا فائدہ تو اُنہی کو ہو گا جو عقل وبصیرت سے کام لیں گے۔ جو لوگ، ضد اور تعصّب کی بنا پر اِسکی مخالفت کرتے رہیں گے)، وہ، اوندھے منہ کشاں کشاں، جہنم کی طرف دھکیلے جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو صحیح راستے سے بہت دور جا پڑے ہیں، اور جو راستہ انہوں نے اختیار کیا ہے، وہ انہیں

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ ۭ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا
لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ
الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ
كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾

بدترین مقام پر لے جائے گا۔

۳۵ (حق و باطل کی کشمکش کا یہ سلسلہ کچھ نیا نہیں۔ یہ شروع ہی سے چلا آرہا ہے مثلاً) ہم نے موسیٰؑ کو ایک ضابطۂ حیات دیا تھا اور (چونکہ اُن کے پیش نظر ہم بڑی سخت تھی' اس لئے) ہم نے 'اُس کے بھائی- ہارونؑ — کو بھی اُس کے ساتھ کر دیا تھا' تاکہ وہ اُس کا بوجھ بٹائے۔

۳۶ ہم نے' ان دونوں بھائیوں سے کہا تھا کہ وہ اُس قوم کی طرف جائیں جو ہمارے قوانین کی (کھلے بندوں' پوری سرکشی کے ساتھ) تکذیب کرتی ہے۔ (چنانچہ وہ ان کی طرف گئے۔ سخت کشمکش ہوئی — اور آخرالامر نتیجہ یہ نکلا کہ) ہم نے ان کے مخالفین کو بھی اُسی طرح تباہ کر دیا جس طرح ہم' اِس قسم کی مجرم اقوام کو تباہ کیا کرتے ہیں۔

۳۷ اور اسی طرح (اُن سے پہلے) قوم نوح کا بھی ماجرا ہے۔ اُنہوں نے بھی اُن رسولوں کی تکذیب کی جو اُن کی طرف ہمارا پیغام لے کر گئے تھے۔ چنانچہ (اِسی قسم کی کشمکش کے بعد) ہم نے انہیں غرق کر دیا (اور اس طرح' اُن کے انجام کو' دوسرے لوگوں کے لئے' اپنے قانون مکافات کی) نشانی بنا دیا۔ (تاکہ اس سے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ) جو لوگ دوسروں پر ظلم کرتے ہیں' آخرالامر' وہ خود ہی الم انگیز عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

۳۸ اور اسی طرح' قوم عاد اور ثمود اور اصحاب الرس کا انجام بھی ایسا ہی ہوا۔ اور دیگر بہت سی اقوام کا بھی' جو اُن کے درمیان ہو گزریں۔

۳۹ اِن تمام اقوام کے سامنے ہم' تاریخی شواہد پیش کر کے' بتلاتے رہے (کہ قوانین خداوندی سے سرکشی برتنے کا انجام کیا ہوتا ہے۔ لیکن انہوں نے اس پر کوئی توجہ نہ دی اور اپنی غلط روش پر اڑے رہے۔ اور آخرالامر) ہمارے قانونِ مکافات کی رُو سے' تباہ اور برباد ہو گئے۔

۴۰ (ان قوموں کی داستانیں تو خیر' پھر بھی اِن مخاطبین — عربوں — کے لئے ذرا دُور کی باتیں

وَ اِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِىْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا
لَوْلَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ
اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ
۴ ع ۱۰ ۲ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾

ہیں)۔ اُس (قوم لوط کی) بستی کے کھنڈرات پر سے تو ان کا گزر اکثر ہوتا رہتا ہے جسے کوہ آتش فشاں کے پتھروں کی بارش نے تباہ کر دیا تھا۔ کیا یہ لوگ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے کہ اُس قوم کا انجام کیا ہوا تھا؟ (دیکھتے تو ہیں' لیکن چونکہ یہ لوگ) قانونِ مکافاتِ عمل اور تسلسل حیات پر یقین نہیں رکھتے (اس لئے یہ کہہ کر اپنے آپ کو اطمینان دے لیتے ہیں کہ وہ ایک اتفاقی حادثہ تھا جو ہو گیا۔ ہمارے ساتھ ایسا نہیں ہو سکتا)۔

۴۱ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ جب تجھے دیکھتے ہیں تو مذاق کرتے ہیں اور (ایک ایسے انداز سے جس میں استہزاء و استخفاف کے نشتر پوشیدہ ہوں) کہتے ہیں کہ "اچھا! یہ ہیں وہ جنہیں خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے!

۴۲ اگر ہم اپنے مسلک پر ثابت قدم نہ رہتے تو اس نے ہمیں' ہمارے معبودوں سے بہکا دیا تھا"۔ جب ان کے سامنے عذاب آجائے گا تو اُس وقت اِنہیں معلوم ہو گا کہ وہ کون ہے جو صحیح راستہ چھوڑ کر' غلط راہ پر چل رہا ہے۔

۴۳ (حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنی خواہشات اور جذبات ہی کو اپنا معبود بنا رکھا ہے)۔ سو جو شخص اپنی خواہشات کا غلام اور پرستار بن جائے' اسے کون راہ راست پر لا سکتا ہے؟ اے رسول! کیا تیرے لئے ممکن ہے کہ تو اس قسم کے آدمی کی اس طرح نگہبانی کر سکے کہ وہ تباہی کے جہنم میں نہ گرے؟ تو' ایسے شخص کا' کبھی ذمہ نہیں لے سکتا!

۴۴ کیا تو سمجھتا ہے کہ اس قسم کے لوگ' دلائل و براہین پر کان دھرتے' اور عقل و خرد سے کام لیتے ہیں؟ (بالکل نہیں۔ جو شخص اپنے جذبات کے پیچھے چلتا رہے' وہ عقل و خرد سے کیسے کام لے سکتا ہے؟)۔ یہ لوگ (انسانی سطح زندگی تک پہنچے ہی نہیں)' محض حیوانی سطح پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ غلط راہ پر چلتے ہیں (اس لئے کہ حیوانات کم از کم' اپنے جبلی تقاضوں کے مطابق تو چلتے ہیں' اور اُس راہ سے کبھی اِدھر اُدھر نہیں ہوتے۔ ان کے برعکس' جذبات کے تابع چلنے والا

أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿٤٥﴾ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ
إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ﴿٤٦﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ﴿٤٧﴾ وَهُوَ
الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ﴿٤٨﴾ لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا وَنُسْقِيَهُ
مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ﴿٤٩﴾

انسان لمحہ بہ لمحہ اپنی روش بدلتا رہتا ہے)۔

۴۵ (حیوانات تو ایک طرف، خارجی کائنات میں بے جان اشیاء تک بھی ایک ہی روش پر چلتی رہتی ہیں)۔ کیا تو نے اس پر غور نہیں کیا کہ خدا کا قانونِ کائنات کس طرح (زوالِ آفتاب کے بعد) سائے کو لمبا کرتا رہتا ہے۔ اگر ہم چاہتے تو ایسا قانون بھی بنا سکتے تھے کہ (زمین گردش نہ کرتی اور اس طرح) سایہ ہمیشہ ایک جیسا رہتا۔ (لیکن ہم نے زمین اور سورج کی گردش کا باہمی تعلق اس قسم کا رکھا ہے کہ) ہر شے کا سایہ، سورج کی نسبت سے گھٹتا بڑھتا رہتا ہے، اور اس طرح سورج، اس کے گھٹنے بڑھنے کی دلیل بن جاتا ہے —— یعنی سورج کے مقام سے ہم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ فلاں وقت پر سایہ کا انداز کیا ہوگا۔

۴۶ (یوں، زوالِ آفتاب کے وقت سے سائے بڑھنے شروع ہو جاتے ہیں حتّٰی کہ) ہم انہیں، آہستہ آہستہ، اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ (یعنی غروبِ آفتاب کے ساتھ یہ سائے بھی ختم ہو جاتے ہیں)۔

۴۷ (اسی طرح، رات اور دن کی گردش بھی خدا کے اسی قانون کی رُو سے واقع ہوتی ہے)۔ رات کو اُس نے تمہارے لئے پردہ پوش بنایا (کہ تم اس کی تاریکیوں کی چادر میں اپنے آپ کو لپیٹ لیتے ہو) اور نیند کو ایسا بنایا کہ (اس میں تمہارا شعور وقتی طور پر معطل ہو جاتا ہے اور اس طرح تمہارے اعصاب کو) سکون مل جاتا ہے۔ اس کے بعد، دن نمودار ہو جاتا ہے جس میں تم پھر اُٹھ کھڑے ہوتے ہو اور اپنے کام کاج کے لئے اِدھر اُدھر پھیل جاتے ہو۔

۴۸ (خدا کے اسی قانون کے مطابق زمینی پیداوار کا سلسلہ قائم ہے)۔ وہ، بارش سے پہلے، جو ہر ذی حیات کے لئے سامان نشو و نما کا ذریعہ ہوتی ہے، خوشگوار ہواؤں کو قاصد بنا کر بھیجتا ہے کہ لوگوں کو جا کر بارش کی خوشخبری دیں۔ پھر وہ بادلوں سے اس قسم کا پانی برساتا ہے جو خود بھی ہر قسم کی کثافتوں سے پاک اور صاف ہوتا ہے اور اس سے ہر قسم کی کثافتیں دور کی جاتی ہیں۔

۴۹ (بارش سے یہی مقصد نہیں ہوتا کہ اس سے لوگ نہا دھو لیں) اس سے ہم مُردہ بستیوں کو

وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِىْ كُلِّ قَرْيَةٍ
نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ الَّذِىْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ
هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾

زندگی عطا کرتے ہیں۔ (بنجر زمینوں سے نباتات اُگتی ہیں)۔ نیز یہ، ہماری بے شمار مخلوق — مویشیوں اور انسانوں — کے پینے کے کام آتا ہے۔

۵۰ (یہ ہے وہ ہمارا قانونِ کائنات جسے) ہم مختلف پیرایوں میں (بار بار) پیش کرتے ہیں، تاکہ یہ لوگ، اس حقیقت کو سمجھ سکیں (کہ جب کائنات کی ہر شے، قوانین خداوندی کا اتباع کرتی ہے اور اس سے اس قدر تعمیری نتائج مرتب ہوتے ہیں، تو اگر انسان بھی اُس کے قوانین کے مطابق چلے، تو اس کی زندگی بھی خوشگواریوں کی حامل ہو جائے۔ لیکن اس کے باوجود) اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ انہیں قوانین خداوندی سے انکار اور سرکشی کے سوا کچھ سوجھتا ہی نہیں۔

۵۱ (اسی سے ان لوگوں کے اس اعتراض کا جواب بھی مل جاتا ہے کہ ان کے ہر قبیلے کی طرف الگ الگ رسول کیوں نہیں بھیجا گیا) اگر ہم چاہتے تو اُس سلسلہ کو بدستور قائم رکھ سکتے تھے جس کی رُو سے رسول اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا۔ (لیکن، ہماری مشیت کے پروگرام کے مطابق، اب وہ دَور آگیا ہے جس میں رسالت کو قومی نہیں، بلکہ عالمگیر ہونا چاہیئے، جس طرح کائنات کے قوانین بھی عالمگیر ہیں اور اس میں بکھرا ہوا سامانِ رزق بھی عالمگیر۔ اس لئے ہم نے اس قرآن کو تمام نوعِ انسان کے لئے ضابطۂ حیات بنایا ہے۔ ۲۵/۱)۔

۵۲ لہٰذا، اے رسول! تو ان منکرینِ صداقت کی بات پر دھیان نہ دے (کہ ہر قبیلے میں الگ الگ رسول ہونا چاہیئے تھا)۔ اور ان کی بات نہ مان، بلکہ ان کی مخالفت کا مقابلہ کرنے کے لئے، سرتوڑ کوشش کئے جا — ایسی کوشش جو آخر الامر ان پر غالب آکر رہے۔

۵۳ (اور اس کی نکرمت کر کہ یہ سب لوگ، اس دین کو قبول کر کے، ایک ہی اُمت کیوں نہیں بن جاتے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں دونوں قسم کے انسان ملے جلے رہتے ہیں — حق کو قبول کرنے والے بھی، اور اس سے سرکشی اختیار کرنے والے بھی — جس طرح، خدا کے قانونِ کائنات کی رُو سے، بعض مقامات پر) مختلف ذائقوں کے پانی اکٹھے بہتے رہتے ہیں — یہ نہایت شیریں۔ وہ بےحد کھاری اور کڑوا (۳۵/۱۲)۔ لیکن اس اختلاط کے باوجود، ان کے درمیان ایک آڑ اور روک رہتی ہے، جو دونوں کو آپس میں ملنے نہیں دیتی۔ (اسی طرح، یہ، ایک جگہ رہنے والے انسان،

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَلَا یَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰی رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَآ
اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ

بظاہر ایک جیسے دکھائی دیتے ہیں، لیکن ان کی ذہنیتوں میں بڑا فرق ہے۔ اور ان کی ایک جگہ کی بود و ماند، بھی اِس فرق کو مٹا نہیں سکتی)۔

۵۴ (باقی رہا رسول کے ہم قوم اور ہم قبیلہ ہونے کا سوال۔ سو یہ بھی بے معنی بات ہے)۔ خدا نے اپنے قانونِ تخلیق کے مطابق، انسان کی پیدائش، قطرۂ آب سے کی ہے۔ (لہذا، پیدائش کے اعتبار سے، ایک انسان اور دوسرے انسان میں کچھ فرق نہیں۔ اس کے بعد معاشرتی ضروریات کے ماتحت) ہر انسان کے الگ الگ رشتے قائم ہو جاتے ہیں — اِدھر ددھیال کی طرف سے۔ اُدھر ننھیال کی طرف سے۔ (ان رشتہ داریوں سے انسانی وحدت پر کیا اثر پڑ سکتا ہے؟ لہذا، قبائلی اور خاندانی امتیاز کے کیا معنی؟ (۴۹/۱۳) خدا کی عالمگیر ربوبیت) اُسی کے مقرر کردہ پیمانوں کے مطابق عام ہونی چاہیئے، (نہ کہ انسانوں کے خود ساختہ معیاروں کے مطابق)۔

۵۵ اس کے برعکس، یہ لوگ، خدا کے عالمگیر ضابطۂ ہدایت کو چھوڑ کر، اپنے اپنے قبیلے کے بتوں کی پرستش، اور اکابر کی اطاعت کرتے ہیں، جو ان کے لئے کسی نفع یا نقصان کا اقتدار نہیں رکھتے۔
(لیکن سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ لوگ، زندگی کے ہر معاملہ میں قبائلی عصبیت پر بڑا زور دیتے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر ایک قبیلہ، دوسرے قبیلے کے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے۔ لیکن) جہاں خدا کی مخالفت کا سوال آتا ہے تمام قبیلے ایک دوسرے کے مددگار بن جاتے ہیں۔

۵۶ بہرحال، یہ لوگ قبائلی عصبیت کا شکار رہیں تو ہوا کریں۔ تمہارا فریضہ یہی ہے کہ تم ان سب کو قوانین خداوندی کے مطابق چلنے کے خوشگوار نتائج، کی خوشخبریاں دو، اور ان کی مخالفت کے تباہ کن عواقب سے آگاہ کرتے رہو۔

۵۷ اور ان سے کہہ دو کہ میں جو تمہیں صحیح راستے کی طرف دعوت دیتا ہوں تو اس میں میری کوئی ذاتی غرض پنہاں نہیں۔ میں تم سے اس کے معاوضے میں کچھ نہیں چاہتا۔ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ تم میں سے جو چاہے، اپنی مرضی سے، خدا کی طرف لیجانے والا راستہ اختیار کرلے۔ بس یہی میرا اجرِ رسالت ہے۔ (۳۴/۴۷ ؛ ۴۲/۱۳)۔

۵۸ اور اس کے بعد، تم اُس خدا (کے اٹل قوانین کے غیر متبدل نتائج) پر کامل بھروسہ رکھو، جو

بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۚۛ ﴿۵۸﴾ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ
اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚۛ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ق
اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ ۩ تَبٰرَكَ الَّذِىْ جَعَلَ فِى السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا ۵ ع۲۶ ۳

ہمیشہ زندہ ہے۔ کبھی مرنے والا نہیں۔ (اِس یقینِ محکم کے ساتھ' اس نظام کے قیام کے لئے سرگرمِ عمل رہو' تاآنکہ' ہر شخص' اس کے درخشندہ نتائج دیکھ کر' بے ساختہ پکار اٹھے کہ) وہ خدا' جس کا نظام اس قسم کے نتائج پیدا کرتا ہے' فی الواقعہ' ہر قسم کی حمد و ستائش کا مستحق ہے (۱/۱)۔

اس کے بعد' تم اس کی بھی پرواہ مت کرو کہ یہ لوگ' تمہارے خلاف' کیا کیا تہمتیں تراشتے اور الزامات لگاتے ہیں۔ خدا خوب جانتا ہے کہ اس کے بندوں میں سے کون کیا کرتا ہے' اور اُس کے خلاف' کیا کیا تہمتیں لگتی ہیں۔ (خدا' تمہیں ان کی تہمت تراشیوں کے مُضر اثرات سے محفوظ رکھے گا۔ ۴۸/۲)۔

۵۹ وہ خدا جس نے' کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کو' اور جو کچھ ان کے اندر ہے' مختلف منازل سے گزارتے ہوئے' چھ ادوار میں بنایا۔ (اس کے بعد زمین اس قابل ہوئی کہ اس پر زندگی کی نمود ہوسکے) اور پھر اس سلسلۂ کائنات کا مرکزی کنٹرول اپنے ہاتھ میں رکھا' تاکہ کائنات کی ہر شے کی پوری پوری نشو و نما ہوتی رہے۔

(ان حقائق کو یہ لوگ کیا جانیں؟)۔ اے مخاطب! اگر تو اس خدائے رحمٰن کے نظامِ ربوبیت کے متعلق فی الواقعہ کچھ جاننا چاہتا ہے تو کسی ایسے شخص سے پوچھ جو (وحیٔ خداوندی کی روشنی میں' عقل و بصیرت سے کام لیتے ہوئے' اسرار و رموزِ کائنات سے) باخبر رہتا ہے (۳/۱۸۸-۹۰ ؛ ۳۵/۲۸)۔

نیز' جو کچھ تجھے مانگنا ہے' اس خدائے رحمٰن سے مانگ جو جانتا ہے کہ کس شے کو اپنی نشو و نما کے لئے کس کس سامان کی ضرورت ہے (۵۵/۲۹)۔ (تمہاری ہر مانگ اس کے نظام کی طرف سے پوری ہوگی)۔

۶۰ (ان' نہ جاننے والوں' کی تو یہ حالت ہے کہ) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدائے رحمٰن کے قوانین کے سامنے سرِ تسلیم خم کرو' تو یہ کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا؟ (ہم اسے نہیں جانتے)۔ کیا ہم' جانے بوجھے بغیر' محض تیرے کہنے سے' اُس کے سامنے جھک جائیں؟ ہم تیرا حکم کیوں مانیں؟

اس سے ان کی نفرت اور بڑھ جاتی ہے۔

۶۱ (اب انہیں کون بتائے کہ) جس خدا نے کائنات میں' طبیعی روشنی کے لئے' فضا میں اجرامِ فلکی اس طرح پھیلا دیئے ہیں کہ وہ کہیں ستاروں کی قندیلیں بن کر جگمگاتے ہیں۔ کہیں سورج کی

مُّنِيرًا ﴿٦١﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ
الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ
سُجَّدًا وَقِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ
مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٦٦﴾

شمع فروزاں کی شکل میں سامنے آتے ہیں' اور کہیں چاند کے ساغرِ سیمیں کی صورت میں وجہِ تابانیٔ عالم ہوتے ہیں (اس نے انسانی عقل و بصیرت کی راہ نمائی کے لئے وحی کی روشنی عطا کر دی ہے)۔

۶۲ اور جس خدا نے' خارجی کائنات میں ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ رات اور دن' ایک دوسرے کے بعد آتے جاتے رہیں' تاکہ تاریکی کے بعد روشنی کی نمود ہوتی رہے۔ (اس نے انسانی دنیا میں بھی اسکا انتظام کر دیا ہے کہ کوئی قوم ہمیشہ تاریکی میں نہ رہے۔ اس تک وحی کی روشنی پہنچ جائے۔ تاکہ' جو چاہے اس کے ذریعے' صحیح راستے کو اپنے سامنے لے آئے اور اس طرح اپنی سعی و عمل کو بھرپور نتائج کا حامل بنالے۔

۶۳ جو لوگ اِس طرح خدائے رحمٰن کی محکومیت اختیار کر لیتے ہیں' ان کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ جب انہیں زمین میں تمکن حاصل ہوتا ہے تو ان کی حکومت' قہر اور استبداد کی حکومت نہیں ہوتی۔ وہ نہایت نرم روی سے چلتے ہیں۔ خود بھی اطمینان و سکون سے رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی سکون و طمانیت بخشتے ہیں۔ (۳/۱۳۸ ; ۳۱/۱۸-۱۷ ; ۲۲/۴۱)۔ حتیٰ کہ جب انہیں ان لوگوں سے بھی سابقہ پڑتا ہے جو دورِ جاہلیت کے خصائص ——— سفاہت' عصبیت' مخاصمت' درشتی' شعلہ مزاجی وغیرہ ——— کے پیکر ہوتے ہیں' تو ان سے' صحیح اسلامی صفات ——— امن و سلامتی' بلند نگہی' کشادہ ظرفی' نرم خوئی وغیرہ ——— کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

۶۴ یہ لوگ دن کے ہنگاموں سے فارغ ہو کر' راتوں کی تنہائیوں میں یہ سوچتے رہتے ہیں کہ ہمیں نظامِ خداوندی کے قیام کے سلسلہ میں' کہاں کہاں جھکنا چاہیئے' اور کہاں کہاں اٹھنا۔ (۳/۱۱۳)۔

۶۵ اس تمام تگ و تاز میں' ان کی آرزو ایک ہی ہوتی ہے اور وہ یہ کہ وہ' باطل کے نظام کے اس تباہ کن عذاب سے محفوظ رہیں جو ہر غلط رو انسان کے پیچھے لگا رہتا ہے۔

۶۶ اور اُس میں خواہ کوئی تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرے یا مستقل طور پر قیام کرے' وہ ہر حال نہایت بری تباہگاہ ہے۔ (تھوڑی دیر کے لئے' اِس دنیا میں' اور مستقل طور پر آخروی زندگی میں)۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا
اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ
لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ
سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾
وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿٧٢﴾

---

٦٧ یہ لوگ، اپنی ضروریات سے زائد دولت کو، نوعِ انسان کی نشوونما کے لئے کھلا رکھتے ہیں۔ (۲/۲۱۹)۔ لیکن اس متاع کو اس نظم و ضبط کے ساتھ صرف کرتے ہیں کہ نہ کہیں ضرورت سے زیادہ خرچ ہو جائے، اور نہ ہی کسی کی ضرورت رکی رہے۔ وہ، افراط و تفریط سے بچ کر، اعتدال کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

٦٨ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے قانون و اقتدار کے ساتھ کسی اور کا قانون و اقتدار تسلیم نہیں کرتے۔ کسی کی اطاعت و محکومیت اختیار نہیں کرتے۔ اور انسانی زندگی کو، جسے خدا نے واجب الاحترام قرار دیا ہے، کبھی تلف نہیں کرتے، بجز اس کے کہ انہیں حق و انصاف کی خاطر ایسا کرنا پڑ جائے۔ نہ ہی یہ لوگ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ جو قوم عفت کی حفاظت نہیں کرتی، اس کے قوائے عملیہ مضمحل ہو جاتے ہیں اور وہ زندگی کی دوڑ میں ہمیشہ پیچھے رہ جاتی ہے۔ (یہی کیفیت افراد کی ہوتی ہے)۔

٦٩ ان کی یہ حالت اس دنیا میں ہوتی ہے۔ اور اُخروی زندگی میں، ان کی تباہیاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں۔ اور وہ نہایت ذلت و خواری کی زندگی بسر کرتی ہیں۔

٧٠ البتہ جو (فرد یا قوم) اس روش کو چھوڑ کر، (تحفظِ عفت کی) صحیح روش اختیار کر لے) اور پھر ایسے کام کرے جس سے اس کی صلاحیتوں میں نشوونما ہوتی جائے، تو خدا کا قانونِ مکافات، ان کی غلط روش کی پیدا کردہ ناہمواریوں کو، خوشگواریوں سے بدل دیتا ہے۔ خدا کے قانون میں اس کی گنجائش ہے کہ وہ، اس قسم کے لوگوں کو، ان کی غلط روش کے نقصان رساں نتائج سے محفوظ بھی رکھے اور ان کی نشوونما کا سامان بھی کر دے۔

٧١ (لہٰذا، جو شخص بھی غلط روش کو چھوڑ دیتا ہے اور، اس کے بعد، صلاحیت بخش کام کرتا ہے، اس کا ہر قدم قانونِ خداوندی کی طرف اٹھتا ہے۔ اور قانونِ خداوندی اسے بہترین نتائج سے بہرہ ور کرتا ہے)۔

٧٢ یہ لوگ کبھی ایسی مجلسوں میں نہیں بیٹھتے جن میں چالبازی اور فریب کاری کی باتیں ہوتی

وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا
وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَیُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً
وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾

ہوں۔ (نہ ہی کبھی فریب کارانہ شہادت دیتے ہیں)۔ اگر انہیں کبھی ایسے مقامات سے گزرنا پڑ جائے جہاں لغو باتیں ہو رہی ہوں، تو وہاں سے نہایت شریفانہ انداز سے، اپنا دامن بچاتے ہوئے، گزر جاتے ہیں۔

۷۳ یہ لوگ یونہی جذبات کی رو میں نہیں بہ جاتے بلکہ اپنا ہر قدم، پورے غور و خوض کے بعد اٹھاتے ہیں (۳۴/۷۰)۔ یہانتک کہ جب ان کے سامنے قوانینِ خداوندی بھی پیش کیے جائیں، تو وہ ایسا نہیں کرتے کہ علم و بصیرت اور عقل و فکر کو بالائے طاق رکھ کر محض جذباتی طور پر ان پر گر پڑیں۔ وہ انہیں بھی اندھے، بہرے بن کر اختیار نہیں کرتے۔ سوچ سمجھ کر اختیار کرتے ہیں۔ (ظاہر ہے کہ یہ لوگ جب قوانین خداوندی پر بلا سوچے سمجھے عمل نہیں کرتے، تو زندگی کے دوسرے معاملات کے فیصلے بے سوچے سمجھے کیسے کریں گے؟)۔

۷۴ ان کی اپنے پروردگار سے، ہمیشہ یہ آرزو ہوتی ہے کہ ان کے گھروں کی زندگی ایسی ہو کہ ان کے بیوی بچے، اور دیگر رفقاء، اُن کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب ہوں۔ اور معاشرہ میں ان کی پوزیشن ایسی ہو کہ جو لوگ غلط روشِ زندگی کی تباہیوں سے بچنا چاہیں، ان کی امامت (لیڈرشپ) ان کے حصے میں آئے۔

۷۵ یہ لوگ، نظام خداوندی کے قیام اور استحکام کے لئے نہایت استقامت اور ثبات کے ساتھ سرگرم عمل رہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ، سفرِ حیات میں، نہایت سبک رفتاری سے، بلند منازل کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں، اور اس طرح، اُن مقامات میں پہنچ جاتے ہیں جہاں سامانِ زیست کی ہر طرح فراوانیاں اور روانیاں ہوتی ہیں۔ اور ان کی سرسبز و شاداب زندگی، جوئے رواں کی طرح، آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس معاشرہ میں، امن و سلامتی کی زندگی بخش صدائیں، ہر سمت سے ان کا استقبال کرتی ہیں

۷۶ یہ وہ معاشرہ ہے کہ کوئی اس میں تھوڑے وقت کے لئے قیام کرے، یا مستقل طور پر ٹھہرے اس کی خوشگواریوں سے ضرور بہرہ یاب ہوتا ہے۔ (۲۹/۵۴ ؛ ۳۴/۳۷ ؛ ۳۹/۲۱)۔
یہ ہوگی ان لوگوں کی زندگی جسے وہ اس طرح بسر کریں گے۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾ ٦ ع ١٧ ۴

۷۷ (اے رسول! ان مخالفین سے) کہدو کہ یہ ہے میری دعوت۔ اگر تم اس دعوت میں میرا ساتھ نہیں دیتے، تو نہ دو۔ میرا نشوونما دینے والا تمہاری ذرا بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اس کی میزان میں تمہاری مخالفت کا پرِکاہ جتنا بھی وزن نہیں۔ تم اس دعوت کی تکذیب کرتے ہو، تو اس سے اُس کا کچھ نہیں بگڑتا۔ اس سے تم خود ہی تباہ ہو گے —— اور یقین رکھو کہ وہ تباہی تمہارے سامنے آکر رہے گی۔

سُورَةُ الشُّعَرَاءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ③ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ
مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ④ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ
مُعْرِضِيْنَ ⑤

---

۱ خدائے ذی الطول[۱] وسمیع وعلیم کا ارشاد ہے کہ

۲ یہ اُس ضابطہ خداوندی کے احکام ہیں جو ہر بات کو وضاحت سے بیان کرتا ہے۔

۳ (اے رسولؐ!) یوں نظر آتا ہے کہ تو اِس غم میں کہ یہ لوگ اس ضابطہٴ زندگی پر ایمان کیوں نہیں لاتے اپنی جان گھلا دے گا۔

۴ (تمہارے دلِ دردمند کا تقاضا یہی ہونا چاہیئے۔ لیکن ہمارے قانونِ مشیّت کا فیصلہ یہ ہے کہ کفر وایمان کے معاملہ میں انسانوں کو ان کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔ ورنہ اگر انہیں زبردستی مومن بنانا مقصود ہوتا تو ہمارے لئے یہ کیا مشکل تھا کہ) ہم آسمان سے کوئی ایسا کھلا ہوا نشان نازل کر دیتے جس کے سامنے ان بڑے بڑے اکابرین کی گردنیں جھک جاتیں۔ (لیکن ہم کسی کو اس طرح زبردستی مومن بنانا نہیں چاہتے۔ مومن وہی ہے جو اپنے دل ودماغ کے پورے اطمینان سے علیٰ وجہ البصیرت ہمارے قوانین کی صداقت کو تسلیم کرے۔ اس قسم کے نشانات سے ذہن کو ماؤف کر کے بات منوالینا ایمان نہیں کہلا سکتا)۔

۵ (چونکہ ہم انسان کے اختیار وارادے کو سلب نہیں کرتے اس لئے ان کی حالت یہ ہے کہ)

---

[۱] بڑی قوتوں والا۔

فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَٰٓؤُا مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ
زَوْجٍ كَرِيمٍ ﴿٧﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٩﴾ وَإِذْ (١ ع ٩ ٥)
نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ ﴿١١﴾

جب بھی خدائے رحمٰن کی طرف سے' ان کے پاس' کوئی ایسا حکم آتا ہے جو ان کے مسلک میں پہلے سے موجود نہ ہو' تو یہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ (٢١/٢)۔

٦ اسی بنا پر یہ تمہارے پیغام کی بھی تکذیب کرتے ہیں (کیونکہ یہ ان کے نزدیک بالکل نئی چیز ہے)۔ لیکن (اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں)۔ جن باتوں کی یہ لوگ ہنسی اڑاتے ہیں' وہ اِن کے سامنے آکر رہیں گی۔ (اس لئے کہ ہمارے قانونِ مکافات کی رُو سے ایسا ہو نہیں سکتا کہ کسی کا کوئی عمل بلانتیجہ رہ جائے)۔

٧ کیا انہوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ زمین میں (مختلف بیجوں سے) کس طرح قسم قسم کی چیزیں اُگتی ہیں۔ (اِسی طرح' انسان کا ہر عمل ایک تخم کی طرح ہے جس میں پھل آنا ضروری ہے — گندم سے گندم' جَو سے جَو)۔

٨ غور کرنے والوں کے لئے تو اِسی ایک بات میں' (ہمارے قانونِ مکافات کی نتیجہ خیزی کے اصول کو پہچاننے کی) بہت بڑی نشانی ہے۔ لیکن' ان میں سے اکثر لوگوں کی کیفیت یہ ہے کہ (وہ غور و فکر ہی نہیں کرتے اس لئے اس کی) صداقت پر ایمان نہیں لاتے۔

٩ لیکن (ان کے ایمان نہ لانے سے' اس قانون پر کیا اثر پڑتا ہے؟ وہ' این و آں سے بے نیاز' مصروفِ عمل رہتا ہے۔ اس لئے کہ) وہ اُس خدا کا قانون ہے جو بڑی قوتوں کا مالک ہے (اس لئے مخالفین کتنے ہی صاحبِ قوت کیوں نہ ہوں' اس کے قانون کو شکست نہیں دے سکتے۔ اور' اس کے ساتھ ہی) وہ ہر شے کو نشو و نما دینے والا ہے (اس لئے یہ ہو نہیں سکتا کہ جو لوگ نوعِ انسان کی عالمگیر نشو و نما کے راستے میں روک بن کر بیٹھ جائیں' وہ وہاں سے ہٹائے نہ جائیں)۔

١٠ (اس حقیقت کی شاہد' داستانِ بنی اسرائیل ہے' جسے اِس جگہ مختصراً دہرایا جاتا ہے۔ اس کی ابتدا اس مقام سے کی جاتی ہے) جب ہم نے موسیٰؑ کو آواز دی اور اس سے کہا کہ تم اس قوم (فرعون) کی طرف جاؤ جس نے بڑی سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔

١١ ان کی طرف جاؤ اور ان سے پوچھو کہ کیا وہ اپنی غلط روش کے تباہ کن عواقب سے بچنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

قَالَ رَبِّ إِنِّيٓ أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ ﴿١٢﴾ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَٰرُونَ ﴿١٣﴾
وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنۢبٌ فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ ﴿١٤﴾ قَالَ كَلَّا ۖ فَٱذْهَبَا بِـَٔايَٰتِنَآ ۖ إِنَّا مَعَكُم مُّسْتَمِعُونَ ﴿١٥﴾
فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَآ إِنَّا رَسُولُ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٦﴾ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿١٧﴾ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ
فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ﴿١٨﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ ٱلَّتِي فَعَلْتَ وَأَنتَ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿١٩﴾

---

۱۲ موسیٰ نے عرض کیا کہ اے میرے نشوونما دینے والے! مجھے ڈر ہے کہ وہ (میری بات نہیں مانیں گے بلکہ اُلٹا) مجھے جھٹلائیں گے۔

۱۳ (ہوسکتا ہے کہ ان کی مخالفت اس قدر شدت اختیار کرجائے کہ اس کا مقابلہ کرنا تنہا میرے بس کی بات نہ رہے) میرا دم گھٹنے لگ جائے اور میں ان سے کھل کر بات بھی نہ کرسکوں۔ اس لئے تو ایسا کر کہ ہارونؑ کی طرف بھی پیغام بھیج دے (کہ وہ میرے ساتھ چلنے کے لئے تیار رہے)۔

۱۴ (دوسری بات یہ بھی ہے کہ) وہ لوگ میرے خلاف قتل کا الزام دھرتے ہیں۔ اس لئے مجھے خدشہ ہے کہ وہ مجھے گرفتار کرکے قتل نہ کردیں۔ (۲۸/۱۵)۔

۱۵ خدا نے کہا کہ (مت ڈرو)۔ ان کی مجال نہیں کہ وہ ایسا کریں۔ (لیکن یہ ٹھیک ہے کہ مہم کی سختی کے پیشِ نظر، ہارونؑ کو بھی تمہارے ساتھ جانا چاہیئے) پھر تم دونوں، ہمارے قوانین کو لے کر اُن کی طرف جاؤ۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم ایک ایک بات کو سنتے (دیکھتے) رہیں گے۔ (۲۰/۴۶)

۱۶ سو تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تمہاری طرف، خدائے رب العالمین کا ایک پیغام لے کر آئے ہیں۔

۱۷ اور وہ پیغام یہ ہے کہ تم بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو۔ (تاکہ وہ تمہارے استبداد کے شکنجے سے نکل کر، قوانین خداوندی کے مطابق آزادانہ زندگی بسر کرنے کے قابل ہوسکیں۔ ۲۰/۴۷)۔

۱۸ (چنانچہ وہ گئے اور فرعون تک خدا کا پیغام پہنچایا، تو) فرعون نے موسیٰؑ سے کہا کہ اے موسیٰؑ! کیا یہ واقعہ نہیں کہ ہم نے بچپن سے اپنے ہاں تمہاری پرورش کی، اور تم نے اپنی عمر کا ایک حصہ ہمارے ہاں بسر کیا۔

۱۹ لیکن تم نے ان احسانات کا بدلہ یوں دیا کہ خود ہماری ہی قوم کے ایک آدمی کو قتل کرڈالا — تم کیسے ناشکرگزار آدمی ہو۔؟

قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝۲۰ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ
مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۲۱ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝۲۲ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ
الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۳ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝۲۴ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ
اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝۲۵

---

۲۰ موسیٰؑ نے کہا کہ میں نے دانستہ اُسے قتل نہیں کیا تھا۔ میں نے تو اُسے محض ایک مُکّا مارا تھا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ وہ مُکّے سے مر ہی جائے گا۔ (۲۸/۱۵)

۲۱ اُس کے بعد میں یہاں سے بھاگ اس لئے گیا تھا کہ (مقتول تمہاری قوم کا آدمی تھا اس لئے) میں ڈرتا تھا کہ (تم انصاف سے نہیں، بلکہ قومی عصبیت سے کام لوگے، اور میرے ذمّے جرم قتل عائد کر دوگے)۔

اس کے بعد خدا نے مجھے نبوّت سے سرفراز فرمایا۔ مجھے معاملات میں صحیح فیصلے کرنے کی صلاحیت عطا کی۔ اور اس طرح میرا شمار، خدا کے رسولوں کے زمرہ میں ہو گیا۔ (اور اب میں اسی حیثیت سے تمہارے پاس آیا ہوں)۔

۲۲ (باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ تم نے بچپن میں میری پرورش کی اور محلات میں ناز و نعمت سے پالا۔ تو) تم اپنے ان احسانات کا بدلہ یہ چاہتے ہو کہ پوری کی پوری قوم بنی اسرائیل کو اپنی محکومی کے شکنجے میں جکڑے رکھو! (تم نے ایک فرد پر جو احسانات کئے ہیں، انہیں تو جتاتے ہو، لیکن اُس کی پوری قوم پر جو مظالم کر رہے ہو، ان کا ذکر کیوں نہیں کرتے؟)۔

۲۳ (اس پر فرعون کھسیانا ہو گیا، اور بات کا رُخ دوسری طرف موڑنے کے لئے کہنے لگا، کہ تم جو کہتے ہو کہ تم خدائے ربّ العالمین کی طرف سے میری طرف پیغام لائے ہو، تو وہ ربّ العالمین۔ تمام اقوام عالم کا نشو و نما دینے والا ——— کون ہے؟ (۲۰/۴۹)

۲۴ موسیٰؑ نے کہا کہ خدائے ربّ العالمین وہ ہے جو کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں ہر شے کی نشو و نما کرتا ہے۔ سو اگر تمہیں اس کا یقین آ جائے (کہ کائنات میں ہر شے کی ربوبیت خدا کرتا ہے، تو تم اسے بھی بآسانی سمجھ جاؤ کہ خود انسانوں کی پرورش بھی وہی کرتا ہے، اور تمہارا یہ دعوٰے کہ تم اپنی رعایا کے رب ہو، قطعاً بے بنیاد ہے۔ ۴۳/۵۱ ؛ ۷۹/۲۴)۔

۲۵ اس پر فرعون نے اپنے درباریوں (پر ایک نظر ڈالی اور ان) سے کہا کہ تم سنتے ہو کہ یہ شخص

قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾
قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰـهًا غَيْرِيْ
لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ
مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾

کیا کہہ رہا ہے؟ (اس کی باتیں گہری توجہ کی محتاج ہیں۔ انہیں دل کے کانوں سے سنو!)۔

۲۶ (موسیٰؑ نے فرعون کی بات کو اَن سنی کر کے اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھا اور) کہا کہ وہ خدا صرف خارجی کائنات ہی کا رب نہیں۔ وہ خود تمہارا بھی رب ہے۔ اور تمہارے آبا و اجداد (سابقہ فراعنۂ مصر) کا رب بھی وہی تھا۔

۲۷ فرعون نے اپنے اہلِ دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ لو بھئی! خدا نے تمہاری طرف اپنا رسول بھی بھیجا تو ایک پاگل بھیجا!

۲۸ (موسیٰؑ نے اس کی ہفوات پر پھر کوئی توجہ نہ دی' اور اپنے سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے) کہا کہ وہ خدا' مشرق و مغرب' اور جو کچھ ان کے درمیان ہے' سب کا پرورش کرنے والا ہے۔ اگر تم ذرا بھی عقل و خرد سے کام لو تو یہ بات بآسانی سمجھ میں آ سکتی ہے۔

۲۹ (اب فرعون سے نہ رہا گیا۔ اس نے طیش میں آ کر موسیٰؑ سے کہا کہ اپنی زبان بند کرو' اور کان کھول کر سن لو کہ) اگر تم نے (میری مملکت میں رہتے ہوئے) میرے سوا کسی اور کو صاحبِ اقتدار تسلیم کیا (خواہ وہ تمہارا خدا ہی کیوں نہ ہو' تو یہ کھلی ہوئی بغاوت ہو گی' جس کی پاداش میں) تمہیں جیل خانے بھجوا دوں گا۔

۳۰ موسیٰؑ نے کہا کہ اگر میں اپنے دعوے کی تائید میں کوئی کھلی ہوئی دلیل لے آؤں (تو کیا تم پھر بھی) مجھے قید کر دو گے؟ کیا تم معاملہ کو دلائل و براہین کی رُو سے طے کرنے کے بجائے' دھاندلی سے کام لینا چاہتے ہو؟ کیا تمہارے ہاں استبدادِ فرعونی کے علاوہ اور کوئی قانون نہیں؟)۔

۳۱ (اس جواب سے فرعون کچھ جھینپا' اور موسیٰؑ سے) کہا کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو' تو لاؤ' میں بھی دیکھوں' وہ کونسی نئی بات ہے جسے تم پیش کرنا چاہتے ہو؟

۳۲ اس پر موسیٰؑ نے وہ قوانین و ضوابط پیش کئے جو اسے خدا سے ملے تھے اور جنہیں وہ نہایت مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔ یہ قوانین و ضوابط کیا تھے' گویا ایک اژدھا تھا جو باطل کے معتقدات کو

وَنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ ۳ ع ۲ ۷
يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ
حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ
مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ
لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾

نکلے جارہا تھا۔ (ان کی رو سے بتایا گیا تھا کہ اہل فرعون کی غلط روش کا نتیجہ کس قدر تباہ کن ہوگا۔ ۷/۱۰۸—۱۰۷ ؛ ۲۰/۲۵—۱۷ ؛ ۲۸/۳۲—۳۱)۔

۳۳ اس کے بعد موسیٰؑ ان براہین نیرہ کو سامنے لایا جن کی رو سے واضح کیا گیا تھا کہ قوانین الٰہیہ کی اطاعت سے اُن کا مستقبل کس قدر روشن ہو جائے گا۔ ان دلائل کی درخشندگی اور تابناکی ہر دیدۂ بینا کو صاف نظر آرہی تھی۔

۳۴ اس پر فرعون نے اپنے اہل دربار سردارانِ قوم سے کہا، کہ یہ شخص یقیناً ایک ماہر سحر کار ہے جو جھوٹ کو سچ بنا کر دکھاتا چلا جارہا ہے۔

۳۵ اس کا ارادہ یہ نظر آتا ہے کہ یہ اپنی فریب کاریوں سے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر یہاں اپنی حکومت قائم کرلے اور تمہیں اس ملک سے نکال باہر کرے۔ سو بتاؤ کہ تمہارا اس باب میں کیا مشورہ ہے؟ (۷/۱۱۰)۔

۳۶ انہوں نے کہا کہ ہمارا خیال یہ ہے کہ بر دست موسیٰؑ اور اس کے بھائیؑ کے معاملہ کو

۳۷ معرضِ التوا میں رکھو، اور مملکت کے بڑے بڑے شہروں میں ہرکارے بھیج دو کہ وہ مختلف معبدوں سے، ماہرین سحر کار پروہتوں کو تمہارے پاس بلا لائیں۔

۳۸ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، اور ملک کے بڑے بڑے سحر کار پروہت، تاریخ اور وقت مقررہ پر موسیٰؑ کے مقابلہ کے لئے جمع ہو گئے۔

۳۹ علاوہ ازیں، عام لوگوں سے بھی کہا گیا کہ وہ بھی جمع ہو جائیں۔

۴۰ تاکہ جب یہ پروہت کامیاب ہوں تو ان کا شاندار جلوس نکالا جائے۔

۴۱ جب وہ پروہت آگئے تو انہوں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم موسیٰؑ پر غالب آگئے، تو کیا ہمیں کچھ انعام بھی دیا جائے گا؟

قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا
حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ
مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾
قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِىْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۚ لَاُقَطِّعَنَّ

۴۲ اس نے کہا کہ بیشک۔ تمہارے لئے انعام بھی ہوگا۔ اور سب سے بڑا انعام تو یہ ہوگا کہ تم ہمارے مقرب بن جاؤ گے۔ (۷/۱۱۴)۔

۴۳ (مقابلہ شروع ہوا اور) موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ لاؤ۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے' اسے پیش کرو۔

۴۴ چنانچہ انہوں نے اپنے باطل مذہب کی تائید میں نہایت رکیک اور بودی دلیلیں پیش کیں۔ اور کہا کہ فرعون کے جاہ وجلال کی قسم' ہم آج ضرور میدان مار لیں گے۔ (یعنی دلیلیں تو بید کمزور تھیں لیکن چونکہ وہ فرعون کی جاہ وحشمت اور قوت وجبروت کو اپنی پشت پر سمجھتے تھے' اس لئے انہیں اپنی کامیابی کا یقین تھا)۔

۴۵ اس پر موسیٰؑ نے نظام خداوندی کی تائید میں محکم دلائل پیش کئے جو پروہتوں کی' فریب پر مبنی' دلیلوں کو ایک ایک کرکے نگل گئے۔

۴۶ وہ دلائل اس قدر واضح' بیّن اور محکم تھے کہ ان کی روشنی میں' پروہتوں پر موسیٰؑ کی دعوت کی صداقت بے نقاب ہوگئی اور انہوں نے اس کے سامنے سرِتسلیم خم کر دیا۔

۴۷ اور اعلان کر دیا کہ ہم خدائے رب العالمین پر ایمان لاتے ہیں۔

۴۸ یعنی اُس خدا پر جس کی طرف موسیٰؑ اور ہارونؑ دعوت دیتے ہیں۔

۴۹ (فرعون' اپنے پروہتوں کی شکست پر پہلے ہی غصے میں بھرا بیٹھا تھا۔ اب جو اس نے دیکھا کہ وہ برملا' موسیٰؑ کے خدا پر ایمان لے آئے ہیں' تو وہ ان پر برس پڑا' اور انتہائی غیظ و غضب کے عالم میں' گرج کر بولا کہ ہیں!) تم میری اجازت کے بغیر ہی موسیٰؑ کے خدا پر ایمان لے آئے ہو؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ (موسیٰؑ) تمہارا پیرِ و مرشد ہے جس نے تمہیں پروہتی کا علم سکھایا تھا۔ (تم اندر سے سب ملے ہوئے تھے تاکہ مجھے شکست دے کر اپنی حکومت قائم کر لو)۔ تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ تمہاری اس حرکت کی سزا کیا ہے۔ میں ابھی تمہاری مُشکیں کسوا تا دوں۔ تمہیں

اَیۡدِیَکُمۡ وَاَرۡجُلَکُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّکُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوۡا لَا ضَیۡرَ ۫ اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا
(٣ ع ١٨ ٧) مُنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطۡمَعُ اَنۡ یَّغۡفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰیٰنَاۤ اَنۡ کُنَّاۤ اَوَّلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۵۱﴾ وَاَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی اَنۡ
اَسۡرِ بِعِبَادِیۡۤ اِنَّکُمۡ مُّتَّبَعُوۡنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرۡسَلَ فِرۡعَوۡنُ فِی الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِیۡنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَشِرۡذِمَۃٌ قَلِیۡلُوۡنَ ﴿۵۴﴾
وَاِنَّهُمۡ لَنَا لَغَآئِظُوۡنَ ﴿۵۵﴾ وَاِنَّا لَجَمِیۡعٌ حٰذِرُوۡنَ ﴿۵۶﴾ فَاَخۡرَجۡنٰهُمۡ مِّنۡ جَنّٰتٍ وَّعُیُوۡنٍ ﴿۵۷﴾ وَّکُنُوۡزٍ وَّمَقَامٍ

الٹی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈلواتا ہوں- تمہارے ہاتھ پاؤں کٹواتا ہوں- تم سب کو سولی پر چڑھاتا ہوں-

۵۰ (انہوں نے اس کڑک اور گرج کو دل کے پورے سکون کے ساتھ سنا' اور نہایت اطمینان سے)
کہا کہ تم جو جی میں آئے کرو اس سے ہمارا کچھ نہیں بگڑتا- (اب ہماری نگاہوں کا زاویہ بدل چکا ہے) ہماری تمام توجہات' اپنے نشوونما دینے والے کی طرف مرکوز ہیں صحیح منزل آشکارا ہو کر ہمارے سامنے آ چکی ہے- اور ہمارا ہر قدم اُس کی طرف اُٹھ رہا ہے- (تم ہمیں بے گناہ قرار دیدو یا مجرم- اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا- ہماری آرزو یہ ہے کہ جب ہم اپنے خدا کے حضور جائیں تو اس کے سامنے مجرم نہ قرار پائیں)-

۵۱ چونکہ ہم موسیٰؑ اور ہارونؑ کی دعوت پر سب سے پہلے ایمان لائے ہیں' اس لئے ہمیں امید کامل ہے
کہ ہمارے خدا کا قانونِ ربوبیت' ہماری سابقہ غلط روش کے مضر اثرات سے ہمیں محفوظ رکھے گا-

۵۲ (اس کے بعد دیگر واقعات پیش آئے اور آخر الامر) ہم نے موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے
بندوں (بنی اسرائیل) کو لے کر' وہاں سے راتوں رات نکل جا- اور (اتنا سمجھ رکھ کہ) فرعون ضرور تمہارا تعاقب کرے گا-

۵۳ (حضرت موسیٰؑ کی تعلیم اور بنی اسرائیل کی تنظیم کا اثر ملک میں پھیل رہا تھا- اس کے ازالے
کے لئے) فرعون نے مختلف شہروں میں ہرکارے دوڑائے-

۵۴ اور لوگوں سے کہا کہ) یہاں ذلیل لوگوں (یعنی ہماری محکوم قوم' بنی اسرائیل) کی ایک حقیر سی
۵۵ جماعت ہے جو اپنی فتنہ سامانیوں اور سازشوں سے ہمارے غصّے کی آگ کو بھڑکا رہی ہے- (لیکن تم لوگ مطمئن رہو- یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے- اس لئے کہ)

۵۶ ہمارے پاس بڑے بڑے مسلح لشکر ہیں- (ہم انہیں کچل کر رکھ دیں گے)-

۵۷ (اِدھر فرعون کی طرف سے یہ ڈونڈی پٹ رہی تھی' اور اُدھر خدا کا قانون مکافات اعلان کر رہا
تھا کہ سب سننے والے سن لیں کہ) ہم نے فرعون' اور اس کے سرداران قوم کو' ان کے باغات اور چشموں سے
۵۸ اور ان کے خزانوں' اور مناصب و مدارج سے' نکال باہر کیا ہے-

كَرِيمٍ ﴿٥٨﴾ كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾ فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا تَرَاءَى الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ
إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّا ۖ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾ فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ
فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ﴿٦٣﴾ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ ﴿٦٤﴾ وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ
أَجْمَعِينَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٦٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٦٧﴾

٥٩ پھر سُن لو کہ ایسا ہو چکا ہے - یہ سب کچھ ان سے چھن چکا ہے اور اس کے مالک بنی اسرائیل بنا دیئے گئے ہیں۔

٦٠ (بہرحال، بنی اسرائیل راتوں رات مصر سے نکل کھڑے ہوئے - اور) پو پھٹے، فرعون کا لشکر ان کے تعاقب میں چل نکلا۔

٦١ جب فریقین نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰؑ کے ساتھیوں نے کہا کہ لو! ہم پھنس گئے - (سامنے پانی ہے اور پیچھے فرعون کا لشکر - اب ہمارے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں)۔

٦٢ موسیٰؑ نے کہا کہ گھبراؤ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا - جس خدا (نے مجھے اس طرح مصر سے نکلنے کا حکم دیا تھا وہ اب بھی) میرے ساتھ ہے - وہ مجھے ضرور کوئی ایسا راستہ دکھائے گا (جس سے ہم بلاخوف و خطر اپنی منزل تک جا پہنچیں)۔

٦٣ چنانچہ ہم نے موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی جماعت کو لے کر (فلاں سمت سے) سمندر (یا دریا) کی طرف چلو - اور وہاں سے انہیں اس راستے سے پار لے جاؤ جو خشک ہو چکا ہے (٢٠/٧٧ ؛ ٤٤/٢٤)۔
جب صبح نمودار ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ دونوں جماعتیں، عظیم تودوں کی طرح، ایک دوسرے کے بالمقابل کھڑی ہیں —— بنی اسرائیل، سمندر (یا دریا) کے اُس پار - اور فرعون کا لشکر اِس طرف۔

٦٤ قوم فرعون، بنی اسرائیل کی دیکھا دیکھی، اور آگے بڑھ گئی - (راستے میں پانی چڑھ آیا اور وہ سب غرق ہو گئے)۔

٦٥ یوں ہم نے موسیٰؑ اور اس کے تمام ساتھیوں کو، بخیر و خوبی مصر سے نکال لیا اور

٦٦ فرعون اور اس کے ساتھی غرق ہو گئے۔

٦٧ اس واقعہ میں یقیناً (ہر صاحب بصیرت کے لئے حق و باطل کی کشمکش کے انجام کی واضح) نشانی ہے - لیکن، اس کے باوجود، ان لوگوں میں سے اکثر (خدا کے قانون کی صداقت پر) ایمان نہیں لاتے۔

٤ ع ١٧ ٨

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿٦٨﴾ وَ اتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ ﴿٦٩﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٠﴾
قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِیْنَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ یَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿٧٢﴾ اَوْ یَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ یَضُرُّوْنَ ﴿٧٣﴾
قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٥﴾ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمُ
الْاَقْدَمُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿٧٧﴾ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ﴿٧٨﴾ وَ الَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَ
یَسْقِیْنِ ﴿٧٩﴾ وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ﴿٨٠﴾

(اور کہدیتے ہیں کہ ایسے واقعات محض اتفاقی اور ہنگامی طور پر صادر ہو جاتے ہیں)۔

٦٨ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ خدا کے اس قانونِ مکافات کی رُو سے ہوتا ہے جو اتنی قوتوں کا مالک ہے کہ مخالفین پر پورا پورا غلبہ پاکر نظامِ حق و صداقت کے حاملین کی نشو و نما کا سامان کرتا جائے۔

٦٩ اسی طرح (اے رسول!) انہیں داستانِ ابراہیمؑ بھی سناؤ۔

٧٠ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کن چیزوں کی پرستش کرتے ہو؟

٧١ انہوں نے کہا کہ ہم بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور انہی کی پرستش کرتے رہیں گے۔

٧٢ ابراھیمؑ نے کہا کہ جب تم ان بتوں کو پکارتے ہو تو کیا یہ تمہاری بات سنتے ہیں؟

٧٣ یا ان میں اس کی قوت ہے کہ تمہیں کچھ نفع یا نقصان پہنچا سکیں۔

٧٤ (انہوں نے کہا کہ ہمیں ان باتوں کا تو پتہ نہیں۔ نہ ہی ہم اس بحث میں پڑنا چاہتے ہیں) ہم نے اپنے آباء واجداد کو ان کی پرستش کرتے دیکھا تھا (اس لئے ہم بھی ویسا ہی کر رہے ہیں)۔

٧٥ ابراہیمؑ نے کہا کہ کیا تم نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ تم' اور تمہارے اسلاف' جن بتوں کی پرستش

٧٦ کرتے ہیں' ان کی حقیقت کیا ہے؟

٧٧ (بہرحال' تم انہیں جو کچھ سمجھتے ہو' سمجھتے رہو۔ جہاں تک میرا تعلق ہے) میں انہیں اپنا بدترین دشمن سمجھتا ہوں۔ میں دوست رکھتا ہوں اس خدائے رب العالمین کو

٧٨ جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ اور جو زندگی کے صحیح راستے کی طرف میری راہ نمائی کرتا ہے۔

٧٩ وہ خدا' جو مجھے' اپنے قانونِ ربوبیت کے مطابق' کھانے پینے کو دیتا ہے۔ (مجھے ہی نہیں' بلکہ ساری مخلوق کو)

٨٠ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں' تو اُس کے قانونِ طبیعی کے مطابق مجھے شفا ملتی ہے (لہذا' تم جو سمجھتے ہو کہ ان بتوں میں سے کوئی رزق عطا کرنے والا ہے' اور کوئی شفا دینے والا۔ یہ سب تمہاری توہم پرستیاں

وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِیْۤ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿٨٢﴾ رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّ
اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿٨٣﴾ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿٨٤﴾ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ﴿٨٥﴾
وَاغْفِرْ لِاَبِیْۤ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ﴿٨٧﴾ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿٨٨﴾
اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿٨٩﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿٩٠﴾

ہیں۔ کائنات میں سب کچھ خدا کے قوانین کے مطابق ہوتا ہے)۔

٨١ پھر اسی کے قانون کے مطابق مجھے ایک دن موت آئے گی۔ اور وہی مجھے مرنے کے بعد زندگی عطا کرے گا۔

٨٢ اسی خدا سے میں اس کی امید رکھتا ہوں کہ مجھ سے کبھی کوئی بھول چوک ہو جائے تو وہ اعمال کے ظہور نتائج کے وقت اُس کے مضر اثرات سے میری حفاظت کرے گا۔

٨٣ خدا سے میری التجا ہے کہ وہ مجھے لوگوں کے متنازعہ فیہ معاملات میں (حق کے ساتھ) فیصلہ کرنے کی قوت عطا فرمائے اور اُن لوگوں کے زمرے میں شامل کرے جن کی صلاحیتوں کی نشوونما ہو چکی ہو۔

٨٤ اور مجھ سے نوعِ انسان کی فلاح و بہبود کے ایسے اعلیٰ کام سرزد ہوں کہ آنے والی نسلیں میرا ذکر ایک سچے غمخوار کی حیثیت سے کریں۔ (اور اس طرح شرفِ انسانیت کی بنا پر میرا نام زندہ رہے)۔

٨٥ اور میں ان لوگوں میں شامل ہو جاؤں جنہیں زندگی کی آسائشیں اور مرفہ الحالیاں نصیب ہو جاتی ہیں (اِس دنیا میں بھی اور اس کے بعد کی زندگی میں بھی)۔

٨٦ (اور اپنے خدا سے میری دعا یہ بھی ہے کہ) وہ ایسا کر دے کہ میرا باپ جو اس وقت غلط راستے پر چل رہا ہے صحیح راستہ اختیار کرے اور اس طرح وہ ان تباہیوں سے بچ جائے جو اس کی موجودہ روش کا لازمی نتیجہ ہے: (٩/١١٤ ; ١٤/٤١ ; ١٩/٤٧ ; ٦٠/٤)۔

٨٧ اور جب لوگ ظہور نتائج کے وقت اٹھائے جائیں تو اُس وقت میری رسوائی نہ ہو۔

٨٨ کیونکہ اُس وقت نہ تو کسی کا مال اُسے کچھ فائدہ پہنچا سکے گا اور نہ ہی اولاد۔

٨٩ اُس وقت فلاح و بہبود اسی کے حصے میں آئے گی جو "قلبِ سلیم" لے کر خدا کے سامنے جائیگا۔ (جو اپنے اختیار و ارادہ۔ خواہشات اور آرزوؤں کو قوانین خداوندی کے سامنے جھکا ہوا رکھے گا۔ جو ان قوانین سے کبھی سرکشی اختیار نہیں کرے گا)۔ (٣٧/٨٥)

٩٠ اور اُس وقت جنت کو اُن لوگوں کے قریب کر دیا جائے گا جو قوانین خداوندی کی پوری پوری

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ﴿۹۱﴾ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿۹۲﴾ مِن دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنصُرُونَكُمْ أَوْ
يَنتَصِرُونَ ﴿۹۳﴾ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿۹۵﴾ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ﴿۹۶﴾
تَاللَّهِ إِن كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۹۷﴾ إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۹۸﴾ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا
مِن شَافِعِينَ ﴿۱۰۰﴾

نگہداشت کرتے تھے۔

۹۱ اور جہنم کو ان لوگوں کے سامنے نمودار کر دیا جائے گا جو قوانین خداوندی سے سرکشی برت کر غلط راستے اختیار کر لیتے تھے۔ (جہنم تو اب بھی کہیں دور نہیں۔ وہ ان سب کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔ اُس وقت یہ اُسے اپنے سامنے ابھرا ہوا دیکھ لیں گے ۲۹/۵۴ ; ۷۹/۳۶ ; ۸۲/۱۶)۔

۹۲ اُس وقت اِن سے پوچھا جائے گا کہ بتاؤ! وہ تمہارے معبود کہاں ہیں جن کی تم، خدا کو چھوڑ کر، پرستش کیا کرتے تھے۔

۹۳ کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں؟ تمہاری مدد کرنا تو ایک طرف، کیا وہ خود اپنی مدد کے لئے بھی کسی کو بلا سکتے ہیں؟

۹۴ سو اُس دن 'عوام' اور ان کے گمراہ کرنے والے مذہبی پیشواؤں اور لیڈروں کو، اوندھے مُنہ، جہنم رسید کر دیا جائے گا۔

۹۵ یعنی ابلیس کے سارے لاؤ لشکر کو۔

۹۶ وہاں وہ (لیڈر اور ان کے متبعین) ایک دوسرے سے جھگڑیں گے۔

۹۷ وہ (متبعین، اپنے لیڈروں سے) کہیں گے کہ خدا کی قسم، ہم جو تمہارے پیچھے لگ گئے تو ہم نے بڑا ہی غلط راستہ اختیار کیا۔

۹۸ (ہماری اس سے بڑی گمراہی اور کیا ہو گی کہ) ہم تمہیں (اپنا اَن داتا — رازق — سمجھتے تھے اور اس طرح تمہیں) خدائے رب العالمین کا درجہ دیتے تھے۔

۹۹ (تم رزق کے سرچشموں کو اپنے ہاتھ میں لے کر، اور لوگوں کی عقل و فکر کو ماؤف کر کے انہیں مجبور کر دیتے تھے کہ وہ تمہارے پیچھے چلیں)، تم سخت مجرم تھے جنہوں نے ہمیں اس طرح غلط راستوں پر ڈال دیا۔

۱۰۰ (آج پتہ چلا کہ تم جو کہا کرتے تھے کہ ہم تمہارے سچے غمخوار دوست ہیں، اور ہر مصیبت میں تمہارا ساتھ دیں گے، وہ کس قدر غلط تھا)۔ اب کوئی ایسا نہیں جو اس مصیبت میں ہمارے ساتھ کھڑا ہو۔

وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٢﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِالْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٠٥﴾ ۚ ٥ ع ٩
اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٠٦﴾ ۚ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٠٧﴾ ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٠٨﴾ ۚ وَمَآ
اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ ۚ

---

۱۰۱ اور نہ ہی کوئی غمخوار دوست ہے۔

۱۰۲ اے کاش! ہم ایک بار کہیں پھر اُسی زندگی کی طرف لوٹ جائیں، تو سچے مومن بن کر دکھائیں —
(۲۳/۹۹—۱۰۰ ; ۳۹/۵۸)۔

۱۰۳ (ابراہیمؑ کے اس واقعہ، اور ان حقائق میں جو قانون مکافات پر مبنی ہیں، غور کرنے والوں کے لئے حقیقت تک پہنچنے کی)، بڑی نشانی ہے لیکن، اس کے باوجود ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے (اس لئے کہ وہ ان حقائق پر غور نہیں کرتے، اور قوم ابراہیمؑ کی طرح کہہ دیتے ہیں کہ ہم اپنے آباء واجداد کے طریق کو نہیں چھوڑ سکتے)۔

۱۰۴ (لیکن یہ ایمان لائیں یا نہ لائیں۔ خدا کا قانون اپنا کام کئے جا رہا ہے) وہ بڑی قوتوں کا مالک ہے، اس لئے وہ ان تمام مخالفتوں پر غالب آکر، خدا کے عطا کردہ سامانِ زیست کو نوع انسان کے لئے عام کرتا جائے گا۔

۱۰۵ (اسی طرح، نوحؑ کی بھی سرگزشت ہے)۔ اس کی قوم نے بھی خدا کی تکذیب کی۔

۱۰۶ تاآنکہ ان میں، خود ان کے بھائی بندوں میں سے، ایک رسول — نوحؑ — آیا۔ اس نے ان سے کہا کہ یہ بتاؤ کہ تم اپنی غلط روش کی تباہ کاریوں سے بچنا چاہتے ہو، یا نہیں؟

۱۰۷ (اگر بچنا چاہتے ہو، تو میری بات غور سے سنو)۔ مجھے خدا نے تمہاری طرف، امن و سلامتی کا پیغامبر بنا کر بھیجا ہے۔

۱۰۸ اگر تم، ان تباہیوں سے امن میں رہنا چاہتے ہو تو تم، قوانین خداوندی کی نگہداشت کرو۔ اور اس کا عملی طریق یہ ہے کہ تم میری اطاعت کرو۔ (اس لئے کہ ان قوانین کی نگہداشت، اجتماعی طریق سے ہو سکتی ہے)۔

۱۰۹ (یہ نہ سمجھو کہ اس میں میرا کوئی اپنا مفاد مضمر ہے۔ بالکل نہیں۔ میں یہ تمہارے ہی بھلے کیلئے کہہ رہا ہوں)۔ میں تم سے اس کے لئے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا۔ میرا معاوضہ اس خدا کے ذمے ہے جو تمام

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۱۱۰ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ۱۱۱ قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۱۱۲
اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ۱۱۳ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۱۱۴ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۱۱۵ قَالُوْا
لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ۱۱۶ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ۱۱۷ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّ

اقوام عالم کا پرورش کرنے والا ہے۔

۱۱۰ تم صرف' قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے میری اطاعت کرو۔

۱۱۱ انہوں نے کہا کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیا ہم تمہیں اپنا لیڈر تسلیم کرلیں' اور اس طرح تمہاری اس جماعت میں شامل ہو جائیں جس میں سوسائٹی کے وہ لوگ شامل ہیں جو نہایت پست' ذلیل اور کمینے ہیں اور ادنیٰ درجے کے کام کاج کرتے ہیں (کیا ہم اس پارٹی میں شامل ہو کر' ان رذیل لوگوں کو اپنا ہمسر بنالیں؟ بھلا یہ کیسے ممکن ہے؟)۔

۱۱۲ نوحؑ نے کہا کہ مجھے اس سے غرض نہیں کہ ان لوگوں کے پیشے کیا ہیں۔ نہ ہی مجھے اس کے معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ کیا کام کرتے ہیں۔

۱۱۳ (ہمارے ہاں تو صرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ ان کے دل کس قسم کے ہیں اور یہ' نظام خداوندی کے لئے کیا کرتے ہیں۔ اسی کے مطابق' ان کی قدر و قیمت کے پیمانے مقرر ہیں)۔ میرا خدا اس کا حساب رکھتا ہے۔
اے کاش! تم اس حقیقت کو سمجھ سکتے (کہ انسان کی عزت و تکریم اس سے ہے کہ وہ قوانین خداوندی کی کس قدر نگہداشت کرتا ہے ۴۹/۱۳ - نہ اس سے کہ اس کا پیشہ کیا ہے)؟

۱۱۴ میں تمہاری خاطر ان لوگوں کو اپنے سے الگ نہیں کر سکتا جو قوانین خداوندی کی صداقت پر ایمان لاکر میرے رفیق کار بنے ہیں۔ (میرے نزدیک' یہ غریب اور ادنیٰ پیشوں کے حامل' ان سرداران قوم سے کہیں زیادہ واجب الاحترام ہیں' جو قوانین خداوندی کی مخالفت کرتے ہیں)۔

۱۱۵ بہرحال' میرا فریضہ یہ تھا کہ میں تمہیں' تمہاری غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کردوں۔ سو وہ میں نے کردیا۔ اور نہایت واضح انداز سے کردیا۔ (اب ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے)۔

۱۱۶ انہوں نے کہا (کہ تم ان ادنیٰ درجے کے لوگوں کو مساوات کی تعلیم دے کر' معاشرہ میں فساد برپا کر رہے ہو)، اگر تم اس روش سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کردیں گے۔

۱۱۷ نوحؑ نے اپنے رب سے فریاد کی کہ اے میرے نشوونما دینے والے! یہ میری ہر بات کی تکذیب کئے جارہے ہیں۔

۱۱۸ تو ان میں اور مجھ میں قطعی فیصلہ کردے' اور مجھے' اور میری جماعت کے لوگوں کو' جو تیرے

نَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ
الْبٰقِیْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۲۲﴾
كَذَّبَتْ عَادُ ِۨالْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا
اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ
رِیْعٍ اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

ع ۶ / ۱۰ / ۱۸

قوانین کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں' ان کی دست درازیوں سے محفوظ رکھ۔

۱۱۹ چنانچہ ہم نے نوحؑ کو' اور اس کے ساتھیوں کو ایک کشتی میں سوار کیا' اور انہیں بخیر و خوبی نکال لے گئے۔

۱۲۰ اور اس کے بعد باقیماندہ لوگ (اپنی ضد' تکبر' نخوت اور حماقت کے ہاتھوں) غرق ہو گئے۔

۱۲۱ قوم نوحؑ کے اس واقعہ میں بھی' ارباب بصیرت کے لئے' (ہمارے قانون مکافات کی صداقت کی) بڑی نشانی ہے۔ لیکن اس کے باوجود' اکثر لوگ اس قانون پر ایمان نہیں لاتے۔

۱۲۲ (لیکن اس سے کبیدہ خاطر ہونے کی کوئی بات نہیں) خدا کا قانون بڑی قوتوں کا مالک ہے۔ وہ آخرالامر غالب آئے گا' اور خدا کی عالمگیر ربوبیت کو پھیلاتا چلا جائے گا۔

۱۲۳ اسی طرح قوم عاد نے بھی ہمارے پیغامبروں کی تکذیب کی۔

۱۲۴ جب (آخر میں) ہودؑ نے' جو ان کے بھائی بندوں میں سے تھا' ان سے کہا کہ کیا تم اپنی غلط روش کی تباہ کاریوں سے بچنا چاہتے ہو یا نہیں؟

۱۲۵ اگر بچنا چاہتے ہو تو سن لو کہ میں تمہاری طرف' خدا کے ہاں سے' امن و سلامتی کا پیغام لے کر آیا ہوں۔

۱۲۶ لہذا' تم قوانین خداوندی کی نگہداشت کرنے کے لئے' میری اطاعت کرو۔

۱۲۷ یہ بھی سن لو کہ میں' اس کے بدلے میں' تم سے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا۔ میرا معاوضہ مجھے خدا کی ربوبیت عالمینی کی طرف سے مل جائے گا۔

۱۲۸ تم اونچی اونچی پہاڑیوں پر اس قسم کے بڑے بڑے میموریل (یادگاریں) بناتے رہتے ہو جن کا کوئی مصرف نہیں۔ (ان سے بھلا نوع انسانی کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ اگر کوئی عمارت بنانی ہے تو ایسی بناؤ جو کسی کے کام آ سکے!)۔

وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿۱۲۹﴾ وَإِذَا بَطَشْتُم بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَ
أَطِيعُونِ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُم بِمَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۳۲﴾ أَمَدَّكُم بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ﴿۱۳۳﴾ وَجَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۱۳۴﴾
إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُن مِّنَ الْوَاعِظِينَ ﴿۱۳۶﴾
إِنْ هَٰذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ
أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۳۹﴾

---

۱۲۹ اور تم طرح طرح کے ساز و سامان (اور اسلحہ وغیرہ) بناتے رہتے ہو اس لئے نہیں کہ ان
۱۳۰ سے ظلم کی روک تھام کرو (بلکہ) اس لئے کہ کمزوروں پر تمہارے آہنی پنجے کی گرفت ڈھیلی نہ ہونے پائے اور
تمہارا غلبہ و اقتدار اور جور و استبداد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم رہے۔
۱۳۱ (یہ روش بڑی غلط ہے، اسے چھوڑ دو اور) قوانینِ خداوندی کی نگہداشت کرنے کے لئے اس
نظام کی اطاعت کرو جو میں قائم کرنا چاہتا ہوں۔
۱۳۲ تم اُس خدا کے قوانین کی نگہداشت کرو جس نے، جیسا کہ تم خود جانتے ہو، تمہیں سامانِ زیست
کی اس قدر فراوانیاں عطا کر رکھی ہیں۔
۱۳۳ مال مویشی کی کثرت۔ قبیلے کے افراد کی بہتات۔ لہلہاتے باغات۔ ان کی سیرابی کے لئے آبِ
۱۳۴ رواں کے چشمے۔ (یہ سب خدا نے دے رکھے ہیں۔ ان میں کوئی چیز ایسی نہیں جو بنیادی طور پر تمہاری پیدا
کردہ ہو۔ لیکن تم اس سامانِ زیست سے حاصل کردہ قوت کو، دوسروں پر ظلم و استبداد کے لئے استعمال
کرتے ہو۔ (۲۶/۱۳۰)۔
۱۳۵ مجھے ڈر ہے کہ تمہاری اس روش کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تم پر سخت تباہی آ جائے گی۔
۱۳۶ (انہوں نے یہ سب کچھ سنا اور نہایت طنز و حقارت سے کہا کہ آپ کے اس وعظ کا شکریہ! لیکن ہمیں
اس کی ضرورت نہیں، ہمارے لئے تمہارا وعظ و نصیحت کرنا یا نہ کرنا، برابر ہے۔
۱۳۷ (خدا۔ اس کا قانونِ مکافات۔ تباہیوں اور بربادیوں کا عذاب جس سے تم ہمیں ڈراتے دھمکاتے
ہو۔ یہ سب) پرانے زمانے کے لوگوں کے من گھڑت افسانے ہیں۔ (۲۵/۵)۔
۱۳۸ (آپ ہمارے غم میں یونہی بیکار نہ گھلے جایئے)۔ ہم پر کوئی تباہی نہیں آئے گی۔
۱۳۹ چنانچہ اس طرح انہوں نے، ہُودؑ کی ایک ایک بات کو غلط بتایا اور جھوٹ ٹھہرایا۔ نتیجہ اس کا
یہ کہ ہمارے قانونِ مکافات نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٤٠﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٤١﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٤٢﴾
إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٤٤﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٤٥﴾
أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ﴿١٤٦﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٤٧﴾ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُونَ
مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ﴿١٤٩﴾

قوم عاد کی اس سرگزشت میں بھی، سمجھنے والوں کے لئے (ہمارے قانون مکافات کی) بڑی نشانیاں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان لوگوں میں سے اکثر ایمان نہیں لائیں گے۔

۱۴۰ (لیکن یہ ایمان لائیں یا نہ لائیں۔ خدا کا قانون اپنا کام کئے جائے گا) وہ بڑی قوتوں کا مالک ہے۔ وہ ان تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا جو نوعِ انسانی کی نشوونما کے راستے میں حائل کی جاتی ہیں۔

۱۴۱ اسی طرح قوم ثمود نے بھی اپنے پیغامبروں کی تکذیب کی۔

۱۴۲ (آخر الامر) اُن کے بھائی بندوں میں سے صالحؑ ان کی طرف آیا اور ان سے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ تم اپنی غلط روش کی تباہیوں سے بچنا چاہتے ہو یا نہیں؟

۱۴۳ اگر بچنا چاہتے ہو تو سن لو کہ میں تمہاری طرف، خدا کے ہاں سے، امن و سلامتی کا پیغام لیکر آیا ہوں۔

۱۴۴ اس لئے تم قوانین خداوندی کی نگہداشت کرو۔ اور اس کا عملی طریق یہ ہے کہ جو نظام میں متشکل کرتا ہوں اس کی اطاعت کرو۔

۱۴۵ اور دیکھو! میں اس بات کا تم سے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا۔ میرا معاوضہ خدا کی ربوبیتِ عالمینی کے ذمے ہے۔

۱۴۶ (تم سوچو کہ اگر تم نے یہی روش جاری رکھی جس پر تم اس وقت چلے جا رہے ہو تو) کیا تم زندگی کی ان آسائشوں اور فراوانیوں میں، جو تمہیں اِس وقت میسر ہیں، امن و چین سے علیٰ حالہٖ رہنے دیئے جاؤ گے؟

۱۴۷ یعنی ان لہلہاتے باغات اور چشموں میں۔

۱۴۸ ان زرخیز زمینوں میں۔ اور ان نخلستانوں میں جہاں درختوں پر پھلوں کے نرم اور خوشگوار تہ بہ تہ، خوشے لٹک رہے ہیں۔

۱۴۹ اور ان قلعہ نما محلوں میں، جنہیں تم (مضبوطی اور حفاظت کی غرض سے) پہاڑوں کو تراش تراش کر

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾
قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ
هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾

بڑی صنعت کاری سے ملتے ہو' اور پھر اتراتے پھرتے ہو کہ یہاں تمہارا کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا۔

۱۵۰ (یہ سب چیزیں اپنی اپنی جگہ مفید اور ضروری ہیں۔ لیکن چونکہ تم انہیں استعمال کرتے ہو نوع انسان کی سلب و نہب کے لئے' اس لئے' اس روش کا نتیجہ تباہیوں اور بربادیوں کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔ اگر تم ان تباہیوں) سے بچنا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ یہ کہ تم) قوانین خداوندی کی نگہداشت کے لئے میری اطاعت کرو۔

۱۵۱ اور اپنے ان لیڈروں کا کہا مت مانو جو عدل و انصاف کی حدود سے تجاوز کر کے' ملک میں
۱۵۲ ناہمواریاں پھیلاتے ہیں اور کبھی اس کی اصلاح کی فکر نہیں کرتے۔

(انہوں نے سب کچھ سنا اور اس کے بعد نہایت حقارت سے کہا کہ ہمیں اس کا اندازہ ہو گیا
۱۵۳ ہے کہ) تو بھی ان لوگوں میں سے ہے جو اس فریب میں مبتلا ہو جاتے ہیں (کہ خدا ہم سے ہمکلام ہوتا ہے اور ہمیں دنیا کی اصلاح کے لئے مامور کرتا ہے!)۔

۱۵۴ تم تو ہمارے ہی جیسے ایک انسان ہو (اس لئے تم خدا کے رسول کس طرح ہو سکتے ہو؟) بہرحال' اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ ہم پر تباہی آنے والی ہے' تو اس کے لئے کوئی نشانی پیش کرو۔

۱۵۵ (اس پر صالحؑ نے کہا کہ اس وقت تمہاری حالت یہ ہے کہ تم نے سامانِ زیست کے سرچشموں کو بڑے بڑے لوگوں کی ملکیت قرار دے رکھا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ غریب آدمی اور ان کے مال مویشی سب' تمہارے رحم و کرم پر جیتے ہیں۔ تمہارا جی چاہا تو بھیک کے ٹکڑے کی طرح' کچھ ان کی جھولی میں ڈال دیا۔ نہ جی چاہا تو نہ دیا۔ وہ بچارے بطور حق کوئی چیز نہیں لے سکتے۔ یہ نظام وہ ہے جسے میں نے فساد' یا ناہمواریوں سے تعبیر کیا ہے۔ اس کے برعکس' اصلاح اور ہمواریوں کا نظام یہ ہے کہ خدا کے دیئے ہوئے سامان رزق کو' سب کے لئے اس طرح کھلا رکھا جائے کہ ہر شخص اپنی اپنی ضرورت کے مطابق لے لے۔ اب یہ دیکھنے کے لئے کہ تم اس روش پر چلنا چاہتے ہو یا نہیں' آسان سی ترکیب ہے)۔ یہ ایک اونٹنی ہے۔ (تمہیں اس سے سروکار نہیں کہ یہ کس کی اونٹنی ہے — کسی غریب آدمی کی ہے یا بڑے لوگوں میں سے کسی کی۔ بس یہ ایک جانور ہے جسے اور جانوروں کی طرح بھوک بھی لگتی ہے اور پیاس بھی۔ اس لئے

وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿١٥٧﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۭ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٥٨﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٥٩﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ۨ ٨ ع ١٢
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٦٠﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٦١﴾ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٦٣﴾ وَمَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٤﴾

اسے پانی بھی چاہیئے اور چارہ بھی)۔ ہم باریاں مقرر کر لیتے ہیں اور اس کا اعلان کر دیتے ہیں۔ یہ اونٹنی اپنی باری پر پانی پیا کرے گی اور تمہاری اونٹنیاں اپنی باری پر۔ اگر تم نے اس کی باری کے دن، اسے پانی پینے سے روکا اور کوئی اذیت پہنچائی تو یہ اس کی علامت ہوگی کہ تم اپنی موجودہ روش سے باز نہیں آنا چاہتے۔ اور تمہاری یہ روش ایسی ہے جس کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں۔

۱۵۷ (چنانچہ اُنہوں نے اس وقت تو بات مان لی، لیکن اپنے عہد پر قائم نہ رہے)۔ اور اس اونٹنی کو مار ڈالا۔ مارنے کو تو اسے مار دیا لیکن بعد میں سخت پشیمان ہوئے کہ اگر صالحؑ کی بات سچی نکلی تو پھر کیا ہوگا؟

۱۵۸ اور صالحؑ کی بات سچی نکلی —— اسے سچا نکلنا ہی تھا —— چنانچہ ان پر تباہی آگئی۔ (جو قوم بھی کسی کو خدا کے دیئے ہوئے سامانِ زیست سے محروم رکھے گی اس پر تباہی آجائے گی)۔ اس واقعہ میں بھی غور و فکر کرنے والوں کے لئے، ہزار سامانِ عبرت و موعظت ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان میں سے اکثر خدا کے قانونِ مکافاتِ عمل پر ایمان نہیں لائیں گے۔

۱۵۹ (لیکن اس سے خدا کا کیا بگڑے گا؟) اس کا قانون بڑی قوتوں کا مالک ہے۔ وہ ان پر غالب آ کر رہے گا۔ اور ایسا نظام قائم ہوگا جس میں خدا کا عطا کردہ سامانِ رزق تمام مخلوق کی نشو و نما کے لئے عام ہو۔

۱۶۰ اِسی طرح قومِ لوط نے بھی پیغامبرانِ خداوندی کی تکذیب کی۔

۱۶۱ آخر الامر ان کی طرف، ان کے بھائی بندوں میں سے لوطؑ آیا۔ اور اس نے کہا کہ مجھے بتاؤ کہ تم اپنی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے بچنا چاہتے ہو یا نہیں؟

۱۶۲ میں تمہاری طرف خدا کے وہ قوانین لایا ہوں جو تمہارے امن و سلامتی کے ضامن ہیں۔

۱۶۳ لہٰذا، ان قوانین کے مطابق زندگی بسر کرو۔ اور اس کا عملی طریق یہ ہے کہ تم میری اطاعت کرو۔

۱۶۴ میں اس کے لئے تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا۔ میرا معاوضہ خدا کے عالمگیر نظامِ ربوبیت

أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِينَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُونَ ﴿١٦٦﴾
قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يٰلُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي
مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنٰهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغٰبِرِينَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٧٢﴾ وَأَمْطَرْنَا
عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٣﴾

کے ذمّے ہے۔

١٦٥ تمہاری حالت یہ ہے کہ تم نے جنسی تسکین کے لئے' دنیا جہان سے الگ روش اختیار کر رکھی ہے۔

١٦٦ تم عورتوں کو چھوڑ کر' جنہیں تمہارے نشوونما دینے والے نے اس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ (کہ ان سے افزائش نسل ہو) مردوں کے پاس جاتے ہو۔ تم تو بالکل حد سے گزر گئے!

١٦٧ (انہوں نے لوطؑ کی اس بات کا تو کوئی جواب نہ دیا —— وہ جواب دے ہی کیا سکتے تھے؟ — اور کہا کہ' ہم تمہاری باتیں سنتے سنتے تنگ آ گئے ہیں)۔ اگر تم اس سے باز نہ آئے' اور ہم سے یہی کچھ کہتے رہے' تو تمہیں بستی سے باہر نکال دیا جائے گا۔

١٦٨ لوطؑ نے کہا کہ (تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو' میرے خلاف کر لو' لیکن میں تمہاری ان حرکات کے خلاف لب کشائی سے باز نہیں رہ سکتا۔ اس لئے کہ) یہ ایسا مذموم فعل ہے جسے دیکھ کر میرا دل جل جاتا ہے۔ (میرے سینے میں' جذبات نفرت کا سیلاب امنڈ آتا ہے۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ جس فعل کو میں اس قدر شنیع سمجھوں' اس کے خلاف کچھ نہ کہوں۔ لہٰذا' میں جو کچھ تم سے کہتا ہوں' اس سے باز نہیں آ سکتا)۔

١٦٩ اُس نے اُن لوگوں سے یہ کہا' اور پھر اپنے نشوونما دینے والے سے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! مجھے' اور میرے رفقاء کو' اس تباہی سے بچا لے جو ان لوگوں پر' ان کے اعمال کے نتیجے میں آنے والی ہے۔

١٧٠ چنانچہ ہم نے اُسے اور اس کے ساتھیوں کو وہاں سے بحفاظت نکال لیا' بجز لوطؑ کی بڑھیا بیوی کے (٢٦/٢٧)۔

١٧١ جو اس جماعت کے ساتھ تھی' جو پیچھے رہ کر تباہ ہونے والی تھی۔

١٧٢ چنانچہ ہم نے ان سب کو جو اس طرح پیچھے رہ گئے تھے' تباہ کر دیا۔

١٧٣ اور یہ تباہی ان پتھروں سے ہوئی جو کوہ آتش فشاں نے ان پر برسائے تھے۔ کیسی

(۹ ع ۱۶ ۱۳) اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۱۷۴) وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ (۱۷۵) كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ
الْمُرْسَلِیْنَ (۱۷۶) اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَیْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ (۱۷۷) اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ (۱۷۸) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ (۱۷۹)
وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۱۸۰) اَوْفُوا الْكَیْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِیْنَ (۱۸۱)
وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ (۱۸۲) وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ (۱۸۳)

تباہ کن تھی یہ بارش جو ان لوگوں پر ہوئی جنہیں پہلے متنبہ کر دیا گیا تھا کہ اگر تم نے لوطؑ کی بات نہ مانی تو ہلاک ہو جاؤ گے۔

۱۷۴ اس واقعہ میں بھی ارباب بصیرت کے لئے سامان صد موعظت ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان لوگوں میں سے اکثر خدا کے قانون مکافات پر ایمان نہیں لائیں گے۔

۱۷۵ لیکن اگر یہ ایمان نہیں لائیں گے، تو نہ لائیں۔ اس سے خدا کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ اس کا قانون مکافات بڑی قوتوں کا مالک ہے۔ وہ آخر الامر غالب آئے گا اور یہ لوگ، نوعِ انسان کی نشوونما کے راستے میں جو روڑے اٹکا رہے ہیں، وہ انہیں دور کر دے گا۔

۱۷۶ اسی طرح اہلِ مدین نے بھی اپنے پیغمبروں کی تکذیب کی۔

۱۷۷ آخر الامر ان کی طرف شعیبؑ آیا، اور ان سے کہا کہ کیا تم اپنی روش کے تباہ کن نتائج سے بچنا نہیں چاہتے؟

۱۷۸ میں تمہاری طرف، خدا کے ہاں سے ایسا ضابطۂ قوانین لے کر آیا ہوں جو امن و سلامتی کا ضامن ہے۔

۱۷۹ تم ان قوانین کی نگہداشت کرو۔ اور اس کا عملی طریقہ یہ ہے کہ تم میری اطاعت کرو۔

۱۸۰ میں تم سے اس کے بدلے میں کچھ نہیں مانگتا۔ میرا بدلہ مجھے خدائے رب العالمین کے ہاں سے ملے گا۔

۱۸۱ تم اپنی غلط روش کو چھوڑو۔ ماپ تول کے پیمانے صحیح رکھو۔ کسی کو کم نہ دو۔

۱۸۲ ٹھیک ترازو سے تولو۔

۱۸۳ اور لوگوں کو ان کی چیزیں پوری پوری دو۔ مختصراً تم اپنے معاشی نظام کو عدل کے خطوط پر متشکل کرو۔ اور اس طرح ان ناہمواریوں کو دور کرو جو تم نے اس وقت، اپنے غلط نظام کی رو سے پیدا کر رکھی ہیں۔ (انسانی معاشرہ میں معاشی ناہمواریاں پیدا کرنے کا نتیجہ بڑا تباہ کن ہوتا ہے)۔

وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ﴿١٨٥﴾ وَمَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا
وَاِنْ نَّظُنُّکَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ ﴿١٨٦﴾ فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّیْۤ
اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٨﴾ فَکَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ کَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿١٨٩﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ
لَاٰیَةً ؕ وَمَا کَانَ اَکْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿١٩٠﴾ وَاِنَّ رَبَّکَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿١٩١﴾ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿١٩٢﴾ ع ١٠ / ١٤

١٨٤ اس تباہی سے بچنے کا طریق یہ ہے کہ تم اس خدا کے قوانین کے مطابق زندگی بسر کرو جس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے، اور تم سے پہلی قوموں کو بھی۔ (جس خدا نے تمام انسانوں کو پیدا کیا ہے، اس نے، ان کی پرورش کے لئے سامانِ زیست بھی عطا کر دیا ہے۔ اس سامان کی تقسیم اس طریق سے کرو کہ کوئی فرد، اپنی ضروریات سے محروم نہ رہنے پائے)۔

١٨٥ انہوں نے کہا کہ ہمیں ایسا نظر آتا ہے کہ تو بھی انہی میں سے ہے جو اس فریب میں مبتلا ہو کر کہ خدا ان سے باتیں کرتا ہے، (قوم کے مصلح بننے کی کوشش کرتے ہیں)۔

١٨٦ تو ہماری ہی طرح کا انسان ہے (اس لئے تو خدا کا رسول کس طرح ہو سکتا ہے؟)۔ ہم تمہیں، تمہارے دعوے میں سراسر جھوٹا سمجھتے ہیں۔

١٨٧ اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ ہماری اس روش کے نتیجہ میں ہم پر تباہی آنے والی ہے، تو تم آسمان کا کوئی ٹکڑہ ہم پر گرا دو (اور اس طرح اس ناگہانی آفت کو ہم پر لے آؤ)۔

١٨٨ شعیبؑ نے کہا کہ (میں تم پر آسمانی آفت کیا گراؤں گا)۔ میرا نشوونما دینے والا خوب جانتا ہے کہ تم کیا کرتے ہو، (اور تمہارے یہ اعمال، تم پر کس قسم کی تباہی لائیں گے)۔

١٨٩ بہرحال، وہ اس کی تکذیب کرتے رہے تا آنکہ ان کی غلط روش کے نتائج کے ظہور کا وقت آ گیا۔ اور وہ ہر طرف سے ان پر چھا گئے۔ وہ عذاب، بڑا ہی سخت تھا۔

١٩٠ اس قوم کی سرگزشت میں بھی اربابِ بصیرت کے لئے، ہمارے قانونِ مکافات کی صداقت کی نشانی ہے۔ لیکن، اس کے باوجود، ان میں سے اکثر لوگ، ان قوانین پر ایمان نہیں لائیں گے۔

١٩١ لیکن یہ قوانین، اس کے باوجود، اپنا کام کرتے جائیں گے۔ یہ بڑی قوتوں کے مالک ہیں۔ آخر الامر غلبہ انہی کا ہوگا، اور نوعِ انسان کی نشوونما کے راستے میں جو رکاوٹیں پیدا کی جاتی ہیں، وہ دور ہو کر رہیں گی۔

١٩٢ (یہ ہے ہمارا سلسلۂ رشد و ہدایت جو شروع سے چلا آ رہا ہے۔ اب اس کی آخری کڑی،

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿۱۹۳﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿۱۹۵﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ
الْأَوَّلِينَ ﴿۱۹۶﴾ أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿۱۹۷﴾ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ﴿۱۹۸﴾
فَقَرَأَهُ عَلَيْهِم مَّا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۹۹﴾ كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۲۰۰﴾

اس قرآن کی شکل میں نوعِ انسان کو دی گئی ہے)۔ اِسے اُس خدا کی طرف سے بتدریج نازل کیا جارہا ہے جو تمام نوعِ انسان کا نشو ونما دینے والا ہے۔ (اس سے مقصد ہی یہ ہے کہ ایسا نظام قائم کیاجائے جس میں تمام افرادِ انسانیہ کے جسم اور ذات کی نشو ونما ہوتی جائے)۔

۱۹۳ اسے ایک ایسی الوہیاتی توانائی نے تیرے قلب کی گہرائیوں میں اتارا ہے جو اس میں، اپنی طرف سے کسی قسم کی دخل اندازی نہیں کرتی (یعنی جو کچھ خدا بھیجتا ہے، جبریل اُسے اُسی طرح

۱۹۴ قلبِ نبوی میں اتار دیتا ہے۔ (۲/۹۷ ؛ ۱۶/۱۰۲)۔ مقصد اس سے یہ ہے کہ تو (بھی انبیائے سابقہ کی طرح) لوگوں کو، ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کردے۔

۱۹۵ اسے ایسی واضح، صاف اور نکھری ہوئی زبان میں نازل کیا گیا ہے (جس میں کسی قسم کا ابہام نہیں۔ کوئی الجھاؤ نہیں)۔

۱۹۶ اور اس کی تعلیم، اصولاً، وہی ہے جو انبیائے سابقہ کے صحیفوں میں تھی (اور جو وہاں محفوظ نہ رہی)۔

۱۹۷ (یہ قریشِ عرب اس حقیقت سے واقف نہیں کہ یہ تعلیم اصولاً وہی ہے جو انبیائے سابقہ کے صحیفوں میں تھی، کیونکہ اِن کی طرف مدت سے کوئی رسول نہیں آیا۔ ۳۶/۴ ۔ لیکن) کیا یہ بات ان کے لئے نشان نہیں بن سکتی کہ اس حقیقت کو، علمائے بنی اسرائیل خوب جانتے ہیں۔ (یہ چاہیں تو ان سے دریافت کرسکتے ہیں)۔

۱۹۸ (پھر جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے، اس قرآن کو ہم نے اِنہی قریش کی فصیح و بلیغ زبان میں نازل کیا ہے، جس سے یہ از خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کتاب کسی انسان کی بنائی ہوئی ہے یا انسانوں سے بالاتر ہستی ـــ خدا ـــ کا نازل کردہ)۔ اگر ایسا ہوتا کہ ہم اسے کسی عجمی پر نازل کرتے۔

۱۹۹ اور وہ اسے انہیں پڑھ کر سناتا، (تو بھی ان کا اعتراض، قابلِ فہم ہوتا۔ لیکن اب اِن کا اِنکار اس امر کی کھلی ہوئی شہادت ہے کہ یہ اپنی روش کو چھوڑ کر) صداقت کی راہ اختیار نہیں کرنا چاہتے۔

۲۰۰ یہ اُسی قسم کے خیالات ہیں جو اُن لوگوں کے دل میں اٹھا کرتے ہیں، جو اپنے جرائم سے

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾
اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾

باز نہیں آنا چاہتے۔

۲۰۱ اس سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ بھی اس قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے تاوقتیکہ اس الم انگیز تباہی کو اپنے سامنے نہ دیکھ لیں (جس سے انہیں متنبہ کیا جارہا ہے)۔

۲۰۲ جب ان کے اعمال کے ظہور نتائج کا وقت آئے گا تو وہ عذاب ان کے سامنے اس طرح دفعۃً نمودار ہو جائے گا کہ ان کے سان گمان میں بھی نہیں ہو گا کہ وہ کہاں سے آ گیا۔

۲۰۳ اُس وقت یہ کہیں گے کہ کیا ہمیں کچھ مہلت نہیں دی جا سکتی (کہ ہم اپنی روش میں اصلاح کر لیں)۔

۲۰۴ تو کیا، اس کے باوجود، یہ لوگ ہمارے عذاب کے لئے جلدی مچاتے ہیں؟

۲۰۵ جہاں تک اس مہلت کا تعلق ہے جو انہیں اِس وقت دی جا رہی ہے، اس کے متعلق سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر ہم انہیں سالہا سال تک کی بھی مہلت دیدیں۔ اور یہ اُس مدت میں، سامانِ زیست سے بھرپور فائدہ اٹھاتے رہیں (لیکن اس کے باوجود اپنی غلط روش میں تبدیلی نہ پیدا کریں)۔

۲۰۶ اور اس کے بعد ان کے سامنے وہ عذاب آجائے۔ تو اِن کا ساز و سامان جو اِنہوں نے
۲۰۷ اِس دوران میں اکٹھا کر لیا ہو گا، اِن کے کسی کام نہیں آسکے گا۔ وہ اِنہیں، اُس تباہی سے ہرگز نہیں بچا سکے گا۔

۲۰۸ ہمارا انداز ہی یہ ہے کہ جب تک کسی قوم کے پاس ہمارا پیغامبر نہیں آجاتا جو انہیں، ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے متنبہ کر دے، اور اس طرح انہیں اس کا موقعہ بہم پہنچائے کہ وہ اپنی غلط روش سے باز آجائیں، ہم اس قوم کو ہلاک نہیں کیا کرتے۔

۲۰۹ (یہ تو بڑی زیادتی ہوتی کہ کسی قوم کو بغیر آگاہ کئے اور بغیر اصلاحِ حال کا موقع دیئے یونہی تباہ کر دیا جاتا) یہ ظلم ہے۔ اور ہم کبھی ظلم نہیں کیا کرتے۔

۲۱۰ (ہاں، تو جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے، اِس قرآن کو، خدا کی طرف سے "روح الامین" لے کر نازل ہوا ہے)، یہ اس قسم کی چیز نہیں جسے ان کے کاہن اور نجومی پیش کیا کرتے ہیں (وہ

وَمَا يَنۢبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿۲۱۱﴾ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ﴿۲۱۳﴾
وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۱۵﴾ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا
تَعْمَلُونَ ﴿۲۱۶﴾

انسانی شعبدہ بازیوں کے کرشمے ہوتے ہیں۔ وحی اس سے بالکل الگ چیز ہے)۔

۲۱۱ (وہ باتیں جس کا جی چاہے کسب و ہنر سے حاصل کرسکتا ہے)۔ لیکن وحی اس طرح حاصل نہیں کی جاسکتی۔ (وہ خدا کی طرف سے صرف اسے مل سکتی ہے، جسے اس کا اہل سمجھا جاتا ہے)۔ کاہن اور ساحر وغیرہ اس کے اہل نہیں ہوسکتے۔

۲۱۲ (وحی کا پانا اور اس کا "آسمانوں" سے لے آنا تو ایک طرف یہ لوگ تو) اس مقام کی بھنک تک بھی نہیں پاسکتے۔ جو وحی کا سرچشمہ ہے۔ (۱۵/۱۷—۱۸ ; ۳۷/۸ ; ۶۷/۵)۔

۲۱۳ لہذا یہ سمجھنا کہ انسان اپنی محنت اور کوشش سے وہی بات پیدا کرسکتا ہے جو خدا کی وحی کی ہوتی ہے، خدا کے ساتھ انسان کو الٰہ تسلیم کرلینے کے مرادف ہے۔ (وحی کا تعلق خالصتہً علم و اقتدار خداوندی سے ہے جس میں کسی انسان کو دخل نہیں ہوسکتا۔ نہ ہی کوئی انسان اس کی مثل بناسکتا ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں ایک ہی قبیل سے ہیں، وہ سخت گمراہی میں ہیں)۔ اس کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا —— تم ایسا نہ سمجھ لینا۔

۲۱۴ (یہ حقیقت بھی قابل غور ہے کہ کہانت —— کشف و الہام وغیرہ —— انفرادی تجربے ہوتے ہیں۔ جن کی کیفیات فرد متعلقہ تک محدود رہتی ہیں۔ ان کا مقصد انسانی دنیا میں کسی قسم کا انقلاب پیدا کرنا نہیں ہوتا۔ نہ ہی وہ معاشرہ میں انقلاب لاسکتے ہیں۔ برعکس اس کے، وحی کا مقصد انسانی معاشرہ میں انقلاب پیدا کرنا ہوتا ہے، اسی لئے حامل وحی، اس علم کو خدا سے پاکر انسانی دنیا کی طرف آتا ہے۔ یہی مقصد اے رسول! تیرے سامنے بھی ہے)۔ لہذا تو اس کے لئے، سب سے پہلے اپنے معاشرہ میں سے ان لوگوں کو دعوت دے جو تجھ سے قریب تر ہیں۔ (یعنی سنتِ ابراہیمیؑ کے اتباع میں، اس دعوت کا آغاز خود اپنے اہلِ خاندان سے کر)۔

۲۱۵ پھر ان میں سے جو ایمان لے آئے، اور اس مقصد کے حصول کے لئے تیرا اتباع کرے، اُسے اپنے دامن حفاظت و سایۂ عاطفت میں لپیٹ لے۔ اس طرح ان کی ایک جماعت متشکل ہوتی جائے گی جو اس انقلاب کی سب سے پہلی داعی ہوگی۔ (۱۵/۲۶)۔

۲۱۶ اس کے برعکس، جو لوگ تیری دعوت سے سرکشی اختیار کریں، ان سے کہدے کہ (میں نے

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ﴿۲۱۹﴾ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۲۲۰﴾
هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَاءُ
يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿۲۲۴﴾

تم تک خدا کی بات پہنچادی) اس کے بعد تم جو کچھ کرو گے' اس کی ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہوگی۔

۲۱۷ (تم اس پیغام کو ان تک پہنچاتے جاؤ' اور اس کے بعد) اپنا بھروسہ خدا کے اس قانون پر رکھو جو بڑی قوتوں کا مالک ہے' اور اس قابل کہ نوعِ انسان کی ہر نشوو نما کے راستے میں جس قدر رکاوٹیں پیدا کی جائیں' انہیں دور کر دے۔

۲۱۸ وہ خدا تیرے سارے پروگرام اور تمام جد و جہد پر نگاہ رکھتا ہے۔ جب تو اٹھتا ہے' تو وہ اسے بھی دیکھتا ہے۔

۲۱۹ اور جب' اپنی جماعت کے ان افراد کے اندر چلتا پھرتا ہے' جو قانون خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے ہیں' تو یہ بھی اُس کی نگاہ میں ہوتا ہے۔

۲۲۰ وہ ہر بات کو سنتا اور ہر عمل کو دیکھتا ہے۔

۲۲۱ (علاوہ بریں' کہانت وغیرہ ایک فنّی چیز ہے۔ جو بھی اس کی مشق کرے' اُس میں یہ قوتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کے لئے تو یہ بھی ضروری نہیں کہ اس انسان کی زندگی پاکبازی کی ہو)۔
آؤ تمہیں بتاؤں کہ وہ قوتیں کس کس قسم کے انسانوں تک کو حاصل ہو جاتی ہیں۔

۲۲۲ ان لوگوں کو بھی جو فریب کار اور کذب باف ہیں۔ جو جھوٹ بولتے اور مکاریاں کرتے ہیں۔ جن کی انسانی صلاحیتیں بُری طرح سے مضمحل ہو چکی ہوتی ہیں۔ (۴۵/۷)۔

۲۲۳ وہ اِدھر اُدھر کان لگاتے رہتے ہیں۔ کچھ قیاس سے کام لیتے ہیں' کچھ فریب سے۔ اکثر ان میں سے دانستہ جھوٹ بولتے ہیں۔ (بعض خود فریبی میں مبتلا ہوتے ہیں)۔

۲۲۴ (کاہنوں اور ساحروں کے علاوہ' شاعروں کو بھی اس بات کا دعوےٰ ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں الہام کی رُو سے کہتے ہیں[1]۔ اس لئے وحی اور شعر کا سرچشمہ ایک ہی ہے۔ یعنی وجدان۔ یہ بھی

---

[1] عربوں میں — اور دیگر اقوام میں بھی — یہ عقیدہ عام تھا کہ شاعر کو الہام ہوتا ہے۔ "نوائے سروش" اور "صدائے ہاتف" جیسے تصورات اسی عقیدہ کے مظاہر ہیں۔ اسی کو اب وجدان (INTUTION) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ وحی' ان تمام چیزوں سے بالکل الگ شے ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ
انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾

غلط ہے۔ ان دونوں میں بنیادی فرق ہے۔ اتباعِ وحی کرنے والوں کی جماعت اپنے سامنے ایک متعین نصب العین رکھتی ہے' اور ان کا ہر عمل' ٹھوس تعمیری نتیجہ مرتب کرتا ہے۔ اس کے برعکس) شاعروں کے پیچھے چلنے والے' وہ فریب خوردہ لوگ ہوتے ہیں جو جذبات کی رو میں بہے چلے جاتے ہیں۔ اور کبھی حقائق کا سامنا نہیں کرتے۔ تعداد کے لحاظ سے دیکھو تو ٹڈی دل کی طرح بے شمار۔ لیکن نتیجہ کے اعتبار سے دیکھو تو تخریب ہی تخریب۔

۲۲۵ باقی رہے خود شاعر (جو سمجھتے ہیں کہ ان کا تعلق عالمِ غیب سے ہوتا ہے) ان کی حالت اس اونٹ کی سی ہوتی ہے جو جھوٹی پیاس کی بیماری میں مبتلا ہو اور اس کی وجہ سے مختلف وادیوں اور بیابانوں میں مارا مارا پھرے اور اس کی پیاس کہیں بجھنے نہ پائے —— ساری عمر جذبات کا پرستار اور جذبات بھی جھوٹے اور بناوٹی۔

۲۲۶ اور سب سے بڑی بات یہ کہ ان کی اپنی زندگی اس کے مطابق نہیں ہوتی جو وہ کہتے ہیں۔ ان کے قال اور حال —— قول اور عمل —— میں تطابق نہیں ہوتا۔ (لہذا' ایک آسمانی انقلاب لانے والا پیغامبر شاعر کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ اس کے شایانِ شان ہی نہیں ہوتا۔ $\frac{۳۶}{۶۹}$)۔

۲۲۷ ان کے برعکس' وحی پر ایمان لانے والے ہیں جو ایک متعین نصب العین پر یقین رکھتے ہیں اور ایسے پروگرام پر عمل پیرا رہتے ہیں جو ان کی اپنی ذات کی صلاحیتوں کی بھی نشوونما کرے اور دنیا کے بگڑے ہوئے کام بھی سنوارے۔ وہ زندگی کے ہر گوشے میں' قانونِ خداوندی کو اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ اسے کبھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے۔ جب ان پر کوئی ظلم اور زیادتی کرتا ہے (تو شاعروں کی طرح اس کی ہجو لکھ کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا نہیں کر لیتے بلکہ) اس سے اس زیادتی کا بدلہ لیتے ہیں' (اور ایک ایسا نظام قائم کرتے ہیں جس میں' ظلم اور زیادتی کرنے والے' بدلگام نہ پھرتے رہیں کہ جو ان کے جی میں آئے کریں۔ انہیں کوئی روکنے ٹوکنے والا ہی نہ ہو)۔ اس نظام میں ایسے لوگوں کو صاف نظر آجاتا ہے کہ انہیں ان کی غلط روش سے لوٹا کر کس مقام کی طرف لایا جائے گا اور ان کا ٹھکانہ کونسا ہوگا۔ (اس طرح مومنین کی جماعت ظالموں کا تختہ اُلٹ کر رکھ دیتی ہے)۔

یہ ہے فرق ایک نبی میں' اور ان مدعیانِ الہام و کہانت میں!

سورۃ النمل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

طٰسٓ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَ کِتَابٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱﴾ ہُدًی وَّ بُشۡرٰی لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲﴾ الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ
وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ﴿۳﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ زَیَّنَّا لَہُمۡ اَعۡمَالَہُمۡ فَہُمۡ
یَعۡمَہُوۡنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَہُمۡ سُوۡٓءُ الۡعَذَابِ وَ ہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ ہُمُ الۡاَخۡسَرُوۡنَ ﴿۵﴾

---

۱ خدائے ذی الطول وسمیع کا ارشاد ہے کہ یہ قوانین جو تمہارے سامنے آرہے ہیں، قرآن کریم — یعنی ایک واضح کتاب ہدایت — کے ہیں۔

۲ جو اُن لوگوں کے لئے جو اس کی صداقتوں پر یقین رکھیں، صحیح راستہ کی طرف راہ نمائی کا موجب اور اُس راستہ پر چلنے کے خوشگوار نتائج کا مژدۂ جانفزا ہیں۔

۳ یعنی اُن لوگوں کے لئے جو (اس ضابطۂ حیات پر ایمان لانے کے بعد) نظامِ صلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور عالمگیر انسانیت کے لئے سامانِ نشوونما کی فراہمی کا انتظام کرتے ہیں۔ اور خدا کے قانونِ مکافاتِ عمل، اور مستقبل کی زندگی پر یقینِ محکم رکھتے ہیں۔

۴ اِن کے برعکس، جو لوگ آخرت کی زندگی پر یقین نہیں رکھتے (اور زندگی کو صرف اسی دنیا تک محدود، اور اسی کے مفاد کا حصول مقصودِ حیات سمجھتے ہیں) انہیں اپنے اعمال بڑے خوشنما دکھائی دیتے ہیں اور وہ اسی خود فریبی میں بھٹکتے رہتے ہیں۔

۵ یہ وہ لوگ ہیں جن کی غلط روشِ زندگی ان کے لئے بڑی تباہی کا موجب بنتی ہے۔

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝٦ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ
سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝٧ فَلَمَّا جَاۗءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ
مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٨

(انہیں اِس دنیا کے مفاد تو ضرور حاصل ہو جاتے ہیں' لیکن) ان کا مستقبل برباد ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ آخر الامر سخت نقصان میں رہتے ہیں۔

٦ (نوعِ انسان کو اسی نقصان اور تباہی سے بچانے کے لئے) تجھے اے رسول! یہ قرآن دیا گیا ہے۔ یہ اُس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جو تمام کائنات کو اپنی حکمت کے مطابق صحیح راستے پر چلا رہا ہے اور ہر شے کے مقتضیات سے واقف ہے۔ (اُسے معلوم ہے کہ کس شے نے صحیح نشو و نما پا کر کیا بننا ہے' اور اسے وہ کچھ بننے کے لئے کیا کچھ درکار ہے)۔

٧ (یہ جو کہا گیا ہے کہ غلط راستے پر چلنے کا نتیجہ تباہی اور بربادی ہوتا ہے' اس کے لئے فرعون اور موسیٰؑ کی کشمکش کو دیکھو۔ اس داستان کا آغاز اُس واقعہ سے کرو جب' ایک تیرہ و تار شب میں' موسیٰؑ اور اس کے ساتھی' ایک پہاڑ کے دامن میں تھے۔ رات کی تاریکی میں راستے کا پتہ نشان نہیں ملتا تھا' اور سردی بلا کی تھی)۔ موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ مجھے (دور پہاڑ پر) آگ دکھائی دی ہے۔ تم یہیں ٹھہرو۔ میں جاتا ہوں' اور یا تو وہاں کسی سے راستے کے متعلق پتہ نشان لاتا ہوں' اور یا آگ کا انگارہ کہ تم لوگ اسے تاپ سکو اور اس طرح رات بسر ہو جائے۔ (۲۸/۲۹)۔

٨ جب موسیٰؑ آگ کے قریب پہنچا تو اسے آواز سنائی دی کہ یہ مقام جس میں آگ نظر آ رہی ہے (یعنی طور کی چوٹی) اور اس کا ارد گرد (ارضِ فلسطین) بڑی مبارک سرزمین ہے (جہاں اتنے انبیاء پیدا ہونے والے ہیں اور جو بنی اسرائیل کے لئے انقلابِ عظیم کی آماجگاہ بننے والی ہے۔ ۷/۱۳۷ ؛ ۲۸/۳۰)۔

(لیکن تم اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ تمام برکات و سعادات اسی خطۂ زمین میں محدود ہیں۔ باقی دنیا ان سے محروم ہے۔ نہیں۔ ایسا نہیں)۔ وہ خدا جو تمام نوعِ انسان کو نشو و نما دینے کا ذمہ دار ہے' وہ اس سے بہت بلند ہے (کہ وہ صرف کسی ایک خطۂ زمین کو اپنے سحابِ کرم کے لئے مخصوص کر لے اور باقی دنیا اس کی گہر پاشیوں سے محروم رہے۔ اس کی طرف سے عطا شدہ سامانِ نشو و نما —— خواہ اس کا تعلق طبیعی ضروریات سے ہو یا انسانی ذات سے —— تمام دُنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ سامانِ رزق بھی ہر قوم کو دیا ہے اور وحی کی راہ نمائی بھی)۔

يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٩ وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ
يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۣ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝١٠ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْۗءٍ فَاِنِّىْ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١١ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۣ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا
فٰسِقِيْنَ ۝١٢

---

۹ (موسیٰؑ حیران تھا کہ یہ آواز کہاں سے آئی اور کس نے دی؟ اس پر) ندائے جمال نے کہا کہ اے موسیٰؑ! یہ آواز تمہارے خدا کی طرف سے آئی ہے' جو بڑی قوتوں کا مالک اور عمدہ ترین تدابیر کا حامل ہے۔ (اس کی قوت وحکمت کا مظاہرہ اس کشمکش میں ہوگا جو تیرے سامنے آنے والی ہے)۔

۱۰ (پھر موسیٰؑ کو' اس مہم کے سلسلہ میں' مختلف احکام دے کر کہا کہ) ان احکام کو' جو تیرے لئے زندگی کا محکم سہارا' اور وجہ جامعیت ہیں' فرعون کے سامنے جاکر پیش کرو۔ موسیٰؑ نے جب اس مہم اور اسے سر کرنے کے پروگرام پر غور کیا تو اسے یوں محسوس ہوا گویا وہ ایک جیتا جاگتا اژدھا ہے' جس کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ موسیٰؑ نے اپنے خیال میں اس سے پیچھے ہٹنا چاہا اور فرعون کی طرف جانے سے خائف ہوا۔ (۷/۱۰۸ ؛ ۲۰/۲۲—۱۷ ؛ ۲۶/۳۳—۳۲)۔

آواز آئی کہ اے موسیٰؑ! ڈرو نہیں۔ جب ہم اپنے پیغمبروں کے ساتھ ہیں' تو پھر ان کے لئے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی (۲۶/۱۵)۔

۱۱ نہ ہی اسے ڈرنے کی ضرورت ہے جس سے کبھی نادانستہ کوئی زیادتی ہو گئی ہو' لیکن اس نے اس سے توبہ کرکے' زندگی کی حسین اور ہموار راہ اختیار کر لی ہو۔ اس لئے کہ ہمارے قانون مکافات میں اس کی گنجائش ہے کہ ایسے شخص کو' اس کی سابقہ لغزش کے نقصان رسان اثرات سے محفوظ رکھا جائے' اور اس کی نشوونما برابر ہوتی رہے۔ (لہٰذا' اگر تمہارے دل میں یہ خیال ہو کہ تم نے غلطی سے ایک شخص کو مار ڈالا تھا' اور اس طرح تم سے ایک جرم سرزد ہو گیا تھا' اس لئے اب اس عظیم مہم کو کس طرح سرانجام دیا جا سکے گا' تو اس خیال کو بھی دل سے نکال دو)۔

۱۲ پھر موسیٰؑ کو ان احکام کی تائید میں' براہینِ نیرّہ عطا کیں جن میں ارباب عقل وبصیرت کے لئے روشنی اور تابناکی کا سامان تھا۔ وہ اگر ان پر غور وفکر کریں گے تو انہیں نظر آجائے گا کہ احکامِ خداوندی کے اتباع میں کسی خرابی کا احتمال نہیں ہو سکتا۔ وہ تو سرتاپا خیر ہوتے ہیں (۲۸/۳۲)۔ یہ دلائل ان نو (۹) احکام' سے متعلق تھے جنہیں لے کر موسیٰؑ' فرعون اور اس کی قوم کی طرف

فَلَمَّا جَآءَتۡهُمۡ اٰيٰتُنَا مُبۡصِرَةً قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۳﴾ وَجَحَدُوۡا بِهَا وَاسۡتَيۡقَنَتۡهَاۤ اَنۡفُسُهُمۡ ظُلۡمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانۡظُرۡ كَيۡفَ

كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿۱۴﴾ وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا دَاوٗدَ وَسُلَيۡمٰنَ عِلۡمًا ۚ وَقَالَا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيۡرٍ مِّنۡ عِبَادِهِ

الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۵﴾ وَوَرِثَ سُلَيۡمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمۡنَا مَنۡطِقَ الطَّيۡرِ وَاُوۡتِيۡنَا مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

الۡفَضۡلُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۶﴾

گیا تھا — وہ قوم جو زندگی کے صحیح راستے کو چھوڑ کر غلط راہوں پر چل نکلی تھی۔

۱۳ لیکن جب اس قوم کے پاس ہمارے اسقدر بصیرت افروز احکام آئے، تو، بجائے اس کے کہ وہ لوگ ان پر ایمان لے آتے، اُلٹا کہنے لگے کہ یہ تو کھلا ہوا جھوٹ ہے (کہ موسیٰ کو خدا نے یہ احکام دے کر ہماری طرف بھیجا ہے۔ اور اگر ہم نے انہیں نہ مانا تو ہم پر تباہی آجائے گی)۔

۱۴ حالانکہ انہیں دل میں یقین ہو چکا تھا کہ وہ جھوٹ نہیں، لیکن انہوں نے محض اپنی سرکشی اور تکبر کی بنا پر ان سے انکار کر دیا۔ سو تم دیکھو کہ ان لوگوں کا انجام کیا ہوا جنہوں نے انسانی معاشرہ میں اس طرح فساد برپا کر رکھا تھا (انسانی معاشرہ میں ناہمواریاں پیدا کرنا عدالتِ خداوندی میں سب سے بڑا جرم ہے)۔

۱۵ اور ہم نے (بنی اسرائیل میں) داؤدؑ اور سلیمانؑ جیسے (اولوالعزم) پیغمبر پیدا کئے اور انہیں وحی کے علم سے نوازا۔ وہ اس موہبتِ عظمیٰ پر خدا کے حضور شکر گزار رہتے اور، اس احساس سے کہ اس نے انہیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا کی ہے، قدم قدم پر اس کی حمد و ستائش کے گیت گاتے تھے۔

۱۶ داؤدؑ کے بعد، سلیمانؑ اس کا جانشین ہوا (اس لئے نہیں کہ وہ اس کا بیٹا تھا۔ بلکہ اس لئے کہ وہ اس منصب بلند کا اہل تھا اور خدا نے اسے اس کے لئے منتخب کیا تھا۔ یہ محض اتفاقی بات تھی کہ وہ ایک نبی اور صاحب مملکت کا بیٹا تھا)۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ (اس سلطنتِ خداداد کی قوتوں اور ثروتوں کو دیکھو) ہمیں ہر قسم کا ساز و سامان میسر ہے — ہمارے پاس بڑا مستعد گھوڑوں کا لشکر ہے جس کے قواعد و ضوابط سے ہم خوب واقف ہیں۔ (اس زمانے میں یہ چیز بڑی قوت تسلیم کی جاتی تھی۔ ۲۱/۷۹ ؛ ۳۴/۱۲)۔

سامانِ زیست اور اسبابِ قوت و مدافعت کی یہ فراوانیاں، بالکل نمایاں ہیں، دراصل یہ نوازشہائے خداوندی کی کھلی کھلی نشانیاں۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا
النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ
رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ
فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾

۱۷ سلیمانؑ کے لشکروں میں، شہروں کے مہذب باشندے، جنگلوں اور پہاڑوں کے دیو ہیکل وحشی، اور قبیلۂ طیر کے شاہسوار سب شامل تھے۔ انہیں (کیمپوں میں) روک کر رکھا جاتا تھا تاکہ مناسب تربیت اور ٹریننگ سے، ان سے مفید کام لئے جائیں۔

۱۸ (ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سلیمانؑ کو معلوم ہوا کہ سبا کی مملکت، اس کے خلاف سرکشی کا ارادہ رکھتی ہے۔ چنانچہ وہ، بطور حفظِ ماتقدم، اس کی طرف لشکر لے کر روانہ ہوا۔ راستے میں وادیٔ نمل پڑتی تھی۔ ملکِ سبا کی طرح، اس مملکت کی سربراہ بھی ایک عورت تھی)۔ جب اس نے اس لشکر کی آمد کی خبر سنی تو اپنی رعایا کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں جا کر پناہ گزیں ہو جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ لشکرِ جرّار، اتنا معلوم کئے بغیر کہ تم، اس کے دشمن کی قوم سے کسی قسم کا تعلق رکھتے ہو یا نہیں، تمہیں یونہی کچل ڈالے۔ (فوجیں یہی کچھ کیا کرتی ہیں۔ ان کے راستے سے ہٹ جانا ہی قرینِ مصلحت ہوتا ہے)۔

۱۹ سلیمانؑ نے یہ سنا تو مسکرایا۔ (کہ یہ بیچارے سچے ہیں۔ انہوں نے یہی دیکھا اور سنا ہے کہ جب شاہی لشکر کہیں سے گزرتا ہے تو وہ اندھا دھند تباہی مچائے چلا جاتا ہے۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہیں کہ یہ کسی بادشاہ کا لشکر نہیں۔ خدا کے ایک رسول کی سپاہ ہے جس کا مقصد بے گناہوں کو ستانا نہیں ان کی حفاظت کرنا ہے)۔ پھر اس نے اپنے خدا سے دعا مانگی کہ بارِالٰہا! مجھے تو نے اس قدر عظیم مملکت عطا کی ہے تو اس کے ساتھ ایسا ضبط اور اپنے آپ پر کنٹرول بھی عنایت فرما کہ میں تیری اس نعمتِ عظمیٰ کو، جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر ارزاں فرمائی ہے اس طرح صرف کروں کہ یہ نوعِ انسان کے لئے تباہی کا موجب بننے کے بجائے، ان کے معاملات کو سنوارنے کا ذریعہ بنے۔ اور میرا ہر قدم، تیرے قوانین سے ہم آہنگ ہو۔ اس طرح میں، تیرے قانونِ ربوبیت و مرحمت کی بنا پر، تیرے اُن بندوں کے زمرے میں شامل ہو جاؤں جن کی صلاحیتیں نشوونما پا لیتی ہیں اور جن کے ہاتھوں انسانیت کے معاملات سنورتے ہیں۔

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ ۖ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ﴿۲۰﴾ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَاذْبَحَنَّهُ
أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿۲۱﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ
يَقِينٍ ﴿۲۲﴾ إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿۲۳﴾ وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ
لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿۲۴﴾ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ
الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿۲۵﴾

---

۲۰ (آگے چل کر ایک مقام پر ایسا ہوا کہ) سلیمانؑ نے 'گھوڑ سوار ہرکاروں کو' جو اُس وقت وہاں موجود نہیں تھے' طلب کیا۔ جب وہ آئے تو انہوں نے کہا کہ ان کا سردار ہُدہُد کہاں ہے؟ کیا وہ یونہی کہیں اِدھر اُدھر گیا ہے یا اپنی ڈیوٹی سے غائب ہے؟

۲۱ اگر وہ اپنی ڈیوٹی سے غیر حاضر ہو گیا ہے تو (فوجی قوانین کے مطابق) میں اسے سخت سزا دوں گا۔ اور اگر اس نے' اس کے لئے کوئی واضح اتھارٹی (اجازت نامہ) یا وجہِ جواز پیش نہ کی' تو ہو سکتا ہے کہ اسے سزائے موت دی جائے۔

۲۲ تھوڑے عرصہ کے بعد ہُدہُد آگیا۔ اس نے کہا کہ میں تفتیشِ حالات کے لئے' سبا کے ملک کے اندر چلا گیا تھا۔ وہاں سے میں نے ایسی معلومات فراہم کی ہیں جو اس سے پہلے آپ کے پاس نہیں تھیں۔ اور چونکہ یہ معلومات میں نے خود (براہ راست) حاصل کی ہیں اس لئے بالکل یقینی ہیں۔

۲۳ میں نے دیکھا کہ اس ملک پر ایک ملکہ حکمران ہے جس کے پاس سب کچھ موجود ہے۔ (یعنی وہ اپنی مملکت میں خود مکتفی ہے اور اپنی ضروریات کے لئے' کسی بیرونی قوم کی محتاج نہیں)۔ اور اس کا اندرونی نظم و نسق اور کنٹرول بھی بڑا عظیم الشان ہے۔

۲۴ لیکن وہ ملکہ' اور اس کی قوم کے لوگ' سورج کی پرستش کرتے ہیں۔ خدا کی نہیں کرتے۔ شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نگاہوں میں اس قدر خوشنما بنا رکھا ہے کہ وہ اپنے مسلک کو بالکل صحیح اور درست سمجھتے ہیں۔ اُس نے انہیں' صحیح روشِ زندگی کی طرف آنے سے ایسے روک رکھا ہے کہ وہ اس کی طرف راہ نمائی نہیں حاصل کر پاتے۔

۲۵ (حیرت ہے کہ) وہ لوگ خدا کو اپنا معبود نہیں تسلیم کرتے — اُس خدا کو جو کائنات کے مخفی' ذخیروں سے' ہر چیز کو عند الضرورت باہر لاتا ہے۔ اور (اس کا علم صرف خارجی کائنات تک ہی محدود نہیں بلکہ) وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم اپنے دل میں کیا رکھتے ہو اور ظاہر کیا کرتے ہو۔

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۶﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ
هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَیْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّیْۤ اُلْقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ كَرِیْمٌ ﴿۲۹﴾
اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَ اْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا (۲ / ۲۷ / ۱۷)
اَفْتُوْنِیْ فِیْۤ اَمْرِیْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ وَّ الْاَمْرُ
اِلَیْكِ فَانْظُرِیْ مَاذَا تَاْمُرِیْنَ ﴿۳۳﴾

۲۶ وہ خدا جس کے علاوہ کائنات میں کسی کا اختیار واقتدار نہیں۔ اس عظیم کارگہ فطرت کا مرکزی کنٹرول اسی کے ہاتھ میں ہے۔
(تعجب ہے کہ یہ لوگ اتنی بڑی سلطنت کے مالک ہونے کے باوجود اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے اور ایسی صاحب اختیار وارادہ ہستی کو چھوڑ کر سورج کو اپنا خدا مانتے ہیں جسے اپنے طلوع وغروب پر بھی کوئی اختیار نہیں)۔

۲۷ سلیمانؑ نے یہ سب کچھ سنا اور کہا کہ بہت اچھا۔ ہم ابھی معلوم کر لیتے ہیں کہ تمہارے بیان میں کہاں تک صداقت ہے۔ (خبر رساں ایجنسیوں کے بیانات کی تصدیق کر لینا ضروری ہوتا ہے)۔

۲۸ یہ ہمارا خط لو اور اسے سبا کے ارباب حل وعقد تک پہنچا دو۔ پھر ان کے پاس سے ہٹ کر وہیں انتظار کرو اور دیکھو کہ ان کا رد عمل کیا ہوتا ہے۔

۲۹ ملکہ نے وہ خط پا کر اپنے مشیروں کی مجلس بلائی اور ان سے کہا کہ مجھے ایک ایسا خط ملا ہے جو بڑے ہی شریفانہ انداز میں لکھا گیا ہے۔

۳۰ یہ خط شاہ سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور اس کی غایت یہ بتائی گئی ہے کہ خدا کی صفت ربوبیت اور رحیمیت (یعنی سامان نشوونما کی بہم رسانی) انسانوں میں عام ہو جائے۔ (۱/۲)۔

۳۱ اس میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کا ملخص یہ ہے کہ تم میرے خلاف سرکشی اختیار نہ کرو بلکہ قوانین خداوندی کی مطیع و فرمانبردار بن کر چلی آؤ۔

۳۲ خط کا مضمون سنا دینے کے بعد اس نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ تم اس معاملہ پر غور کر کے مجھے بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سے مشورہ کئے بغیر کسی معاملہ کا آخری فیصلہ نہیں کیا کرتی۔

۳۳ انہوں نے کہا کہ اگر سلیمانؑ کے پاس بڑے بڑے جرار لشکر ہیں تو ہم نے بھی چوڑیاں نہیں

قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۚ وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿۳۴﴾ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ
إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ
مِّمَّا آتَاكُم بَلْ أَنتُم بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿۳۶﴾ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُم بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم

پہن رکھیں۔ ہم بڑی قوتوں کی مالک سخت جنگجو قوم ہیں۔ اس لئے اس بنا پر اس سے خوف کھانے کی کوئی بات نہیں۔ (لیکن یہ اس معاملہ کا صرف ایک پہلو ہے جس کی طرف سے ہم تمہیں اطمینان دلاتے ہیں۔ اس کے دوسرے پہلوؤں پر آپ غور کرلیں۔ اس کے بعد آخری فیصلہ کریں۔ اس لئے کہ) ایسے معاملات میں آخری فیصلہ آپ ہی کا ہو سکتا ہے۔ آپ جو فیصلہ بھی کریں گی، ہم اس کے مطابق عمل کریں گے۔ ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔

۳۴ (اس نے کہا کہ اس بات کا تو مجھے بھی یقین ہے کہ تم جنگ سے گریز نہیں کرو گے لیکن یہ حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ) جب بادشاہ دوسرے ملک پر چڑھائی کرتے ہیں تو اسے تہس نہس کر کے رکھ دیتے ہیں، اور معاشرہ کا تختہ اس طرح الٹ دیتے ہیں کہ وہاں کے صاحبِ عزت اکابرین کو سب سے زیادہ ذلیل و خوار بنا دیتے ہیں۔ یہ بات کسی خاص بادشاہ سے متعلق نہیں۔ ملوکیت میں یہی کچھ ہوتا چلا آیا ہے، اور یہی کچھ ہوتا چلا جائے گا۔ (اس لئے ایسا باور کرنے کی کوئی وجہ نہیں، کہ اس بادشاہ کی طرف سے ایسا نہیں ہوگا۔ لہذا، میں یہ سمجھتی ہوں کہ جہاں تک ہو سکے، ہمیں جنگ کی نوبت نہیں آنے دینی چاہیئے)۔

۳۵ میں (سردست) ان کی طرف کچھ تحائف بھیجتی ہوں اور پھر انتظار کرتی ہوں کہ اس کا ان کی طرف سے کیا ردعمل ہوتا ہے۔ (شاید وہ اس طرح، جنگ کا ارادہ ترک کر دیں)۔

۳۶ جب ملکہ کا قاصد، تحائف لے کر سلیمانؑ کے پاس آیا تو اس نے (تحائف وغیرہ دیکھ کر کہا کہ) کیا تم لوگ مال کا لالچ دے کر مجھے اپنی طرف کھینچنا چاہتے ہو؟ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جس قدر مال و دولت مجھے اللہ نے دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ اور بہتر ہے جو تمہارے پاس ہے۔ اس لئے تمہارا مال، میرے لئے وجۂ کشش نہیں ہو سکتا۔ جو تحائف تم لائے ہو، وہ تمہارے نزدیک بڑے قابلِ فخر ہوں گے (لیکن میرے نزدیک ان کی کچھ قیمت نہیں۔ میرے نزدیک قدر و قیمت صرف اس کی ہے کہ تم قوانینِ خداوندی کی اطاعت اختیار کرلو)۔

۳۷ تم اپنی قوم کی طرف واپس جاؤ (اور ان سے کہو کہ چونکہ تم نے ہماری شرائط کو تسلیم نہیں کیا، اس لئے اب ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ) ہم ایسے لشکروں کے ساتھ تم پر چڑھائی

مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ
عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ
مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ
لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۚ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾

کریں جن کا تم مقابلہ نہیں کر سکو گے۔ ہم تمہیں تمہارے ملک سے ذلیل کر کے نکال دیں گے' اور اس کے بعد تم ہمیشہ محکومی کی زندگی بسر کرو گے۔

۳۸ (چنانچہ قاصد واپس چلا گیا اور سلیمانؑ نے چڑھائی کا ارادہ کر لیا۔ اور) اپنے اہل دربار سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ قبل اس کے کہ اہل سبا' باہر نکل کر جنگ کریں اور شکست کھا کر ہتھیار رکھ دیں' اُن کے پایہ تخت پر شدت کا حملہ کر کے' اسے اپنے قبضہ میں لے آیا جائے۔ (ہو سکتا ہے کہ اس طرح وہ جنگ کئے بغیر ہی راہ راست پر آجائیں)۔ چنانچہ اس نے ان سے پوچھا کہ وہ کون ہے جو اس مہم کو جلد از جلد سر کر سکتا ہے۔

۳۹ اس پر وحشی قبائل کا ایک قوی ہیکل سردار جو جسمانی قوت کے علاوہ' معاملہ فہمی میں بھی ماہر تھا' بولا کہ یہ مہم میں سر کر دوں گا۔ اور اتنی جلدی' کہ قبل اس کے کہ آپ اس مقام سے کوچ کر کے آگے بڑھیں' ملکہ اور اس کا تختِ حکومت آپ کے قدموں میں ہوگا۔ (آپ اس مہم کو میرے سپرد کیجئے) میں اسے سر کرنے کی قوت بھی رکھتا ہوں' اور قابل اعتماد بھی ہوں۔

۴۰ ایک دوسرے سردار نے' جسے اس خط و کتابت کا پورا پورا علم تھا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے' کہا کہ میں اس مہم کو اس سے بھی جلدی سر کر سکتا ہوں —— ایسی جلدی کہ ملکۂ سبا' چشم زدن میں' مفتوح و مغلوب یہاں آجائے۔

چنانچہ وہ مہم اس کے سپرد کی گئی' اور اس نے اسے نہایت حسن و خوبی سے سر کر لیا۔ جب سلیمانؑ نے مالِ غنیمت کو اپنے سامنے دیکھا تو بحضور رب العزت سجدہ ریز ہوا اور کہا کہ اس قوم کے خلاف' اس قسم کی کامیابی اُنہی اسباب و ذرائع سے ممکن تھی جو ہمیں خدا کی طرف سے عطا ہوئے ہیں۔ وہ ایسے مواقع اس لئے بہم پہنچاتا ہے کہ لوگوں پر اس حقیقت کو آشکارا کر دے کہ میں' اُس کی دی ہوئی قوت و حشمت' اور دولت و ثروت کو صحیح مصرف میں لاتا ہوں یا ان کا غلط استعمال کرتا ہوں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جو قوم بھی فطرت کی بخشائشوں کو صحیح مصرف میں لاتی ہے' اُس کا

قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَٰكَذَا عَرْشُكِ
قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۚ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ
مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿۴۳﴾ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ
صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۴۴﴾ ۳ ع ۱۸

فائدہ اسی کو ہوتا ہے۔ اور جو لوگ ان کا غلط استعمال کرتے ہیں' اس کا نقصان انہی کو ہوتا ہے۔ —— خدا کا نہ تو اُن مفادات سے کچھ سنورتا ہے اور نہ ہی ان نقصانات سے کچھ بگڑتا ہے۔ یہ سب انسان کے اپنے لئے ہے۔ خدا اس سے بے نیاز ہے کہ وہ انسانوں کی محنت کے ماحصل سے کچھ لے۔ اس کے پاس بہت کچھ ہے۔

۴۱ لیکن یہ فتح میدانِ جنگ میں ہوئی تھی۔ ان کے دارالسلطنت تک رسائی نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ اس کے لئے سلیمانؑ نے اہل لشکر سے کہا کہ تم (دیگر مقامات کو زیادہ گزند نہ پہنچاؤ)۔ ایوانِ حکومت پر اس شدت کا حملہ کرو کہ اس کا حلیہ بگڑ جائے۔ ہوسکتا ہے کہ اربابِ حکومت اس سے راہ راست پر آجائیں۔ اگر ایسا نہ ہوا (تو پھر دوسری تدابیر پر عمل کیا جائے گا)۔

۴۲ (چنانچہ یہ تدبیر کارگر ہوگئی۔ اور ملکۂ سبا نے شکست مان لی)۔ جب وہ سلیمانؑ کے سامنے آئی تو اُس نے کہا کہ کیوں؟ یہی تھی وہ تیری قوت و ثروت جس کے بل بوتے پر تیری قوم اس قدر سرکش ہو رہی تھی؟ اس نے کہا کہ ہاں! وہ قوت و ثروت کچھ ایسی ہی تھی۔ ہمیں اس کا پہلے ہی سے احساس ہوگیا تھا۔ اب ہم آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔

۴۳ وہ' فرماں پذیری تو اس سے بہت پہلے قبول کرلیتی' لیکن جو چیز اس کی راہ میں حائل ہو رہی تھی' وہ اس قوم کا مذہب تھا —— یعنی وہ معبود جن کی وہ قوم' خدا کو چھوڑ کر پرستش کرتی تھی۔ (ان کا خیال تھا کہ وہ معبود ان کی ضرور مدد کریں گے اور وہ غالب رہیں گے۔ لیکن ان کا یہ خیالِ خام تھا)۔

۴۴ اب ان کے تعلقات خوشگوار ہوگئے اور سلیمانؑ نے اسے اپنے ہاں بطور شاہی مہمان مدعو کیا' اور شیش محل میں اس کے قیام کا بندوبست کیا۔ (اس نے اس سے پہلے کبھی شیش محل نہیں دیکھا تھا۔ جب اس نے بلوریں فرش میں درودیوار کے عکس دیکھے تو) اسے گہرا پانی خیال کیا' اور اس سے گھبرا سی گئی۔ (سلیمانؑ نے اس کی گھبراہٹ کو بھانپ لیا اور کہا کہ اس میں ڈرنے کی

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمۡ فَرِيۡقٰنِ يَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰقَوۡمِ لِمَ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبۡلَ الۡحَسَنَةِ ۚ لَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرُوۡنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّيَّرۡنَا بِكَ وَبِمَنۡ مَّعَكَ ؕ قَالَ

کوئی بات نہیں۔ یہ پانی نہیں، شیشے کا فرش ہے جس میں عکس دکھائی دے رہے ہیں۔

ملکۂ سبا نے اس شان و شوکت کو دیکھ کر سلیمانؑ سے پوچھا کہ اُسے سامانِ آرائش و آسائش کی اس قدر فراوانیاں کس طرح حاصل ہو گئی ہیں۔ سلیمانؑ نے کہا کہ جس سرزمین پر خدا کا نظامِ ربوبیت قائم ہو جائے وہاں یہ سب کچھ میسر آجاتا ہے)۔ اس پر ملکہ نے کہا کہ اے میرے نشوونما دینے والے! میں نے اپنے آپ پر زیادتی کی تھی جو تجھے چھوڑ کر معبودانِ باطل کی عبودیت اختیار کر رکھی تھی۔ میں درحقیقت تاریکی میں تھی۔ اب مجھ پر انکشافِ حقیقت ہوا ہے۔ اس لئے اب میں بھی اُسی خدا کی محکومیت اختیار کرتی ہوں جو تمام نوعِ انسان کی نشوونما کا ضامن ہے۔ اس طرح میں سلیمانؑ کا مطیع و فرماں پذیر ہوں۔ ہم دونوں اس کے محکوم ہیں۔

۴۵ یہ تھا سلیمان اور ملکۂ سبا کا ماجرا۔ اس ملکہ کا جس نے قوانینِ خداوندی کی اطاعت اختیار کر کے اپنے آپ کو تباہیوں اور بربادیوں سے بچا لیا۔ اس کے برعکس، وہ اقوام تھیں جنہوں نے، رسولوں کی تنبیہ کے باوجود، اپنی غلط روش کو نہ چھوڑا اور تباہ و برباد ہو گئیں۔ انہی میں، قومِ ثمود تھی جس کی طرف ہم نے، ان کے بھائی بندوں میں سے، صالحؑ کو بھیجا تھا۔ اُس نے ان سے کہا کہ تم قوانینِ خداوندی کی محکومیت اختیار کرو۔ اس پر ان میں دو پارٹیاں ہو گئیں۔ ایک وہ جو صالحؑ کے ساتھ قوانینِ خداوندی پر ایمان لے آئی۔ اور دوسری وہ جس نے اس سے سرکشی اختیار کی — یہ دونوں پارٹیاں ایک دوسرے کی مخالف تھیں۔

۴۶ (صالحؑ نے انہیں بہتیرا سمجھایا لیکن وہ یہی کہتے رہے کہ تم جس تباہی کی دھمکی دیتے ہو، وہ آ کیوں نہیں جاتی؟)۔ اس پر صالحؑ ان سے کہتا کہ تم کس قدر اپنے آپ سے دشمنی کر رہے ہو کہ زندگی کی خوشگواریوں سے پہلے، تباہیوں اور بربادیوں کے لئے جلدی مچا رہے ہو! تم ان تباہیوں کو آوازیں دے دے کر بلانے کی بجائے خدا سے ان سے محفوظ رہنے کا سامان کیوں نہیں طلب کرتے! اس سے، صرف یہ کہ تم ان تباہیوں سے محفوظ رہ جاؤ گے بلکہ تمہاری نشوونما کا سامان بھی بافراط مل جائے گا۔

۴۷ اس کے جواب میں وہ کہتے کہ جب سے تم اور تمہارے ساتھی پیدا ہوئے ہیں، ہمارے کانوں میں مسلسل تباہی اور بربادی کی آوازیں پڑنی شروع ہو گئی ہیں۔ (ورنہ، اس سے پہلے، ہم ان الفاظ تک سے ناآشنا تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ بڑے منحوس ہو!

طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿٤٨﴾
قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَأَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهٖ وَإِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا
وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٠﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِيْنَ ﴿٥١﴾
فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ۗ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٥٢﴾

اس پر صالحؑ ان سے کہتا کہ تم پر یہ "نحوست" (تباہی اور بربادی) ہماری وجہ سے نہیں آرہی۔ یہ تو تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے جو خدا کے قانونِ مکافات کے مطابق مرتب ہو رہا ہے۔ (لیکن ایسا نظر آتا ہے کہ یہ باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گی جب تک) تمہیں عذاب کی کٹھالی میں تپایا نہیں جائے گا۔

۴۸ اس قوم میں نُو بڑے بڑے منتخب سردار تھے جن کے ذمے معاشرے کا نظم و نسق تھا۔ وہی ان تمام شرارتوں کی جڑ تھے۔ وہ ملک میں ناہمواریاں پیدا کرتے رہتے تھے اور قوم کو کبھی اصلاح کی طرف آنے نہیں دیتے تھے (حقیقت یہ ہے کہ قوم کا دار و مدار ان لوگوں پر ہوتا ہے جن کے ہاتھ میں اقتدار و اختیار اور نظم و نسق ہو۔ وہی عوام کو بگاڑتے ہیں اور انہی کے سنوارنے سے معاشرہ سنورتا ہے)۔

۴۹ (چونکہ جس نظامِ عدل کی طرف صالحؑ دعوت دیتے تھے اس سے ان اربابِ اقتدار کی مفاد پرستیوں پر زد پڑتی تھی، اس لئے وہی سب سے زیادہ اس کی مخالفت کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی میٹنگ بلائی اور) آپس میں کہا کہ قسم اٹھاؤ کہ ہم سب مل کر صالح اور اس کے ساتھیوں پر رات کو حملہ کریں گے۔ اور ہم مقتولین کے ورثاء کے سامنے صاف مکر جائیں گے اور کہدیں گے کہ ہم نے انہیں ہلاک ہوتے دیکھا تک نہیں۔ اور ہم بالکل سچ کہتے ہیں۔

۵۰ وہ ادھر یہ تدبیر سوچ رہے تھے۔ اور ہم اپنے قانونِ مکافات کی رو سے، ایک اور تدبیر کر رہے تھے جس کا انہیں شعور و احساس تک نہ تھا۔

۵۱ سو تم دیکھو کہ ان کی تدبیر کا انجام کیا ہوا اور خدا کی تدبیر نے کیا کیا؟ (صالحؑ اور اس کی جماعت تو صحیح و سلامت رہی) اور وہ مفسدین، اور ان کی قوم، سب تباہ و برباد ہو گئے۔

۵۲ یہ ہیں اُن کی بستیاں جو آج تک ویران پڑی ہیں۔ اور یہ سب اس لئے ہوا کہ وہ لوگوں پر ظلم کرتے تھے۔

وَاَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَۃَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾
اَئِنَّکُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَھْوَۃً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْھَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِہٖٓ اِلَّآ اَنْ
قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْیَتِکُمْ ۚ اِنَّھُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَھَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَیْنٰہُ وَاَھْلَہٗٓ اِلَّا امْرَاَتَہٗ ۫ قَدَّرْنٰھَا مِنَ
الْغٰبِرِیْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْھِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۵۸﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ ع ۴

اِس سرگزشت میں ان لوگوں کے لئے سامانِ عبرت ہے جو علم و بصیرت سے کام لیتے ہیں۔

۵۳ (وہ تباہ ہو گئے اور) وہ لوگ جو قوانین خداوندی کی صداقت پر ایمان لائے تھے' اور ان کے مطابق زندگی بسر کرتے تھے' اُن کے شر سے محفوظ رہے۔

۵۴ اسی طرح لوطؑ کی سرگزشت ہے جس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم سب کچھ دیکھتے بھالتے' سمجھتے سوچتے' اس قدر کھلی ہوئی بے حیائی کا کام کرتے ہو!

۵۵ تمہاری حالت یہ ہے کہ تم' جنسی خواہش کی تسکین کے لئے' عورتوں کو چھوڑ کر' مردوں کی طرف آتے ہو۔ یہ کتنی بڑی جہالت کی بات ہے۔

۵۶ اس کی قوم کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہ تھا' بجز اس کے کہ انہوں نے باہمی مشورہ کیا کہ لوطؑ کی جماعت کے لوگوں کو اپنی بستی سے نکال باہر کیا جائے۔ یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں! (ایسے "پاکبازوں" کا ہم جیسے "سیاہ کاروں" میں بھلا کیا کام!)۔

۵۷ لیکن ہم نے لوطؑ اور اس کے ساتھیوں کو' اُن کے دستِ تطاول سے محفوظ رکھا۔ بجز لوطؑ کی بیوی کے' جس کے خیالات کے پیشِ نظر' پہلے ہی سے اندازہ تھا کہ وہ لوطؑ کا ساتھ نہیں دیگی۔ بلکہ پیچھے رہ جانے والی جماعت میں شامل رہے گی۔

۵۸ چنانچہ اُس قوم پر' کوہ آتش فشاں سے پتھروں کی بارش ہوئی ——— کس قدر بری تھی وہ بارش جو ان لوگوں پر برسی' حالانکہ انہیں اس کے متعلق پہلے سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ (لیکن انہوں نے تو اپنا شیوہ بنا لیا تھا کہ لوطؑ کی ہر بات کی مخالفت اور تکذیب کرنی ہے)۔

۵۹ ان تاریخی شواہد کی روشنی میں' یہ حقیقت تمہارے سامنے بے نقاب ہو جائے گی کہ خدا کا قانونِ مکافات کس قدر درخورِ حمد و ستائش ہے جو ظلم کرنے والوں کو تباہ کر دیتا ہے' اور جو لوگ اُس کے قوانین کی محکومیت اختیار کرتے ہیں' اُنہیں' اِن ظالمین کے گروہ سے الگ

اصۡطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيۡرٌ اَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۵۹﴾

کرکے امن وسلامتی میں رکھتا ہے۔ (اگر خدا کا قانونِ مکافات نہ ہوتا' تو جو گروہ ایک دفعہ کسی طرح قوت حاصل کرلیتا' وہ دوسروں پر ظلم واستبداد کئے جاتا' اور کوئی اُسے روکنے والا نہ ہوتا)۔

اس کے بعد سوچو کہ کیا خدا (کے قانونِ مکافات) کا غلبہ اور اقتدار بہتر ہے یا ان قوتوں کا جنہیں یہ لوگ خدا کے ساتھ شریک کرتے ہیں!

Author Parvēz,
Title Mafhūm
C2U .P276mq